13.80

قلات

انیسویں صدی میں

— مترجم —

پروفیسر محمد رشید الحق

پبلشرز:

بے نظیر انٹرپرائیزز

کوئٹہ

۱۹۹۵

Marfat.com

قلات
انیسویں صدی میں

مترجم

پروفیسر محمد رشید الحق

پبلشرز:

بے نظیر انٹرپرائیزز
کوئٹہ

۱۹۹۰

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

84264

طابع ——— سید عابد بخاری

مطبع ——— بے نظیر انٹرپرائیزز زرغون روڈ کوئٹہ

طبع اوّل ——— ۱۹۹۰ء

تعداد ——— تین سو

قیمت ——— دوسو روپیہ

اصل کتاب " KHELAT AFFAIRS " کے نام سے ۱۸۷۲ء میں پہلی بار حکومت برطانیہ نے شائع کی۔
اردو ترجمہ پروفیسر محمد رشید الحق نے کیا

اشاعتی ادارہ : بے نظیر انٹرپرائیزز
زرغون روڈ کوئٹہ (پاکستان)
فون : ۴۲۴۰۱

تقسیم کار : نسار ٹریڈرز
پٹیل روڈ کوئٹہ (پاکستان)
فون: ۴۳۵۲۸-۷۹۶۰۰

تعارف از مترجم

یہ کتاب عام معنوں میں کتاب نہیں ہے۔ اِس میں کوئی تسلسل نہیں ہے، نہ ہی اِس میں کوئی ابواب ہیں اور نہ ہی کہیں کوئی عنوان نظر آئے گا۔

یہ پوری کتاب قلات کے معاملات کے بارے میں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ انیسویں صدی کے آخیر میں قلات پہ کیا گزری، یہ اُس کا بیان ہے۔ مگر یہ بیان خطوط کی شکل میں ہے۔ یہ خطوط حکومتِ برطانیہ کے افسروں کے ہیں جو اُن لوگوں نے قلات کے بارے میں آپس میں اور حکومتِ ہند کو لکھے۔

۱۸۷۰ء میں سندھ پہ انگریز قابض تھے اور شمال میں پنجاب بھی فتح ہو چکا تھا۔ سندھ کی سرحد جیکب آباد تھی اور مری قبائل پنجاب سے ملے ہوئے تھے۔ بلوچستان ایک نیم آزاد حکومت تھی جہاں مختلف قبائل رہتے تھے جیسا کہ اب بھی رہتے ہیں۔ اِن میں مشہور قبائل مری، بروہی اور مینگل تھے۔ بلوچستان کی سرحدیں مغرب میں وہیں پہ تھیں جہاں اب ہیں۔ اور مشرق و شمال میں برطانوی سندھ اور پنجاب سے ملتی تھیں۔

اُس زمانے میں بلوچستان تقریباً اتنا ہی بڑا تھا جتنا کہ اب ہے۔ مگر افغانستان سے اس کے سیاسی اور تہذیبی تعلقات تھے۔ درّہ بولان سے گزرنے والے قافلوں کی ذمہ داری خان قلات پہ تھی۔ اِس راہداری کی ذمّہ داری کو پورا کرنے کے لئے خان کے افسران مقرر تھے۔ مختصر یہ کہ اِس سارے عِلاقے پر خان قلات کو کسی نہ کسی طرح کا اقتدارِ اعلیٰ حاصل تھا۔

Marfat.com

خان قلات اور حکومتِ برطانیہ کے درمیان ایک مُعاہدہ تھا جس کے تحت حکومت برطانیہ کا ایک ریذیڈنٹ قلات میں رہتا تھا - اور خان قلات کو یہ اجازت نہ تھی کہ کسی بیرونی طاقت سے کوئی رابطہ قائم کریں۔

بدقسمتی سے اُس زمانے میں خان قلات اور قبائلی سرداروں کے کسی نہ کسی وجہ سے تعلقات بہت خراب تھے اور یہ سردار ہر جگہ بغاوت پہ تُلے ہوئے تھے۔ جہاں موقع مِلتا خوب لُوٹ مار مچاتے۔ ہر جگہ بدامنی تھی۔ یہ خطوط اسی سِلسلے میں ہیں۔

اُس زمانے میں سندھ میں کمشنر ہوتا تھا جو کراچی میں رہتا تھا اور اسی کے تحت قلات اور سرحد کے معاملات آتے تھے۔ جن لوگوں نے اِس ڈرامے میں اہم کردار ادا کیا ہے، اُن کے نام یہ ہیں:

سر ولیم میری ویدر- کراچی میں آج بھی ایک گھنٹہ گھر ہے جس کا نام "میری ویدر ٹاور" ہے۔
جیکب آباد میں ایک صاحب کرنل فیری پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ تھے جن کے سپُرد سرحدوں کی ذمہ داری تھی۔ اور ڈیرہ غازی خان میں کپتان سنڈیمن ڈپٹی کمشنر تھے۔
پنجاب میں لیفٹننٹ گورنر ہوتا تھا اور سندھ میں کمشنر۔ حکومتِ ہند کا سربراہ وائسرائے اور گورنر جنرل کہلاتا تھا۔ سندھ ایک کمشنری تھی اور بمبئی پریذیڈنسی کا ایک حصّہ۔
اُس دَور میں بلوچستان کے ڈرامے میں دو ایکٹر کافی نمایاں ہیں۔ ایک سنڈیمن اور دوسرے کرنل فیری۔ اور تیسرا نام جو کبھی کبھی آتا ہے وہ ہیریسن کا ہے جو اُن دنوں قلات میں ریذیڈنٹ تھا۔

مَیں نے ترجمہ کرتے وقت کوشش کی ہے کہ جو کچھ اِن خطوط میں ہے اُس کے ہر جُملے کا ترجمہ ہو جائے۔ اِسی لئے ترجمے میں اکثر جُملے رواں نہیں ہیں۔ مگر جہاں مطلب خبط ہوتا نظر آیا وہاں مَیں نے آزاد ترجمہ کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ مختلف خطوط اور دستاویزات ہیں نہ تاریخوں میں کوئی تسلسل ہے نہ واقعات میں۔ زبان اور اندازِ تحریر بہت خراب۔ یہ فوجی

Marfat.com

افسران خصوصاً جو کمپنی کے دنوں میں ہندوستان آتے تھے اُن کی تعلیم واجبی ہی ہوتی تھی۔ ان سبھوں میں رزیادہ فعال، زیادہ بولنے والا اور بے تحاشا لکھنے والا، نڈر اور چالباز سنڈیمن تھا۔ زباندانی کے لحاظ سے وہ جاہل تھا۔ تحریر میں جملے اتنے لمبے کہ پڑھتے پڑھتے طبیعت اُکتا جائے اور مطلب اپنی جگہ خبط۔ لہٰذا ترجمے میں اس کا خیال رکھا گیا ہے کہ پڑھنے والے کے ذہن پہ کم سے کم بوجھ پڑے۔

آخیر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ قارئین حضرات کو اِس کتاب سے انیسویں صدی کے بلوچستان کا نقشہ سامنے آجائیگا اور یہ بھی کہ انگریزوں نے یہاں کیا کھیل کھیلا۔

Marfat.com

برقیہ ۸۹۰ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۷۱ء از ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان۔

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب۔

کرنل فیری نے بذریعہ تار خبر دی ہے کہ کوئٹہ اور مستونگ میں ہنگامے شروع ہو گئے ہیں۔ بروہی لڑنے مرنے پہ تُلے ہوئے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق کچھی میں خان کے حامیوں اور مریوں میں لڑائی چھڑ گئی ہے۔ تمام سڑکیں بند ہیں۔

---

۲۳۸ (ایس) مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۷۱ء از سیکرٹری حکومت پنجاب۔

بنام سیکرٹری محکمہ خارجہ حکومت ہند۔

ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کے برقیہ مورخہ ۱۶ ماہ ہذا کی نقل حسب الحکم لیفٹیننٹ گورنر بہادر کو اطلاعاً بھیج رہا ہوں تاکہ عزت مآب وائسرائے ہند کو اس بات کی اطلاع ہو جائے کہ قلات میں مریوں اور خان کے درمیان ناچاقی شروع ہو گئی ہے۔

کپتان سنڈیمن کے ایک خط کا اقتباس

ڈیرہ غازی خان مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۷۱ء

مَیں نے آپ کو بذریعہ تار خبر دی ہے کہ کرنل فیری نے مجھے تار سے یہ اطلاع دی کہ کوئٹہ اور مستونگ میں ہنگامے شروع ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد سبّی سے یہ خبر ملی کہ ۱۰ اکتوبر کو بروہیوں نے بغاوت کر دی اور کوئٹہ اور مستونگ میں خان کے نائبوں کو قتل کر دیا ہے اور خان کے گھوڑے، مویشی اور غلّہ وغیرہ لُوٹ کر لے گئے۔ جیلاوان (جھالاوان) اور سراوان کے لوگ

Marfat.com

اپنے سردار مولا محمد کو قندھار اپنی مدد کے لئے بار بار لکھ رہے ہیں۔

سر دست یہی خبر ہے۔ اگر اور کوئی اہم بات ہوئی تو بعد میں بتاؤں گا۔

برقیہ ع۱۲۸۱ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۱ء

از ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان بنام سیکرٹری حکومت پنجاب۔

مزید اطلاع یہ ملی ہے کہ قلات میں انقلاب پھیل رہا ہے۔ کچھی کے بلوچوں نے خان کی حمایت کرنے اور باغی براہویوں کے خلاف لڑنے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ براہوی بولان کے قریب لوٹ مار مچائے ہوئے ہیں۔ کیا ان خبروں کی اطلاع بذریعہ تار دیتا رہوں؟

ع۲۶۴ (ایس) مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۸۷۱ء

از سیکرٹری حکومت پنجاب۔ بنام سیکرٹری محکمہ خارجہ حکومت ہند

بسلسلہ مراسلہ ع۲۳۸ (ایس) مورخہ ۷ ماہ ہذا۔ ڈیرہ غازی خان کے ڈپٹی کمشنر کے تار کی نقل بھیج رہا ہوں۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ قلات میں انقلاب پھیلتا ہی جا رہا ہے۔

کراچی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۷۱ء

از کمشنر سندھ بنام سیکرٹری محکمہ خارجہ۔ شملہ

۵ اکتوبر کو کپتان ہیرسن نے قلات سے مستونگ اور کوئٹہ میں ہنگامے کی خبر دی ہے۔ مگر کس پیمانے پر، یہ معلوم نہ ہو سکا۔ خان کو قندہار سے یہ خبر ملی ہے کہ چند براہویوں نے خان کے سپاہیوں کے ساتھ مل کر خان کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ شاہ غازی ولی محمد دو سو سوار لے کر فوراً روانہ ہو گیا ہے۔ کپتان ہیرسن کے خیال میں اس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ ولی محمد کا دو سو سواروں کے ساتھ آنا خان کے نزدیک اس معاملے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

Marfat.com

باغی سرداروں کے نام یہ ہیں : جہانگیر لہڑی۔ سید خان محمد زئی ۔ محمد سید خان سندری ۔ اور مبارک خان شاہوانی ۔ جہانگیر لہڑی اور مبارک خان بااثر لوگ ہیں ۔ مبارک خان سردست کوئٹہ چلے گئے ہیں ۔

کپتان سنڈیمن کے ایک خط مورخہ ۶ نومبر ۱۸۷۱ء ڈیرہ غازی خان کی نقل ۔

قلات میں بغاوت کے متعلق میں پہلے بذریعہ تار اطلاع دے چکا ہوں ۔ اس کے بعد کوئی تازہ خبر نہیں ملی ۔ سردست اس خط کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ غازآن کے ایجنٹ نے مجھے باغیوں کے بارے میں بتایا تھا اس کی تفصیل بیان کروں جو تار میں ممکن نہ تھا ۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں کا ارادہ خان کو معزول کرنے کا نہیں بلکہ وہ اپنے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں ۔ مری جو بولان کے دائیں طرف رہتے ہیں اور بولان سے گزرنے والے قافلوں کی حفاظت کرتے تھے وہ بھی اسی جذبے کے تحت باغیوں کا ساتھ دے رہے ہیں ۔ مجھے اُمید ہے کہ یہ مولا محمد کا ساتھ نہیں دیں گے ۔ اور نہ ہی مولا محمد ان کی مدد مانگے گا ۔ مَیں نے انتہائی کوشش کی ہے کہ ایسا نہ ہو ۔

جب یہ بغاوت شروع ہوئی تو مولا محمد قندھار سے کابل جا رہا تھا اور سُننے میں آیا کہ وہ باغیوں سے ملنے جا رہا ہے ۔ مگر مریوں کو اِس کی اطلاع نہ تھی ۔ یہ سچ ہے کہ شاہ غازی کوئٹہ کے قریب لڑائی میں زخمی ہو گیا تھا مگر اب اچھا ہو رہا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ان سارے ہنگاموں کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ قلات کے معاملات پر جو پردے پڑے ہوئے تھے وہ اُٹھ جائینگے ۔
مَیں سمجھنے سے قاصر ہُوں کہ ہمارے لوگ آخر کیوں قندھار سے اُسی طرح آمد و رفت نہیں رکھ سکتے جس طرح مولا محمد کے ساتھی اور کچھی کے لوگ رکھتے ہیں ۔ اس طرف کے لوگ سواتیوں اور پشاور والوں کی طرح کٹّر اور متعصب نہیں ہیں ۔ قندھار سے آزادانہ آمد و رفت ہماری حکومت اور رعایا دونوں کے لئے مفید ثابت ہو گی ۔ کرنل لمسڈن کو مجھ سے اتفاق ہے اور میرا

Marfat.com

خیال ہے کہ ہر وہ شخص جو ہمارے وطنِ عزیز کا خیر خواہ ہے اور ہر وہ شخص جو اِس مُلک اور اِس سرحد کے حالات سے واقف ہے مجھ سے اِتفاق کرے گا۔ بہر حال سر دست اِس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

۸۵ء ۔ قلات مورخہ ۲۱ر اکتوبر ۱۸۷۱ء

ازکپتان سی - ایچ ہیریسن - پولیٹیکل ایجنٹ قلات ۔

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ - فرنٹیئر اپر سندھ ۔

مَیں اِس خط کو مع ترجمہ آپ کے پاس بھیج رہا ہوں جس کا حوالہ میری ڈائری مورخہ ۱۶ر اکتوبر میں موجود ہے۔ اِس سے گزشتہ ہنگاموں کی تفصیلی کیفیت معلوم ہو جائے گی۔

مندرجہ بالا خط سردار مولا محمد کے رشتہ دار سالو خان رئیسانی کے نام ہے اور مرحوم لہڑی سردار جہانگیر کی جیب سے ملا۔ مَیں اِس سے اِس نتیجے پر پہنچا کہ یہ خط قندھار سے رئیسانی سردار نے بروہیوں کے سردار کو لکھا اور اُنہیں بغاوت پہ اُکسایا۔

شاہ غازی کا مراسلہ جو اِس خط کے ساتھ تھا اُس کی نقل بھی بھیج رہا ہوں اور وہ خط بھی جو دینار زئی سردار نے اُسے (ولی محمد کو) لکھا۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر اپر سندھ کا مندرجہ بالا خط پہ نوٹ

۱۹۸۳ء جیکب آباد مورخہ ۳ر نومبر ۱۸۷۱ء

یہ خط مع اصل و ترجمہ کمشنر سندھ کو پیش کیا جاتا ہے۔ یہ مراسلہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد کے پاس آج دوپہر کو پہنچا۔ معلوم ہوتا ہے ۲۱ر اکتوبر ۱۸۷۱ء کا یہ خط ڈاک کی گڑبڑ کی وجہ سے اتنی دیر میں پہنچا۔ قلات سے اِس تاریخ کے بعد کے خطوط اِس سے قبل موصول ہو گئے۔

Marfat.com

۱۹۸۴ء۔ جیکب آباد۔ مورخہ ۳ / نومبر ۱۸۷۱ء
انگریزی ملحقات کے ساتھ اِس کی نقل سیکرٹری محکمہ خارجہ شملہ کو روانہ کی جاتی ہے۔

بنام سالوخان ریئسانی

تمہارا خط ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ تم نے یہ سچ کہا کہ قندھار کے لوگوں نے قلات میں ہنگامہ کرانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اِس قسم کی کارروائی کے لئے موقع اور روپے کی ضرورت ہے۔ اِن دونوں کی کمی کی وجہ سے مَیں قندھار میں قیام کرنے پر مجبور ہوں۔ اگر تم لوگ ہمارا ساتھ دو تو ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

مَیں نے اللہ داد خان ولد نائب محمد حسین کو امیر (امیر کابل) کے پاس بھیجا ہے۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ اگر سالوخان تم نے کوئی انتظام کیا ہے تو بتاؤ کہ تمہارے ساتھی کون کون ہیں۔ اور یہ کہ بغاوت کہاں سے شروع ہوگی۔ کوئٹہ، مستونگ یا کچھی سے؟ جب ہنگامہ شروع ہو جائے تو مجھے خبر دو۔ مَیں فوراً تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں گا۔

تم لکھتے ہو کہ سب بروہی اِس معاملے میں ایک رائے رکھتے ہیں۔ مجھے سرداروں کے نام بتاؤ اور یہ بھی کہ کیا سردار لہڑی (جہانگیر لہڑی) اور سید علی محمد بھی تمہارا ساتھ دیں گے؟

یہ انقلاب لانے کے لئے تم جو کچھ کر سکتے ہو فوراً کرو۔ جب انتظامات مکمل ہو جائیں گے تو مَیں فوراً پہنچ جاؤں گا۔ اِس معاملے میں حکومتِ افغانستان سے کسی قسم کی توقع نہ رکھو۔ امیر سے کسی قسم کی مدد کی توقع بیکار ہے۔ اگر تم خود سے کچھ کر سکو تو بہت اچھا ہے۔ یہاں سے کسی قسم کی مدد نہیں مل سکتی۔ لہٰذا ہم لوگوں سے کسی قسم کی مدد کی اُمید نہ رکھو۔

یہ بتاؤ کہ خداداد خان اور شاہ غازی ولی محمد کے تعلقات کیسے ہیں؟ مخلصانہ ہیں یا اِس کے برعکس؟ مَیں نے قاصد کو آٹھ روپے دے دیئے ہیں۔

Marfat.com

از شاہ غازی ولی محمد بنام ہز ہائنس خان۔

آداب و نیاز کے بعد عرض ہے:

یہ خط جو بھیج رہا ہوں، پسند خان تنگو کی بیوی کے ایک شخص کو لہڑی سردار جہانگیر مرحوم کی جیب سے ملا۔ اس سے آپ کو سارے حالات کا پتہ چل جائے گا۔

چھوٹا خان کرد کو میں نے بروہیوں میں بطور جاسوس بھیجا تھا۔ وہ ایک خط سردار کیشہ خان اور محمد خان دینار زئی کا لایا۔ وہ بھی آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

از سردار کیشہ خان دینار زئی اور نواب خان دینار زئی۔

بنام شاہ غازی ولی محمد۔

سلام و تسلیم کے بعد عرض ہے:

بروہیوں کا حال یہ ہے کہ اُن کے تمام خاندان دوستان پہاڑ پہ جمع ہو گئے ہیں۔ سردار سید خان۔ محمد شہی۔ محمد خان گیرانی اور لہڑیوں میں دوسرے با اثر لوگوں نے اُن کے خاندانوں کو جمع کیا ہے۔ ان میں سے نصف ہمارے پاس آئے اور نصف کرد کے پاس گئے۔ اُن کے ہاتھوں میں قرآن پاک تھا۔ انہوں نے ہم سے مدد مانگی اور یہ چاہتے تھے کہ ہم اُن کا ساتھ دیں۔ قرآن پاک ہمیں قبول۔ مگر ہم لوگوں نے بغاوت میں شریک ہونے سے انکار کیا اور یہ بھی کہا کہ ہم اس سے بالکل مطمئن ہیں کہ ہمارا ایک رشتہ دار شاہ غازی ولی محمد کی حمایت میں مارا گیا۔ ہم لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر وہ پُرامن رہیں تو ہم اُن کی طرف سے ہز ہائی نس خان کی خدمت میں عرضداشت بھیجیں گے اور اگر وہ اس پر راضی نہیں ہیں تو پھر ہمارا تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ مگر اُن لوگوں نے ہماری بات نہیں مانی اور جمعہ کے روز ہمارے ہاں سے چلے گئے۔ اب دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

Marfat.com

محکمہ خارجہ حکومتِ ہند کا (مندرجہ بالا خط پہ) نوٹ

۲۴۵۲ پی۔ فورٹ ولیم مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۷۱ء

اس محکمہ کے مُراسلہ ۳۲۱ "سی" مورخہ ۱۶ نومبر ۱۸۷۱ء کے حوالے سے مندرجہ بالا خط کی نقل حکومتِ پنجاب کو بھیجی جا رہی ہے۔ کمشنر پشاور کو ہدایت کی جائے کہ وہ ہز ہائنس امیر کابل سے یہ استدعا کریں کہ مولا محمد اور قلات کے دوسرے مہاجروں کو بغاوت میں شریک ہونے سے روکیں۔

۱۳۴۷۔ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۷۱ء

اس کی نقل کمشنر پشاور کو برائے اطلاع اور تعمیلِ حکم کے لئے بھیجی جا رہی ہے۔

۸۶۔ قلات مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۸۷۱ء

از کپتان ہیریسن۔ پولیٹیکل ایجنٹ۔ قلات

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ۔ فرنٹیئر اپر سندھ۔

مستونگ میں گزشتہ ہنگامے کے سلسلے میں یہ خبر ملی ہے کہ بروہی درہ بولان کے نیچے خوندلون میں جمع ہو رہے ہیں اور سردار اللہ دینا کُرد کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس کے آنے کے بعد اُن کا ارادہ ڈھاڈر پہ حملہ کرنے کا ہے۔ اگر وہ اس میں کامیاب ہو گئے تو پھر اُن کا ارادہ سارے کچھی کو لُوٹنے کا ہے اور اگر ناکام ہوئے تو مری کی پہاڑیوں میں پناہ لے لیں گے۔ چونکہ اس قسم کے ہنگاموں سے برطانوی تاجروں کے مفاد کو نقصان پہنچے گا اس لئے استدعا ہے کہ سندھ سوار کا ایک حفاظتی دستہ پندرہ روز کے لئے ڈھاڈر یا "حاجی کے شہر" بھیج دیا جائے۔ اس وقت تک توقع ہے کہ ہز ہائنس کچھی کے لئے کچھ انتظام کر لیں گے۔

۱۸۹۲۔ جیکب آباد مورخہ ۳ نومبر ۱۸۷۱ء

Marfat.com

از کرنل فیری - پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ

بنام سیکرٹری حکومت ہند - محکمہ خارجہ - شملہ

یہ ڈاک آج دوپہر کو ملی - اس کے بعد کی تاریخوں کی ڈاک پہلے پہنچی - خیال ہے کہ ڈاک کی گڑبڑ کی وجہ سے ایسا ہوا۔

---

۳۱ - کیمپ مادھوپور - مورخہ ۱۶ نومبر ۱۸۷۱ء

از سی - یو - ایچیسن - سیکرٹری حکومت ہند

مندرجہ بالا کی نقل حکومت پنجاب کو اطلاعاً بھیجی جا رہی ہے۔

پولیٹیکل ایجنٹ قلات کی ڈائری - مورخہ ۳۰ اکتوبر تا ۵ نومبر کے اقتباسات۔

قلات - ۵ نومبر ۱۸۷۱ء

شاہ غازی ماہ ہذا کی ۲ تاریخ جمعرات کو مستونگ سے آیا اور یہ رائے دی کہ ہز ہائینس بذاتِ خود کچھی جائیں۔ مگر ہفتہ کے روز یہ طے پایا کہ نواب محمد خان کو چھ سو سپاہی اور دو توپیں اور موسانی سردار کیسہ خان کو بلوچ سپاہیوں کے ساتھ بھیجا جائے۔ یہ فوج بدھ کو جا رہی ہے۔ مولا نواب محمد خان کا خیال ہے کہ باغی کوہو کے قریب کسی جگہ جمع ہوں گے۔

یہ بھی خبر ہے کہ تین روز کی مدافعت کے بعد ڈھاڈر پر (باغیوں کا) قبضہ ہو گیا ہے اور وہاں کے نائب کو زندہ جلا دیا گیا ہے۔ رند سردار امام بخش نے ہز ہائینس کو یہ لکھا کہ رند ہمیشہ خان قلات کے وفادار رہے ہیں اس لئے ہم ڈھاڈر کو کمک پہنچانے بھاگ گئے۔ باہم مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ بھاگ پر بردھیوں کے حملے کا انتظار کیا جائے۔ مگر جب ڈھاڈر پر اُن کا قبضہ ہو گیا تو وہ سب کے سب وہاں سے فرار ہو گئے۔ سپاہیوں کا رویّہ اتنا نامناسب رہا کہ وہاں سے پسپا ہونے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔

Marfat.com

آج ۵ نومبر کو سُہرآ کے نائب سے معلوم ہُوا کہ سردار نورالدین اور مولا محمد خاران پہنچ
گئے ہیں اور سُہرآ پہ یلغار کرنیوالے ہیں۔

سردست سراوان، جھالاوان، بیلہ اور کیچ پُرسکون ہیں۔ مگر افواہ یہ ہے کہ سردار آزا
خان، فقیر محمد کے بیٹے میاں خیر اکو اُکسا رہا ہے کہ وہ اُس کا ساتھ دے۔ شاہ غازی کی رائے
ہے کہ اگر سردار فقیر محمد ہز ہائنس کا وفادار رہے تو جھالاوان میں کوئی خاص ہنگامہ نہیں ہوگا۔ نو
محمد خان کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اِس سردار کو یہ لکھے کہ اگر وہ قلات آئے تو کیچ کے متعلق جو
کچھ وہ چاہے گا اُس پہ ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔ ہز ہائنس کے کہنے پر مَیں نے بھی اُس سردا
ایک دوستانہ خط لکھا۔ سراوان ضلع میں شاہ غازی کو کسی مزید گڑبڑ کی توقع نہیں ہے۔ نواب
محمد خان کے ساتھ جتنے جنگجو لوگ مِل سکے ہز ہائنس کو بھیجنا پڑے۔ لہٰذا کوئٹہ، مستونگ اور قلات
کی حفاظت کے لئے مزید آدمی بھرتی کئے جا رہے ہیں۔

کچھی کا سارا علاقہ چونکہ باغی بروہیوں کے ہاتھ میں ہے اِس لئے جب تک محمد خان، میدا
علاقے میں نہ پہنچ جائے مَیں یہاں خاموشی سے بیٹھا ہُوا ہوں۔ اِس سے شاید یہ فائدہ ہو کہ آزاد خ
سُہرآ پر حملہ نہ کرے اور اگر کوئی ہنگامہ ہو ہی جائے تو ہمیں اُمید ہے کہ ہز ہائنس سے اُن کے اُون
عارِیتاً لے سکیں گے، کیونکہ کرائے پہ اُونٹ نہیں مِل رہے ہیں۔

گھوڑوں کا ایک قافلہ جُمعہ کے دن یہاں پہنچا۔ یہ بنگلور جا رہا ہے۔ اِس قافلے کے ما
نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اُن کی آمد کی اطلاع کرنل ٹومسن کو دے دی جائے۔ کرنل ٹومسن بنگلور میں
گھوڑوں کے ایجنٹ ہیں۔ مَیں نے اُسے سمجھایا کہ چونکہ ہر طرف ہنگامے ہو رہے ہیں بہتر یہ ہو
کہ وہ کچھ روز یہاں ٹھہر جائے، لیکن وہ نہ مانا۔ وہ کہتا تھا کہ یہاں گھاس اور چارے کی گرانی
اتنی ہے کہ وہ تباہ ہو جائے گا۔

کپتان فوربس کو ایک خط لکھا تھا جسے رِند سردار نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ وہ اسے
بھیجنے سے قاصر ہے۔ ڈاک کا ٹھیکہ دار گوہر خان دیناری یہ کہتا ہے کہ وہ ڈاک نہیں بھیج سکتا

Marfat.com

کیونکہ گنڈا اور گنداوہ کا نائب یہاں سے چلا گیا ہے اور گاؤں کے لوگوں نے گاؤں چھوڑ دیا ہے۔

پُنڈیران سردار مودت خان نے ڈاکٹر بومن کو اطلاع دی ہے کہ وڈیرہ آدم خان بنگزئی کا سبتی میں انتقال ہو گیا اور تین سو مری کچھی میں باغیوں سے مل گئے ہیں۔ یہ سردار قلات پہنچنے کے بعد فالج میں مبتلا ہو گیا تھا۔

جیکب آباد مورخہ ۱۵ر نومبر ۱۸۷۱ء

ازکرنل فیری۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ۔ فرنٹیئر اپر سندھ

ایک جاسوس جو یہاں سے گزشتہ ماہ کی ۳۱ تاریخ کو قلات بھیجا گیا تھا ۱۲ر نومبر کی شب کو واپس آیا۔ وہ فقیر کا بھیس بدل کر پیدل قلات گیا اور واپس آ گیا۔ اس میں ۱۳ دن لگے راستے میں اُسے خطرات کا بھی سامنا ہوا مگر بال بال بچ گیا۔

دوسرے جاسوس نے بھی کل اپنی رپورٹ بھیجی ہے۔ نوشہرہ کے قریب موضع بیبس میں وہ زخمی ہو گیا۔ کوئی اہم خبر وہ نہیں لایا۔

کپتان سنڈیمن کے ایک خط ڈیرہ غازی خان مورخہ ۲۳ر نومبر ۱۸۷۱ء کی نقل اور قلات ڈائری کی چند آخری سطور۔

سُن رہا ہوں کہ مری باغیوں کا ساتھ دینے والے ہیں۔ آج مَیں ہرنڈ جا رہا ہوں جہاں غزان کے بھائی سے ملنے کی توقع ہے۔ اُس سے صحیح حالات معلوم ہوں گے۔

امام بخش خان مزاری سردار اور سبّی کے سردار بختیار خان کے درمیان خط و کتابت ہوئی ہے۔ یہ دونوں دوست ہیں۔ کرنل فیری نے جب یہ سُنا تو انہوں نے یہ پسند نہیں کیا۔ آج امام بخش سے بھی ملوں گا۔ مَیں اُس کو یہ رائے دُوں گا کہ وہ سبّی کے سردار کو ناراض نہ کرے بلکہ مصلحت یہ ہے کہ اِس سارے معاملے میں اُس کا نام ہی نہ لیا جائے۔ مَیں نے کرنل فیری کو

Marfat.com

تار دے دیا ہے اور خط بھی لکھا ہے کہ میں اپنے سرداروں کو سبی سے خط و کتابت کرنے سے منع کر دوں گا۔

سبی کی ایک مرکزی حیثیت ہے۔ مولا محمد کا خاندان وہاں رہتا ہے اور بختیار خان اپنی لاتعلقی کا اظہار کرتا ہے اور اسی وجہ سے گزشتہ حالات کی تفصیل دینے سے ملتی ہے۔ بہرحال رحجان سے آئندہ گفت و شنید کو جہاں تک ممکن ہوا روکنے کی کوشش کروں گا۔

یہ ذرا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے سرداروں کو ان سارے معاملات سے لاتعلق برتنے کو کہیں۔ ممکن ہے کہ وہ ہماری طرف سے مشکوک ہو جائیں مگر بعد میں شاید ایسے اقدام کی ضرورت نہ پڑے۔ کیونکہ بختیار خان کے ساتھ تعلقات رکھنے سے ہمیں تقویت پہنچتی ہے اور اس سے وہ معلومات حاصل ہو سکتی ہیں جو عام ذرائع سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔

حکومت پنجاب کی یادداشت

کپتان سنڈمین نے نیم سرکاری طور پر خبر دی ہے کہ وہ سندھ کی حکومت کے ساتھ مل کر کام کریں گے اور اگر کوئی اہم خبر ہوئی تو وہ اس حکومت کو بذریعہ تار اطلاع دیں گے۔

۴۲۔ اے۔ سی۔ پی کیمپ سونپور مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۷۱ء

از وائسرائے بنام گورنر بمبئی۔

۹ر اور ۲۰ر تاریخ کا تار ملا۔ قلات میں ہنگامے کی وجہ واضح طور سے معلوم نہیں ہو سکی۔ سندھ کے تار اور ڈائری (کے اقتباسات) سے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ بغاوت کیوں ہوئی اور موجودہ صورت حال کیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کرنل فیری اور سنڈمین، جیکب آباد یا کسی اور مناسب جگہ پہ ملیں اور نتیجہ خیز گفتگو کریں اور کمشنر کو مفصل رپورٹ بھیجیں کہ تنازعہ کی وجہ کیا تھی۔ حکومت بمبئی کی عام پالیسی سے اتفاق ہے۔ کانفرنس کے بعد کمشنر اپنی خدمات بطور ثالث کے پیش کریں۔

Marfat.com

ایسی شرائط پیش کریں جو فریقین کو منظور رہوں مگر اِس مصالحت میں خان کا وقار اور اختیارات مجروح نہ ہونے پائیں۔ میرا خیال ہے کہ باغی اور ملک بدر سردار معقول لوگ ہیں۔ اگر معقول مراعات دی جائیں تو سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ کمشنر کو پورے اختیارات دیجیے۔ میں اِس وقت تک رقم نہیں دے سکتا جب تک کہ یہ نہ معلوم ہو جائے کہ اِس کا مصرف اطمینان بخش ہو گا۔

سابق جام بیلہ کا بمبئی لانا اور اُسے معزز قیدی کے طور پہ رکھنا پسند آیا۔

حکومتِ ہند محکمۂ خارجہ کا نوٹ

۲۴۱۷ پی - فورٹ ولیم۔ مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۷۱ء

دوسرے متعلقہ کاغذوں کی نقل کے ساتھ اس کی کاپی حکومتِ پنجاب کو بھیجی جا رہی ہے۔

مورخہ ۹ نومبر ۱۸۷۱ء - از گورنر بمبئی بنام وائسرائے

میرا خیال ہے کہ اخلاقی مدد کے سوا حکومت کسی اور قسم کی مدد خان کی نہیں کر سکتی۔ مگر یہ اخلاقی مدد اُنہیں فوراً پہنچنی چاہیئے۔ کمشنر کے ۳۰ تاریخ کے تار کے مطابق کرنل فیری نے باغیوں کو جو جواب دیا ہے میں اِس سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس کا جواب یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ باغیوں سے کسی قسم کی خط و کتابت نہیں رکھنا چاہتا۔ اور اگر وہ اپنے بادشاہ سے صلح کروانے کی درخواست کرتے تو اِس وقت اُن سے بات چیت کرنے میں کوئی مضائقہ نہ تھا۔ اِن احساسات کو کافی مشتہر کرنا چاہیئے۔

میں بیلہ کے جام کو اسیر گڑھ بھیجنا چاہتا ہوں اور عرض یہ ہے کہ خان کو ایک لاکھ روپیہ دیا جائے۔

مورخہ ۲۰ نومبر ۱۸۷۱ء - مہابلیشور - از حکومت بمبئی - بنام وائسرائے۔

قلات کے متعلق جو تار دیا تھا اِس کے جواب کا شدت سے انتظار ہے۔ سابق جام بیلہ اور

Marfat.com

باغی سرداروں کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی وہ پکڑ لی گئی ہے اور یہ خطوط کمشنر سندھ کے پاس ہیں۔ میں نے اُسے (جام بیلہ کو) بمبئی لانے کا حکم دیا ہے اور جب تک آپ کی کوئی ہدایت نہ آ جائے اُسے ایک معزز قیدی کے طور پر رکھا جائے گا۔

۱۳۴۶ء۔ لاہور مورخہ ۴ر دسمبر ۱۸۷۱ء

کمشنر ڈیرہ جات کے پاس نقلیں بھیجی جارہی ہیں تاکہ کپتان سنڈمین کو بھیج دی جائیں

کپتان سنڈمین کے خط راجن پور مورخہ ۸ر دسمبر ۱۸۷۱ء کی نقل

آپ کا پہلی تاریخ کا خط کل ملا۔ آپ یقین رکھیں قلات کے معاملات میں میں آپ کی ہدایت پہ عمل کروں گا۔ مجھے اس معاملے میں حکومتِ ہند کے فیصلے کی خبر کل ملی۔ لہٰذا میں سمجھتا ہُوں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

میں جنرل کینر کے ساتھ کل جیکب آباد سے یہاں پہنچا۔ چونکہ جنرل اس ضلع میں موجود تھے اس لئے میں نے سوچا کہ چند روز میں جتنا بھی ہو سکتا ہے انہیں بگٹی، کھیتران اور مری کا علاقہ دکھا دوں۔ اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے ان پہاڑوں اور جیکب آباد میں جو کچھ سُنا یا دیکھا اس سے انہیں حالات کا صحیح اندازہ ہو گیا ہے۔ میں جیکب آباد اس لئے گیا کہ ہیلپس نے تار سے یہ پوچھا تھا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ میں پولوک کو قندھار تک حفاظت سے پہنچا سکوں؟ مری سرداروں اور کرنل فیری سے مشورے کے بعد میں نے بذریعہ تار جواب دیا: "میں بڑی خود اعتمادی کے ساتھ یہ کہتا ہُوں کہ میں پولوک کو نہایت آرام و عافیت سے، کوئٹہ سے آگے بلوچستان کی آخری حدود تک لے جانے کو تیار ہوں۔ امیر کا بھیجا ہُوا محافظ وہاں ہم سے ملے گا۔ اور اگر کسی قسم کی مدد کی ضرورت پڑی تو کرنل فیری سے مل جائے گی۔ میں کل دوپہر یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔"

اگر مجھے یہ فرض سر انجام دینا پڑا تو بولان کے مری سردار راجن پور آ جائیں گے اور ہم لوگ

Marfat.com

وہاں سے روانہ ہونگے۔

کچھی کی صورتِ حال یہ ہے کہ دونو فریق لڑنے سے گریز کر رہے ہیں۔ اگر خان کی فوج شکست کھاگئی تو یہ اُن کے لئے تباہی کا باعث ہوگا۔ اور اگر سردار شکست کھا گئے تو اُن کا بھی حشر بُرا ہوگا۔ سرداروں کی زمینیں چونکہ پہلے ہی خان نے ضبط کرلی ہیں، سرداروں کی شکست اُن کے لئے اتنی تباہ کُن نہیں ہوگی جتنی کہ خان کی شکست خان کے لئے۔

خان کے ایلچی، جو خان کی فوج کے ساتھ کچھی میں موجود ہے، اور سرداروں کے درمیان کچھ سمجھوتہ سا ہوگیا ہے مگر فریقین کے خلوص میں شک ہے۔ کرنل فیری کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ فریقین لوٹ مار کر رہے ہیں۔ سندھ سے گزرتے ہوئے راستے میں مہاجرین کو اپنے مویشیوں کے گلّے کے ساتھ ہم لوگوں نے علاقے میں بھاگتے ہوئے دیکھا۔

جب میں جیکب آباد میں تھا تو نہ تو کرنل فیری کو اور نہ مجھے حکومتِ ہند کا عندیہ معلوم ہوسکا۔ اب مجھے کرنل فیری کے ماتحت کر دیا گیا ہے اور سارے اختیارات اُسے دے دیئے گئے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ حکومت کو یہ علم بھی ہے یا نہیں کہ اب تک اُسے کوئی اختیارات حاصل نہیں تھے۔ حتیٰ کہ سرداروں کے خطوط تک وہ وصول نہیں کرسکتا تھا۔ وہ بالکل بے بس تھا۔ موجودہ امن سمجھوتے کے سلسلے میں نہ تو مَیں کوئی رائے دے سکا اور نہ ہی کوئی مشورہ دے سکا کہ اس کو ایک پائدار امن سمجھوتہ کس طرح بنایا جاسکتا ہے جس میں ہماری حکومت ملوّث نہ ہو۔ اب حالات شائد بدل جائیں اِس لئے کہ ۱۶ر تاریخ کو مَیں کرنل فیری اور سر ولیم میری دیدر سے مِلوں گا۔ اِس کے بعد ہی کچھ لکھ سکتا ہوں کہ کس قسم کی پالیسی اختیار کی جائے اور کامیابی کے امکانات کیا ہیں۔ مَیں سر ولیم کو اپنے امکان بھر یہ یقین دِلانے کی کوشش کروں گا کہ اِس معاملے میں میرے پیشِ نظر صرف مفادِ عامہ ہے اور جہاں تک قلات کا تعلق ہے اس میں کامیابی اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جب کہ خان کی قوت و اقتدار کے خلاف ہر قسم کی غداری اور بغاوت کے امکانات کو ختم کر دیا جائے۔

Marfat.com

مَیں یہ خط عجلت میں لکھ رہا ہوں۔ ہماری غیر حاضری کی وجہ سے کام میں زیادتی ہوگئی ہے۔ مَیں نے ابھی ابھی جنرل کو حکومتِ ہند کا ریزولیوشن دکھایا۔ انہیں قلات کے معاملے میں حکومتِ ہند کا نقطۂ نظر معلوم نہیں تھا۔

کپتان سنڈیمن کے ایک خط جیکب آباد مورخہ ۲۱ر دسمبر ۱۸۷۱ء کی نقل۔

مَیں یہاں ۱۹ر کو پہنچا اور سر ولیم میری ویدر آج صبح کو پہنچے۔ یہ چند سطور یہ بتانے کو لکھ رہا ہوں کہ یہاں کے حالات کیا ہیں۔ خان قلات کے ایجنٹ نواب محمد خان بروہی سرداروں سے سمجھوتہ کرنے کے بعد چند روز ہوئے یہاں آئے۔ ظاہراً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سمجھوتے کی شرائط سرداروں نے اِن سے بزور منوائی ہیں۔ کرنل فیری نے کل ان سے ملاقات کی۔ اِس موقعہ پر مَیں بھی موجود تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم دونوں امن کے خواہاں تھے اور ہم میں بزور بغاوت کو کچلنے کی قوت نہیں تھی۔ ایجنٹ اپنے طور پر باغی سرداروں کو جیکب آباد سے ۲۲ میل دُور تک اِس اُمید پہ لے آئے ہیں کہ کرنل فیری کے سامنے اُن شرائط پہ دستخط ہو جائیں۔ مشکل یہ ہے کہ خان اپنے ایجنٹ کی کارروائی کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے اور ظاہراً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقار کو بچانے کے لئے یہ آڑ لے رہے ہیں۔ کیونکہ کمشنر کو جب اِس کی خبر دی گئی تو اُن کے جواب سے پتہ چلتا ہے کہ کمشنر جو شرائط منظور کر لیں گے وہ خان کو بخوشی منظور ہوں گی۔ بشرطیکہ کمشنر کے خیال میں اِس سمجھوتہ سے ہز ہائی نس کے وقار کو ٹھیس نہ پہنچتی ہو۔

بات اصل یہ ہے اور اِس کو چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں کہ سب سردار ہم رائے ہیں اور خان کے مقابلے میں زیادہ طاقت ور۔ مثال کے طور پر کل نواب محمد خان کو جب کرنل فیری نے کہا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ پولوک اور اُن کے ساتھیوں کو درہ بولان سے کوئٹہ اور پشین پہنچا سکیں گے تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ درہ بولان باغیوں کے قبضے میں ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ سچ ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اُنہیں یہ اِقرار کرنے میں شرم آتی ہے مگر یہ ایک حقیقت

Marfat.com

ہے اور انہوں نے یہ اِصرار کیا کہ کرنل فیری سرداروں سے سمجھوتہ کرادیں۔ مَیں کل کی ڈاک سے آپ کو ایک خط لس بیلہ کے واقعات کے بارے میں بھیجوں گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں نے لس بیلہ پہ قبضہ کرلیا ہے اور خان کی فوج جو شاہ غازی کے ساتھ آئی تھی، جاموٹ باغیوں کو دیکھتے ہی فرار ہو گئی۔ آج دو بجے سر ولیم میری ویدر خان کے ایجنٹ سے ملاقات کر رہے ہیں۔ اور اُن سے مشورے کے بعد آئندہ لائحہ عمل تیار کریں گے۔ آپ کو میری خاموشی پہ تعجب ہوگا مگر جب تک واقعات کا صحیح اندازہ نہ ہو جائے مَیں نے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ اب سر ولیم آج صبح یہاں پہنچے ہیں۔ اُمید ہے کہ کوئی تسلّی بخش فیصلہ جلد ہو جائے گا۔ جب کوئی خاص بات ہوئی تو پھر لکھوں گا۔ مَیں جلدی میں ہُوں۔ اگر یہ فیصلہ ہو جائے کہ مجھے پولوک کو کوئٹہ اور پشین تک لے جانا ہے تو کیا مجھے اِس کی اجازت ہے؟

کپتان سنڈمین کے ایک خط جیکب آباد مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۸۷۱ء کی نقل

اِس خط کے ساتھ مَیں کچھ کاغذات بھیج رہا ہوں۔ اِس میں ہیریسن کی آخری ڈائری جو قلات میں لکھی تھی اِس کی نقل ہے اور سر ولیم میری ویدر کا وہ خط ہے جو انہوں نے کرنل فیری کو لکھا تھا کہ کیوں انہوں نے قلات کے سرداروں سے ملنے سے انکار کر دیا۔ ہیریسن کی ڈائری سے یہ پتہ چلتا ہے کہ لس بیلہ سے خان کی فوج کے فرار کی خبر اسے ۷ر دسمبر تک نہیں ملی۔ اِس میں یہ بھی ذکر ہے کہ خاران کے سردار آزاد خان کے ارادے کچھ اچھے نہیں ہیں اور اِس کی ڈائری سے ان خبروں کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے جو وقتاً فوقتاً بھیجتا رہا ہوں اور جو براہ راست سرداروں سے ملتی رہی ہیں اور وہ یہ ہے کہ سارے سردار خان کی حکومت کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں۔ یہ بھی خبر ہے کہ جب سر ولیم میری ویدر نے سرداروں سے ملنے سے انکار کر دیا تو قبل اِس کے کہ وہ اپنی اپنی جگہ پہ پہنچ جائیں، محمد خان کی فوج نے مٹھڑی کے قریب بروہیوں پر حملہ کر دیا مگر بروہیوں کا کوئی خاص نقصان نہیں ہُوا۔ یہ خبر مجھے سبّی کے سردار بختیار خان سے جو سندھ

Marfat.com

آیا ہُوا تھا، ملی۔

ہم لوگوں نے یہ بھی سُنا ہے کہ جھالاوان کے سردار نورالدین نے خضدار پر قبضہ کر لیا ہے لیکن اِس خبر کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ مَیں اِس کے متعلق بعد میں لکھوں گا۔

اپنے آئندہ خط میں یہ بتائیں کہ کیا آپ کو ڈائریاں اور دوسرے خطوط چاہئیں؟ آتے ہی فوراً بھیج دوں گا تاکہ آپ حالات سے باخبر رہیں۔ کل سرولیم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا مزاری سردار کو مَیں نے گھر واپس جانے کی اجازت دے دی ہے۔ مَیں نے کہا "نہیں ممکن ہے کہ مجھے پولوک کو اپنی حفاظت میں لے جانا پڑے، اِس لئے وہ سارے انتظامات جو کئے گئے ہیں، اُن میں کسی قسم کا ردّ و بدل نہیں کرنا چاہتا۔" وہ بہت خوش ہوئے مگر کہا "مَیں پولوک کو چور دروازے سے لیٹن نہیں بھیجنا چاہتا۔ مجبوری اور چیز ہے۔" مہربانی فرما کر ڈاکٹر کو اِس وقت تک کے لئے غازن میں رہنے دیجئے، جب تک یہ معاملہ طے نہ پا جائے۔ مجھے ضلعی کام کی فکر ہے۔

یہاں مَیں اپنا کام کر رہا ہوں۔ صرف اپیل کے جو کام ہیں وہ ضرور التوا میں پڑ جائیں گے۔

پولیٹیکل ایجنٹ قلات کی ڈائری ۴ تا ۱۰ دسمبر ۱۸۷۱ء
سُورماسنگ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۷۱ء

سردار بزنجو کالڑکا سردار میاں خیرا مورخہ ۶ ماہ ہذا بروز بدھ قلات آیا اور مجھ سے جمعہ کو ملا۔ اِس سے جو گفتگو ہوئی اس سے پتہ چلا کہ یہ دونوں باپ بیٹے وفاداری کے عوض بطورِ انعام یا تو زمین چاہتے ہیں یا کوئی اچھی ملازمت۔ باپ نے اپنی سابقہ خدمات کے بدلے نصف ضلع تربت کا مطالبہ کیا ہے اور بیٹا یہ چاہتا ہے کہ اُسے شاہ غازی غلام جان کی جگہ بیلہ کا نائب ہونا چاہیئے۔ ہزہائنس بہت برہم ہیں کہ یہ سردار اپنی خدمات بیچنا چاہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ مشکل وقت مجھ پہ نہ آن پڑتا تو ان کو اِس قسم کے مطالبے کی جرأت نہ ہوتی۔ اور کچھ بھی ہو جائے وہ اُن کے مطالبات کبھی نہیں مانیں گے۔ بزنجو کے رویّے میں یہ تبدیلی

84264

Marfat.com

ہز ہائینس کی نظر میں محمد خان کی کچھی میں ناکامی ہے۔

چارے میں کمی کی وجہ سے میں ہفتے کے دن قلات سے خضدار روانہ ہوگیا۔ ۱۵ ماہ ہذا کو تقریباً ۹ بجے شب کو سوُرماسنگ میں زوروں کا زلزلہ آیا۔

قریب ڈھائی سو اُونٹوں کا قافلہ اُون سے لدا ہُوا میرے ساتھ قلات سے کراچی کے لئے روانہ ہُوا۔

گوہر خان زرکزئی اور داد محمد جنہوں نے زہری میں ہنگامہ کرانے کی کوشش کی نورالدین مینگل سے مل گئے ہیں۔

آزاد خان کے ۳۰ سواروں نے جھال کی کمان میں نورالدین کو وڈھ پہنچا کر واپس آتے ہوئے مشکا کے قریب شیرین زر میں تیس اونٹوں کا قافلہ لُوٹ لیا۔ یہ اُونٹ شہر کے قریب گیدر کے لوگوں کے تھے اور کھجور لے جا رہے تھے۔

بیلہ میں ہنگامے کے خیال سے ہز ہائینس نے کچھ روز قبل داروغہ عطا محمد کو شاہ غازی غلام جان کو کمک بھیجنے کو لکھا۔ داروغہ نے لکھا کہ یہ مناسب نہ ہوگا کیونکہ مکران کے لوگ کچھی کے ہنگامے کی خبر سُن کر بہت بے چین ہیں۔

نوشیروانیوں نے پنجگور کے قریب ایک قافلہ کو لوُٹ لیا اور اِس جنگ میں آزاد خان کا ایک بھتیجا مارا گیا۔ آزاد خان نے خون بہا کا مطالبہ کیا ہے اور اگر اُسے یہ نہ ملا تو اُس نے پنجگور پہ حملے کی دھمکی دی ہے۔ داروغہ نے فوراً فوج کے سَو آدمی پنجگور پہ قبضہ کرنے کو بھیج دیئے ہیں اور دو سو آدمیوں کے ساتھ خود کیچ روانہ ہوگیا ہے۔

روڈنجو میں مجھے شاہ غازی کا ایک خط مِلا۔ وہ لکھتا ہے کہ علی خان خاموٹ نے ڈوتھل پہ قبضہ کرلیا ہے اور دو ایک روز میں مجھ پر حملہ کرنے والا ہے۔

Marfat.com

۲۳۴۹ جیکب آباد مورخہ ۲۰ر دسمبر ۱۸۷۱ء

از کرنل فیری پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ بملاحظہ کمشنر سندھ

۲۳۵۴ - جیکب آباد ۲۸ر دسمبر ۱۸۷۱ء

از کرنل فیری - پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ

نقل برائے ملاحظہ کپتان سنڈیمن - ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان .

پولیٹیکل ایجنٹ قلات کی ڈائری ۱۱ تا ۱۷ر دسمبر ۱۸۷۱ء

باغبانہ . مورخہ ۱۷ر دسمبر ۱۸۷۱ء

۱۵ر تاریخ ماہ ہذا کو باغبانہ پہنچا اور ۱۹ر تاریخ منگل کو اپنا کیمپ خضدار لے گیا .

یہاں کے نائب نے خبر دی ہے کہ چند روز قبل مولا محمد کے ایک سوار نے نورالدین مینگل سے ملاقات کی اور اسے یہ بتایا کہ ایک سمجھوتہ ہونے والا ہے لہٰذا تم خود بیلہ پر حملہ کر دو .

گزشتہ دس بارہ روز سے خضدار اور بیلہ کے درمیان مینگلوں نے آمد و رفت بند کر رکھی ہے نورالدین دو سو آدمیوں کے ساتھ وڈھ سے روانہ ہو گیا ہے اور بہت سے مینگل قبیلے کے لوگ اس سے مل گئے ہیں - چند بزنجو بھی اس کے ساتھ ہیں . ان لوگوں نے شاہ غازی غلام جان کے پاس ایک ایلچی بھیجا ہے کہ بیلہ اُن کے حوالے کر دیا جائے . شاہ غازی نے یہ جواب دیا کہ وہ خون کے آخری قطرے تک بیلہ کی حفاظت کرے گا اور ہز ہائنس کے مفاد کو نقصان نہیں پہنچنے دے گا .

سردار فقیر محمد نے ابھی ابھی ایک خط بھیجا ہے جس سے پتہ چلا کہ نال میں خاموشی ہے .

یہاں کی آب و ہوا معتدل ہے اور سال کے اس موسم میں یہ جگہ زیادہ ٹھنڈی نہیں ہے -

سردار فقیر محمد کے ایلچی کا بیان ہے کہ نورالدین مینگل، آسیا پہنچ گیا ہے . علی خان جاموٹ ... کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے اور رُدنجا، نورالدین سے مل گئے ہیں اور شاہ غازی کی فوج

Marfat.com

نے لڑنے سے انکار کر دیا ہے مگر اس خبر کی اب تک تصدیق نہیں ہو سکی۔
آسیا قلات کی طرف بلیتھا سے تقریباً آٹھ میل پہ ہے اور ڈنڈ بھی تقریباً اتنی ہی دور کراچی کی طرف ہے۔

۲۸۵۰ء ۔ جیکب آباد مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۸۷۱ء
از کپتان سنڈمین ، ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان برائے ملاحظہ کمشنر سندھ

۲۳۵۵ء ۔ ۱۸۷۱ء کا پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ
نقل برائے ملاحظہ کپتان سنڈمین ، ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان۔

۸۴۶ء ۔ جیکب آباد کیمپ مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۷۱ء
از کرنل ٹی ۔ میری ویدر ۔ کمشنر سندھ
بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ ، اپر سندھ فرنٹیئر

ہز ہائنس خان قلات کے نام ایک خط بھیج رہا ہوں ۔ جہاں تک جلد ہو سکے یہ خط میجر ہیریسن کو بھجوا دیں تاکہ وہ ہز ہائنس خان تک پہنچا دیں ۔ اس کی ایک انگریزی نقل آپ کی اطلاع کے لئے ہمراہ بھیج رہا ہوں۔

مولا محمد وکیل کو میں مورد الزام ٹھہراتا ہوں ۔ اس کی حرکتیں نہایت غیر ذمہ دارانہ ہیں ۔ اسے سرداروں سے جو خان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے ، لڑنے اور زیر کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا ۔ مگر اس نے جیسے ہی رابطہ قائم کیا ، سمجھوتے کی بات شروع کر دی اور آخر میں جو کچھ سرداروں نے کہا اس پہ راضی ہو گیا اور سمجھوتے کی شرائط خان کی منظوری کے لئے بھیج دیں اور خان کے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ اپنے طور پر ان سرداروں کو یہاں تک لے آیا ۔ مقصد شاید اس کا یہ تھا کہ وہ

Marfat.com

تمام مراسلات اور سمجھوتے کی شرائط کی منظوری برطانوی حکومت سے لے لے۔

ہز ہائنس خان کے اُس خط سے جو انہوں نے اپنے وکیل کو لکھا ہے اور جس کو اُس نے مجھے دکھایا اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے خان کے احکامات کی خلاف ورزی کی اور اِس طرح اُس نے اپنے آقا اور ملک کے خلاف بدترین جُرم کیا۔

یہ حرکت بھی اُس کی نہایت بیجا اور ناروا تھی کہ بغیر خان کی اجازت اور منظوری کے وہ ان سرداروں کو برطانوی حکام کے پاس لے آیا۔ خان کی اجازت اور منظوری کے بغیر وکیل کا ان سرداروں کو جیکب آباد لانا ایک نازیبا اور نامعقول حرکت تھی۔ اُس کو یہ بھی سمجھنا چاہیئے تھا کہ جو لوگ اپنے حاکم اور مُلک کے خلاف جنگ پہ آمادہ ہو گئے تھے اُن سے برطانوی حکومت کسی قسم کی گفت و شنید نہیں کر سکتی۔ آج جب وکیل آیا اور اس وقت آپ بھی موجود تھے تو مَیں نے اُس سے کہا کہ کسی قسم کی گفتگو ان سرداروں سے نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ وہ اپنے بادشاہ کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں اور وکیل کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔

یہ بہت ضروری ہے کہ کچھی کے معاملات کو سنبھالنے کے لئے ایسے شخص کو بھیجا جائے جو مولا محمد سے زیادہ بہادر اور سوجھ بوجھ رکھتا ہو۔ کپتان ہیریسن کو چاہیئے کہ ہز ہائنس پہ زور دیں کہ وہ اپنے وزیر شاہ غازی ولی محمد کو جس کی بہادری اور ایمانداری کسی ثبوت کی محتاج نہیں ہے، کچھی بھیجیں تاکہ وہاں کے معاملات سلجھ جائیں اور حالات اطمینان بخش ہو جائیں۔ میرا خیال ہے کہ جھالاوان اور بالائی درّہ کی صورت حال کچھ ایسی ہے کہ یہ حکمت عملی چل جائے گی اور مجھے یقین ہے کہ خان کو ہماری اِس رائے پہ عمل کرنے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔

جیسا کہ مَیں نے اپنے پہلے خط میں ذکر کیا ہے کپتان ہیریسن کو سردست ہر قیمت پر درہ بولان پہ ہونا چاہیئے۔ ان کے محافظ کو وہاں سے فارغ کر دیا جائے اور موسم سرما کی شدّت سے نپٹنے کے لئے ہر ممکن انتظام کر دیا جائے۔ اُنہیں کسی بہترین جگہ کا انتخاب کرنا چاہیئے جہاں چارہ آسانی سے مل سکے۔ صرف اتنا خیال ضرور رہے کہ جگہ ایسی ہو جہاں سے خان کے ساتھ آسانی سے

Marfat.com

رابطہ قائم رہ سکے۔

میری استدعا ہے کہ اِس خط کی ایک نقل میجر ہیرسین کو بھجوا دیں اور ہِز ہائنس کی اطلاع اور ہدایت کے لئے اِس خط کی انگریزی کی ایک نقل ہِز ہائنس کے پاس بھی بھیج دیں۔

سر ولیم میری ویدر کے خط مورخہ ۲۱ر دسمبر ۱۸۷۱ء کی نقل

بنام ہِز ہائنس خان قلات

آداب و تسلیم کے بعد عرض ہے کہ مَیں آج جیکب آباد پہنچ گیا۔ ہِز ہائنس کے وکیل مولا محمد اور اُن سرداروں کے درمیان جو آپ کی حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں، جو باتیں ہوئیں، ان کا مجھے کرنل فیری کے ذریعے پہلے ہی سے علم ہے اور یہ بھی کہ آپ کا وکیل سرداروں کے ساتھ جیکب آباد ظاہراً اِس غرض سے آیا کہ جو کچھ اس نے کیا ہے برطانوی حکام اِس کی منظوری دے دیں۔

مَیں نے کرنل فیری کو یہ کہا ہے کہ وہ وکیل کو یہ خبر دے دیں کہ وہ خود جیکب آباد آ سکتا ہے مگر سرداروں کو موجودہ صورت میں برطانوی حدود میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

وکیل نے آج میرے پاس حاضری دی اور جو کچھ ہُوا تھا اس کے بارے میں بتایا اور یہ بھی کہا کہ ہِز ہائنس نے سمجھوتے کو جو اُس نے اپنی طرف سے سرداروں کے ساتھ کیا تھا، نامنظور کر دیا ہے۔

مَیں نے اسے بتایا کہ اِس قسم کے سمجھوتے، جو اُس نے سرداروں سے کیا ہے، کے متعلق مَیں گفتگو نہیں کرنا چاہتا اور اُسے فوراً سرداروں کو خبر کر دینی چاہیئے کہ جب تک وہ اپنے بادشاہ کے خلاف ہتھیار اُٹھائے ہُوئے ہیں، مَیں ان سے کوئی بات چیت نہیں کر سکتا۔

مَیں آپ کو یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کے اور ملک و قوم جس پر آپ حکومت کرتے ہیں، کے مفاد کا آپ کے وکیل نے خیال نہیں رکھا۔ آپ کی حکومت کے اِستحکام اور ملک و قوم کی ترقی کو جس کی برطانوی حکومت بہت خواہاں ہے، وکیل محمد خان کے ہاتھوں نقصان پہنچنے کے امکان

Marfat.com

بہت ہیں۔ خصوصاً جہاں تک موجودہ معاملات کا تعلق ہے۔ لہٰذا میں آپ سے عرض کروں گا کہ آپ اپنے وزیر شاہ غازی ولی محمد کو جہاں تک جلد ہو سکے، کچھی بھیج دیں۔ اس کو پورے اختیارات کے ساتھ بھیجیں۔ اور میری طرف سے آپ کو یا آپ کے وزیر کو مجھ سے مشورہ کرنے کا ہر وقت اختیار حاصل ہے۔ کسی قسم کی رائے یا مشورہ دینے میں پس و پیش نہ ہوگا، اور مجھے یقین ہے کہ اس سے فوراً مفید نتائج برآمد ہوں گے۔

میجر ہیریسن کو درّہ میں ٹھہرنے کی ہدایت کردی گئی ہے تاکہ وہ آپ کے قریب رہے اور ضرورت پڑنے پر مفید مشورے دے سکے اور چونکہ مجھے اس کی سوجھ بوجھ پہ پورا بھروسہ ہے مجھے اُمید ہے کہ آپ اس کی رائے پر عمل کریں گے۔

اُمید ہے کہ آپ مجھے اپنا مخلص اور ملک و قوم کا بہی خواہ سمجھیں گے۔

جیکب آباد۔ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۷۱ء

از کرنل فیری ۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ

نقل برائے ملاحظہ کپتان سنڈیمن، ڈپٹی کمشنر، ڈیرہ غازی خان ۔

جیکب آباد، مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۷۱ء

از کپتان سنڈیمن برائے ملاحظہ سیکرٹری حکومت پنجاب

برقیہ ۱۴۰۲ء مورخہ ۵ جنوری ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری محکمہ خارجہ حکومتِ ہند بنام سیکرٹری حکومتِ پنجاب،

سر ولیم میری ویدر کو بمبئی کی معرفت یہ ہدایت دے دی گئی ہے کہ فیری اور سنڈیمن کے ساتھ ایک کانفرنس کریں تاکہ ان دونوں کی رائے قلات کے موجودہ معاملے میں معلوم کی

Marfat.com

جائے اور اُن کی آرا ر اپنی رائے کے ساتھ حکومت کو بھیج دیں۔
سنڈیمن کو اس کانفرنس میں شرکت کی ہدایت کی جائے۔

یادداشت ۱۴ مورخہ ۱۳ / جنوری ۱۸۷۲ء

ازمیجر اے۔ مزد آفیشیٹنگ کمشنر اینڈ سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ جات ڈویژن۔

بنام ایل۔ ایچ گریفن سیکرٹری حکومت پنجاب۔

کپتان سنڈیمن ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کی رپورٹ کی ایک نقل لفٹیننٹ گورنر کی اطلاع کے لئے ان کی خدمت میں روانہ کی جا رہی ہے۔ جس سے جیکب آباد میں اُن کی موجودگی میں جو کچھ ہُوا اور سندھ کی سرحد کی موجودہ ہنگامی حالت کا اندازہ ہو جائے گا۔ کپتان سنڈیمن یہ جاننا چاہتے ہیں کہ وہ کب تک جیکب آباد میں ٹھہرے رہیں۔ گزارش ہے کہ اس کا جواب تار سے دیں۔

ایک خط مورخہ ۶ / جنوری ۱۸۷۲ء کی نقل
ازکپتان سنڈیمن ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان

بنام میجر اے۔ مزد۔ کمشنر ڈیرہ جات۔

حسب ہدایت وائسرائے جو تار سے گورنر بمبئی کو بھیجا ہے اور جس کی نقل مجھے بھیجی گئی ہے، میں نے کمشنر سندھ سے رابطہ قائم کیا اور اُن سے ملنے یہاں آیا۔ میرے آنے کے بعد جو کچھ ہُوا وہ ذیل میں درج ہے:

میرے آنے سے قبل خان کے ایجنٹ نواب محمد خان نے بروہی سرداروں سے ایک معاہدہ کر لیا تھا مگر سرداروں نے یہ شرط لگادی تھی کہ اس کی تصدیق پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد کے سامنے ہونی چاہیئے۔

Marfat.com

جیسے ہی پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کرنل فیری نے یہ سُنا کہ خان کے ایجنٹ کے ساتھ سردار اِس مقصد کے لئے آرہے ہیں انہوں نے کمشنر سندھ سے رابطہ قائم کیا۔ کمشنر سندھ نے یہ ہدایت کی کہ ہز ہائنس کا وکیل جیکب آباد آسکتا ہے۔ مگر بروہی سرداروں کو یہاں آنے کی اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ سردار سندھ اور قلات کی سرحد پر ایک گاؤں میں ٹھہر گئے۔

خان کا وکیل جب جیکب آباد آیا تو کرنل فیری نے اس سے ملاقات کی۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ ایجنٹ نے یہ عذر پیش کیا کہ یہ معاہدہ (جو اس کے خیال میں اپنے آقا کے لئے ضروری تھا) اس نے بے بسی اور مجبوری کی حالت میں کیا۔ خان کی فوج جس میں جھالاوان اور سراوان کے تمام قبیلے تھے، سرداروں کو شکست نہیں دے سکتی تھی۔

دوسرے روز (۱۹ دسمبر) کو سر ولیم میری ویدر یہاں پہنچے۔ کرنل فیری اور خان کے ایجنٹ نے ان سے ملاقات کی۔ میں اس موقعہ پہ موجود نہیں تھا۔ مگر کرنل فیری نے اس ملاقات کے فوراً بعد یہ بتایا کہ سر ولیم کی رائے یہ ہے کہ نواب محمد خان نے ڈر کے مارے صلح کر لی اور چونکہ خان اس صلحنامے پر رضامند نہیں ہیں اس لئے کمشنر کو ان سرداروں سے ملاقات نہیں کرنی چاہیئے اور ان سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہ رکھیں۔ کمشنر کی رائے میں صلحنامے کی تمام شرائط سرداروں نے اپنی مرضی کے مطابق لکھوا لی ہیں اور خان کے وقار کے خلاف ہیں۔

کرنل فیری کی اجازت سے میں نے خود کمشنر سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور سر ولیم نے مجھے اجازت دے دی۔ اس ملاقات پہ میں نے انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ خان کے ایجنٹ اور سرداروں کے درمیان تعلقات بالکل ہی منقطع نہ ہونے پائیں تو اچھا ہے۔ میں نے دونوں سرحدوں کی صورت حال سے بھی آگاہ کیا۔ سر ولیم نے بہت غور سے میری باتیں سُنیں۔ مگر انہوں نے کہا کہ سرداروں سے بات چیت کا وقت ابھی نہیں آیا۔ وہ خان کے وزیراعلیٰ کو بُلوا کر ان سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس موقع پر سب کے مفاد کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ میری ملاقات کے فوراً بعد ہی اُنہوں نے وزیراعلیٰ کو خط لکھا۔

Marfat.com

سر ولیم سے رخصت ہونے سے قبل میں نے ہز ہائنس خان اور مری قبیلے کے درمیان صلح کی اہمیت کو واضح کر دیا اور اس کی بھی نشاندہی کر دی کہ پنجاب کی سرحد پر جو میں نے حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں ان کا دارومدار امن قائم رکھنے پر ہے۔ میں نے پھر سر ولیم سے پوچھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ تب انہوں نے وائسرائے کا تار دیکھنا چاہا جو میں نے انہیں دکھا دیا۔ انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ میں خان کے وزیر اعلیٰ کے آنے تک اگر ٹھہر سکوں تو ٹھہر جاؤں۔ اس پر میں بخوشی راضی ہو گیا۔ میں نے سیکرٹری حکومتِ پنجاب کو فوراً ایک خط لکھا جس میں انہیں یہاں کی صورتِ حال سے آگاہ کر دیا اور ان سے یہ استدعا کی کہ مسٹر ٹوکر اسسٹنٹ کمشنر کو میری واپسی تک ضلع میں رہنے دیا جائے۔ تمام اہم معاملات میرے پاس یہاں بھیج دیئے جاتے ہیں اور صرف عدالتی کام میری غیر حاضری کی وجہ سے التواء میں پڑ جائیں گے۔

سرداروں سے ملاقات سے انکار اور معاہدے کے ٹوٹنے کی خبر جب خان کے فوجیوں کو پہنچی تو انہوں نے بروہیوں پر حملہ کر دیا۔ بہت سے اپنے گلوں کے ساتھ تتر بتر ہو گئے اور چالیس کے قریب مارے گئے۔ اس کے بعد بروہیوں نے دو قافلوں پر جو درّہ بولان سے گزر رہے تھے، حملہ کر دیا اور چار سو اونٹ اور دو سو خچر ساز و سامان سے لدے ہوئے لے گئے۔ کہتے ہیں ان کی قیمت تقریباً تین لاکھ روپیہ تھی۔ یہاں سے کوئٹہ تک کا تقریباً سارا علاقہ سرداروں کے ہاتھ میں ہے۔

ہم لوگوں نے یہ بھی سنا ہے کہ گزشتہ چند روز کے دوران علی خان جاموٹ اور جھالاوان کے ایک سردار نورالدین نے لس بیلہ پہ حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فوج معہ خان کے افسروں کے سارا ساز و سامان چھوڑ کر ان دو سرداروں کے آتے ہی بھاگ گئی۔ ان سرداروں کو بہت کچھ سرکاری سامان ہاتھ لگا۔

اس واقعہ کے بعد مکران میں بغاوت کی خبر بھی سنی ہے جو لس بیلہ میں خان کی فوجوں کی شکست کا نتیجہ ہے مگر اس کی تفصیل اب تک معلوم نہیں ہو سکی۔

Marfat.com

اس رپورٹ کو ختم کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مَیں یہ بتا دوں کہ حسب ہدایت سیکرٹری محکمہ خارجہ مَیں نے کرنل پولوک کو اپنی سیستان کی مہم پر جانے کے لئے مری کی پہاڑیوں سے پشین تک کا انتظام کر دیا ہے۔ مَیں نے ان انتظامات کی تفصیل سر ولیم میری ویدر اور کرنل فیری کو بتا دی ہے۔ کرنل فیری کی رائے یہ تھی کہ مَیں بذاتِ خود یہ کام سرانجام دوں مگر سر ولیم کی رائے یہ ہوئی کہ ایسا کرنے سے شاید خان قلات خفا ہو جائیں۔ لہٰذا انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ سندھ سواروں کا ایک حفاظتی دستہ اُن کے ساتھ کر دیا جائے اور درّہ بولان سے جانے کے بجائے قلات ہو کر جائیں۔ یہاں یہ بھی ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہُوں کہ مری سردار بخوشی یہ کام کرنے کے لئے تیار تھے۔ یہاں تک کہ غزّان خان نے جو قبیلہ کا سردار ہے، بولان کے مری سردار کو راجن پور بھیجا کہ وہ وہاں میرے حکم کا انتظار کرے۔

موجودہ صورت حال میں یہ کہنا مشکل ہے کہ مجھے یہاں کب تک رُکنا پڑے گا۔ سر ولیم نے مجھے یہ بتایا کہ ان کی اصل خواہش یہ ہے کہ کسی طرح کوئی معاہدہ ہو جائے۔ مگر مجھے آخری خبر جو ملی ہے وہ یہ ہے کہ جھالاوان کا سردار نورالدین، سراوان سردار سے ملنے جا رہا ہے۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مل کر خان کی فوج پر جو بھاگ میں ہے، حملہ کریں گے۔ اور اگر وہ کامیاب ہو گئے تو خان کے ایجنٹ کا یہاں پہنچنا ناممکن ہو جائے گا۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے اور مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ اس سے مجھے مطلع کیا جائے۔

۵۲۔ لاہور مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۸۶۲ء

از ایل۔ ایچ۔ گریفن سیکرٹری حکومتِ پنجاب

بنام سیکرٹری حکومتِ ہند۔ محکمۂ خارجہ۔

عزت مآب لفٹیننٹ گورنر کے حسب حکم کپتان سنڈمین کا خط مورخہ ۶ر ماہ ہذا ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی اطلاع کے لئے بھیج رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی پولیٹیکل ایجنٹ قلات کی ڈائری

۱۸ تا ۲۴ دسمبر کی نقل بھی حاضرِ خدمت ہے۔

جیکب آباد مورخہ ۶ جنوری ۱۸۷۲ء

از رابرٹ سنڈیمن ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان بنام سیکرٹری حکومتِ پنجاب۔

ہیر آسین نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ نورالدین خضدار اور بھیا ناپہ حملہ کرنے والا ہے۔ ہم نے یہ بھی سُنا ہے کہ اُس نے (نورالدین نے) مولا محمد کو یہ لکھا ہے کہ وہ اُس کا انتظار کرے تاکہ دونوں مل کر بیلہ پہ حملہ کریں۔ وہ جو دو قافلے درہ بولان میں لُوٹے گئے تھے، ان میں چار سو اونٹ اور دو سو خچر تھے اور سب ساز و سامان سے لدے ہوئے تھے۔

یہاں پہنچنے کے بعد جو کچھ ہُوا اُس کی رپورٹ بھیج رہا ہوں۔ میں نے کرنل فیری کو پڑھ کر سنائی اور وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن ابھی تک فیصلہ نہ کر سکا کہ اِسے آپ کے پاس براہِ راست بھیج دوں یا مزو کے توسط سے۔ مزو نے مجھے ایک یادداشت بھیجی ہے کہ حکومتِ ہند کے ریزولیوشن کے مطابق نئیں اُن کے پاس اِن علاقوں کے بارے میں اپنی ڈائری نہ بھیجوں۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے کہ انہوں نے دوسرے خطوط کے بارے میں بھی یہی کہا ہے۔ میں کل تک اُس کے متعلق غور کروں گا، کیونکہ یہاں جو کچھ ہُوا ہے اُس کے متعلق آپ کو جلد سے جلد اطلاع ملنی چاہیئے۔

مکران میں بغاوت کی خبر میں نے تار سے دے دی ہے۔ سنتے ہیں کہ یہ نتیجہ ہے لس بیلہ کی شکست کا۔ ہیر آسین یہ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اُس لئے ہُوا کہ خان کی فوج لڑنے کو تیار نہیں جو بالکل صحیح ہے۔ اگر کوئی خاص بات ہوئی تو میں آپ کو براہِ راست لکھوں گا۔ پولوک آج یہاں آ رہے ہیں۔ دیکھیئے کیا ہوتا ہے۔

Marfat.com

پولیٹیکل ایجنٹ قلات کی ڈائری مورخہ ۱۸ تا ۲۴ دسمبر ۱۸۷۱ء

خضدار ۲۴ دسمبر ۱۸۷۱ء

مینگل کو خضدار پہنچا۔ گزشتہ ہفتہ کی خاص خبر نورالدین مینگل کی بیلہ میں کامیابی ہے۔ رونجھا بڑی تعداد میں شاہ غازی غلام جان، عظمت علی، جاموٹ کی مدد کے لئے جمع ہوئے لیکن نورالدین سے مل گئے۔ شاہ غازی کی فوج جب بیلہ کے قریب پہنچی تو بدقسمتی سے اُسے کوئی امداد کہیں سے نہ ملی اور اُس کے کچھ آدمیوں نے لڑنے سے انکار بھی کر دیا۔ لہٰذا وہ فوج بالکل کمزور ہوگئی۔ اُس نے شہر خالی کر دیا اور قریب ترجگہ ہو اور مشتیا چلا گیا۔ آخری خبر جو اُس کے متعلق ملی ہے وہ یہ ہے کہ سو آدمیوں کے ساتھ مشتیا پہنچا۔ اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ نال کے راستے سے خضدار آئے گا یا قلات واپس چلا جائے گا۔

رونجھا، جاموٹوں اور مینگلوں میں نا اتفاقی اِس بات پر ہوگئی ہے کہ لس بیلہ پر حکومت کرنے کا حق کسے ہے۔ سُنا ہے کہ نورالدین علی خان جاموٹ کے حق میں دستبردار ہوگیا ہے لیکن شرط یہ لگا دی ہے کہ ہز ہائینس کے غلّے کا ذخیرہ اُسے دے دیا جائے تاکہ وہ خضدار اور بھنانا پر چڑھائی کر سکے۔ اگر ہم بر وقت پہنچ جائیں تو یہ منصوبہ یقیناً ناکام ہو جائے گا اور اگر نواب محمد خان، ہز ہائینس کی ہدایات کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو بیلہ واپس لینے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔

سردار فقیر محمد بزنجو نے میرے منشی کو دو دفعہ لکھا ہے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں، کتنے دن ٹھہروں گا اور یہاں سے کہاں جاؤں گا۔ یہ میرے احکام کی خلاف ورزی ہے کہ ایلچی میرے منشی سے براہِ راست خط و کتابت کرے۔

خاران کے سردار عظیم خان نے غالباً نورالدین مینگل سے بات چیت کی ہے اور اُس کا ارادہ ہے کہ موسم سرما کے بعد وہ اِس علاقے میں گڑبڑ پھیلائے۔

آخری ڈاک سے نائب پیر جان کا ایک خط ملا۔ وہ لکھتا ہے کہ کچھی کے بارے میں آپ کو اُس

Marfat.com

رپورٹ سے پتہ چل جائے گا جو میرے والد روزانہ ہز ہائنس کو دیتے ہیں۔ قلات سے آنے کے بعد کچھ دن تک کچھی کی کوئی خبر نہیں ملی تھی۔ ہز ہائنس کا ایک خط مورخہ ۱۹ر دسمبر ابھی ابھی ملا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ محمد خان کی نقل و حرکت کے بارے میں انہیں کوئی اطلاع نہیں ملی ہے۔ میرا خیال ہے کہ نواب پیر خان نے جس رپورٹ کا ذکر کیا ہے وہ باغی بروہیوں نے راستے ہی میں روک لی ہے۔

مکران کی کوئی خبر نہیں ہے۔

---

۶۲ اے تا ۲۲ سی۔ لاہور مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۸۷۲ء

از ایل۔ ایچ۔ گریفین سیکرٹری حکومت پنجاب

بنام سیکرٹری حکومت ہند۔ محکمۂ خارجہ

کپتان سنڈمین کا خط جیکب آباد مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۸۷۲ء اور ملحقہ کاغذات جن میں درہ بولان اور ڈھاڈر کے لوٹے جانے کا ذکر ہے، برائے اطلاع ہز ایکسیلنسی وائسرائے اور گورنر جنرل ان کونسل بھیج رہا ہوں۔ عزت مآب لفٹینینٹ گورنر کی خواہش کے مطابق میں میجر ہیریسن کی ڈائری کے آخری حصہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ سیستان کے سمجھوتے کے امکان کے لحاظ سے یہ اہم معلوم ہوتا ہے۔

کیمپ جیکب آباد۔ مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈمین۔ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

درہ بولان اور ڈھاڈر میں جو دو قافلے لوٹے گئے۔ ان کے متعلق جو رپورٹ میں نے کرنل فیری کو دی ہے اس کی نقل بھیج رہا ہوں۔ جن سرداروں نے اُن قافلوں پر حملہ کیا ان میں مریوں کا ایک قبیلہ بھی شامل ہے اور کمشنر سندھ نے اُس کے متعلق تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ کرنل فیری

Marfat.com

کے حکم سے اِس کی تحقیقات مَیں نے کی۔ اس مراسلہ کی نقل حکومت کی اطلاع کے لئے بھیج رہا ہوں۔

میری تحقیق کے مطابق اگرچہ مریوں نے قافلے کو لُوٹنے میں مدد دی، یہ کوہتور مری نہیں تھے۔ پھر بھی مَیں آپ کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ تمام مری بحیثیت ایک قبیلے کے موقع ملتے ہی بروہی سرداروں کا ساتھ دیں گے۔ اِس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ خاص سردار جو اِن دنوں خان قلات سے بغاوت پر تُلا ہُوا ہے وہ مریوں کا بہت گہرا دوست ہے اور مری اُس کی بہت عزّت کرتے ہیں۔ جب بختیار خان نے یہ اطلاع دی کہ تمام قبیلے بروہیوں کی مدد کے لئے تیار ہیں تو اُس نے بالکل سچ کہا۔ اِس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اِن ہنگاموں میں مریوں کے خان قلات کے خلاف ہو جانے سے ہمارے اور مریوں کے تعلقات پر کیا اثر پڑے گا اِس کے بارے میں مَیں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ حکومت کو اِس پہلو پہ غور کرنا چاہیئے۔ میرے لئے اتنا کافی ہے کہ مَیں آپ کی اِطلاع کے لئے کمشنر سندھ کا وہ خط جو انہوں نے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو لکھا تھا اور جو میرے پاس رپورٹ تیار کرنے کو بھیجا تھا وہ آپ کی اِطلاع کے لئے بھیج دوں۔ مَیں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو کچھ اِس سرحد پہ ہو رہا ہے اس سے پنجاب کی سرحد کا امن و امان کافی متاثر ہوگا۔

کمشنر سندھ نے ہز ہائینس خان کے وزیر اعظم کو بُلوایا ہے اور ہم لوگ روز اُن کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ سر ولیم میری ویدر نے مجھ سے کہا کہ وہ خان کے وزیر کو یہ رائے دیں گے کہ وہ سرداروں کے ساتھ سمجھوتہ کر لیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو تمام معاملات حسن و خوبی سے طے پا جائیں گے۔ مَیں صاف صاف یہ بتا دینا چاہتا ہُوں کہ اِس سرحد پر حالات بہت تشویشناک ہو گئے ہیں اور اگر کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا تو حالات بد سے بدتر ہو جائیں گے۔

۲۴۔ کیمپ جیکب آباد مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۸۷۲ء

از کرنل سر ولیم میری ویدر۔ کمشنر سندھ

Marfat.com

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ ۔ اپر سندھ فرنٹیر

بختیار خان نے جو خط آپ کو لکھا ہے اور جسے آپ نے میرے پاس بھیج دیا ہے، اُس سے پتہ چلا کہ "قریباً" چالیس ۴۰ مری بھی قافلہ لُوٹنے میں بروہیوں کے ساتھ تھے ۔ یہ صحیح ہے یا غلط، سردست اِس کا کوئی ثبوت نہیں ہے ۔ مگر ضروری امر یہ ہے کہ کچھی کے علاقے کے ہنگاموں میں مریوں کو ملوث نہیں ہونا چاہیئے اور اُنہیں چاہیئے کہ وہ اِس سے علیحدہ رہیں ۔ لہٰذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مری قبیلے کے سرداروں اور معتبروں کو بتادیں کہ ہز ہائنس قلات کے باغی سرداروں کا ساتھ دینا حکومت برطانیہ ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اُنہیں تنبیہہ کر دیجئے کہ آئندہ ہز ہائنس کے باغی سرداروں کا ساتھ نہ دیں ورنہ اِس کے نتائج بہت بُرے ہوں گے ۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ کی تصدیق

جیکب آباد ۔ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۸۷۲ء ۷۶ع

نقل برائے اطلاع کپتان سنڈیمن کے پاس بھیجی جاتی ہے کہ وہ یہ تحقیق کریں کہ وہ مری کون تھے جنہوں نے اِس موقع پہ بروہیوں کا ساتھ دیا ۔

جیکب آباد ۱۰ جنوری ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیر بنام کمشنر سندھ

آپ کا خط ۲۴ ع ۱۸۷۲ء ملا ۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ جب یہ موجودہ گڑبڑ شروع ہوئی تو میں نے مری سردار غزان اور بگٹی سردار غلام مرتضیٰ کو لکھا کہ وہ ہر ممکن کوشش کریں کہ اُن کے قبیلے کا کوئی آدمی خان قلات کی فوج اور بروہیوں کے درمیان لڑائی میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے ۔

بختیار خان (جو مریوں کا دشمن ہے) کی چٹھی سے رپورٹ آنے تک میں نے پہلے کبھی نہیں سُنا کہ مریوں یا بگٹیوں نے بروہیوں کی کوئی مدد کی ہو ۔

Marfat.com

میں بہرحال اِس کی تحقیقات کروں گا۔ میں نے یہ بھی سُنا ہے کہ جن مریوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ کریم خان بجرانی کے لوگ تھے اور اگر یہ امر واقعہ ہے تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ لوگ سردار غزان کی رعایا نہیں ہیں بلکہ کریم کے ماتحت ہیں۔ اور کریم سے ابھی تک نہ میرے اور نہ سنڈیمن کے کوئی تعلقات ہیں۔

جیکب آباد - مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن - ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ - جیکب آباد

حسب ہدایت خط ۶۲ جیکب آباد مورخہ ۹ر جنوری ۱۸۷۲ء بستی کے سردار کے اُس بیان کی تحقیق کی جس کا ذکر اُس نے آپ کے خط میں کیا ہے کہ جب قافلہ درہ بولان اور ڈھاڈر میں لُوٹا گیا تو حملہ آوروں کے ساتھ ایک جماعت مریوں کی بھی تھی۔

اِس معاملے کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے آپ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ قافلے میں شریک لوگوں سے پوچھ گچھ کی جائے۔ یہ میں نے کر لیا ہے اور اِس رپورٹ کے ساتھ چار گواہوں کے بیان بھیج رہا ہوں۔ اِن شہادتوں سے پتہ چل جائے گا کہ کیا ہُوا اور بظاہر اِس حملے کی بنیاد کیا تھی۔

اِن بیانات اور بستی کے بختیار خان اور ہز ہائنس کے ایلچی محمد نواب خان کے خطوط سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ ۲۲ر دسمبر کو جب جیکب آباد میں عارضی امن کا معاہدہ ٹوٹ گیا تو خان کی فوج نے بھاگ سے ایک گاؤں "حاجی کے شہر" کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ وکیل محمد خان کے مطابق وہاں بروہیوں نے اِن پہ حملہ کر دیا۔ جس میں بروہیوں کو شکست ہوئی اور بروہی وہاں سے پہاڑوں میں بھاگ گئے اور جب اُنہوں نے سُنا کہ دو قافلے قریب سے گزر رہے ہیں تو انہوں نے ان پہ حملہ کر کے لُوٹ لیا۔

واقعہ کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ دوسری رپورٹ میں مثلاً

سبّی کے سردار اور خان کے ایلچی کی رپورٹیں مختلف ہیں۔ مثال کے طور پر خبر کہ جیکب آباد سے سرداروں کی واپسی سے قبل فوج نے بروہیوں پر حملہ کر دیا اور یہ اُس وقت ہُوا جب فوج "حاجی کے شہر" کی طرف بڑھ رہی تھی تو اُس وقت انہوں نے سُنا کہ سرداروں کے ساتھ جو معاہدہ ہُوا تھا وہ جیکب آباد میں ٹوٹ گیا ہے۔ جو کچھ بھی ہُوا ہو اور وجہ کچھ بھی ہو امر یقینی یہ ہے کہ ہز ہائنس کی فوج اور سرداروں کے تابعین کے درمیان جنگ ہوئی اور اس میں سرداروں کے چالیس آدمی مارے گئے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بروہی سرداروں نے اِس لڑائی کے بعد قافلوں پہ حملہ کیا۔

قافلہ والوں سے گفتگو کے بعد ہی میں اس نتیجے پہ پہنچا ہُوں۔ نجب دین یہ کہتا ہے کہ وہ اور قافلے کے دوسرے لوگ بروہی لیڈروں پہ سخت ناراض ہوئے تو سرداروں نے کہا کہ چونکہ معاہدہ باقی نہیں رہا اس لئے انہوں نے انتقاماً درّہ بولان میں قافلہ پہ حملہ کیا ہے۔

تحقیقات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بختیار خان کا یہ کہنا غلط ہے کہ مری وہاں پہنچ گئے تھے اور حملے میں شریک ہو گئے۔ قافلے کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے لُوٹ مار میں حصّہ لیا وہ اُن کے اپنے مری محافظ تھے۔ وہ اِس دھوکا بازی کی یہ بھی تاویل کرتے ہیں کہ ان کے محافظ مزیرانی مری تھے اور ان کا سردار شیر دل ہز ہائنس کی ملازمت میں تھا۔ خان سے جھگڑا ہُوا اور وہ ملازمت سے ہٹا دیا گیا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اِس کا پوری طرح علم ہے کہ وہ قافلہ جو درّہ بولان سے گزر رہا تھا اُس کے محافظ مزیرانی تھے۔ یہ قبیلہ مری قبیلے کی ایک شاخ ہے اور قبیلے کے دوسرے لوگوں سے اِن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

قافلوں پر یہ دو حملے بظاہر بالکل علیٰحدہ علیٰحدہ کئے گئے۔ کوئٹہ کے نائب عبداللطیف کو اس معاہدہ کی خبر ہز ہائنس کے ایجنٹ نواب محمد خان سے مل چکی تھی۔ جب یہ قافلے کوئٹہ پہنچے تو نائب نے ان سے اس معاہدہ کا ذکر کیا اور راستے کو بالکل محفوظ سمجھ کر اس نے مقررّہ فیس وصول کی اور قافلے کو اپنا سفر جاری رکھنے کی اجازت دے دی۔ اُس نے کوئی غلطی نہیں کی، کیونکہ یہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ طرفین نے جس صلحنامہ پر رضامندی کا اظہار کیا ہے، اُس کی رُو سے قندھار سے

Marfat.com

جو قافلے آئیں گے وہ درّہ بولان سے بلا روک ٹوک گزریں گے۔

سامان جو لُوٹا گیا اُس کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ جو لوگ لُوٹے گئے ہیں اُن کے بیان کے مطابق اٹھاسی ہزار نو سو (۸۸،۹۰۰) روپے کا سامان لُوٹا گیا۔ ڈھاڈر میں جو قافلہ لُوٹا گیا، اُس کے سامان کی قیمت اِس کے علاوہ ہے۔ اور ابھی تک کافی لوگ جو درّہ بولان میں لُوٹے گئے، جیکب آباد نہیں پہنچے۔ اِس لئے اُن کے نقصانات کا اندازہ ابھی نہیں لگایا جا سکتا۔

بولان کے قافلے میں مالی نقصان کے علاوہ بارہ آدمی مارے گئے اور بیس زخمی ہوئے جن میں ایک عورت بھی شامل ہے۔ یہ بدقسمت عورت زخموں کی تاب نہ لا سکی اور دم توڑ دیا۔ اِن زخمیوں میں بعض کو بہت زیادہ چوٹ آئی ہے اور اِن میں سے ایک بھاگ اور ایک ڈھاڈر میں پڑا ہُوا ہے۔

جو لوگ مارے گئے اُن میں قندھار کے گورنر میر شیر علی کا ایک رشتہ دار بھی ہے۔ اُس کے چودہ سالہ بیٹے کا بیان بھی بھیج رہا ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ جب قافلہ پہ حملہ ہُوا تو اُس کے باپ غلام رسول کے سَر میں گولی لگی اور وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ وہ شکارپور جا رہے تھے اور بظاہر معزّز تاجر معلوم ہوتے تھے۔

نجب الدین ساکن شکارپور کا بیان۔
جو جیکب آباد میں مورخہ ۱۱؍ جنوری ۱۸۷۲ء کو لیا گیا

مَیں کاہر پٹھان ہوں اور عام طور پر شکارپور میں رہتا ہوں۔ مَیں سوداگر ہوں اور کاروبار کے سلسلے میں قندھار گیا تھا۔ مَیں نے چار ہزار روپے سے زیادہ کا سامان خریدا اور شکارپور لے جا رہا تھا کہ ہمارا قافلہ درّہ بولان میں کندلان میں لُوٹا گیا۔ مَیں نے لُوٹنے والوں کو پہچانا۔ اُن کی تعداد قریباً ۵۰۰ تھی اور وہ بروہی اور نابند پیدل اور گھوڑ سوار تھے۔ ان کے سرداروں کو بھی پہچانا۔ مگر اُن کے نام مجھے معلوم نہیں۔ وہ دو عدد (سردار) تھے۔ ایک اللہ دینا کُرد کا بیٹا تھا اور دوسرا

Marfat.com

سردار مولا محمد کا بھتیجا۔ قافلہ بہت بڑا اور مالدار تھا۔ یہ ایک کھائی میں لوٹا گیا، سوائے اُن چند اونٹوں کے جو کھائی سے نکل چکے تھے وہ بچ گئے۔ ہم لوگوں نے ڈاکوؤں سے التجا کی کہ ہم لوگوں کو جانے دیا جائے مگر وہ نہ مانے اور یہ کہا کہ خان قلات نے اُنہیں تباہ کر دیا ہے اور انہیں اور اُن کی عورتوں کو بے عزت کیا ہے اور یہ بھی کہا کہ ان لوگوں نے انگریزوں کو اور حکومت کابل کو عرضداشت بھیجی تھی لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک کسی نے کچھ نہیں کیا۔ اُن کی زمینیں، جائداد، حتیٰ کہ اُن کی عورتوں کو بھی اُن سے چھین لیا گیا ہے۔ وہ اتنے تنگ آگئے ہیں کہ وہ اب ڈاکو اور رہزن ہو گئے ہیں۔ میرا قافلہ کوئٹہ حفاظت سے پہنچ گیا تھا۔ عبداللطیف جو وہاں کا نائب ہے اُس نے راہداری کی فیس طلب کی۔ اُس نے ایک محافظ دستہ بھی دیا جو ہمیں درّہ بولان سے گزار دے اور یہ بھی کہا کہ باوجود ہنگامے کے راستہ محفوظ ہے۔ کیونکہ خان کا وکیل مولا محمد خان جو بروہی سرداروں سے معاہدہ کر چکا ہے، سب سرداروں کو لے کر انگریزوں کے پاس جیکب آباد گیا ہوا ہے تاکہ اس معاہدے کی تصدیق ہو جائے۔ لہٰذا ہم لوگ بغیر کسی خوف کے کوئٹہ سے روانہ ہو گئے۔ بروہیوں نے جب حملہ کیا تو گولی چلائی اور مندرجہ ذیل لوگ مارے گئے:

۱۔ غلام رسول گولزئی (غلزئی) گورنر قندھار شیر دل خان کا ایک رشتہ دار ۲۔ یار محمد ناصر ۳۔ مرید خان کاہر۔ ۴۔ سرور کروتی ۵۔ صدر خان کروتی ۶۔ عثمان ۷۔ یار ناصر ۸۔ عبدالکریم کاہر۔ ۹۔ شازد (شہزادہ) ناصر۔

تین اور ہیں جن کے نام میں نہیں جانتا۔

ہم لوگوں میں سے اُنیس زخمی ہوئے اور اُن میں سے چند نے شدید زخم کھائے۔ گوشدل (خوشدل) کو زخم آیا لہٰذا اُسے ڈھاڈر میں چھوڑ دیا۔ دُورانی (دُرّانی) کاہر زخمی ہوا اور اُسے بھی ڈھاڈر میں چھوڑنا پڑا۔ صدیق بھی زخمی ہوا اور بھاگ تک آیا۔ اُسے وہیں چھوڑنا پڑا۔ دوسرے جو زخمی ہوئے وہ جیکب آباد کے ہسپتال میں ہیں۔ ایک عورت زخمی ہوئی اور یہاں آکر مر گئی۔

کوئٹہ میں ہم لوگوں نے مندرجہ ذیل فیس ادا کی:

Marfat.com

ہر لدا ہُوا اُونٹ : ۲ روپیہ آٹھ آنے۔

راہداری : ایک آنہ فی آدمی۔

لدا ہُوا خچر : دس آنے فی خچر

باہ دری : تین پیسے۔

بکری کا گھوڑا : ۲ روپے آٹھ آنے

عام طور سے ڈھاڈر میں دوبارہ فیس ادا کی جاتی ہے مگر حالات ناسازگار ہونے کے باعث محمد خان نے بھاگ میں جہاں خان کی فوج ہے، یہ فیس وصُول کی۔

راہ گزاری (ٹرانزٹ) جس میں بدرقہ شامل ہے کوئٹہ سے جیکب آباد تک کے لئے لیا جاتا ہے، وہ حسب ذیل ہے:

فی اونٹ : پانچ روپے (خواہ اُس پہ کسی مالیت کا سامان لدا ہو)۔

بدرقہ فیس یکساں نہیں ہے۔ مثلاً نیل پر دو روپے۔ ریشم پر دو روپے۔ خشک پھل ایک روپیہ فی بوری۔

راہداری یا ایک آنہ فی بوری قافلہ کے امیر کو دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ رات کو جانوروں کی نگرانی کرتے ہیں۔ خان کے ایلچی یا ایجنٹ قافلے کے لئے سارے حفاظتی انتظام کوئٹہ سے کر دیتے ہیں۔ ذیل میں اُس سامان کی فہرست ہے جو لُوٹا گیا۔ یہ فہرست کوتوال نے ہر شخص کے بیان کے مطابق تیار کی ہے اور جو لوگ لُوٹے گئے ہیں، باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔

۳۴۵ اُونٹ	:	قیمت	۲۵,۷۲۰ روپے
۲۶۰ خچر مع سامان	:	"	۱۰.۹۴۰ روپے
۶ گھوڑے	:	"	۳۵۴ روپے
اون۔ کپاس۔ خشک پھل چُغے۔ قالین وغیرہ	:	"	۵۱,۸۶۶ روپے

۸۸.۹۰۰ روپے مجموعی قیمت جمعرات تک۔

Marfat.com

اِس میں اُن اونٹوں کی قیمت نہیں ہے جو ڈھاڈر والے قافلے میں لُوٹے گئے۔ یہ قافلہ بالکل دوسرا قافلہ تھا جس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

بدرقہ جو ہم لوگوں کو ملا وہ مزارانی مری تھے۔ ان کا سردار کوتول (یا کوتل) کہلاتا ہے۔ وہ بروہیوں کے ساتھ ہو گئے اور ہم پہ گولی چلائی۔ مَیں نے دوسرے مریوں کو نہیں دیکھا۔ ڈھاڈر کے لوگوں نے کہا کہ جب حملہ ہُوا ہے تو بروہیوں کے ساتھ کچھ مری بھی تھے۔ لیکن مَیں نے ایک مری بھی نہیں دیکھا۔

قندھار سے ڈھاڈر تک اٹھارہ منزلیں ہیں۔ چودہ منزلوں تک سڑک بہت کُھلی اور محفوظ ہے۔ ایک جگہ جسے ابرَیون کہتے ہیں وہاں مریوں کا خوف ہے۔ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو آمد و رفت میں کوئی خطرہ نہ ہوتا۔ مزارانیوں کا سب سے بڑا سردار شیر دل ہے لیکن اُس نے خان کے لوگوں سے جھگڑا کیا ہے اور نکال دیا گیا ہے۔

سیّد محمد شاہ ساکن غزنی کا بیان

جو جیکب آباد میں مورخہ ۱۱/ جنوری ۱۸۷۲ء کو لیا گیا

مَیں اِس قافلہ میں قندھار سے شامل ہُوا۔ مَیں زیارت کے لئے مکّہ مکرمّہ جا رہا ہُوں۔ درّہ بولان میں ایک تنگ جگہ تک جب تک نہ پہنچے ہمیں کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔ ایک مقام جو کونڈلا کہلاتا ہے وہاں تقریباً سات بجے صبح ہمارے قافلے پر حملہ ہُوا۔ وہاں پر درّہ تنگ ہے اور راستہ مشکل۔ کچھ اونٹ وہاں سے گزر چکے تھے اور کچھ گُزر رہے تھے کہ بروہیوں نے ہم لوگوں پہ حملہ کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ بروہیوں کا سرغنہ اللہ دینا کُرد کا بیٹا اور سردار مولا محمد کا بھتیجا تھا۔ اُن کے ساتھ قریباً چار یا پانچ سَو آدمی تھے۔ ہمارا سامان جس میں ہمارے دوستوں کا سامان بھی تھا، لُوٹ لیا گیا۔ اِس کی فہرست کوتوال کے پاس ہے۔ میرے سامان کی قیمت ۳,۶۲۵ روپیہ ہے۔ مَیں نے بروہیوں کے سرغنے کو یہ کہتے سُنا کہ امیر اور انگریزی حکومتوں نے نہ تو ان کے لئے خود کچھ کیا اور نہ

Marfat.com

ہی خان سے صلح کرائی۔ لہٰذا اُنہوں نے مایُوسی میں قافلہ پر حملہ کر دیا۔ جب ڈھاڈر پہنچے تو خان کے سواروں نے ہمیں اپنی حفاظت میں لے لیا اور ہمیں بھاگ لائے۔ کوئٹہ میں نائب کو مقررہ فیس ادا کر دی گئی۔ ہم لوگوں کو جو بدرقہ ملا تھا وہ مزآرانی مری تھے اور جن لوگوں نے ہم پہ حملہ کیا وہ بروہی تھے۔ مَیں نے کوئی مرّی نہیں دیکھا۔ میرے ساتھی حاجی رود محمد۔ حاجی قاسم اور حاجی عبداللہ ہیں اور دو ملازم بھی ساتھ ہیں۔ ہم لوگ زیارت کے لئے جا رہے ہیں اور یہاں تک پہنچنے میں کافی وقت ضائع ہو چکا ہے اور زیارت (حج) کے لئے صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔ ہماری التجا ہے کہ حکومت ہمیں خرچ کے لئے روپے دے کیونکہ ہم لوگوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ محفوظ راہداری کی ضمانت جس پر ہز ہائینس امیر کابل کی مُہر لگی ہے وہ بھی دیکھ لیجئے ہمیں انگریزی حکومت کے نظم و نسق پہ بھروسہ تھا اس لئے ہم لوگ درّہ بولان سے آئے اور اب مَیں اُن سے اِنصاف چاہتا ہُوں۔

چودہ سالہ عبدالمجید سلیمان خیل کا بیان

مَیں اور میرے والد قافلہ کے ساتھ تجارت کے لئے شکارپور جا رہے تھے۔ مَیں میر شیر علی گورنر قندھار کا رشتہ دار ہُوں۔ میرے دادا (یا نانا) اُس کے ماموں ہوتے ہیں۔ ہمارا سامان جو قافلہ کے ساتھ لُوٹ لیا گیا اُس کی قیمت ۳۳۲۱ روپے ہے۔ میرا سارا سامان لُٹ گیا اور میرے والد سر میں گولی لگنے سے مارے گئے۔ یہ گولی بروہیوں نے چلائی تھی۔ میرے والد کا نام غلام رسول خان تھا۔ مَیں نے نجب دین کا بیان سُنا۔ یہ بالکل صحیح ہے۔

سلطان محمد (سندھی) میمن کا بیان

جو ۱۱ر جنوری ۱۸۷۲ء کو لیا گیا:

مَیں اُس قافلہ میں قندھار میں شامل ہُوا اور اُس کے ساتھ کوئٹہ پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر

Marfat.com

مَیں نائب عبداللطیف کے پاس گیا اور حالات دریافت کیے۔ اُس نے کہا سب ٹھیک ہے اور ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ خان کی فوجوں نے بیلہ کے جام کو گرفتار کرلیا ہے اور وکیل نواب مولا محمد خان نے بروہی سرداروں سے صلح کرلی ہے اور اُس کی تصدیق کرانے کے لئے جیکب آباد صاحبوں کے پاس گیا ہے۔ مجھے واجب الادا نیس جمع کرا کے ڈھاڈر روانہ ہونے کے لئے کہا گیا۔ مَیں نے ویسا ہی کیا جیسا کہ اُس نے کہا۔ حسبِ معمول بدرقہ ہمارے ساتھ کردیا گیا۔ کوٹڈلا تک قافلہ حفاظت سے پہنچ گیا۔ وہاں تقریباً پانچ سَو پیدل اور گھوڑ سوار بروہیوں نے ہم پر حملہ کردیا۔ قافلہ بہت بڑا تھا اور قیمتی سامان لے جارہا تھا۔ کافی سامان لُوٹا گیا جس کی فہرست کوتوال کے پاس ہے۔ اِس لُوٹ مار میں قافلہ کے بارہ آدمی مارے گئے اور پندرہ سولہ زخمی ہوئے۔ ہم نے بروہیوں سے پوچھا کہ تم لوگوں نے ہم پر حملہ کیوں کیا۔ اُن لوگوں نے یہ کہا کہ خان ہمارا دشمن ہے اور اُس نے ہماری جائدادوں پر قبضہ کرلیا ہے اور ہماری عورتوں کو بے عزت کیا ہے۔ انگریزی حکومت سے داد و فریاد کی مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ بے بس ہونے کے بعد ہم نے قافلہ پر حملہ کردیا۔ مَیں نے نجب خان کا بیان سُنا ہے۔ جو کچھ اُس نے کہا ہے وہ بالکل درست ہے۔ میری خواہش ہے کہ اِس بیان کو میرا بیان سمجھا جائے۔ مجھے اور کچھ نہیں کہنا ہے۔ صرف یہ کہ مَیں حکومت سے انصاف چاہتا ہُوں۔

بختیار خان سردار سبّی کی رپورٹ
جو کرنل فیری کو یکم جنوری ۱۸۷۲ء کو بھیجی گئی

آداب و تسلیم کے بعد عرض ہے:

خان کی فوجوں سے چالیس بروہی مارے گئے۔ لڑائی کے بعد بروہی اپنے ساتھ پندرہ گھوڑے لے کر آئے اور کہا کہ ہم نے ان کے مالکوں کو مار ڈالا ہے۔ بروہی اپنے سرداروں کے ساتھ کوہِ نِنحال گئے ہوئے ہیں اور کچھ بروہی کوہ سنگھی والا میں ہیں۔ بروہیوں نے ڈھاڈر پہ حملہ

Marfat.com

کر کے ایک قافلہ جو خراسان سے آیا ہُوا تھا لُوٹ لیا۔ اُن کا ایک آدمی مارا گیا۔ وہ اپنے ساتھ ایک سو چھ اُونٹ لائے۔ ایک دوسرا قافلہ ڈھاڈر کے قریب پہنچا ہی تھا کہ بروہیوں نے اُس پر حملہ کر دیا اور دو تین سو اُونٹ، ساٹھ سے اسّی خچر اور بیس تیس یابو پر مع ساز و سامان کے قبضہ کر لیا۔ اِس میں بروہیوں کے دو آدمی مارے گئے۔ وہ بروہی جو کوہ سفنی والا میں رہتے ہیں انہوں نے دو تین گاؤں کو بھی لُوٹا ہے۔ خان کی فوج بروہیوں کی سرکوبی کے لئے سفنی والا گئی ہے نتیجہ کا اِنتظار ہے۔ چالیس مری گھوڑ سواروں نے بروہیوں کی مدد کی تھی۔ مری گھوڑ سوار کافی تعداد میں بروہیوں کی مدد کو آ رہے ہیں۔ بس خبر اتنی ہی ہے۔ مجھے آپ اپنا فرمانبردار غلام سمجھیں۔

کپتان سنڈیمن کی تصدیق

جیکب آباد مورخہ ۹ جنوری ۱۸۷۲ء

سیکرٹری حکومت پنجاب کو اطلاعاً ارسال ہے

ہز ہائنس خان قلات کے ایجنٹ محمد خان کی رپورٹ

بنام کرنل فیری۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ۔ جیکب آباد مورخہ ۹ جنوری ۱۸۷۲ء

تسلیم و آداب کے بعد عرض ہے:

پولوک صاحب کو بحفاظت درّہ بولان سے لے جانے کا حکمنامہ ملا۔ حقیقت یہ ہے کہ جس روز خان کی فوجیں حاجی پہنچیں، سردار مولا محمد نے اپنے آدمیوں کو مٹھڑی گاؤں میں جمع کیا اور خان کی فوجوں پر حاجی میں حملہ آور ہُوا۔ لیکن خدا کی مہربانی سے خان کی فوجوں کو فتح نصیب ہوئی۔ شکست خوردہ بروہی ناڑی نالہ کی پہاڑیوں پر بھاگ گئے اور کچھ مشکاف چلے گئے۔ اس کے بعد بروہی پھر جمع ہُوئے اور وہ قافلہ جو درّہ بولان سے گزر رہا تھا اُسے لُوٹنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ واقعہ ہے کہ ایک بہت بڑا قافلہ ڈھاڈر پہنچ گیا تھا۔ رات کے وقت بروہیوں نے اُس پر حملہ کیا اور سَو اونٹ

سے زیادہ اپنے ساتھ لے گئے۔ ایک دوسرا قافلہ درّہ بولان میں تھا کونڈلان کے مقام پر۔ بروہیوں نے اسے بھی لُوٹا۔ آپ کے اِس نیاز مند غلام کی خواہش ہے کہ چند دنوں میں ہز ہائینس خان کی فوجوں کے ساتھ بروہیوں کے اڈّے اور درّہ بولان کی طرف جائے۔ اِس کا نتیجہ جو کچھ نکلے گا اُس کی اطلاع بعد میں دوں گا۔ اس کے بعد میں آپ کو بتا سکوں گا کہ صاحب (پولاک) اور اُن کے ساتھیوں کو درّہ بولان سے گزارنے کے لئے میں کیا کر سکتا ہوں۔ قافلہ جو لُٹنے کے بعد بچ گیا ہے اُسے جیکب آباد بھیج دوں گا۔ ڈھاڈر میں جو قافلہ لٹا اُس میں صرف اُونٹوں کا نقصان ہُوا۔

کپتان سنڈیمن کا ریمارک

مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۸۷۲ء

یہ ایک لڑائی کا ذکر ہے جس کی رپورٹ بنیا نے کپتان ہیریسن کو دی اور جس کا ذکر ہیریسن نے اپنی ڈائری میں کیا ہے۔ بختیار خان نے بھی اِس کے بارے میں ایک رپورٹ بھیجی ہے۔ جیکب آباد میں جیسے ہی معاہدہ کے ناقابلِ قبول ہونے کا اعلان ہُوا خان کی فوجوں نے بروہیوں پر حملہ کر دیا۔ جس میں چالیس بروہی مارے گئے۔ یہاں ہم لوگوں نے سُنا ہے کہ فوج نے کسی کو نہیں چھوڑا، حتیٰ کہ وہ گڈریئے جو بھیڑ بکری چرا رہے تھے اُنہیں بھی قتل کر ڈالا اور فتح کا دعویٰ جو یہ کرتے ہیں اُس میں کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ بروہیوں نے انتقاماً اِس کے فوراً بعد دو قافلے لُوٹ لئے۔

پولیٹیکل ایجنٹ قلات کی ڈائری ۲۵ تا ۳۱ر دسمبر ۱۸۷۱ء

خضدار مورخہ ۳۱ر دسمبر ۱۸۷۱ء

۲۱ر دسمبر بدھ کو ہز ہائینس خان کا ایک خط ملا۔ اُنہوں نے نواب محمد خان کو ایک رپورٹ بھیجی ہے جو اُس سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کا ذکر ہم نے اپنی ڈائری میں ۳ تاریخ ماہ ہذا کو کیا ہے۔ نواب نے چونکہ تمام ہدایات کو نظر انداز کر دیا اور مُصر ہُوا کہ وہ باغیوں سے خود نمٹے گا۔ ہز ہائینس نے انگریز

Marfat.com

حکومت کو میرے توسط سے یہ کہا کہ اُس کی اور باغی سرداروں کی کارروائیوں پر بالکل کوئی توجہ نہ دی جائے۔ ہز ہائینس کے خط کی نقل اور اُس کا ترجمہ مع ملحقہ کاغذوں کے خاص ایلچی کے ہاتھ مورخہ ۲۸ ماہِ ہذا بروزِ جمعرات بھیج دیا تھا۔ مَیں نے ہز ہائینس کو یہ جواب دیا کہ اگر باغی سردار انگریزی علاقے میں گئے اور صورتِ حال وہی ہو جو سابق جام بیلہ کی تھی تو ممکن ہے کہ ہماری حکومت ان سے ہمدردانہ سلوک کرے۔ لیکن اگر وہ ہز ہائینس کے وکیل کی ضمانت پر جیکب آباد گئے تو ان کی باتوں پر دھیان نہیں دیا جائے گا۔ مَیں نے یہ بھی کہا کہ میرے خیال میں ان باغی سرداروں سے کوئی ملاقات بھی نہیں کرے گا اور یہ بھی کہا کہ ان سرداروں کا اصل مقصد موسمِ بہار تک کچھی اور بیلہ میں موجودہ صورتِ حال کو قائم رکھنا ہے۔ اُس کے بعد اُن کو یہ اُمید ہے کہ آزاد خان اُن سے مل جائے گا۔ لہٰذا ہز ہائینس کے مفاد میں یہ ہے کہ کسی ایسے آدمی کو کچھی بھیجیں جس میں اُن کی ہدایتوں پر عمل کرنے کی جرأت اور صلاحیت ہو۔ اُس میں جتنی دیر ہوگی اتنی ہی زیادہ مشکلات پیدا ہوتی جائیں گی۔

جمعہ کے دن مجھے کمشنر سندھ کا خط ۴۲۶ ملا۔ یہ خط اُنہوں نے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو لکھا تھا اور ہز ہائینس کے خط کا ملحقہ تھا۔ اس سے معلوم ہُوا کہ جو ہم نے باغی سرداروں کے متعلق لکھا تھا کہ اُس کے امکانات کم ہیں کہ اُن سے کوئی بات چیت کرے گا اور یہ کہ مصلحت اِس میں ہے کہ محمد خان کو سبکدوش کر دیا جائے، صحیح نکلا۔ میرا خیال ہے کہ چند دنوں میں شاہ غازی یہاں آئے گا اور کچھی چلا جائے گا۔

نائب پیر جان کا سوار جو ڈاک لایا اُس سے معلوم ہُوا کہ اُس نے لہشوری میں یہ سُنا کہ شکور خان اور بھاگ کے نائب نے رات کے وقت مٹھڑی میں باغیوں پہ حملہ کر دیا ہے جس میں ایک سو بیس آدمی مارے گئے اور اللہ دینا کُرد گرفتار ہو گیا۔ ایک خط جو کسی بنیا کے نام ہے اُس سے اس معاملے کے بارے میں یہ پتہ چلتا ہے کہ جب یہ خبر پھیلی کہ کوئی معاہدہ نہ ہو سکا تو نواب محمد خان کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ وہ جلال خان کے دروازے پہ گیا اور شکور خان کو یہ خبر بھیجی کہ وہ ایک

Marfat.com

ایجنٹ لے کر آئے۔ بروہیوں نے مٹھڑی میں جمع ہونا شروع کیا تاکہ کچھی میں خوب لوٹ ... جائیں۔ شکور خان کو بھی اس کی خبر ہوگئی کہ معاہدہ نہیں ہو سکا اور اب وہ ہز ہائینس کے حکم کی تعمیل ... میں آزاد تھا۔ نواب محمد خان چونکہ وہاں نہیں تھا وہ "حاجی کے شہر" چلا گیا اور بروہیوں کو اس کی بالکل خبر نہیں ہوئی۔ وہاں سے اُس نے شبخون مارا۔ گھوڑسواروں نے مولا محمد اور باغیوں کا پیچھا کیا۔

بیلہ کی خبر یہ ہے کہ لوگوں کا آپس میں تفرقہ ہے۔ پہلے تو رونجھا اور مینگلوں میں جھگڑا ہُوا۔ نورالدین، ثالثی کے لیے قرآن (پاک) اُٹھا لایا۔ بعد میں رُونجھا اور جاموٹ لڑ پڑے۔ عام خیال یہ ہے کہ جب باغیوں کی شکست کی خبر بیلہ پہنچے گی تو مینگل، نورالدین کا ساتھ چھوڑ دیں گے، اور اپنے اپنے کوچوں میں واپس چلے جائیں گے۔ اب چونکہ رونجھا کے علی خان سے تعلقات اچھے نہیں ہیں وہ شاہ غازی غلام جان کو واپس آنے کی دعوت دیں گے۔ نورالدین کے ارادے کیا ہیں یہ میں گزشتہ ہفتے لکھ چکا ہوں اور دوست محمد مینگل کی بھی یہی رائے ہے کہ اگر میں یہاں نہ پہنچ جاتا تو اُس کا (نورالدین کا) ارادہ تھا کہ وہ خضدار اور باغبانہ جائے، کیونکہ علی خان جاموٹ نے اُس کے منصوبے کے لیے روپیہ اور سامان فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

قلات میں گزشتہ ہفتے دو دفعہ برفانی طوفان آیا اور بارش بھی بہت ہوئی۔

مکران کی کوئی خبر نہیں ہے۔

شاہ غازی غلام جان کُنگنا میں ہز ہائینس کی کمک کا انتظار کر رہا ہے تاکہ بیلہ کو واپس کیا جائے۔

مزید: ہز ہائینس نے ڈھاڈر کے اورنگ شاہ سید کا ایک خط بھیجا ہے جس سے یہ پتہ چلا کہ مولا محمد نے جب یہ سُنا کہ انگریزی حدود میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملے گی تو باغیوں کو یہ ہدایت کی کہ "حاجی کے شہر" پر قبضہ کرلیں۔ شکور خان، ہز ہائینس کی فوج کے کمانڈر نے یہ سُن کر کہ کوئی معاہدہ نہیں ہے مٹھڑی پہ حملے کی تیاری کر لی اور دونوں فوجیں تقریباً ایک ہی وقت "حاجی کے شہر" پہنچ گئیں۔ ساری رات جنگ ہوتی رہی اور صبح کو شکور خان نے اپنی فوج کو تین حصوں میں بانٹا تاکہ دشمنوں کے دونوں بازوؤں پہ حملہ ... سکے۔ ایک گھنٹے کی لڑائی کے بعد باغیوں کو بُری طرح شکست ہوئی اور مٹھڑی تک

Marfat.com

اُن کا پیچھا کیا گیا۔ بعد میں ہز ہائینس کی فوجوں نے مِٹھڑی بھی فتح کر لیا۔ باغیوں کا بہت نقصان ہُوا اور ہز ہائینس کا بہت کم۔

زگوُر (یا زگر) مینگل سردار نے یہ لکھا ہے:

مینگل۔ اسمٰعیلی اور محمد حسنیوں نے سیستان میں چوُرسورک کے مقام پر پانچ سو آدمی جمع کئے اور بوُرجند اور کین لوُٹنے کے لئے گئے۔ ایران کی فوجوں نے مزاحمت کی اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اِس میں طرفین کے سات آٹھ آدمی مارے گئے۔ ایرانی میدان چھوڑ کر فرار ہو گئے اور بلوچوں کے ہاتھ اسّی اُونٹ، دس گھوڑے اور چار خچر آئے۔ بلوچ لوُٹ کا مال لے کر گھر واپس آ گئے ہیں۔ سیستان میں فوج بہت تھوڑی سی ہے۔ عالم خان کا بیٹا بورجند میں رہتا ہے۔ سرفراز خان سنجرانی بغیر لڑے بھڑے جالک سے واپس آ گیا ہے۔ زگوُر مینگل جو قحط کی وجہ سے گرم سیل چلے گئے تھے نوشتری واپس آ گئے ہیں اور "چار ریگا" میں رہ رہے ہیں۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیر کی تصدیق:

۷۵ جیکب آباد مورخہ ۱۰ جنوری ۱۸۷۲ء

کپتان سنڈمین۔ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان (جیکب آباد) کو اطلاعاً ارسال ہے۔

یادداشت۔ گوادر مورخہ ۲ جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان ملز بنام کمشنر سندھ

بنیاتوں نے کیچ سے لکھا ہے کہ داروغہ کو نوری سے نکال دیا گیا ہے اور اُس کی جائداد لوُٹ لی گئی ہے اور اِس وقت تربت میں باغیوں کے گھیرے میں ہے۔ داروغہ کے چھ آدمی مارے گئے اور بلوچوں کے تین۔ تمپ، نصیر آباد، بلیدہ اور کلاچ کے سردار کیچ میں بائی خان سے آ ملے ہیں اور وہاں کے باشندے بھی اُن کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ خط لکھنے والا داروغہ کی حالت بہت نازک بتاتا ہے۔

Marfat.com

کمشنر سندھ کی تصدیق

۱۷ - جیکب آباد کیمپ - مورخہ ۷ جنوری ۱۸۷۲ء

اس کی صحیح نقل پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیر کے پاس اطلاعاً بھیجی جارہی ہے۔ پولیٹیکل ایجنٹ قلات کو بھی خبر کردی جائے۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیر کی تصدیق ؛

۶۷ جیکب آباد مورخہ ۹ جنوری ۱۸۷۲ء

نقل برائے کپتان سنڈمین - ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان حال مقام جیکب آباد

---

۵ - سی - پی - دہلی کیمپ - مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۷۲ء

از سی - یو - ایچیسن - سی - ایس - آئی سیکرٹری حکومت ہند محکمہ خارجہ

بنام ایکٹنگ سیکرٹری - حکومت بمبئی۔

حوالہ : برقیہ مورخہ ۹ ماہ ہذا از ہز ایکسیلنسی ، گورنر بمبئی۔

بنام : ہز ایکسیلنسی وائسرائے اور گورنر جنرل۔

میں کمشنر سندھ کے برقیہ مورخہ ۷ ماہ ہذا کی نقل بھیج رہا ہوں اور اس سلسلے میں گورنر جنرل کی ہدایات قلات کے معاملے میں درج ذیل ہیں :

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارا ملک باغی سرداروں کے ہاتھ میں ہے۔ کچھ عرصہ پہلے کچھی میں بغاوت ہوئی - لس بیلہ علی خان جاموٹ کے قبضے میں ہے۔ چند دن ہوئے اہل کیچ آزاد ہو گئے اور وہاں خان کے نمائندے کی حالت نازک ہے۔ ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل کو اس کامیاب بغاوت پر بہت پریشانی ہے۔ قلات کے ہنگامے برطانوی مفاد کے لئے مضر ہیں اور ہز ایکسیلنسی ان کونسل جہاں ان ہنگاموں کو ختم کرنے کی اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہیں وہاں ان کا یہ بھی خیال ہے کہ

Marfat.com

جب تک خان کا رویّہ نہ بدلے گا اُس وقت تک اُنہیں (وائسرائے کو) اُمید نہیں ہے کہ خان دوبارہ اپنے اختیارات اُن پر مسلط کر سکیں۔

یہ باور کرنا مشکل ہے کہ یہ سردار، خان کی حکومت سے شاکی ہوئے بغیر ایسی فتنہ انگیز تحریک چلاتے اور کامیاب ہوتے، اتنی دیر تک جمے رہتے اور لوگوں کو اپنا ہمنوا بنا لیتے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ پچھلے دنوں میں بہت سے سردار سازشی اور مُفسد تھے اور جن کی وجہ سے خان کو کافی پریشانی اٹھانا پڑی ہو اور یہ اُن کی حکومت کی کمزوری کا سبب بنی ہو۔ ہز ایکسیلنسی ان کونسل کو اِس پالیسی سے اتفاق نہیں ہے کہ غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالے بغیر اُن (سرداروں) کی کسی بات کو سُننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر خان بزورِ بازو اُن کو زیر کر سکتے تو بات اور ہوتی۔ مگر وہ اتنے طاقت ور نہیں ہیں اور حکومتِ برطانیہ نہ تو اُنہیں انگریزی فوج بھیج کر سرداروں کو کچلنے میں مدد دے سکتی ہے اور نہ ہی کسی اور طرح سے مدد کر سکتی ہے جب تک کہ ہز ایکسیلنسی اِن کونسل کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ سرداروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے گا اور یہ بھی کہ اُن کے جائز اور پُرانے حقوق کو پامال نہیں کیا گیا۔

لہٰذا مَیں ہز ایکسیلنسی گورنر بمبئی اِن کونسل کو یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ وہ اس پہ غور کریں کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ کمشنر سندھ جب سرداروں کو بغاوت سے باز رہنے کی ہدایت کریں تو انہیں یہ بھی یقین دلائیں کہ اُن کی شکایات کی پُوری تحقیق کی جائے گی اور اگر اُن کے مطالبات جائز ہیں تو خان سے منوائے جائیں گے اور ساتھ ساتھ گورنر جنرل کی یہ بھی رائے ہے کہ خان سے یہ کہا جائے کہ وہ اپنے معاملات کو کمشنر کے حوالے کر دیں اور اُن کی ثالثی اپنے اور سرداروں کے درمیان قبول کر لیں اور جو کچھ وہ فیصلہ کریں وہ (خان) اُسے مان لیں۔ اگر خان اِس بات پر رضامند ہو جائیں تو کمشنر جس قسم کا بھی معاہدہ سرداروں سے اُن کی جائدادوں، جاگیروں اور ٹیکسوں کے بارے میں بھی کریں گے وہ اُسے بغیر چُون و چرا مان لیں گے اور یہ بھی کہ اُن میں سے جو معتبر ہیں اُنہیں مُلک کی حکومت میں جائز طور سے حصّہ لینے دیں گے تاکہ امن وامان قائم رہے اور اِس طرح ایک ایسا

Marfat.com

نظام قائم ہو جائے گا جس سے نہ صرف نظم و نسق برقرار رہے گا بلکہ مستقل امن کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ ان شرائط پر ہز ایکسیلینسی کو معاہدہ پر دستخط ہو جانے کے بعد خان کو مالی امداد دینے میں کوئی عذر نہ ہوگا تو پھر ایک لاکھ سے زیادہ کی امداد بھی دی جا سکتی ہے تاکہ خان کی مالی مشکلات دور ہو جائیں اور حکومت کو از سر نو منظم کرنے میں اُن کو کافی آسانی ہو جائے۔

ہز ایکسیلینسی کسی صورت میں اِس بات پر راضی نہیں ہوں گے کہ خان کی مدد یا اندرونی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے قلات میں فوج بھیج دی جائے۔ نہ ہی ہز ایکسیلینسی خان کی مالی امداد کریں گے، جب تک اُنہیں یہ یقین نہ ہو جائے کہ سرداروں کے ساتھ بے انصافی نہیں کی گئی ہے اور ایسے انتظامات کئے جا رہے ہیں جس سے مستقل امن و امان اور ایک مستحکم حکومت کے قیام کی توقع کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا حکومتِ برطانیہ کی ثالثی مندرجہ بالا شرائط پر نہایت مناسب معلوم ہوتی ہے اور اگر حکومت بمبئی ان خیالات سے متفق ہو تو گورنر جنرل ان کونسل ان پر فوراً عملدرآمد کا حکم دیتے ہیں۔ اگر ہز ایکسیلینسی گورنر ان کونسل کو کوئی اور مشورہ دینا ہے تو گزارش ہے کہ اس سے فوراً آگاہ کیا جائے۔

مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ ہز ایکسیلینسی ان کونسل کی رائے میں کمشنر سندھ اور سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر کی متضاد پالیسیوں اور آرائنے قلات کے معاملے کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور کمشنر سندھ کو جو اختیارات دیئے گئے ہیں اگر وہ ان سے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتے تو اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ قلات کے تعلقات کو تا بدیں رکھنے کے لئے کوئی متبادل انتظام کیا جائے۔

ہز ایکسیلینسی گورنر بمبئی نے یہ شکایت کی ہے کہ اُن کے فروری کے مراسلات کا کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ کرنل فیری کو ہٹانے سے ہچکچا رہے تھے اور اب اُسے موجودہ مشکلات کا ذمہ دار ٹھہرا رہے ہیں۔ کرنل فیری کو ہٹانے کے لئے حکومت سے کبھی اجازت نہیں مانگی گئی۔ ۱۰ فروری ۱۸۷۱ء کے خط میں ہز ایکسیلینسی گورنر بمبئی نے یہ کہا ہے کہ اب تک وہ کرنل فیری کو ہٹانے کے بارے میں پس و پیش کر رہے ہیں مگر اُن کا خیال یہ ہے کہ مفادِ عامہ کے تحت اگر کوئی موقعہ ملے تو انہیں کوئی متبادل جگہ دے دی جائے۔ اِس معاملے میں حکومتِ بمبئی کو پورا پورا اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں

Marfat.com

کریں۔ اور ایسے معاملوں میں حکومت ہند نے عام طور پر کبھی کوئی مداخلت نہیں کی۔ ۲۴ فروری ۱۸۷۱ء کے تار میں میں نے یہ اطلاع دی تھی کہ سندھ فرنٹیئر کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے وائسرائے کو میرے خط ع۴۱۲ پی کے جواب کا انتظار رہے گا۔ اس میں مری بگٹی قبیلوں کے بارے میں حکومت بمبئی کی رائے پوچھی گئی تھی۔ اس خط کا جواب ۱۵ جولائی تک نہیں ملا۔ میرے خط ع۲۲۳۶ پی مورخہ ۲۷ اکتوبر میں ہزایکسیلنسی گورنر نے جس پالیسی کا ذکر کیا ہے اس کی وقتی منظوری دے دی گئی تھی اور منظوری دیتے وقت ہزایکسیلنسی گورنر جنرل ان کونسل نے یہ رائے ظاہر کی کہ اس کے بعد حکومت بمبئی کو اپنی پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانے میں مدد ملے گی۔ شرط صرف یہ تھی کہ کام اُن اصولوں کے تحت ہونا چاہیئے جو حکومت ہند نے بنائے ہیں۔ اگر کرنل فیری کو تبدیل کرنے کے لیئے حکومت ہند کی اجازت کی ضرورت تھی تو اس کے لیئے خاص طور پر اجازت مانگنا چاہیئے تھا۔ اگرچہ سندھ میں تقرریوں کے لیئے اب تک حکومت ہند سے کبھی اجازت نہیں لی گئی۔

ع۱۲۲ مورخہ ۳ جنوری ۱۸۷۲ء

از سی۔ یو۔ ایچیسن۔ سیکرٹری حکومت ہند محکمہ خارجہ

حکومت پنجاب کو برائے اطلاع نقل بھیجی جا رہی ہے۔

برقیہ ع۴۳ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن۔ بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

بحوالہ برقیہ برائے کانفرنس۔ سر ولیم میری ویدر کو جب مَیں نے تار دکھایا تو انہوں نے کہا کہ کانفرنس کے بارے میں مَیں نے حکومت بمبئی سے پوچھا ہے۔ مریوں سے سمجھوتہ چونکہ پنجاب کے سرحدی معاملے کو متاثر کرتا ہے۔ اس لیئے اسے قلات کے ساتھ سمجھوتے کا ایک حصّہ سمجھنا چاہیئے اور یہ دونوں معاملات ایک ساتھ طے پانے چاہیئں۔ مَیں نے یہ تار کرنل فیری کو پڑھ کر سنایا۔ انہیں

Marfat.com

مجھے اتفاق ہے۔ یہ تار میں کیوں بھیج رہا ہوں۔ یہ میں خط کے ذریعہ بعد میں بتاؤں گا۔

حکومتِ پنجاب کا میمورنڈم

مندرجہ بالا تار سیکرٹری حکومتِ ہند محکمہ خارجہ کو بعینہٖ بھیج دیا گیا اور اس پر لفٹیننٹ گورنر نے یہ رائے دی ہے کہ کپتان سنڈیمن کو کانفرنس میں ضرور شریک ہونا چاہیئے۔ حکومت کے احکامات اُن تک مندرجہ ذیل مراسلہ سے پہنچا دیئے گئے۔

برقیہ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری حکومتِ پنجاب بنام کپتان سنڈیمن۔ جیکب آباد۔

امن و امان قائم کرنے کے لئے سر ولیم میری ویدر جو بھی قدم اٹھائیں گے، وائسرائے نے آپ کو اس میں مداخلت کی اجازت نہیں دی ہے۔ لیکن اُن سے کہا ہے کہ آپ کو اور کرنل فیری کو اس بارے میں جو کچھ کہنا ہے اُسے توجہ سے سُنا جائے اور کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے اس پر غور کیا جائے اور اگر آپ کی رائے سے انہیں اتفاق نہیں ہے تو اس کی وجہ لکھ بھیجیں۔

نمبر ۷۹۔ اے۔ ۲۵ سی۔ لاہور مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۷۲ء

از لیپل۔ ایچ۔ گریفن۔ سیکرٹری حکومت پنجاب

بنام سیکرٹری حکومتِ ہند۔ محکمۂ خارجہ۔

بحوالہ خط نمبر ۲۲ سی۔ مورخہ ۱۹ ماہ ہذا۔ پولیٹیکل ایجنٹ قلات کی ڈائری مورخہ ۶ جنوری مع ملحقہ کاغذوں کے جو کپتان سنڈیمن نے بھیجی ہے۔ آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ میرے اس تاریخ کے تار سے یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ پشاور کے کمشنر نے امیر کابل کو خبر دے دی ہے کہ قلات کی فوج کی کسبی میں داخل ہونے کی کیا حقیقت ہے؟

Marfat.com

کپتان ہیریسن کی ڈائری۔ خضدار مورخہ ۶ جنوری ۱۸۷۲ء

سردار فقیر محمد کا محرم خاص مُلا یوسف منگل مورخہ ۲ ماہ ہذا مجھ سے ملنے آیا۔ اُس نے بتایا کہ مکران کے لوگ ہز ہائنس کے خلاف بغاوت کی سوچ رہے ہیں اور سردار نے ان افواہوں کی اطلاع ہز ہائنس کو نہیں دی۔ چونکہ اُس کو یہ ڈر ہے کہ شاید وہ یہ نہ سمجھیں کہ اس سے کچھ اُس کی اپنی غرض وابستہ ہے۔ میرے خیال میں اس ملاقات کی اصل وجہ یہ معلوم کرنا تھا کہ کیا واقعی کچھی میں باغی شکست کھا گئے ہیں۔ مُلا یوسف نے کہا کہ سردار میاں خیر اکا خیر مقدم ہز ہائنس نے بہت عزت و احترام سے کیا اور سردار فقیر محمد کو ضلع گورتل تحفتاً دینے سے انکار کر دیا اور یہ بھی کہا کہ اگر سردار وہی مالیہ دیتا ہے جو داروغہ عطا محمد دیتا ہے تو عطا محمد کو ضلع کیچ سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ سردار فقیر محمد اس پر راضی نہیں ہُوا۔

ایک شخص جسے کرچی درانی کہتے ہیں، منگل کے روز یہاں آیا اور یہ کہا کہ اُسے ایک خط دے کر افضل خان کی بیوی نے بھیجا تھا لیکن پیٹل خانز کے قریب بارہ چودہ مسلح آدمیوں نے اُس سے چھین لیا۔ گزشتہ ماہ کی ۲۳، ۲۶ اور ۳۰ تاریخ کو جو خطوط جیکب آباد سے بھیجے گئے تھے وہ جملہ خطوط میرے خیال میں ہز ہائنس خان کے لئے ہیں۔

شاہ غازی غلام جان قلات جا رہا ہے۔ نورالدین مینگل اپنے چار سو آدمیوں کے ساتھ بیلہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ایک بڑے باغ میں ڈیرہ ڈالے ہُوئے ہے اور علی خان جاموٹ شہر پہ قابض ہے۔ شکور خان کا ایک خط ہز ہائنس کے نام آیا جسے میرے پاس بھیج دیا گیا۔ اُس میں لکھا ہے کہ جب یہ معلوم ہُوا کہ کسی قسم کا معاہدہ نہ ہو پایا تو نواب محمد خان نے اُسے لکھا کہ باغیوں پہ حملہ کر دے۔ مگر جب وہ فوجوں کے ساتھ چل پڑا تو اُسے دوسرا خط اس مضمون کا ملا کہ وہ چپ چاپ باغ نتی میں بیٹھا رہے۔ محمد خان نے جواب دیا کہ یہاں تک پہنچنے کے بعد پسپائی مصلحت کے خلاف ہوگی لہٰذا اُس نے سردار کابل خان کو "حاجی کے شہر" بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو یہ بتائے کہ یہ فوج جو آ رہی ہے اُس سے گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ وہ تو اس لئے آ رہی ہے کہ لوگوں اور خان کی

Marfat.com

رعیتوں کو اپنے تحفظ میں لے لے۔ متذکرہ سردار واپس آیا اور یہ بتایا کہ باغی فوج مٹھڑی سے" حاجی کے شہر" پر حملہ کرنے کے لئے چل پڑی ہے۔ باقی حالات ویسے ہی تھے جیسا کہ سید اورنگ شاہ نے بیان کیا تھا۔ اور جیسے میں گزشتہ ہفتہ کی ڈائری میں لکھ چکا ہوں۔

مکران سے براہِ راست کوئی خبر نہیں ملی۔ ایک قافلہ جو پنجگور سے کچھی جا رہا تھا، ابھی ابھی یہاں سے گزرا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب قافلہ وہاں سے چلا ہے اس وقت تک وہاں امن وامان تھا۔

---

۱ خضدار مورخہ ۸ جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان ہیریسن۔ پولیٹیکل ایجنٹ۔

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیر

پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کا میمو ۸۳۴ مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۷۱ء جو کمشنر نے بھیجا تھا وہ ملا اور آپ کا میمو ۲۳۴۸ مورخہ ۲۸ ماہ گزشتہ جو بطور ریمارک مندرجہ بالا پہ ہے وہ بھی دیکھا۔ مجھے اس کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں پیش کرنی ہیں۔

ایک وقت وہ تھا کہ ہز ہائنس مستونگ کے سید علی محمد کی بہت عزت کرتے تھے۔ ۱۸۶۳ء میں وہ سرداروں سے مل گیا اور اُن کی سازش سے موجودہ خان کو اپنے تخت سے ہاتھ دھونا پڑے اور وہ بعد میں شیر دل کا وزیر یا وزیراعظم ہوگیا۔ مگر چند مہینے بعد جب شیر دل قتل کیا گیا تو اس کی وزارت بھی ختم ہوگئی اور موجودہ خان دوبارہ خان بن گئے۔ لہٰذا خان، سید علی کو پسند نہیں کرتے تھے مگر یہ کبھی نہیں سُنا کہ خان نے کبھی اُس کے ساتھ بُرا سلوک کیا ہو۔

ہز ہائنس نے کچھ عرصہ سے اپنے علاقے کا دورہ نہیں کیا تھا لہٰذا ۱۸۷۰ء میں وہ نکلے اور مختلف مقامات پر اپنے گزشتہ دورے کے بعد سے مالیہ کا جائزہ لیا۔ وہاں سے وہ کوئٹہ گئے اور حساب کی جانچ پڑتال کر کے مستونگ چلے گئے۔ مستونگ میں بھی اُنہوں نے وہی طریقہ اختیار کیا اور

Marfat.com

حساب کی جانچ پڑتال کے دوران اُنہیں پتہ چلا کہ سیّد علی نے ایک اچھی خاصی رقم غبن کر لی ہے اور کچھ ایسے اخراجات بھی کئے ہیں جن کی منظوری نہ تو شیر دل نے دی تھی اور نہ انہوں نے۔ جب مَیں نے یہ سُنا تو محمد خان کے ذریعہ مَیں نے ہز ہائنس کو یہ پیغام دیا کہ جو کچھ ہو گیا وہ ہو گیا۔ اور جس روز سے وہ دوبارہ گدّی پہ بیٹھے ہیں اُس وقت سے حساب کا جائزہ لیں۔ جواب یہ ملا کہ معاملات اِس حد تک خراب ہو چکے ہیں کہ ہز ہائنس کے لئے وہاں سے واپسی مشکل ہے۔ جب اِس معاملے کی پوری تحقیق ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ آٹھ ہزار روپے کھا گیا ہے اور اُس کے پاس ایک دستاویز شیر دل کی مُہر کے ساتھ موجود ہے جس میں کوئٹہ کو افغانستان کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ ہز ہائنس نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ روپے واپس کر دے اور دستاویز اُنہیں دکھائے۔

اُس نے دستاویز فوراً پیش کر دی مگر مالی مشکلات کی وجہ سے روپے واپس کرنے سے معذور تھا۔ اُس نے نائب محمد خان سے اِستدعا کی کہ وہ اس کی سفارش کرے۔ آخرش یہ طے پایا کہ وہ اِس کے بدلے اپنا ایک باغ دے دے اور بعد میں نواب محمد خان یہ کوشش کریں گے کہ وہ اُسے واپس مِل جائے۔

شاہ غازی ولی محمد کے مستونگ میں شکست دینے سے پہلے سیّد علی خان وہاں سے جا چکا تھا۔ چند ہفتے بعد یہ خبر مِلی کہ وہ کابل چلا گیا ہے۔ ہز ہائنس کے وزیر کو چونکہ مکمل اختیارات حاصل تھے اُنہوں نے وہ باغ سیّد علی کے بیٹے کو واپس کر دیا۔

مندرجہ بالا حقائق سیّد کے بارے میں ہیں۔ مجھے ذرّہ برابر شک نہیں ہے کہ وہ سرداروں کی سازش میں ملوّث تھا۔ مگر بغاوت کی اصل وجہ وہ افواہیں ہیں جو کچھی میں اُڑی ہوئی ہیں کہ ہنگامہ اِس لئے ہُوا کہ ہز ہائنس نے سیّد کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔

اپنے خط ع۸۵ مورخہ ۲۱ اکتوبر کے ملحقہ مراسلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا بعد کے واقعات نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ بغاوت سردار مولا محمد اور نور الدین سے شروع ہوئی۔ وہ ملحقہ خط سالو خان رئیسانی کے نام تھا۔ اِس میں خاص

Marfat.com

طور پر یہ پوچھا ہے کہ بغاوت کے بارے میں سردار جہانگیر اور سید کی کیا رائے ہے اور یہ بھی کہ کامیابی کے لئے مزید روپوں کی ضرورت ہے۔ بعد کی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں تک موقعہ کا سوال ہے باغیوں کے آپس میں اختلافات ہیں۔ جہانگیر لہڑی نے یہ رائے دی کہ وہ اُس وقت تک انتظار کریں جب تک بروہی کچھی پہنچ کر ہنگامہ نہ شروع کر دیں۔ کچھ نے یہ رائے دی کہ ہز ہائنس کی فوج کی بیلہ سے واپسی سے قبل ہم فوراً حملہ کر دیں۔ یہ آخری رائے مان لی گئی اور جہانگیر لہڑی نے باغیوں کی قیادت سنبھال لی۔ وہ خط جو اُس کی جیب سے ملا اُس سے پتہ چلتا ہے کہ کس نے شہ دی اور کس کی خاطر وہ لڑا۔ اُس کے مرنے کے بعد سکندر لہڑیوں کا سردار بنا اور کھلم کھلا یہ ڈینگ مارنے لگا کہ یہ بغاوت ان ہی لوگوں (لہڑیوں) نے شروع کی ہے اور اللہ دینا کرد اور محمد خان لوستان زئی جو خود کو مولا محمد کا نمائندہ سمجھتے تھے، کی قیادت سے انکار کر دیا۔ بروہیوں نے جب کچھی میں لوٹ مار مچائی تو انہوں نے سمجھا کہ موقع اور روپے کے بارے میں (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) جو ہدایت دی گئی اُس پہ وہ عمل کر رہے ہیں۔

جب سے یہ ہنگامہ شروع ہوا ہے میں نے ہز ہائنس سے بارہا پوچھا ہے کہ انہوں نے کوئی ایسا قدم اٹھایا ہے جس سے لوگوں میں بے چینی پھیلی۔ یا اُن کے ساتھ کوئی بے انصافی کی گئی ہے جیسے کہ زمین کی ضبطی وغیرہ۔ تو انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ اس قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی جس سے بدامنی پھیلے۔ اور یہ بھی کہا کہ چونکہ ہماری فوج یہاں نہیں تھی اِس سے مولا محمد اور نورالدین نے فائدہ اٹھایا۔ شاہ غازی اِس کی تصدیق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہز ہائنس نے ہر شخص کے ساتھ انصاف برتا ہے البتہ کبھی فیاضی نہیں دکھائی۔ مثلاً سردار جہانگیر کی سند کا جب ہز ہائنس نے مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ اُس میں صرف چودہ ٹکڑے زمین کے لکھے ہوئے ہیں مگر اُس کے قبضے میں اُس سے کہیں زیادہ ہے۔ تو انہوں نے یہ حکم دیا کہ جس فاضل سرکاری زمین پہ اُس نے قبضہ کر رکھا ہے اور جو سند میں نہیں ہے اُس کا مالیہ اُسے دینا ہوگا۔ سردار جہانگیر نے کہا کہ اُس کے پاس جتنا بھی ہے وہ سب رکھنا چاہتا ہے یا پھر کچھ نہیں لے گا۔ ہز ہائنس اِس پہ راضی نہیں ہوئے لہٰذا سردار کو حکومت قلات

Marfat.com

سے دشمنی پیدا ہو گئی۔

آخیر میں گزارش کروں گا کہ میری ۲۶ر نومبر تک کی ڈائری ملاحظہ فرمائیں جس میں ولی خان سے گفتگو کا ذکر ہے۔ اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ لوگوں نے نہ صرف غلط باتیں اڑا رکھی ہیں بلکہ اس سے ہز ہائنس کے بیان کی تصدیق بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جس سے لوگ بغاوت پر اتر آئیں۔

اس کی نقل کپتان سنڈمین کی اطلاع کے لئے بھیجی جا رہی ہے۔

کیمپ بخارا۔ مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۸۷۲ء

ازنواب محمد خان۔ ایجنٹ ہز ہائنس خان قلات

بنام سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ

آداب و تسلیم کے بعد عرض ہے:

یہ اطلاع مَیں نے دے دی ہے کہ بروہیوں سے لڑنے جا رہا ہوں۔ ۷ر جنوری کو بھاگ سے روانہ ہُوا اور آج بخارا پہنچا۔ میرے پہنچنے سے قبل باغی ”ناڑی“ نالہ سے ہوتے ہوئے پہاڑوں پر جا چھپے۔ میرا ارادہ کل گوکُو کے راستے جانے کا ہے۔ وہاں سے یہ لکھوں گا کہ بروہی کہاں چھپے ہوئے ہیں۔ سُنتا ہوں کہ جنہیں ان لوگوں نے پیچھے چھوڑ دیا ہے وہ باروزئی کے ساتھ ہیں۔ پیچھے رہ جانے والوں میں مرد، عورتیں اور بچے ہیں۔ گوکُو سے واپسی پر باروزئی سے ان بھگوڑوں کا مطالبہ کروں گا یا تو کوئی جواب دیں گے یا لڑیں گے۔ جیسا بھی ہوگا آپ کو خبر دُوں گا۔ آج لشکر خان کُجّا (سبّی کُجّا کار...) مجھ سے ملنے آیا اور وہ میرے ساتھ ٹھہرا ہُوا ہے۔

کپتان سنڈمین کا ریمارک

لشکر خان کُجّا اور بختیار خان باروزئی، سبّی کے سردار اور قندھار کے باجگزار ہیں۔ یہ دونوں

ہمیشہ کے دشمن ہیں اور عرصہ سے آپس میں خون کا جھگڑا ہے لہٰذا بروہی سرداروں نے اپنے قیدیوں کو بختیار خان کے پاس چھوڑ دیا ہے اور خان کے ایجنٹ نے گچا سردار سے قیدیوں کے مطالبے میں بختیار خان کے خلاف مدد مانگی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ سردار نائب محمد کا خاندان ہمیشہ سے بستی میں رہتا ہے۔ بستی کی حدود کی خلاف ورزی معاہدہ کے خلاف ہو گی۔

مزید: اس خط کے لکھنے کے بعد کرنل فیری نے سر ولیم میری ویدر سے اس موضوع پہ گفتگو کی اور آج انہوں نے محمد خان کو لکھا ہے کہ اگر وہ امیر کی حدود میں داخل ہو گیا ہے یا بستی کے سردار سے جھگڑ پڑا ہے تو اُسے وہاں سے فوراً واپس چلے جانا چاہیئے۔

۴۔ گوادر، ۷ جنوری ۱۸۷۲ء

ازکپتان مائلس۔ اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ

بنام کمشنر سندھ۔ کراچی

آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ کیچ مکران کا صوبہ جو ہز ہائنس خان قلات کے زیر نگیں ہے بغاوت پہ تلا ہوا ہے اور کیچ کے نائب داروغہ عطا محمد اور مقامی باشندوں کے درمیان جھڑپیں ہو چکی ہیں۔

کچھ دنوں سے اس علاقے میں بڑی بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور خصوصاً سردار فقیر محمد کے ہٹانے کے بعد سے۔ یہاں کے لوگ میر بھائی خان گچی اور مولا رحمت زہری کی قیادت میں اس بات پر متحد ہو گئے ہیں کہ عطا محمد کو ملک سے نکال دیا جائے اور پرانے دور کو واپس لایا جائے اور فقیر محمد یا کسی سردار کو حاکم بنا لیا جائے۔ اس بغاوت کی وجہ یہ ہے کہ عطا محمد نے بہت سے نئے محصولات لگا دیئے ہیں اور اس کا مقصد ہز ہائنس کے لئے مالیہ میں اضافہ کرنا ہے مگر لوگوں کے لئے یہ نہایت گھناؤنا اور ناپسندیدہ اقدام ہے۔

تقریباً بارہ روز قبل دونوں فریقوں میں تصادم ہو گیا جس میں داروغہ کے دو یا تین آدمی مارے

Marfat.com

باہ ہذا کی نقل مع متعلقہ کاغذات جن سے قلات اور سندھ کے سرحدی معاملات پر روشنی پڑتی ہے، بھیج رہا ہوں۔

جیکب آباد - مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۸۷۲ء

ازکپتان سنڈمین۔ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

منسلکہ کاغذات میں فوراً بھیج رہا ہوں۔ مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر یہ بہت اہم ہیں:

سر ولیم میری ویدر کے سرداروں کو ڈانٹنے اور اُن سے نہ ملنے کا کیا نتیجہ نکلا، اِس کے متعلق لکھ چکا ہوں۔ اور یہ بھی اطلاع دے دی ہے کہ خان کے ایجنٹ کو یہ حکم ملا تھا کہ بھاگتے ہوئے سرداروں کا پیچھا کرے۔ ایجنٹ نے جو رپورٹ بھیجی ہے وہ ان خبروں سے بالکل مختلف ہے جو ہمیں اور ذرائع سے ملی ہیں۔ ہماری خبر یہ ہے کہ سردار اپنی ہنگامہ آرائی سے بالکل مطمئن ہیں اور پہاڑوں میں چلے گئے ہیں۔ ایجنٹ نے یہ ظاہر کیا کہ اُس نے سرداروں کا پیچھا کیا اور جیسا کہ میں نے آخری خط میں لکھا ہے یہ کہا کہ وہ سبّی کی حدود میں داخل ہو گیا ہے اور لشکر خان کجبّ جو بختیار خان بارو زئی کا دشمن ہے اُس کے ساتھ ہے۔ اِس خط کے فوراً ہی بعد میں نے یہ سُنا کہ ایجنٹ نے سرداروں کے پاس ایک شخص سیّد نامی بات چیت کے لئے بھیجا ہے۔ اور آج کرنل فیری کے نام ایک خط لایا جس میں لکھا ہے کہ ایک دوسرا مُعاہدہ اُس کے اور سرداروں کے درمیان طے پا گیا ہے اور سردار اِس بات پر رضامند ہو گئے ہیں کہ وہ اپنی شکایات خان قلات کے پاس براہِ راست بھیجیں گے۔ کرنل فیری اور ہماری رائے میں یہ سب جھوٹ ہے۔ سوائے اس کے کہ سردار کچھ بات چیت کرنا ضرور چاہتے ہیں۔ کرنل فیری نے آج یہ فیصلہ کیا کہ وہ خود جائیں اور معلوم کریں کہ اصل واقعہ کیا ہے۔ انہوں نے جب سر ولیم کو اِس کی خبر دی تو سر ولیم نے اِس کی مخالفت کی اور کہا کہ وہاں جانا خان قلات کے معاملے میں مداخلت سمجھا جائے گا۔ موجودہ صورتِ حال یہ ہے

Marfat.com

گھس آئے اور کافی مویشی اور سامان لُوٹ کر لے گئے۔ ابراہیم خان ڈاکوؤں کا پیچھا کرتے ہوئے بونم اور سیستان کے درمیان ایک کمین گاہ میں پھنس گیا اور اُس کے کچھ لوگ مارے گئے۔ اب خبر یہ ہے کہ اس کے بعد کرمان کے گورنر نے اُسے افغانوں پر جوابی حملہ کے لئے بھیج دیا ہے اور اِس وجہ سے اُس کا مکران آنا التوا میں پڑگیا ہے۔ ابراہیم خان کو رمضان (شریف) کے مہینے میں بمپور پہنچ جانا چاہیئے تھا مگر وہ ابھی تک یہاں نہیں پہنچا ہے۔ یہ افواہ بہرحال بالکل بے بنیاد معلوم نہیں ہوتی۔

۳۴- کیمپ جیکب آباد مورخہ ۱۶ر جنوری ۱۸۷۲ء

از سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سندھ فرنٹیر کو نقل بھیجی جارہی ہے تاکہ وہ پولیٹیکل ایجنٹ قلات کے پاس اِس مُراسلہ کو اِس غرض سے بھیج دیں کہ وہ ہز ہائینس کو اِس کی اطلاع دے دیں کہ داروغہ عطا محمد کے بیجا جوش و خروش کا نتیجہ کتنا افسوسناک نکلا۔ میجر ہیریسن کی ۶ر جنوری ۱۸۷۲ء کی ڈائری سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عطا محمد نے ٹیکسوں کی تجاویز کچھ اِس طرح پیش کیں کہ ہز ہائینس کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ قابلِ عمل ہے۔ اِن خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ داروغہ نے نہایت عاقبت نااندیشی سے کام لیا ہے۔ ہز ہائنس کو چاہیئے کہ جہاں تک جلد ہوسکے وہ اُس سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کردیں اور ساتھ ساتھ مکران کے معاملے میں میانہ روی اختیار کریں۔ میرے خیال میں گورنر کی تبدیلی بہت ضروری ہے۔ اگر عطا محمد نے موجودہ ہنگامے پر قابو پا بھی لیا تو اُس کی کوتاہ نظری لوگوں میں ہمیشہ بے چینی کا باعث ہوگی۔

۷۹- بی- ۲۷ سی مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۸۷۲ء

از ایل۔ ایچ۔ گریفن۔ سیکرٹری حکومتِ پنجاب

بنام سیکرٹری حکومتِ ہند۔ محکمۂ خارجہ

اسی تاریخ کے مُراسلہ ۲۵ سی کے سلسلہ میں کپتان سنڈیمن کے ایک نیم سرکاری خط مورخہ ۷ار

ے اور بوچیوں کے چھ - ۹ بلوچ زخمی ہوئے - عطا محمد نے میری کا قلعہ جب خالی کر دیا تو اُس کا سارا سامان لوٹ لیا گیا اور میر بھائی خان نے اُس پر قبضہ کر لیا۔

عطا محمد تربت چلا گیا ہے۔ تربت کا دفاع مشکل ہے۔ کیونکہ جب وہ کیچ آیا تھا تو اُس نے خود اُس کی دیواروں کے کچھ حصّے مُنہدم کر دیئے تھے۔ سر دست وہ باغی قبیلوں کے قریباً دو ہزار آدمیوں کے نرغے میں ہے مگر ابھی تک لڑائی نہیں ہُوئی ہے۔

چند روز قبل پنجگور کے سابق گورنر میر الیاس (احسان) کچی نے مصالحت کرانے کی کوشش کی اور عطا محمد کو یہ پیشکش کی کہ اگر وہ کیچ سے تلات جانا چاہے تو اُسے حفاظت سے وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ داروغہ نے اس پیشکش کو رد کر دیا اور گفتگو ناکام ہوگئی۔ مجھے عطا محمد نے دو خط لکھے ہیں۔ سارے واقعات بیان کرنے کے بعد یہ لکھتا ہے کہ وہ بغاوت کو فرو کر دے گا۔ مگر مجھے اِس میں شک ہے۔ کیونکہ اس کی فوج چھوٹی سی ہے اور ایک بھی بلوچ اُس کا ساتھ دینے کو تیار نہیں۔ آخری خط میں عطا محمد نے مجھ سے دس ہزار بندوق کی ٹوپیاں مانگی ہیں۔

میرے پاس میر بھائی خان، مولا رحمت، نبی بخش اور میر کمر (قمر) کے خطوط آئے ہیں۔ اِن لوگوں نے ہتھیار اٹھانے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ دو گنا ٹیکس جو اُن پر لگایا گیا ہے وہ اُن کی سکت سے باہر ہے۔ مَیں نے بھائی خان سے اُس کے خط کی رسید بھیجتے وقت یہ اِستدعا کی کہ کیچ میں جو برطانوی باشندے ہیں اُن کی جان و مال کی حفاظت کریں۔

ایسے نازک موقع پر سردار فقیر محمد کو جو تیس برس سے نائب رہ چکا تھا اور جو لوگوں میں سب سے زیادہ اثر و رسوخ رکھتا تھا، ملازمت سے ہٹانا بڑی بھاری غلطی تھی۔ اِس سے ان سارے علاقوں میں جہاں بے چینی پھیلی ہوئی تھی لوگوں نے کافی فائدہ اٹھایا اور ایک عظیم بغاوت تشکیل دی اور یہ کوشش کی کہ اُن پہ جو زیادتیاں ہوئی ہیں ــــ حقیقی یا خیالی ــــ اُن کا ازالہ قوّتِ بازو سے کیا جائے۔

ایک افواہ قافلہ والوں نے یہ اڑائی ہے کہ افغان، سرفراز خان کی قیادت میں ایرانی مدد میں

Marfat.com

کہ جو قافلے لُوٹے گئے ہیں اُن کے معاملات کی تحقیق کرنا ہے اور پھر جو قافلے یہاں رُکے پڑے ہیں اُن کے درّۂ بولان سے گزرنے کا انتظام کرنا ہے۔ سوداگروں کی گیارہ درخواستیں کرنل فیری کو مل چکی ہیں۔ اُن کو روکنے سے جو اُن کے نقصانات ہُوئے ہیں وہ اُن کی تلافی چاہتے ہیں۔

سر ولیم نے کرنل فیری کو کوئی عملی قدم اٹھانے سے روک دیا ہے۔ یہ خط میں اِس لئے لکھ رہا ہوں کہ مجھے بتایا جائے کہ میرے یہاں ٹھہرنے کا کیا مقصد ہے۔ میرے خیال میں جب تک کوئی خاص دباؤ نہ پڑے سر ولیم حکومتِ ہند کی ہدایات پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہمیں اُنہوں نے بالکل ہی نظر انداز کر دیا ہے۔ مَیں نے اُن سے نہایت مؤدبانہ گزارش کی ہے کہ سرداروں کو اس طرح نہ چلایا جائے اور اِس سلسلہ میں حکومتِ بمبئی کے نام لارڈ میئو کے تار کا بھی ذکر کیا۔ مجھے انہوں نے کہا ہے کہ تم اپنے کام سے کام رکھو، میرے کام میں دخل مت دو۔ سر ولیم کے خود اپنے خط سے پتہ چلتا ہے کہ قافلوں کو لُوٹنے میں خود مریوں کا ہاتھ تھا۔ اِس صورتِ حال سے ہمارے وہ سارے انتظامات جو ہم نے امن و امان قائم رکھنے کے لئے کئے ہیں درہم برہم ہو جائیں گے۔ مجھے اِس میں شک نہیں ہے کہ لُوٹے ہوئے مال کا ایک بڑا حصّہ ان کے پہاڑوں میں رکھا ہُوا ہے۔ حکومتِ ہند کی پالیسی یہ ہے کہ خان اور سرداروں کو اپنا رویّہ بدلنا چاہیئے اور یہ پالیسی حکومتِ ہند کے تار سے ظاہر ہے۔ یہ تار سر ولیم نے کرنل فیری کو پڑھ کر سُناتے وقت کہا کہ اگر وہ لوگ ایسا نہیں کریں گے تو ہم اُنہیں ختم کر دیں گے۔ مجھے اِن سب باتوں سے بڑی کوفت ہوتی ہے اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ مجھے افسوس ہے کہ مجھے یہ سب کچھ کہنا پڑ رہا ہے مگر کیا کیا جائے۔ ہم اور کرنل فیری سرحد پر دو خاص سول افسر ہیں۔ ہمیں اپنے کام میں آزادی ہونی چاہیئے۔ اور نہیں تو ہم لوگوں کو سرحد سے ہٹا دیا جائے۔ مَیں اپنا فرض انجام دینے کی کوشش کر رہا ہوں اور یہ میرے ضمیر کی آواز ہے اگر ہماری موجودگی بحیثیت ایک افسر کے اسی طرح نظر انداز کی جاتی رہی تو ہمیں ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑے گا اور ایسا کہنے میں مَیں کرنل فیری کے جذبات کی بھی ترجمانی کر رہا ہُوں۔ کمشنر کے اختیارات کا ہم دونوں احترام کرتے ہیں لیکن اگر حکومت ہم دونوں کو انتظامیہ کا افسر سمجھتی ہے تو ان کا بھی یہ فرض ہے

Marfat.com

کہ وہ بھی ہمیں وہی سمجھیں ۔

حکومت ہمیں اور کرنل فیری کو آزادیٔ عمل کا اختیار دے ۔ پھر دیکھئے کہ قلات کے حالات ہم بدل دیتے ہیں یا نہیں ۔ کم از کم حالات کو بدلنے کے لئے ہم اَن تھک کوشش کریں گے ۔ اگر ہم لوگ حکومت کی پالیسی کے خلاف کوئی کام کریں گے تو یقیناً کمشنر کو اختیار ہے کہ وہ ہماری کوتاہیوں اور خامیوں سے حکومت کو آگاہ کریں ۔ مَیں یہاں قریباً ایک ماہ سے ٹھہرا ہُوا ہوں کہ اپنا فرض انجام دوں اور پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جو کام مجھ سے لینا چاہتے ہیں وہ کروں ۔ مگر افسوس ہے کہ سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ نہ ہو سکا ۔

اب چونکہ ڈاک کا وقت نکل رہا ہے لہٰذا مَیں جلدی میں یہ خط ختم کر رہا ہوں ۔ مَیں آپ کو پھر یہ یقین دلاتا ہوں کہ اپنا فرض انجام دینے کے لئے مَیں بے حد بے چین ہوں ۔

جیکب آباد مورخہ ۱۷ جنوری ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری ۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر

بنام کمشنر سندھ

ہز ہائنس کے ایجنٹ نواب محمد خان کا خط آج صبح کچھی سے آیا ۔ یہ خط مَیں اپنے خط کے ساتھ آپ کے پاس بھیج رہا ہوں ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایجنٹ کا موجودہ رویّہ کسی خاص حلقے یا شخص کی خفیہ ہدایات کی وجہ سے ہے جس پر وہ عمل کر رہا ہے ورنہ جیکب آباد میں گزشتہ مہینے کی ۱۲ تاریخ کو جو کچھ ہُوا ہے اور آپ نے اُسے سرداروں کے ساتھ خاص رویّہ اختیار کرنے کی واضح ہدایت کی ، اس کے باوجود اُس میں یہ جرأت کیسے ہُوئی کہ وہ پھر سرداروں سے گفت و شنید کرنے لگا ۔ ایسا کسی بااثر مخفی قوت کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے ۔

اس صورتِ حال سے مَیں بالکل مطمئن نہیں ہوں ۔ اب تک ہز ہائنس کے ہاں سے آپ کے گزشتہ ماہ کی ۱۲ تاریخ کے خط کا جواب نہیں آیا ، نہ ہی کپتان ہیریسن نے اپنی آخری ڈائری میں اس

Marfat.com

کا کوئی ذکر کیا ہے۔

اِس کے علاوہ قابلِ غور بات یہ ہے کہ محمد خان کی گزشتہ ایک دو ہفتے کی رپورٹوں کو دیکھا جائے تو وہ باغیوں پہ فتح کا دعویٰ کرتا ہے اور ہمیں خفیہ ذرائع سے نہایت ہی تباہ کُن واقعات کی خبریں ملتی ہیں جو موجودہ خان کے زمانے میں پہلے کبھی نہیں ہُوا۔ مثلاً بروہیوں اور مریوں کی قافلہ پر یلغار اور لاکھوں روپے کے سامان کا لُوٹا جانا۔ یہ ہمارے مفاد میں ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اُس سے ہم پُوری طرح باخبر رہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ محمد خان نے یہ خبر دی کہ اُس کا ارادہ بستی (جو افغانستان کی حدود میں ہے) پہ حملہ کرنے کا ہے۔ وہ باغیوں کا پیچھا کرنا نہیں چاہتا بلکہ وہ ان کی عورتوں اور بچّوں کے پیچھے پڑا ہُوا ہے۔

کچھی کی بدامنی کو دیکھتے ہوئے اتنے فاصلے سے مَیں برطانوی مفاد کی جو محمد خان کی تلوّن مزاجی سے متاثر ہو رہا ہے پُوری طرح حفاظت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا حکومتِ ہند کی واضح ہدایات کے مطابق جو اُس تار میں موجود ہیں، جو آپ نے مجھے پانچ چھ دن قبل دکھایا تھا، مَیں حکومتِ برطانیہ کی طرف سے اپنے آپکو مطمئن کرنے کے لئے خود جا کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ محمد خان کے کیمپ میں کیا ہو رہا ہے اور صحیح صورتِ حال کیا ہے۔ جب تک یہ پتہ نہ چل جائے کہ حقیقت کیا ہے، حکومت۔ خان اور سرداروں کے تعلقات میں توازن پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ مختصر یہ کہ اِن سارے واقعات کی تہ میں ایک مخفی ہاتھ جسے آنجہانی جنرل جیکب نے "مخفی مخالفت" کہا تھا، کام کر رہا ہے اور اِن ہنگاموں کی وجہ یہی ہے، اور ہم اُس کا مقابلہ اُسی وقت کر سکتے ہیں جب واقعات کی حقیقت سے ہم آگاہ ہوں۔

جو کچھ مَیں کرنا چاہتا ہوں وہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہم سے پہلے جو تھے اُنہوں نے بھی یہی کیا اور اِنہی مفادات کی خاطر کپتان ہیریسن اِن دنوں خضدار میں ہے۔ اِسی وجہ سے مَیں بھی کچھی جانا چاہتا ہُوں۔

خان اور سرداروں کے درمیان مفاہمت کے سوال کے علاوہ درّہ بولان میں مواصلات اور قافلے کے لُوٹے ہُوئے سامان کی بازیابی کا مسئلہ بھی ہے اور سب سے زیادہ اہم مشرقی کچھی اور پنجاب کی سرحدوں کے معاملے میں مریوں اور بگٹیوں سے تصفیہ کرنا ہے۔ اور سرحدوں کا معاملہ ایسا ہے

Marfat.com

جس کا فوری طور پر کوئی حل تلاش کرنا ضروری ہے۔

اسی لئے ہم نے کپتان سنڈیمن کو یہاں بلایا ہے جو حکومتِ ہند کے حکم سے میرے ساتھ جانے والے ہیں۔ اگر حکومت نے کوئی حکم اس سلسلہ میں جاری کیا ہے تو اس کی ایک نقل مجھے دی جائے۔

کپتان سنڈیمن کو اس کی ایک نقل بھیجی جا رہی ہے۔

جیکب آباد۔ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۸۷۲ء

ایک خط

از نواب محمد خان۔ ایجنٹ ہز ہائینس خان قلات۔

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ۔ جیکب آباد۔

آداب و تسلیم کے بعد عرض ہے:

اُمید ہے کہ جو خط میں نے کیمپ بخارا سے بھیجا تھا ملا ہو گا۔ میں ۱۱ تاریخ کو پرکٹا پہنچا۔ آج ۱۲ تاریخ کو مولا محمد اور دوسرے بروہی سردار مجھ سے مصالحت پر راضی ہو گئے۔ صلح کی شرائط یہ ہیں کہ میں خان قلات کو یہ خبر دے دوں کہ سوائے مولا محمد کے سب بروہی سردار قلات جانے کو تیار ہیں۔ مولا محمد چونکہ سراوان کی سرداری سے مستعفی ہو گیا ہے اس لئے اُس کی جگہ اُس کا بیٹا جائے گا۔ اگر خان اِس پہ راضی ہو جائیں اور صلح کر لیں تو بہت اچھا، نہیں تو پھر وہ سب مل کر اُن کے خلاف لڑیں گے۔ یہ خط میں سرداروں کی خواہش کے مطابق لکھ رہا ہوں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو بھی اِس سے آگاہ کر دیا جائے۔ میرا ارادہ اب ڈھاڈر چلے جانے کا ہے اور وہیں خان کے جواب کا انتظار کروں گا۔

آپ نے کچھ دن پہلے پولوک صاحب کے خراسان جانے کا ذکر کیا تھا۔ میں نے بھاگ کے نائب صاحبداد کو یہ حکم دے دیا تھا کہ سواروں کا ایک دستہ بطورِ محافظ اُن کے پاس بھیج دیا جائے اور اس

Marfat.com

کام کے لئے وہ خود ساتھ جائے۔ اگر جنرل پولوک ڈھاڈر سے گزرے تو اُن سے ملاقات ہوگی۔ اگر اُنہوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا تو پھر مجبوری ہے۔

اُس نوٹ کی نقل جو کرنل فیری نے اصل تحریر پر لکھا:

قریباً دس روز ہوئے کہ جنرل پولوک، محمد خان (مولا محمد کا بیٹا) کے ساتھ یہاں سے روانہ ہوگئے۔ اِس لئے آخری پیرا لکھنے کا مقصد سمجھ میں نہیں آتا۔ جنرل پولوک کو مجبوراً درّہ مُولا سے جانا پڑا۔ اِس لئے کہ درّہ بولان محفوظ نہیں تھا۔ شاید جس صلح کا ذکر اِس آخری خط میں ہے اس کا تعلق اس سے کچھ ہو کیونکہ جنرل پولوک کو قلات سے کوئٹہ جانا ہے اور یہ راستہ بولان کی پہاڑیوں سے گزرتا ہے۔

برقیہ ۷۹ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۸۷۲ء
از کپتان سنڈیمن۔ جیکب آباد
بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

خان کے وکیل نے سرداروں سے عارضی صلح کر لی ہے۔ کمشنر سردست کوئی مداخلت نہیں کرنا چاہتے۔ وکیل کو جیکب آباد بلایا ہے۔ میرے آج کے خط کو کل کے خط کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں اور اپنی رائے سے مطلع کریں۔

کپتان سنڈیمن کا خط

جیکب آباد مورخہ ۸ جنوری ۱۸۷۲ء

میں نے ابھی ابھی آپ کو ایک تار دیا ہے۔ اِس خط کو کل کے خط کی ایک کڑی سمجھیں۔ ان دونوں کو ایک ساتھ پڑھیں اور اپنی رائے سے آگاہ کریں۔ سر ولیم نے جو کرنل فیری کے خط کا جواب

Marfat.com

دیا ہے وہ بھیج رہا ہوں۔ اس کی نقل میں پہلے ہی بھیج چکا ہوں۔ مکران کی بغاوت کے بارے بھی ایک رپورٹ ساتھ ہے۔

آپ ایسا خیال نہ کریں کہ میرے ذہن میں کبھی یہ آیا ہو کہ میں یہاں سر ولیم میری ویدر کے س مل کر امن وامان قائم کرنے کو بھیجا گیا ہوں۔ یہ میں کل لکھ چکا ہوں کہ سر ولیم کی پرانی روایت پسند کسی بیرونی عنصر کی مداخلت کی اجازت نہیں دیتی، خصوصاً پنجابیوں کی۔ میری موجودگی یہاں ایک بے مہمان کی سی ہو گئی ہے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اپنی طرف سے انہیں اس قسم کی ش کا موقع نہیں دیا۔ موجودہ صورت حال پر میری ان سے صرف ایک دفعہ گفتگو ہوئی ہے۔ اور اس وقت ہوئی جب میں یہاں پہنچا ہی تھا۔ یہ کچھ اس طرح ہوا کہ کرنل فیری نے مجھے بلایا اور کہا کہ سر ولیم نے خان کے وکیل کو بہت ڈانٹا اور بہت برہم ہوئے۔ کہا کہ تم یہاں سے نکل جاؤ ا سرداروں سے جا کر لڑو۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں سرداروں سے اس وقت تک بات نہیں کرو گا جب تک کہ وہ لوگ بغیر کسی شرط کے ہتھیار نہ ڈالیں۔ کرنل فیری نے تب مجھے بتایا کہ اب کسی قسم سمجھوتے کا امکان باقی نہیں رہا۔ اس پر میں نے کہا کہ سرداروں کو اس طرح نکال دینے سے وہ بہت مایوس ہو گئے ہوں گے اور ممکن ہے کہ پہاڑی قبیلے ان کے ساتھ ہو جائیں۔ میں نے کرنل فیری کو یہ رائے دی کہ وہ سر ولیم سے ملیں۔ اس پر فیری نے کہا کہ تم ان سے ملنے کی استدعا کرو۔ پھر دیکھیں تم کیا کر سکتے ہو۔ مگر میں تمہیں یہ بتا دوں کہ میری ویدر کو جتنی اچھی طرح میں جانتا ہوں، تم نہیں جانتے۔ ان سے ملنا بالکل بیکار ہے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے سر ولیم نے مجھے انٹرویو دیا اور میں نے انتہائی کوشش کی کہ وہ کچھ نرم پڑ جائیں مگر بے سود۔ یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس گفتگو کے دوران میں نے حفظ مراتب قائم رکھا اور کبھی نہیں بھولا کہ میں کپتان سنڈیمن ہوں اور وہ سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ اصل میں میں امن وامان چاہتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ صرف طاقت کے ذریعے یہ معاملات حل نہیں ہو سکتے۔ میں نے اس کی بھی نشاندہی کی کہ میں نے امن قائم کرنے کی کتنی کوشش کی ہے۔ اور یہ بھی

Marfat.com

بتایا کہ اگر خان رواداری کے مستحق ہیں تو برطانوی مفاد بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے یہ بھی بتایا کہ سر سیمور فٹز جیرالڈ کو لارڈ میئو نے جو تار بھیجا ہے اُس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ لارڈ میئو بھی یہ چاہتے ہیں کہ سرداروں سے اگر کوئی مناسب قسم کا سمجھوتہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ لہٰذا سرداروں کو وہیں ٹھہرے رہنے دیا جاتا جہاں وہ تھے تو اچھا تھا۔ اِس پر وہ بہت برہم ہوئے مگر بعد میں ٹھنڈے پڑ گئے اور رخصت ہونے سے قبل وہ بھی یہی چاہتے تھے کہ سرداروں کو معقول رعائتیں مل جائیں مگر سردست وہ اپنے اِس ارادے کو خفیہ رکھنا چاہتے تھے اور یہ اُمید ظاہر کی کہ میرا تعاون اُن کے ساتھ جاری رہے گا۔ میں مطمئن ہو گیا مگر دوسرے ہی روز سر ولیم نے یہ کہہ کر کہ سرداروں سے ہماری دوستی ہے مجھ سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی۔ مگر یہ کیسے بتاتا کہ میری سرداروں سے اتنی ہی دوستی ہے جتنی کہ خان سے۔ اور دونوں میں سے میں کسی سے نہیں ملا ہوں۔

مگر جو حقائق میرے سامنے ہیں ان سے مجھے معلوم ہے کہ کون حق پر ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ حکومتِ قلات اسی وقت مستحکم ہو سکتی ہے جب اس کا سربراہ سرداروں اور عوام سے تعاون کر کے اُن کا دل جیت لے اور ایسے لوگوں پر بھروسہ نہ کرے جو لالچ میں آ کر فوراً بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جیسا کہ لس بیلہ میں ہُوا۔ مکران کی رپورٹ دیکھیئے۔ مولا محمد اور فقیر محمد کی مثال سامنے ہے۔ دونوں ہم پلّہ ہیں مگر مولا محمد کی وجہ سے خان ابھی تک اپنے تخت پر موجود ہیں۔ درّہ بولان سے جو قافلوں کے گزرنے کے انتظامات کئے جائیں، ان میں وہ لوگ ضرور شامل کئے جائیں جو پنجاب کے راستے کے محافظ ہیں اور وہ مرّی ہیں۔ سر ولیم کے اپنے خطوط جو اُنہوں نے کرنل فیری کو لکھے ہیں اور جن کی نقل آپ کو بھیج چکا ہوں اِس بات کے شاہد ہیں کہ مرّیوں کی اہمیت قلات کے معاملے میں کیا ہے۔ کل میں نے نہایت پریشانی کے عالم میں خط لکھا ہے مگر میں بھی مجبور تھا۔ مہینوں انتظار کرنے کے بعد بھی کچھ نتیجہ نہیں نکلا۔ مجھے یقین ہے کہ جب تک ہم لوگ اپنی اپنی ذمہ داریاں نہ نبھائیں گے کوئی خاص نتیجہ نہیں نکلے گا۔ ایسے مُلک میں جہاں قلات کی طرح بدامنی ہو وہ صرف کاغذی کارروائی سے پُرامن نہیں بن سکتا جب تک کہ خان۔ سردار اور عوام کے ساتھ مِل کر کام نہ

Marfat.com

کیا جائے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اگر مَیں اور کرنل فیری چوکس نہ رہتے تو موجودہ سمجھوتے سے صورتِ حال اور خراب ہو جاتی۔

محمد خان کی لڑائی کے بارے میں ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ اپنے ساز و سامان کے ساتھ ایک گاؤں میں جاتا ہے، دو چار روز ٹھہرتا ہے، اس کے بعد دوسرے گاؤں چلا جاتا ہے۔ دشمن ملک پر قابض ہیں، خوب لوٹ مار مچا رہے ہیں اور سارے ملک کو ریگستان میں تبدیل کر رہے ہیں۔ ہیریسن کی ڈائری پڑھ لیجئے اور دیکھیئے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ موجودہ سمجھوتہ محمد خان نے خود کرایا تھا۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بقول اُسی کے جب وہ ہر جگہ فتحیاب ہو رہا تھا تو سمجھوتے کی کیا ضرورت پڑ گئی؟ سرِ دست مَیں یہاں کوئی بحث نہیں چھیڑنا چاہتا۔ مَیں اور کرنل فیری صرف یہ چاہتے تھے کہ اگر حکومت نے کوئی حکم دیا ہے تو اُس پر عمل ہونا چاہیئے۔ چھ روز کی گفتگو اور غور و فکر کے بعد کرنل فیری اِس بات پر مجبور ہوئے کہ وہ کمشنر کو خط لکھیں اور یہ بتائیں کہ خان کا ایجنٹ پرانی چال چل رہا ہے اور اِس معاملے میں کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے۔ جو کچھ کرنل فیری نے کیا اُس کے نتائج کچھ ضرور برآمد ہوئے۔ مگر سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ ملک میں بدامنی ختم کی جائے۔ ہمیں بہت سا کام کرنا ہے۔ مثلاً مریوں سے ایک پائدار سمجھوتہ کرنا ہے اور کرنل فیری اور ہیریسن کو لس بیلہ، کچھی اور مکران کا معاملہ طے کرنا ہے۔ سر ولیم کو بطور نگران ہونا چاہیئے اور وہ یہ دیکھیں کہ ہم احکامات کے مطابق کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ مگر اِس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ ہمارے انتظامی اختیارات سلب کر لیں اور ہم بیکارِ محض ہو جائیں۔

سر ولیم سے اِس انٹرویو کے علاوہ ایک انٹرویو اور ہُوا۔ اور یہ اُس وقت ہُوا جب مَیں اُس سردار کو جو میرے ساتھ آیا تھا اُن سے ملانا چاہتا تھا۔

ع ۴۹۔ کیمپ جیکب آباد۔ مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۸۷۲ء

از کمشنر سندھ بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر

آپ کے خط ع ۹۸ کے سلسلے میں یہ کہنا ہے کہ ابھی تک نہ تو حکومتِ ہند اور نہ ہی حکومتِ

Marfat.com

بمبئی کا کوئی حکم آیا ہے کہ بلوچستان، کچھی یا دوسرے علاقوں میں جو بدامنی پھیلی ہوئی ہے اُس کے سدِّ باب کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ چند دن قبل جو کاغذات میں نے آپ کو دکھائے تھے وہ تو صرف مشورے کی شکل میں سیکرٹری محکمہ خارجہ حکومتِ ہند نے حکومت بمبئی کو میری رائے معلوم کرنے کو لکھا تھا اُس کا جواب میں نے دے دیا ہے۔ اب جب تک حکومت کوئی باقاعدہ ہدایت نہ دے اُس وقت تک ہمارے لئے کچھی کی طرف کوئی قدم اٹھانا مناسب نہ ہوگا۔

نواب محمد خان نے جو کارروائی کی ہے اُسے معلوم کرنے کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ اُسے جیکب آباد بلا لیا جائے اور اُس سے پوچھ گچھ کی جائے۔ لہٰذا میں یہ رائے دوں گا کہ نواب کو فوراً جیکب آباد بلایا جائے اور اُس سے کہا جائے کہ وہ اپنے ساتھ وہ تمام کاغذات لائے جن سے اُس نئے معاہدے کا جس کا اُس نے ذکر کیا ہے کچھ پتہ چلے کہ وہ کیا ہے اور کس قسم کا ہے؟ اور اُس نے اِس سلسلہ میں کیا کیا؛ اُس سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنے ساتھ کسی سردار یا اور کسی شخص کو نہ لائے۔ البتہ وہ اپنا ملازم لاسکتا ہے اور آنے سے قبل خان کی فوج کے کمانڈر کو ضروری ہدایات دے کر آئے۔

آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ آپ کے خط کے آخری پیرا سے پتہ چلتا ہے کہ میں نے جو کچھ محمد خان کو گزشتہ مہینے کی ۱۲ر تاریخ کو کہا اُس کو آپ نے غلط سمجھا۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ اُس کا میرے پاس سرداروں کو لانا اور یہ توقع کرنا کہ میں اُس معاہدے کی جس کی ہز ہائنس سے منظوری نہیں دی ہے، تصدیق کر دوں گا اُس کی غلطی ہے۔ میں نے اُس سے یہ بھی کہا کہ وہ سرداروں کو یہ کہہ دے کہ جب تک وہ اپنے بادشاہ کے خلاف ہتھیار اُٹھائے ہوئے ہیں، میں اُن سے کسی قسم کی گفتگو نہیں کرسکتا۔ میں نے اُس سے یہ بھی کہا کہ اِس مُعاہدے کو میں خان کے وقار کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اُس نے خود اقرار کیا کہ خان اِن شرائط کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ خط اُس نے مجھے بعد میں دکھایا۔ میں نے اُس سے یہ بھی کہا کہ اُسے اپنے آقا کی ہدایت پر عمل کرنا چاہیئے۔ اِس

Marfat.com

سے میرا مطلب اُس پر کسی قسم کی پابندی عائد کرنا نہیں تھا۔ اُسے پوری آزادی ہے کہ جو حکم خان سے ملے اُس پر عمل کرے اور یہ جو وہ نئے معاہدے کا ذکر کرتا ہے، ممکن ہے کہ یہ کسی حکم کے مطابق ہو۔ جب وہ آئے گا تو پتہ چل جائے گا۔

مورخہ ۱۸ر جنوری ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ

کمشنر سندھ کے کل کے مراسلہ کی نقل کپتان سنڈمین کو بھیجی جاتی ہے۔

برقیہ ۸۶ ۔ دہلی مورخہ ۲۰ر جوان ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈمین بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

کمشنر کو خان کا جواب اختیارات کے متعلق ملا۔ کمشنر کی بات انہوں نے نہیں مانی۔ کمشنر انہیں پھر لکھیں گے۔ کمشنر کے خصوصی ایلچی کے کاغذات لوٹ لئے گئے۔ خان کی فوج کچھ نقصان اٹھا کر ڈھاڈر پسپا ہو گئی۔ محمد خان کا خط جنگ بندی کے بارے میں صحیح نہیں ہے۔ شرائط کی اگر جیکب آباد میں تصدیق ہو جائے تو سردار مان لیں گے۔

برقیہ ۹۶ ۔ جیکب آباد ۔ مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈمین بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

تازہ خبر یہ ہے کہ خان کے خلاف لڑائی میں مریوں نے بروہیوں کا ساتھ دیا۔ خان کی فوج ڈھاڈر پسپا ہو گئی۔ خان اور بیرانی مری سردار مولا محمد کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ کرنل فیری کو سرکاری طور پر یہ اطلاع دے دی ہے۔ انہوں نے خبر دی ہے کہ کچھی میں گاؤں لوٹے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

جیکب آباد۔ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن

ہم لوگ ۔ کرنل فیری اور مَیں ۔ کوشش کر رہے ہیں کہ کچھی جانے کی اجازت مل جائے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرلیوں نے جب یہ سُنا کہ خان کی فوج حملہ کرنے آ رہی ہے اور بگٹی ذاور دوسرے لوگ بھی اُن سے مل گئے ہیں تو وہ بہت گھبرائے اور فوراً سرداروں سے رابطہ قائم کر لیا اور مرلیوں اور بروہیوں نے مل کر جنگ بندی کی شرائط لکھوائیں اور خان کی فوج کو ڈھاڈر لوٹنے پر مجبور کیا۔ سبّی پر حملہ خان کی کسی خاص سازش کے تحت معلوم ہوتا ہے۔ وہ خط جو انہوں نے کمشنر کو لکھا ہے اس میں یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ سر ولیم کو کوئی اختیار تفویض نہیں کر سکتے۔ سُنا ہے کہ کیچ کا نائب جو خزانہ قلات لے جا رہا تھا اُس نے باغیوں کے حوالے کر دیا ہے۔ خان کے خط سے یہ بھی پتہ چلا ہوگا کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہمارے افسروں کے مشورے پر چلتے ہیں۔

صحیح صورت حال کو جہاں تک مَیں سمجھ سکا ہُوں وہ مَیں نے بتا دیا۔ میری گزارش ہے کہ مجھے اور کرنل فیری کو معاملات سے نمٹنے کی اجازت دی جائے۔ مَیں نے اس کی وجہ بھی بتا دی ہے اور کرنل فیری سے کہا ہے کہ وہ اپنی درخواست کے ساتھ میری تجویز بھی کمشنر کو بھیجدیں۔ موجودہ صورت حال سے کمشنر خاصے پریشان ہیں اور میرا خیال ہے کہ اب شاید وہ کوئی عملی پہلو اختیار کریں۔ بات اصل یہ ہے کہ وہ لوگ اس کے عادی ہو گئے ہیں کہ اپنی حدود سے باہر جو کچھ ہو رہا ہے اُس سے بے تعلق رہیں۔ یہ دوسروں کا معاملہ ہے اور وہ خود اس سے نپٹ لیں گے اور ہمارے لئے مشکلات پیدا نہیں ہوں گی۔ چودہ سال سے یعنی جیکب کے انتقال کے بعد سے قلات میں کیا ہو رہا ہے اس کی خبر حکومت کو نہیں دی گئی۔ یہ اُس نظام کا قصور ہے کہ اس وقت بھی جبکہ سر ولیم جانتے ہیں کہ کچھ کرنا ضروری ہے وہ پُرانے اصُولوں سے چمٹے ہوئے ہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے ہونے دو۔

کرنل فیری کا خیال ہے کہ جو اُن کو پہنچا تا رہا ہُوں اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ سرحدی تنازعہ کو طے کرنے کا یہ موقعہ اگر ہاتھ سے نکل گیا تو اُن کو دوسرا موقعہ نہیں ملے گا۔ مَیں دن رات

Marfat.com

لکھتا رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ کاغذات آپ تک جلد سے جلد پہنچ جائیں۔ اِس سے پتہ چل جائے گا کہ خان بھی پُرانی وضع پر قائم ہیں اور وہ سر ولیم کی ہدایت پہ چلنے کو تیار نہیں - ایسا نہ کبھی دیکھا نہ سُنا۔ اگر مجھے اِس ساری صُورتِ حال کا علم ہوتا تو شاید یہاں آنے کے لئے اِتنا بے تاب نہ ہوتا۔

کیمپ جیکب آباد - مورخہ ۲۰ر جون ۱۸۷۲ء

از کمشنر سندھ

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ - جیکب آباد

ہز ہائینس خان اور اُن کے وزیر شاہ غازی ولی محمد کے خطوط کا ترجمہ بھیج رہا ہوں - ان کے ساتھ ہی ہمارا جواب بھی ہے۔

دو نقلیں ورنیکلر جوابوں کی ہیں۔ ان میں سے ایک ہز ہائینس کے پاس جلد سے جلد قلات بھیج دیں اور دُوسری (انگریزی ترجمہ کے ساتھ) میجر ہیریسن کو خضدار بھیج دیں تاکہ اگر اصل گم ہو جائے تو وہ وہاں سے قلات بھیج دیں۔

اگر ہز ہائینس خان نے اِن ہدایات کو قابلِ قبول سمجھا تو شاید وہ اپنے وزیر کو کچھی بھیجنے پر راضی ہو جائیں۔ ایسی صورت میں میجر ہیریسن کو ہدایت کریں کہ وہ بھی وزیر کے ساتھ جائیں۔

ہز ہائینس خان کے ایک خط کا خلاصہ

بنام کمشنر سندھ - مورخہ ۲۴ر شوال ۱۲۸۸ھ (۵ر جنوری ۱۸۷۲ء)

سلام وتسلیم!

آپ کا خط ملا۔ بروہیوں نے لُوٹ مار - غارتگری اور بے چینی پھیلانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ہے اور اِس بغاوت پر سخت سزا کے مُستحق ہیں۔ میری پالیسی وہی تھی جو انگریز افسروں کی تھی۔ آپ کے کہنے کے مطابق مَیں نے میجر ہیریسن سے جو یہاں پولیٹیکل ایجنٹ ہیں، ہمیشہ مشورہ کیا اور

Marfat.com

اُن کی رائے پہ عمل کرتا رہا اور آئندہ بھی ایسا ہی کرتا رہوں گا۔ میں آپ کا اور حکومت برطانیہ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں اِس قسم کی مدد پہنچائی۔

آپ نے ہمیں کچھی کے معاملات درُست کرنے کے لئے ہمارے وزیر شاہ غازی کو بھیجنے کے لئے لکھا ہے مگر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے وہ زخمی ہو گیا تھا اور ابھی تک بیمار پڑا ہُوا ہے۔ وہ بلاشبہ بہت ہی فرماں بردار اور نمک حلال وزیر ہے اور اسی لئے ہم نے اُسے حکومت کی اہم ذمہّ داریاں سونپ رکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور دوستوں کی مہربانی اور شفقت اگر شامل حال رہی تو وہ سارے انتظامات کئے جائیں گے جو حالات کو سدھارنے کے لئے ضروری ہیں۔ آپ مجھ پہ یقین کریں اور اپنا دوست سمجھیں۔ آپ اپنی صحت اور خیریت سے ہمیشہ مجھے آگاہ کرتے رہیں۔

شاہ غازی مولا ولی محمد کا خط

بنام کمشنر سندھ

مورخہ ۲۴ شوال ۱۲۸۸ھ ۵ جنوری ۱۸۷۱ء

ہز ہائنس خان کا خط میں نے بھی پڑھا اور یہ دیکھ کر مسرّت ہوئی کہ مجھے اور ہز ہائنس کو حکومت برطانیہ اتنی عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتی ہے۔ ہز ہائنس کے خط سے آپ کو سارے حالات معلوم ہو جائیں گے۔ اپنی آخری سانس تک میں دونوں حکومتوں کا فرماں بردار رہوں گا۔

از کمشنر سندھ بنام ہز ہائنس خان قلات

آپ کا خط مورخہ ۵ ماہ ہذا ملا۔ یہ سُن کر مجھے بہت دُکھ اور افسوس ہُوا کہ آپ اپنے وزیر، شاہ غازی ولی محمد کو کچھی نہیں بھیج سکتے اور نہ ہی وہ مجھ سے ملنے آسکتے ہیں۔ مجھے یہ سُن کر اور بھی تکلیف ہُوئی کہ اُن کا زخم اب تک مندمل نہیں ہُوا۔

میرے کہنے کے مطابق ابھی تک کوئی اور شخص اُن کے بدلے نہیں بھیجا گیا۔ لہٰذا میں آپ کی

Marfat.com

توجہ آپ کے مُلک کے حالات کی طرف دلانا چاہتا ہُوں۔

آپ کے باغی سرداروں نے ضلع کچھی کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ وہ ابھی تک دشمنی پہ تُلے ہُوئے ہیں اور حال ہی میں پُر امن تاجروں کا قافلہ جو آپ کے مُلک سے گزر رہا تھا لُوٹ لیا۔ اور سینکڑوں غریب اور اچھے لوگ اپنی جان بچانے کے لئے کچھی سے برطانوی علاقے میں بھاگ آئے ہیں۔

جھالاوان کے صوبے میں باغیوں نے لس بیلہ پہ قبضہ کر لیا ہے اور آپ کے افسر آپ کی حکومت دوبارہ قائم کرنے میں بالکل ہی ناکام ہو گئے ہیں۔

مکران بھی بغاوت پہ تُلا ہُوا ہے اور آپ کا نائب بھی سرکاری عہدہ چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔

یہ میرا فرض ہے کہ مَیں آپ کو یہ بتاؤں کہ حکومتِ برطانیہ اِن حالات سے بہت مضطرب ہے اور جو واقعات برطانوی حدود کے قریب پیش آ رہے ہیں حکومتِ برطانیہ اُن کی خاموش تماشائی نہیں بن سکتی، کیونکہ دونوں حکومتوں کے درمیان جو معاہدہ ہے یہ اُس کی خلاف ورزی ہے۔

حالات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے مُلک میں بڑی بے چینی اور ہر طرف بغاوت پھیلی ہُوئی ہے۔ حکومتِ برطانیہ، بلوچستان میں ایک اچھی اور مستحکم حکومت چاہتی ہے جو عوام کی بھلائی اور بہبود کے لئے ہو، مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہے۔

اِس بدامنی کی کیا وجہ ہے، سر دست بغیر تحقیق کئے ہوئے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر نتائج اِتنے صاف طور سے ظاہر ہو گئے ہیں کہ اِس کے سوا اور کیا اخذ کیا جا سکتا ہے کہ انتظامیہ میں کافی نقائص ہیں۔ حکومتِ برطانیہ کو اِس پر بہت تشویش ہے۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اُن شکایات کو رفع کرنے کے طریقے پر غور کریں اور انتظامیہ کو بہتر بنائیں۔

میری آپ کی خط و کتابت اِتنے عرصے سے ہے تو میری ہمیشہ یہ آرزو رہی کہ مَیں آپ کی حکومت کو مستحکم کرنے میں ہمیشہ آپ کی مدد کروں۔ تاکہ آپ کی حکومت آپ کے مُلک اور رعایا کی بہتری کے لئے ہو۔ مَیں نے اور برطانوی حکومت کے افسروں نے اِس مقصد کے لئے ہمیشہ مشورے دیئے ہیں۔

آپ نے کچھی میں جو کارندے بھیجے ہیں موجودہ صورتِ حال میں اُن سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی

Marfat.com

کر وہ نظم ونسق قائم کر سکیں گے یا کوئی ایسی تدبیر کر سکیں گے جو ایک اچھی حکومت کی نشاندہی کرے۔

میں جیکب آباد، حکومت کے مشورے اور انہی معاملات کو طے کرنے کی غرض سے آیا ہوا ہوں۔ اب چونکہ آپ اپنے وزیر کو یہاں نہیں بھیج سکتے، میں اپنی خدمات امن و امان قائم کرنے کے لیئے پیش کرتا ہوں اور میری استدعا ہے کہ آپ مجھے، اپنے اور مخالفوں کے درمیان جو تنازعہ ہے اس میں ثالث کی حیثیت سے قبول کرلیں۔

اس یقین دہانی کی شاید ضرورت نہیں ہے کہ میری تمام تر کوششیں آپ کے مُلک میں ایک مستحکم اور پائیدار حکومت قائم کرنے کے لیئے ہوں گی۔ اُمید ہے کہ آپ میری ثالثی کو بغیر کسی چون وچرا کے قبول کرلیں گے اور مجھے پورا اختیار دیں گے کہ آپ کی طرف سے جو بھی کارروائی حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے کروں گا، آپ اُسے بخوشی مان لیں گے۔ اور جو معاہدہ میں اُن لوگوں سے کروں گا، آپ اس کے پابند ہوں گے۔

اگر آپ نے ہماری بات مان لی تو حکومتِ برطانیہ کی نظر میں آپ کا وقار بہت بڑھ جائے گا اور اس سے دوستی پائیدار ہو جائے گی اور آپ اور آپ کی رعایا امن و امان میں رہے گی۔

یقین ہے کہ آپ اس خط کا جواب جلد دیں گے اور میری دوستی اور خلوص پہ آپ کو پورا بھروسہ ہوگا۔

از کمشنر سندھ ۔ بنام شاہ غازی ولی محمد۔

سلام و دُعا کے بعد معلوم ہو کہ؛

مجھے ہز ہائینس خان کے خط سے یہ سُن کر بہت دُکھ ہوا کہ آپ نے جو زخم کھائے تھے اُن سے ابھی تک صحت یاب نہیں ہو سکے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ آپ جلد شفایاب ہو جائیں گے اور آئندہ آپ کو اس قسم کی تکلیف نہیں اُٹھانا پڑے گی۔

آج میں نے ہز ہائینس کو ایک خط لکھا ہے جس کی اطلاع وہ آپ کو دیں گے۔

Marfat.com

آپ کو معلوم ہے کہ ہز ہائنس اور اُن کی سلطنت کی حالت کافی مخدوش اور تشویشناک ہے۔ آپ
اُن کے خادمِ خاص ہیں اور اُن کے جاں نثار اور فرماں بردار۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جو مشورہ میں
نے اُنہیں دیا ہے وہ اپنے اور مُلک کے مفاد میں اِسے قبول کرلیں گے۔ آپ کا تعاون اِس معاملہ میں
بہت ضروری ہے۔ میں نے یہ مشورہ بہت غور و خوض کے بعد اور حکومت کی ہدایت پر دیا ہے۔ ا
یہ بھی کہ اِسے قبول کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

اُمید ہے کہ آپ جلد صحت یاب ہو جائیں گے اور ہز ہائنس آپ کو مجھ سے ملنے بھیجیں گ

برقیہ ۱۰۲۔ جیکب آباد مورخہ ۲۳ جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن بنام سیکرٹری حکومتِ پنجاب

کچھی کو تاراج کرنے کے لئے مولا محمد مرلیوں سے مشورہ کرنے گیا ہے۔ میری معلومات کے
مطابق وہ ہیریسن کے کیمپ پر حملہ کرنے والا ہے۔ پولوک کی پارٹی پر گولی چلی۔ اس کی تفصیل معلوم
نہیں۔ محکمہ خارجہ کو خبر کردی گئی ہے۔

برقیہ ۱۰۷۔ جیکب آباد مورخہ ۲۳ جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن بنام سیکرٹری حکومتِ پنجاب۔

آج صبح کی خفیہ خبریں بہت خطرناک ہیں۔ کیا سرحد پر متعین افسروں کو آزادئ عمل نہیں دی جا
سکتی؟ صورتِ حال ہم لوگوں کو جنگ کی طرف لے جا رہی ہے۔

برقیہ۔ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری حکومتِ پنجاب بنام کپتان سنڈیمن۔ جیکب آباد۔

مزید اختیارات حکومتِ ہند ہی دے سکتی ہے۔ جانچ پڑتال کے بعد نئے واقعات سے

Marfat.com

فوراً مطلع کریں۔

برقیہ ۔ مورخہ یکم جنوری ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری حکومت پنجاب

بنام سیکرٹری حکومت ہند ۔ محکمۂ خارجہ

کپتان سنڈمین آج صبح کی خبریں کافی تشویشناک بتاتے ہیں جن سے حالات کے بگڑنے کا اندیشہ ہے۔ تفصیل مانگی گئی ہے ۔

از کپتان سنڈمین بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

کل کرنل فیری نے کمشنر سے ملاقات کی اور ہم دونوں کی مشترکہ درخواستوں کا جواب یہ دیا کہ "مجھے قلات کے معاملے پر کچھ لکھنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اُس وقت تک جب تک کہ اس میں مری اور بگٹی ملوث نہ ہوں ۔ یہ معاملہ (یعنی قلات کا) کرنل فیری کے دائرہِ اختیار میں آتا ہے اور مجھے اس میں اپنی ٹانگ نہیں اڑانا چاہیئے ۔" اگرچہ کرنل فیری کو کمشنر سے اتفاق نہیں ہے سرحدی معاملوں کا جہاں تک تعلق ہے میں کرنل فیری کے ساتھ عرصے سے کام کر رہا ہوں ۔ اب چونکہ مری اور بگٹی نے آپس میں گٹھ جوڑ کر لیا ہے اور پہاڑوں میں بیٹھ کر مشورے کرتے ہیں۔ مجھے اُن کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوتی ہیں اور اُن کی حرکات و سکنات سے جو کچھ مجھے پتہ چلتا ہے وہ قلات کی سیاست پر اثر انداز ہوتا ہے لہٰذا مجھے اس معاملے میں بولنے کا پورا پورا حق ہے۔ مگر سر ولیم کو میری رائے سے اتفاق نہیں ہے ۔ اور کرنل فیری کو کہا ہے کہ مجھے اس سے آگاہ کر دیں ۔ مجبوراً میں ویسا ہی کروں گا جیسا وہ کہیں گے ۔

پولوک کے ساتھ جو کچھ ہُوا وہ مجھے پسند نہیں ۔ خبریں جو آرہی ہیں ان سے کُچھ پتہ نہیں چلتا کہ کیا ہو رہا ہے ۔ سڑکیں بھی بند ہیں ۔ کمشنر کی ڈاک لُوٹ لی گئی اور سُنا ہے کہ پولوک نے جو

Marfat.com

مراسلہ بھیجا تھا اُس کا بھی یہی حشر ہُوا سُننے میں آیا ہے کہ اُس کے محافظ جو پیچھے رہ گئے تھے، اُن پہ گولیاں چلیں اور کچھ لوگ زخمی ہوگئے۔ اِس کے بارے میں کل پھر لکھوں گا اور اگر کوئی اہم خبر ہوئی تو تار دُوں گا۔

کیمپ جیکب آباد۔ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن۔ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان

بنام کرنل فیری۔ پولیٹیکل ایجنٹ جیکب آباد۔

مندرجہ ذیل خبریں آپ کی اور کمشنر کی اطلاع کے لئے بھیج رہا ہوں۔ یہ خبریں مجھے پہاڑوں سے ملی ہیں اور میرے خیال میں کافی مستند ہیں۔

سرداروں نے جب کچھی کو خدا حافظ کہا تو خان قلات کی فوج نے توپ و تفنگ اور بلوچ لیوی کے ساتھ اُن کا پیچھا کیا۔ خان قلات کا وکیل نواب محمد خان اور کماندار شہور خان اُن کے ساتھ تھا۔ یہ سب قندھار کی حدود میں سبی جاکر ٹھہر گئے۔ وہاں سے پھر غلام بولک اور پھر گرتو گئے۔ یہاں سو نجک سوار اُن کے ساتھ ہو گئے۔ گرتو کے قریب کوہِ سلیمان کے دامن میں ناڑی نالہ ہے۔ وہاں بروہی سردار اپنے آدمیوں کے ساتھ مورچے سنبھالے ہوئے تھے۔ شہور خان نے جب حملہ کیا تو بلوچ اِس کے لئے تیار تھے لہٰذا شہور خان کو پسپا ہونا پڑا اور وہاں سے ۱۶ میل دور گرتو شہر میں پناہ لی۔ سردار اللہ دینا گورا نے اسی رات ان پر حملہ کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ صبح کے وقت بروہی پھر لڑنے کو تیار ہوئے، مگر خان کی فوج حملہ آور نہیں ہوئی اور وکیل محمد خان نے بروہیوں کے پاس ایک وفد صلح کرنے کی خاطر بھیجا اِس وفد میں حبیب خان شاہوانی۔ مُنو خان۔ شہور خان اور اکبر خان رئیسانی شامل تھے۔ سرداروں نے بغیر کسی بات چیت کے اِس وفد کو واپس کر دیا اور اپنے ایک معتبر اعتبار خان کو نواب محمد خان، اور شہور خان کماندار کے پاس بھیجا۔ سرداروں نے یہ مطالبہ پیش کیا کہ انہیں وہی شرائط منظور ہوں گی جو پہلے "جلال خان کے شہر" میں طے پائی تھیں۔ خان اور ہم پچھلی باتوں کو بھول جائیں اور ایک دوسرے

اعتماد کریں اور ہم جس طرح خان کی خدمت کرتے تھے اسی طرح کرتے رہیں گے۔ اس کے بدلے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے پرانے حقوق و مراعات جو ہمیں حاصل تھے، بحال کئے جائیں اور ہماری زمینیں جو ضبط کی گئی ہیں وہ واپس کر دی جائیں اور یہ کہ سرداروں کا اعتبار، نائب محمد خان پر سے اٹھ گیا ہے لہٰذا کمانداز شہور خان قسم کھا کر ان شرائط کو مان لیں تو ہم مصالحت کے لئے تیار ہیں۔

شہور خان نے اعتبار خان کو یہ یقین دلایا کہ وہ تمام شرائط جو اُن کے درمیان طے پائیں گی، قسم کھا کر ماننے کو تیار ہے۔ مگر قبل اس کے کہ اس پر مزید گفتگو کی جائے انہیں سردار مولا محمد خان سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ اعتبار خان اس پر راضی ہو گیا اور طے پایا کہ وہ شیخ خطا میں پھر ملیں گے۔

دوسرے روز شہور خان نے شیخ خطا میں مولا محمد سے ملاقات کی۔ مولا محمد نے کہا کہ جلال خان کے شہر میں جو شرائط طے پائی تھیں، مجھے اُن کے ماننے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ مگر قبل اس کے کہ گفتگو آگے بڑھے، خان کی منظوری ضروری ہے۔ اگر انہوں نے منظوری دے دی تو پھر کرنل فیری کے پاس جا کر اس کی تصدیق کرالیں گے۔ نہیں تو سرداروں کو یقین نہیں آئے گا کہ خان اپنی بات پر قائم رہیں گے۔ پندرہ روز کی جنگ بندی پر طرفین راضی ہو گئے اور یہ طے پایا کہ خان کی فوج ڈھاڈر چلی جائے اور سردار اپنے آدمیوں کے ساتھ پہاڑوں میں توتو چلے جائیں اور خان کے فیصلے کا انتظار کریں۔

دوسرے روز شہور خان نے حبیب خان اور اکبر خان کو سرداروں کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ خان کے جواب کے آنے تک خان کی فوج گوتو کے شہر میں رہے گی اور اس سے ان کو کوئی خطرہ محسوس نہیں کرنا چاہیئے اور اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ہم نے کوئی عہد شکنی کی ہے۔ سرداروں کو یہ بات پسند نہیں آئی اور انہوں نے جواباً یہ کہلا بھیجا کہ اگر خان کی فوج جہاں ہے وہیں رہی تو وہ اس پر حملہ کر دیں گے۔ ورنہ اگر وہ امن و امان چاہتے ہیں تو معاہدے کے مطابق انہیں ڈھاڈر چلے جانا چاہیئے۔ یہ خبر ملتے ہی کمانداز شہور خان ایک گاؤں غلام بولوک چلا گیا۔ وہاں نواب محمد خان سے مشورے کے بعد اس نے حبیب خان اور اکبر خان کو بختیار خان کے پاس بستی بھیجا اور یہ استدعا کی کہ وہ خود مولا محمد کے پاس جائیں اور اُن کو یہ اطلاع دیں کہ ہم لوگ (کمانداز اور نواب) خود ملاقات

Marfat.com

جا کر خان کی رضامندی حاصل کریں۔ لہٰذا سردار مولا محمد کو چاہیئے کہ وہ اپنے بیٹے اور کسی اور معتبر کو ساتھ کر دے۔ اس طرح ہمارا سفر محفوظ بھی رہے گا اور اُن کے بیٹے کی خان کے ہاں حاضری بھی ہو جائے گی۔ بختیار خان نے کہا کہ انہیں اُمید نہیں ہے کہ کوئی سردار کرنل فیری کی ضمانت کے بغیر اپنے کسی آدمی کو قلات بھیجنے پہ راضی ہو گا۔

بختیار خان بروہی سرداروں سے ملنے کے لئے جانے ہی والے تھے کہ انہیں یہ خبر ملی کہ مری سردار شیر محمد (تمندار غزان کا بھتیجا) بجرانی مریوں کے کرّم سردار اور میر حصار کا ہان مریوں کے سردار گٹ آئے ہوئے ہیں اور مولا محمد اُن سے ملنے گیا ہے۔ بختیار خان نے اس کی اطلاع نائب اور کماندار کو اکبر خان اور حبیب خان کے ذریعہ بھجوا دی اور کہلا بھیجا کہ جب وہ (مولا محمد) گٹ سے واپس آجائیں گے تو وہ اُن سے ملیں گے۔

بروہی حلقے میں یہ خبر اُڑی ہوئی تھی کہ نورالدین مینگل اور علی خان جاموٹ نے دوسرے سرداروں کے ساتھ مل کر سبیلہ پہ قبضہ کر لیا ہے اور شاہ غازی غلام جان وہاں سے بھاگ گیا ہے اور یہ خبر نورالدین نے خود ایک ایلچی بھیج کر مولا محمد کو دی ہے۔ سبیلہ میں ان لوگوں نے دو بڑی اور ایک چھوٹی توپ پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور ان لوگوں کے پاس توپچی بھی ہیں جو ان توپوں کو استعمال کر سکتے ہیں یہ لوگ سرداروں کے ساتھ مل کر کچھی میں خان کی فوج سے لڑنے کو تیار ہیں۔ قلات پر دھاوا بھی بول سکتے ہیں مگر فیصلہ اس کا سردار مولا محمد کی مرضی پہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ نورالدین کے ایلچی نے یہ بھی بتایا کہ سبیلہ پر قبضہ کرنے کے بعد نورالدین نال چلا گیا تھا اور وہاں اس نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ خاران کے آزاد خان کا بھتیجا بھی اس کا ساتھ دینے کو تیار ہے۔

یہ بھی سنا گیا کہ خان نے داروغہ عطا محمد کو پنجگور سے قلات بلایا اور جب وہ کیچ کے قریب پہنچا تو لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ داروغہ نے خان کو یہ کہلا بھیجا کہ ایسی صورت میں اس کا قلات آنا مشکل ہے۔ خصوصاً جب کہ اس کے پاس دو لاکھ روپے بھی ہیں۔

اس کے علاوہ مختلف ذرائع سے یہ خبر بھی ملی ہے کہ مری سرداروں نے بروہی سرداروں

Marfat.com

سے گٹھ جوڑ کر لیا ہے کہ اگر خان اُن کی شرائط نہ مانیں تو وہ مستونگ۔ کوئٹہ۔ قلات اور کچھی پر حملہ کر دیں۔ اِس سے اُن کا ارادہ سارے مُلک میں تباہی مچانا ہے۔ اب اصل حقیقت کیا ہے یہ تو وقت کے ساتھ ہی پتہ چلے گا۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ بروہیوں اور مریوں کے ارادے اچھے نہیں ہیں۔ مَیں اپنا فرض سمجھ کر یہ خبریں آپ کو بھیج رہا ہُوں اور اس سلسلہ میں میری گزارشات یہ ہیں۔

کچھ ہی دن ہوئے کہ مَیں جنرل کینز کے ساتھ مریوں کے علاقے میں گیا تھا۔ اُس وقت بھی مجھے یہی اندازہ ہُوا کہ موقع ملتے ہی یہ لوگ بروہیوں کا ساتھ ضرور دیں گے۔ یہ موقع انہیں اُس وقت ملا جب خان کی فوج قندھار کے علاقے میں داخل ہوگئی۔ اِس اقدام سے تمام صورتِ حال بدل گئی ہے اور اگر کوئی مداوا نہ کیا گیا تو ممکن ہے حالات اور بگڑ جائیں اور اِس سے برطانوی علاقے کا امن و امان بھی متاثر ہو۔

اگر آپ مجھ سے متفق ہیں تو سر ولیم میری ویدر کو فوراً اِس کی خبر دیں۔

آپ مجھے اپنے ساتھ کچھی لے جانا چاہتے تھے تاکہ وہاں پہنچ کر صورتِ حال کا صحیح اندازہ لگایا جاسکے۔ مَیں نے انتظام کر لیا ہے مگر کمشنر نے آپ کو وہاں جانے سے روک دیا ہے۔ اب چونکہ مری قبیلہ سرداروں سے مِل گیا ہے تو شاید وہ اپنی رائے تبدیل کر دیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مریوں کی یہ چال میرے نزدیک ایک اہم واقعہ ہے۔ اِس لئے میری رائے میں' برطانوی سرحدوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ہمیں کوئی نہ کوئی قدم اٹھانا ہی پڑے گا۔ کچھی میں چونکہ عارضی جنگ بندی ہوگئی ہے وہاں جاکر ہم لوگ صحیح معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی شاید مریوں اور دوسرے باغیوں کو بھی بغاوت سے روک سکتے ہیں۔ مگر جیکب آباد میں بیٹھے بیٹھے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ صورتِ حال بہت ہی غیر تسلّی بخش ہے۔

جیکب آباد۔ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۸۷۲ء

ازسنڈیمن ۔ نقل برائے سیکرٹری حکومتِ پنجاب

Marfat.com

سرکاری برقیہ۔ مورخہ ۱۶ر جنوری ۱۸۶۲ء

از کپتان ہائلس

بنام کمشنر سندھ۔ جیکب آباد۔

کیچ میں لڑائی بند ہو گئی ہے اور عطا محمد بات چیت کر رہا ہے۔ شاید اُسے کیچ چھوڑنا پڑے۔

کپتان سنڈیمن کا ایک میمورنڈم

خبر یہ ہے کہ عطا محمد نے اپنا خزانہ باغیوں کے حوالے کر دیا ہے اور قلات چلا گیا۔ جس طرح کیچ میں عطا محمد نے اپنے طور پر مصالحت کر لی۔ اسی طرح خان کے وکیل محمد خان نے کچھی میں کر لیا ہے۔ مگر ان شرائط پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ اس کا ذکر میں اپنے پہلے خط میں کر چکا ہوں۔

۱۵۳ء جیکب آباد۔ مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۸۶۲ء

از کرنل فیری۔ پولیٹیکل ایجنٹ

بنام کمشنر سندھ

آپ کا خط ۲۰ء مورخہ ۱۰ر ماہ ہذا ملا۔

آپ نے دریافت کیا ہے کہ کیا مری قبیلے واقعی بروہیوں سے مل گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں کپتان سنڈیمن کی ایک دلچسپ رپورٹ بھیج رہا ہوں۔ اس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ خان کے ایجنٹ کا بستی میں داخل ہونا مریوں کو بہت کھلا اور خصوصاً اس وقت جب کہ مریوں اور خان کے ایجنٹ کے درمیان صلح ہو چکی تھی۔

محمد خان کا کہنا ہے کہ یہ صلح صرف پندرہ روز کے لئے تھی اور اس حساب سے اس کی میعاد ۲۶ تاریخ کو ختم ہو جائے گی کیونکہ ۱۲ر کو اس پر عمل شروع ہوا۔

آپ کے خط ۴۹ء مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۸۶۲ء کے مطابق میں نے اُسے جیکب آباد بلایا تھا اور

Marfat.com

لکھ دیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ کسی سردار کو نہ لائے اور ضروری کاغذات اپنے ساتھ لیتا آئے

میرا خیال ہے کہ محمد خان قصداً سبّی میں داخل ہُوا تا کہ امیر (کابل) کی سبّی کی رعایا اور مری اگر اس سارے معاملے میں ملوّث ہو جائیں تو انگریزوں کو مجبوراً مداخلت کرنا ہی پڑے گی۔ ڈھاڈر اور سبّی میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے ہماری سرحدیں ضرور متاثر ہوں گی۔ یہ رپورٹ جو بھیج رہا ہُوں اس کا آپ مطالعہ کر لیں۔ بعد میں جب آپ کو فرصت ہو تو میں آپ سے مشورہ کرنے حاضر ہو جاؤں گا۔

جیکب آباد مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۸۷۱ء

از کپتان سنڈمین

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب۔

اس طویل مراسلے کی میں معافی چاہتا ہُوں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ آپ کو یہ بتا دوں کہ جب سے میں یہاں آیا ہُوں، یہاں کیا واقعات پیش آئے۔

جب جام صاحب لس بیلہ کو حیدر آباد میں نظر بند کر دیا گیا تو حکومت کی مدد کے لئے خان کا کچھ عملہ لس بیلہ بھیجا گیا تھا۔ اس میں سے ایک کی رپورٹ کی نقل بھیج رہا ہُوں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ باغی سرداروں کے پہنچتے ہی شاہ غازی اپنی فوج کے ساتھ فرار ہو گیا۔ ان کا کمانڈر تھوڑی سی فوج لے کر سمندر کی راہ سے کراچی چلا گیا تھا اور وہ وہاں سے خرچ کے لئے برابر روپوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔

جس روز سر ولیم میری وید ر یہاں پہنچے اُنہوں نے کرنل فیری اور خان کے وکیل کو بلایا اور وکیل سے یہ کہا کہ باغیوں سے لڑنا اس کا فرض تھا، صلح کیوں کی؟ نواب محمد خان نے یہ عذرِ لنگ پیش کیا کہ سرداروں کی طاقت بہت زیادہ تھی اس لئے اُسے مجبوراً صلح کرنا پڑی۔ سر ولیم اس پر بہت خفا ہوئے اور اُسے کہا کہ وہ بزدل ہے۔ اور خان نے یہ صلحنامہ منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ تو ایجنٹ نے صرف یہ کہا کہ اگر ایسا ہے تو پھر لڑنا پڑے گا۔

بعد میں ہماری کرنل فیری سے گفتگو ہُوئی۔ ہم لوگوں کا خیال ہے کہ اگر لڑائی ہوئی تو خان کی

Marfat.com

شکست یقینی ہے۔ مَیں نے کرنل فیری کے توسّط سے سر ولیم سے خود ملنا چاہا تاکہ اُنہیں حالات سے آگاہ کر دُوں۔ میرے پہلے خطوط سے یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہز ہائنس کا ایجنٹ محمد خان سرداروں سے صُلح کرنے کے بعد اُن کو جیکب آباد لے آیا۔ اِس اُمید پر کہ شاید مُستقل امن کی کوئی صورت نکل آئے جب مَیں سر ولیم سے مِلا تو مَیں نے اُن کو اپنے یہاں آنے کی غرض بتائی۔ اور یہ بھی کہا کہ خان کی کمزوری بالکل ظاہر ہے۔ لہٰذا مصلحتِ وقت یہی ہے کہ سب شرکاٗ کے ساتھ ایک امن سمجھوتہ ہو جائے۔ سر ولیم نے یہ رائے ظاہر کی کہ خان کو اپنی شرائط پیش کرنی چاہئیں۔ اور سرداروں نے شرائط پیش کر کے منوانا چاہیں تو یہ بات اُنہیں بہت ناگوار گزُری۔ مَیں نے اِس کے بعد کچھ نہیں کہا۔ اگرچہ مَیں نے اپنی حمایت میں جنرل جیکب کے ایک خط کا حوالہ ضرور دیا۔ مجھے باوثوق ذرائع سے معلوم تھا کہ خان کے ایجنٹ نے صُلح بحالتِ مجبوری کر لی تھی۔ سر ولیم نے صرف اِتنا کہا کہ وہ اِن شرائط کو مان لیں گے۔ مگر وہ پہلے خان سے خط و کتابت کرنا چاہتے ہیں۔ اِس دوران میں نہ وہ سرداروں سے ملیں گے اور نہ ہی اُن سے کوئی رابطہ قائم کریں گے۔ مَیں اِس معاملے میں اَور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ سر ولیم کو بالکل خبر نہیں ہے کہ خان کے مُلک کی کتنی نازک حالت ہے؟ سردار بہت قوی ہو گئے ہیں اور جب تک ہم خان کو فوجی امداد نہ دیں وہ اپنی شرائط سرداروں سے نہیں منوا سکتے۔ مَیں نے کل یہ بھی سُنا کہ جب باغیوں کو یہ خبر ملی کہ کمشنر نے سرداروں سے ملنے سے انکار کر دیا ہے تو اُنہوں نے لس بیلہ کے علاوہ خضدار پر بھی قبضہ کر لیا اور خان کے ایجنٹ کو لُوٹ لیا ہے۔ سر ولیم نے خان کے وزیرِ اعظم شاہ غازی ولی محمد کو بُلوایا ہے اور خان سے یہ کہا ہے کہ باغیوں سے نبٹنے کے لیے اُنہیں سارے اختیارات دیئے جائیں۔ کرنل فیری کو اِس خط کے قلات پہنچنے میں شک ہے۔
مَیں نے سر ولیم سے پُوچھا کہ کیا مَیں یہاں ٹھہروں یا چلا جاؤں؟ کاش! اُنہیں حالات سے پُوری آگاہی ہوتی۔ یا شاید وہ بہت کچھ جانتے ہیں اور کرنل فیری یا مجھ سے کھُلتے نہیں ہیں۔ کوئی اہم بات ہُوئی تو آپ کو فوراً اطلاع دوں گا اور شاہ غازی کے آنے تک مَیں یہاں ٹھہرا رہوں گا۔ مَیں مُسترد کو بھی لکھ رہا ہُوں۔ سر ولیم ویسے تو بہت اخلاق سے پیش آتے ہیں مگر مَیں محسوس کرتا

Marfat.com

ہُوں کہ میرا آنا اُنہیں ناگوار گزرا۔ بہرحال سردست اُنہوں نے مجھے روک رکھا ہے۔
سر ولیم نہیں چاہتے کہ مَیں پوٹوک کو اپنی حفاظت میں کوئٹہ پہنچادُوں۔ مگر خان کی سیاسی کمزوری اور اُن کی بیچارگی کی وجہ سے شاید سر ولیم اپنی رائے بدل لیں۔ اگر ایسا ہُوا تو یہ ذمہ داری قبول کرنے سے پہلے مَیں آپ سے بذریعہ تار اجازت مانگوں گا۔ مَیں نے سر ولیم سے کہہ دیا ہے کہ پوٹوک کے سفر کا سارا انتظام کر لیا گیا ہے۔ اور اگر حالات بساز گار رہے تو مَیں اُنہیں کوئٹہ پہنچا دوں گا۔ کرنل فیری کی طبیعت ناساز ہے۔ مَیں اُن کے سیاسی کاموں میں مدد دیتا رہتا ہُوں۔

از دیوان مولی رام۔ فوجدار لس بیلہ
بنام سر ولیم میری ویدر۔ کمشنر سندھ

لس بیلہ سے جو خبریں ملی ہیں وہ بھیج رہا ہُوں۔ افسوس ہے کہ یہ خبریں بہت ہی غیر تسلی بخش اور مایوس کُن ہیں۔
یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ میرے کراچی آنے کا مقصد کیا تھا۔ یعنی ایک سوداگر مسٹر ہورمن سے مجھے کچھ روپیہ وصول کرنا تھا مگر مَیں اِس میں ناکام رہا اور مَیں نے شاہ غازی کو اِس کی خبر دے دی کہ مسٹر ہورمن سے کوئی بات طے نہیں پاسکی۔ شاہ غازی نے یہ ہدایت کی کہ سرکاری حصّہ کی جوار اور سبزی کی فصل پر مَیں ساہوکاروں سے پیشگی روپے لے لوں اور اِس سے فوج کے لئے کھانے پینے کا سامان خریدلُوں۔
مَیں نے کچھ رقم کا بندوبست کر لیا اور خان کی فوجوں کے لئے بھیج دی۔ مگر لس بیلہ بہت تھوڑی رقم پہنچ سکی۔ راستے میں اُتھل کے مقام پر علی خان نے اور سونمیانی میں شیر خان نے مزاحمت کی۔ شیر خان اور علی خان دونوں رشتہ دار ہیں۔ شیر خان نے سپاہیوں کو یہ خبر بھیجی کہ علی خان قتلِ عام کرنے آرہا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ سب کراچی واپس چلے جائیں۔ لہٰذا وہ لوگ کراچی واپس چلے گئے۔

Marfat.com

دو ہفتہ قبل جب مَیں نے سُنا کہ علی خان جاموٹ، شاہ غازی پہ بیلہ میں حملہ کرنیوالا ہے تو ہم نے اُنہیں لکھا کہ ہمیں فوج میں بھرتی شروع کر دینی چاہیئے اور اسلحہ وغیرہ خریدنا چاہیئے تاکہ اس کا مقابلہ کیا جا سکے۔ خط کے جواب کے انتظار کے دوران ہم نے یہ سب انتظامات بھی کر لیے۔

شاہ غازی کو یہاں سے بطور راشن کافی مقدار میں گندم بھیج دی مگر جب شاہ غازی کا جواب آیا تو اُس میں اصل معاملے کا ذکر نہ تھا۔ اس سے مجھے بڑی مایوسی ہُوئی اور پریشانی الگ۔

بعد میں مجھے پتہ چلا کہ علی خان جاموٹ اُتھل اور نورالدین وڈھ میں اپنی فوجیں جمع کر کے لس بیلہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ علی خان بیلہ سے تقریباً چھ میل پہ اور نورالدین بیلہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پہ آسیا میں ٹھہر گئے۔ رُوجب قبیلہ کے سردار — ابراہیم علی، محمد صالح، اسمٰعیل اور حاجی محمد نے شاہ غازی کی فوج کو یہ کہا کہ دشمن بہت قوی ہے۔ بہت بڑی فوج اُن کے ساتھ ہے۔ اُن سے لڑنا خودکشی کے مترادف ہوگا۔ انہوں نے شاہ غازی کو بھی ڈرایا۔ نتیجتاً شاہ غازی مع اپنے اہل وعیال اور فوج کے اینو واپس چلا گیا اور نورالدین لس بیلہ سے کچھ فاصلے پہ ٹھہرا رہا۔

مَیں نے خان کو ان باتوں کی اطلاع دے دی ہے اور اُن کے جواب کا انتظار ہے۔ آپ اپنی رائے اور مشورے سے مجھے مطلع کریں۔

۸۳۶۔ کیمپ۔ مورخہ ۲۰ر دسمبر ۱۸۷۱ء

از سر ولیم میری ویدر

(مندرجہ بالا خط کا جواب)

دیوان مونی رام کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اُس کا خط ۱۲ر ماہ ہذا ملا۔ کمشنر کو یہ سُن کر بہت رنج ہُوا کہ شاہ غازی بیلہ سے بھاگ گیا۔ یہ اُس کی فوج میں بدنظمی اور بُزدلی کی وجہ سے ہُوا۔ بہرحال معاملہ ہز ہائینس خان کا ہے اور وہ ان معاملات کے متعلق اپنے احکامات خود جاری کریں گے۔

دیوان مونی رام کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ برطانوی حدود کے اندر اُسے لس بیلہ کے لیے

Marfat.com

فوجی بھرتی کا اختیار نہیں ہے۔ اگر آئندہ اُس نے ایسا کیا تو وہ سندھ سے نکال دیا جائے گا۔

برقیہ ۶۲۳۵۔ دہلی۔ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری محکمۂ خارجہ

بنام سیکرٹری حکومتِ پنجاب

کمشنر سندھ نے حکومتِ بمبئی کو یہ تار دیا ہے:

کچھی کی خبر ہے کہ باغیوں نے مریوں سے رابطہ قائم کرلیا ہے اور کچھ لوگ باغیوں سے مل گئے ہیں۔ مولا محمد غازان مری سرداروں سے ملنے گیا ہے تاکہ اُن کی حمایت حاصل کرسکے اور دونوں مل کر کچھی فتح کرلیں اور چونکہ باغی بستی کی مشرقی پہاڑیوں میں پناہ گزین ہیں، اُن کا اصل مقصد درّہ (درّہ بولان) پر قبضہ کرنا ہے۔ خان کی فوج ڈھاڈر میں ہے۔ لہٰذا مجھے فوراً مداخلت کی اجازت دی جائے۔ پولوک کی اب تک کوئی خبر نہیں ہے۔

وائسرائے کی رائے میں جو کچھ اُنہوں نے کل کے تار میں کہا ہے اُس میں تبدیلی کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

برقیہ مورخہ ۲۵ جنوری ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری حکومتِ پنجاب،

بنام کرنل سنڈیمن۔ جیکب آباد۔

حکومتِ ہند نے کمشنر سندھ کی یہ تجویز مان لی ہے کہ وہ خان سے پورے اختیارات مانگیں اور پھر سرداروں سے گفت وشنید کریں۔ لیکن قبل اس کے کہ انہیں خان کی طرف سے یہ اختیارات تفویض کیے جائیں، انہیں کسی قسم کی ثالثی کی اجازت نہیں ہے۔

Marfat.com

سرکاری مراسلہ ۲۰۶ پی - کلکتہ .

مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری حکومت ہند - محکمۂ خارجہ

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب .

مندرجہ ذیل تار کمشنر سندھ سے ملا :

" حکومت بمبئی کو تار سے خبر دی ہے کہ خان کا جواب تسلی بخش نہیں ہے اور اُن کا وزیر جو زخمی ہے اب تک اچھا نہیں ہُوا ۔ لہٰذا وہ مجھ سے ملنے نہیں آسکتا ۔ اور کوئی دوسرا آدمی ایسا نہیں ہے جو میرے پاس آئے ۔ حکومت برطانیہ اِن ہنگاموں کی خاموش تماشائی نہیں رہ سکتی ۔ چونکہ واقعات ہماری سرحد کے قریب ہو رہے ہیں معاہدے کے تحت خان کو ان کے سدّباب کے لئے کچھ کرنا چاہیئے اور چونکہ خان یہاں کسی کو صلاح مشورے کے لئے نہیں بھیج سکتے میں نے اُن سے کہا ہے کہ مجھے پُورے اختیارات دیئے جائیں اور جو کچھ بھی فیصلہ میں کروں وہ اُس کے پابند ہوں ۔ یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ یک طرفہ کارروائی نہیں کی جائے گی ۔ باقاعدہ تحقیق کے بعد جو مناسب ہو گا ، کیا جائے گا ۔ مگر موجودہ صورت حال میں یہاں بیٹھے بیٹھے کچھ نہیں کیا جا سکتا ۔ خان کی طرف سے میں ثالث بن جاؤں یہی صورت باقی رہ گئی ہے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اِس پر راضی ہو جائیں تو حکومت برطانیہ سے آپ کے مراسم بڑھ جائیں گے ۔

" اِس کے علاوہ کسی قسم کے وعدے وعید نہیں کئے گئے ہیں ۔

" میرا خیال ہے کہ خان اِس پر راضی ہو جائیں گے ۔ مگر خان کے افسر نواب محمد خان کی وجہ سے کچھی میں حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں ۔ وہ باغیوں کا پیچھا کرتا ہُوا افغان علاقہ سبّی میں داخل ہو گیا ۔ باغیوں سے بات چیت کی اور ڈھاڈر واپس آگیا ۔ اُس کو میں نے یہاں بلایا ہے تاکہ حالات کا صحیح اندازہ لگایا جا سکے ۔

" اگر اجازت ہو تو میں یہ اعلان کر دوں کہ حکومت برطانیہ کو اِس صورت حال سے بہت تشویش ہے ۔ تمام سردار ہتھیار ڈال دیں اور خان کی اطاعت قبول کر لیں ۔ بعد میں اِس کی تحقیق کی

جائے گی کہ اِس بدامنی کی اصل وجہ کیا ہے اور فریقین کی جائز شکایات رفع کی جائیں گی۔ بیس دن سے قبل جواب کی توقع نہیں ہے۔"

مندرجہ ذیل جواب بمبئی کے توسط سے بھیج دیا گیا:

"کمشنر کے تار میں خان سے جس مراسلہ کا ذکر ہے اُس سے اتفاق ہے۔ کمشنر اپنا مطالبہ جاری رکھیں مگر کسی قسم کا اعلان نہ کریں، نہ ہی ثالث کی حیثیت اختیار کریں جب تک کہ خان کی اجازت نہ مل جائے۔

"خان کو یہ بھی بتا دینا چاہیئے کہ اگر وہ انکار کریں گے تو اِس کے بہت خطرناک نتائج نکلیں گے۔"

سرکاری مراسلہ ٢١١ پی ۔ کلکتہ ۔ مورخہ ٢٤ جنوری ١٨٧٢ء

از سیکرٹری حکومت ہند - محکمۂ خارجہ

بنام سیکرٹری حکومتِ پنجاب۔

آپ کا ٢٣ تاریخ کا خط ملا۔ بمبئی یہ خبر دے دی ہے کہ:

"اگر ہیرسین کو کسی قسم کا خطرہ ہے تو وائسرائے یہ چاہتے ہیں کہ اُن کو بلا لیا جائے اور برطانوی حدود میں رہ کر وہ اپنا کام کریں۔"

برقیہ ٢١٤ پی ۔ کلکتہ ۔ مورخہ ٢٤ جنوری ١٨٧٢ء

از سیکرٹری حکومت ہند محکمۂ خارجہ

بنام سیکرٹری حکومتِ پنجاب

حکومتِ بمبئی کو یہ تار دیا گیا کہ:

"کچھی سے یہ خبر ملی ہے کہ باغیوں نے جو بگٹی کی پہاڑیوں میں یا مریوں کی سرحد پر ٹھہرے ہوئے ہیں مریوں سے رابطہ قائم کر لیا ہے اور کچھ اُن کے ساتھ آ کر مل گئے ہیں۔ مولا محمد مری سرداروں سے

Marfat.com

ملنے گیا ہے تاکہ اُن کی حمایت حاصل کر سکے اور یُوں سب مِل کر کچھی پر حملہ کریں اور درّہ پر قبضہ کر کے خان کی فوج سے جو ڈھاڈر میں ٹھہری ہُوئی ہے، لڑیں۔ ۲۱ تاریخ کے تار میں جو اِستدعا کی گئی تھی کہ ہمیں حرکت میں آنے کی فوراً اجازت دی جائے، وقت کے تقاضے نے اِس مطالبے کو مزید پُرزور بنا دیا ہے۔ پولوک کی اب تک خبر نہیں مِلی۔"

(خبر یہاں ختم ہو جاتی ہے)

مندرجہ ذیل جواب بمبئی کے توسط سے بھیج دیا گیا :

"کمشنر کا ۲۳ تاریخ کا تار وائسرائے نے دیکھا۔ کل کے تار میں جو ہدایات دی گئی ہیں اُس پر دوہ نظرِ ثانی کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔"

خط ۲۲۲ - پی - فورٹ ولیم - مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۷۲ء
از سی - یو - ایچیسن - سیکرٹری حکومت ہند - محکمۂ خارجہ
بنام سیکرٹری حکومتِ بمبئی -

آپ کا خط ۲۶۴ مورخہ ۱۵ جنوری قلات کی بغاوت کے بارے میں مِلا۔ وائسرائے اور گورنر جنرل اِن کونسل کی رائے اور احکامات یہ ہیں :

کمشنر سندھ کی تجاویز جن سے گورنر بمبئی کو اتفاق ہے، کے بارے میں مورخہ ۱۱ جنوری کے خط کا جواب دیا جا چکا ہے۔ قلات کے بارے میں جیسا کہ کمشنر نے اپنے خط ۸۶۸ مورخہ ۳۰ دسمبر میں لکھا ہے اور جو غیر متوقع نہیں ہے۔ گورنر جنرل اپنی تجاویز پیش کر چکے ہیں اور ان میں کسی خاص تبدیلی کی ضرورت وہ محسوس نہیں کرتے۔

کمشنر نے جو تحقیقات کی ہیں ان سے دو باتیں معلوم ہُوئیں۔ ایک تو یہ کہ اگرچہ بغاوت کی ذمہ داری بہت حد تک اُن سرداروں پر عائد ہوتی ہے جو شہر بدر کر دیئے گئے ہیں مگر اِس کے محرکات وہ غیر منصفانہ کارروائیاں ہیں جو خان نے کچھی کے بااثر لوگوں کے خلاف کی ہیں اور دوسرا

Marfat.com

یہ کہ بغاوتیں اتنی عام ہو گئی ہیں کہ بغیر کسی مدد کے اِن سے نپٹنا خان کے بس کی بات نہیں ہے۔ کمشنر کے خط کے بعد سے یہ بغاوت کیچ میں پھیل گئی ہے اور خان کا نمائندہ بالکل بے بس معلوم ہوتا ہے اور خان نے بھی کوئی ایسی فوجی کارروائی نہیں کی جس سے باغیوں کی ہمت پست ہو جائے۔ ایسی صورت میں گورنر جنرل کو یہ اُمید نہیں ہے کہ اُن کی شکایات رفع ہونے سے قبل یہ لوگ ہتھیار ڈال دیں گے اور خان کی اطاعت قبول کر کے بات چیت کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ اب اُن کی شکایات درست ہیں یا بے جا، جب تک خان میں خود باغیوں سے نپٹنے کی صلاحیت موجود نہیں ہے اِس معاملے میں جبر و تشدّد ایک غیر دانشمندانہ فعل ہو گا۔ باغی کامیاب ہیں اور خان مجبور محض۔ ایسی صورت میں بغیر کسی گفت و شنید کے اور بغیر کسی معاہدے کے، صرف اِس پر مُصر ہونا کہ پہلے یہ لوگ خان کے اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کر لیں اور پھر بات چیت ہو وائسرائے کے نزدیک ایک غلط پالیسی ہے خصوصاً جب کہ خان اِن باغیوں کا مقابلہ کسی صورت میں نہیں کر سکتے۔ کمزور طاقتور سے کچھ نہیں منوا سکتا۔

ہمارے ۱۱ر جنوری کے خط میں قلات میں امن و امان قائم کرنے کے لئے جو تجاویز پیش کی گئی تھیں اگر خان ان پر راضی ہو جاتے تو وائسرائے کو ایک گونہ اطمینان ہو جاتا۔ مگر کمشنر کے مورخہ ۲۱ر ماہِ ہذا کے تار سے پتہ چلتا ہے کہ خان کا جواب تسلی بخش نہیں تھا۔ ممکن ہے کہ کمشنر نے جو دوبارہ خط لکھا ہے شاید اُس کا کچھ اثر ہو۔ جن شرائط پر گورنر جنرل خان کی مدد کو تیار ہیں وہ ۱۱ر جنوری کے خط میں تفصیل سے بتا دی گئی ہیں۔ وائسرائے کسی قسم کی مداخلت نہیں چاہتے اور ثالثی کے بھی خلاف ہیں اُس وقت تک جب تک کہ خان اپنے اختیارات کمشنر کو تفویض نہیں کر دیتے۔ اگر گورنر بمبئی کی کوئی اور تجویز اِس سلسلہ میں ہے تو پیش کریں۔

خان کا میجر ہیریسن سے یہ کہنا بے محل ہے کہ اگر حکومتِ برطانیہ نے اُن کی مدد نہیں کی تو وہ دوسری حکومتوں سے مدد طلب کر سکتے ہیں، مثلاً افغانستان سے یا ایران سے۔ خان کو یہ یاد دلا دیں کہ ۱۸۵۴ء کے معاہدے کی شرط ۳ کے مطابق وہ حکومت برطانیہ کی رضامندی کے بغیر ایسا نہیں کر سکتے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو معاہدے کی خلاف ورزی ہو گی۔ گورنر جنرل کی یہ مخلصانہ خواہش ہے

Marfat.com

کہ اُن کا اقتدارِ اعلیٰ مستحکم اور برقرار رہے۔ اور اگر ضرورت پڑی تو انہیں نہ صرف اخلاقی بلکہ مالی مدد بھی دی جائے گی۔ مگر ہز ایکسیلنسی اُن کی مدد اُسی وقت کر سکتے ہیں کہ انہیں یقین ہو جائے کہ اُن کی حکومت منصفانہ اصُولوں پہ قائم ہے اور رعایا کے حقوق محفوظ ہیں اور اُن کی جائز شکایات رفع کی جا رہی ہیں۔

۲۲۳ء۔ فورٹ ولیم۔ مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۸۷۲ء

از سی۔ یو۔ ایچیسن۔

سیکرٹری حکومتِ ہند۔ محکمۂ خارجہ

مندرجہ بالا مراسلہ کی نقل حکومتِ پنجاب کو اطلاعاً بھیجی جا رہی ہے۔

۳۹۶ء۔ مورخہ ۲۹ر جنوری ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری حکومتِ پنجاب

بنام کپتان سنڈیمن؛

سیکرٹری حکومتِ ہند محکمۂ خارجہ کے مراسلات جو قلات کے بارے میں ہیں، اطلاعاً بھیج رہا ہوں۔

کیمپ جیکب آباد۔ مورخہ ۲۵ر جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومتِ پنجاب

یہ جو مقامی زبان میں لکھا ہُوا خط بھیج رہا ہُوں، مجھے اور کرنل فیری کو بروہی سرداروں نے بھیجا ہے۔ بہ اِس طرح ہُوا کہ جب مَیں نے سُنا کہ مریوں نے بروہیوں کی مدد کی ہے تو یہ معلوم کرنے کے لئے کہ واقعات اصل میں کیا ہیں ایک خاص ایلچی (کہنشی خان مزوری) کو بھیجا جو کل واپس آیا اور اپنے ساتھ

سردار مولا محمد۔ اللہ دینا کرد، سید خان، شادی خان اور سبی کے بختیار خان کے خطوط لایا۔ ان خطوط سے عارضی امن کے معاہدے کی نوعیت معلوم ہوئی۔ سرداروں کا مطالبہ معقول معلوم ہوتا ہے۔ سرحدوں پر موجودہ صورتِ حال عجیب و غریب ہے۔ کرنل فیری کو ان معاملات سے نپٹنے کے لئے کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ انہیں خان کے خلاف کسی قسم کی شکایت سننے کی اجازت نہیں ہے اور سرداروں سے کسی قسم کی خط و کتابت بھی نہیں کرسکتے۔ مختصر یہ کہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے فرائض خود سر ولیم میری ویدر نے سنبھال لئے ہیں۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کرنل فیری کو احتجاج کرنا چاہیئے تھا۔ انہوں نے ایسا کیا۔ مگر جواب یہ ملا کہ سر ولیم کو اپنے فرائض انجام دینے کی آزادی ہے اور انہیں پابند نہیں کیا جاسکتا۔ اس رویّے سے کرنل فیری نے یہ سمجھا کہ انہیں استعفاد دینے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ اور وہ مستعفی ہوجاتے مگر انہیں صرف اُن کی فرض شناسی نے روک رکھا ہے۔ کرنل فیری کو اس کا احساس ہے کہ فوج میں اُن کا رینک سر ولیم سے زیادہ ہے۔ وہ پہلے لکھ چکے ہیں کہ یہ برتاؤ جو اُن کے ساتھ کیا جارہا ہے غیر مناسب ہی نہیں بلکہ یہ اُن کی بے عزّتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مجھے یہ سب کچھ لکھنا پڑ رہا ہے۔ مگر مجھے صرف یہ بتانا ہے کہ میں کن حالات میں گھرا ہُوا ہوں۔

اب یہ خطوط جو آئے ہیں وہ نہ تو میں کرنل فیری کو دے سکتا ہوں اور نہ ہی سر ولیم کو۔ چونکہ اُن کے احکامات یہ ہیں کہ سرداروں سے کسی قسم کا رابطہ نہ رکھا جائے، لہٰذا آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔

یہ سردار لتی میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور یہ جگہ مری ہل سے بہت قریب ہے۔ معاہدے کی تفصیل جو ان سرداروں نے بھیجی ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے جو نواب محمد خان نے بتائی تھی۔ یہ محمد خان نہایت ناقابلِ اعتبار آدمی ہے۔ یہ شخص خان اور سرداروں کے درمیان ایک رابطہ ہے۔ اب حکومتِ ہند کی ہدایت پر کہ خان سرداروں سے مصالحت کی کوشش کریں، کیسے عمل کیا جاسکتا ہے، جبکہ اس شخص سے توقع ہی نہیں کی جاسکتی کہ وہ اس کام کو دیانتداری سے انجام دے گا۔ سبی کے سردار کا بیان ذرا پڑھیئے۔ وہ صاف لکھتے ہیں کہ اس شخص کی سابقہ بدکرداری کی وجہ سے کوئی سردار اس سے بات کرنا پسند نہیں کرتا اور اس کی موجودگی ایک بہت بڑی وجہ ہے کہ تلات کا معاملہ روز بروز بد سے

Marfat.com

بدتر ہوتا جا رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سرداروں نے یہ معاہدہ کمانڈر شکور خان کے ساتھ کیا ہے، اور محمد خان کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔

دوسری وجہ جو قلات کے معاملات کو الجھائے ہوئے ہے وہ میرے ذہن میں پرانے مراسلات کے پڑھنے سے آئی۔ اور وہ ہے کوئٹہ پر قبضہ کا معاملہ۔ یہ اکثر کے ذہنوں پہ اِس طرح چھایا ہوا ہے کہ نہ تو سرداروں سے اور نہ ہی خان سے بات چیت میں وہ مخلص ہیں۔ کرنل فیری نے بتایا کہ نواب سے ملاقات ہوتے ہی جو پہلا سوال اُس نے کیا وہ یہ تھا کہ "سرکار کب کوئٹہ پر قبضہ کر رہی ہے"؟

ہیریسن کی ڈائری تو آپ نے دیکھی ہی ہوگی۔ سرداروں کو کچلنے کے لئے خان ہم لوگوں کی مداخلت چاہتے ہیں۔ اور ایسا کرنے کے لئے وہ اپنے اختیارات بھی تفویض کرنے کو تیار ہیں۔ مگر کوئی افسر انہیں یہ نہیں کہتا کہ خان اپنے اختیارات ملک کو سدھارنے اور رعایا سے مصالحت کرنے پر کیوں استعمال نہیں کرتے۔ جیکب کے زمانے سے آج تک خان اور سرداروں کے درمیان مصالحت کی کوئی کوشش نہیں کی گئی اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا جاتا رہا کہ خان کی قوت و اقتدار کا انحصار سرداروں سے خوشگوار تعلقات پر ہے۔ لوگ ہمیشہ صرف یہ کہتے رہے کہ کوئٹہ بہت اچھی جگہ ہے اِس لئے ہمیں اُس پر قبضہ کر لینا چاہیئے۔ کوئٹہ پر قبضہ کرنے پہ زور دینے کے بجائے اگر یہ لوگ مصالحت کی کوشش کرتے تو آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔

اب مَیں خاص طور سے اُس خط کے بارے میں ذکر کرنا چاہتا ہوں جو کرنل فیری نے قلات کے بارے میں میرے لکھنے پہ تحریر کیا ہے۔ یہ خط مَیں بھیج رہا ہوں تاکہ مجھے بتایا جائے کہ اِس کا مَیں کیا جواب دُوں؟ میرے خیال میں مجھے کرنل فیری کے ساتھ آزادانہ خط و کتابت سے روکنا ہمارے اور مُلک کے مفاد کے خلاف ہے اور اِس کی تہ میں حکومت کی یہ خواہش پوشیدہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح ایک دن ہم اپنی سرحدوں کو آگے بڑھا دیں۔ مَیں پوچھتا ہُوں کہ اگر ریاست قلات میں امن و امان قائم ہو جائے اور مری جو درہ بولان کے پاسبان ہیں، بجائے دشمن کے ہمارے وفادار دوست بن جائیں تو کوئٹہ پر قبضہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ سندھ اور پنجاب کی سرحد کا قلات کے معاملے سے گہرا تعلق

Marfat.com

ہے۔ مری کے معاملات کو اسی نقطۂ نظر سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ ہم پہ پنجاب اور سندھ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس لیئے ہم لوگوں کو قلات کے معاملے سے ایک دم علیحدہ رکھنا درست نہیں ہے۔ اب بتایئے کہ مٹھن کوٹ کی کانفرنس میں جو نقدی مریوں کو دینے کا فیصلہ کیا گیا اور جسے حکومت ہند نے بھی منظور کر لیا، اس کی خبر کرنل فیری کو نہیں دی گئی۔ کرنل فیری مریوں سے معاملات طے پاجانے کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور صحیح اہمیت دیتے ہیں۔ مجھ پہ اس کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اس سے درّہ بولان محفوظ رہے گا۔ پنجاب سے اس رُخ پہ تمام راستے کھل جائیں گے اور کچھی جو قلات کا سب سے زیادہ زرخیز علاقہ ہے روز روز کی لوٹ مار سے بچ جائے گا۔ پھر قلات کے معاملے میں اس نکتے کو کیوں اہمیت نہیں دی جاتی۔

خط یونہی بہت لمبا ہو گیا ہے۔ اور میں اپنا نقطۂ نظر بیان کر چکا ہوں۔ آخر میں مریوں کی اہمیت کے بارے میں دو چار الفاظ لکھ کر خط ختم کرتا ہوں۔

تمندار غازان قلات کا جاگیردار تھا۔ اس کی جاگیر دوسرے سرداروں کی جاگیر کی طرح ضبط کر لی گئی۔ لہٰذا وہ اور اس کا قبیلہ خان کے خلاف ہو گیا۔

بولان کی حفاظت کے لیے خان نے دو غیر معروف سرداروں کو ملازمت میں رکھ لیا۔ بڑے سرداروں کو حسد پیدا ہوا اور قبیلے میں بے چینی پھیلی۔ اس سے انہوں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ وقت بے وقت کچھی کو لوٹنا شروع کر دیا۔

ایسی صورت میں قلات کے معاملات کو مجموعی طور سے حل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی، اور مجھے اور کرنل فیری کو ان معاملات سے علیحدہ رکھا گیا تو یہ معاملات کیسے طے ہو سکتے ہیں۔ میرے اور مریوں کے تعلقات کی اہمیت پنجاب کی سرحد کی وجہ سے ہے۔ اور اس کی اہمیت خان کے لئے بھی اتنی ہی ہے جتنی کہ اُن کے لئے سراوان، جھالاوان یا لس بیلہ کے مسئلہ کی ہے۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو قلات کے معاملات میں دخل دینے کی جراُت نہ کرتا۔ وقت آگیا ہے کہ اس معاملے پر کھل کر گفتگو کی جائے اور جن جن کا اس معاملے سے تعلق ہے اُن کے مشورے

Marfat.com

سے کام کیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے اِس خط میں تفصیل سے اِس کا ذکر کر دیا ہے۔

آپ کا جواب آنے کے بعد کرنل فیری کو جواب دوں گا، کیونکہ آپ کے تار میں واضح الفاظ میں لکھا ہُوا ہے کہ تملات میں امن و امان قائم کرنے کے سلسلے میں مجھے سر ولیم سے علیحدہ رکھا گیا ہے اور میرا خیال یہ بھی ہے کہ کسی نتیجے پر پہنچنے سے قبل وہ مجھے اور کرنل فیری کی ضرور سُنیں گے۔

سر ولیم نے مجھ سے ایک رپورٹ طلب کی ہے۔ مگر اِس رپورٹ کی افادیت آزادیٔ تحریر و تقریر پر مبنی ہے۔

مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری

بنام کپتان سنڈمین؛

بستی اور مری کے بارے میں جو رپورٹ آپ نے مورخہ ۲۰ ماہ ہذا کو بھیجی ہے اُس کے بارے میں سر ولیم میری ویدر کی رائے یہ ہے کہ آپ اپنی حدود سے تجاوز کر گئے ہیں۔ آپ اپنی آرام پنجاب کی سرحدوں کے معاملات تک محدود رکھیں اور تملات اور لس بیلہ کے جھگڑوں میں نہ پڑیں۔ ایسا کرنا اُن کی رائے میں پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے فرائض میں دخل دینا ہے۔

مَیں نے سر ولیم سے یہ کہا کہ ذاتی طور پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور تمام باتوں کا ذکر اِس لئے آ جاتا ہے کہ یہ قبائل جب گفتگو کرتے ہیں تو تملات کا ذکر، جہاں تک وہ خود اِس سے متاثر ہوتے ہیں ضرور کرتے ہیں۔ لہٰذا خبر بھیجتے وقت ایک حِصّے کو دُوسرے سے الگ کرنا بہت مشکل کام ہے۔

مگر سر ولیم کی رائے اِس سے مختلف ہے۔ اُن کی رائے میں، حالات کتنے ہی خراب کیوں نہ ہو جائیں، مِٹھن کوٹ کانفرنس میں جو کام آپ کے سپُرد کئے گئے ہیں آپ خود کو اُن تک محدود رکھیں

Marfat.com

بختیار خان سردار سبّی کا ایک خط

بنام کپتان سنڈمین

جو کچھ یہاں ہُوا اُس کی خبر مَیں نے مُلّا تراب کے ذریعہ آپ کو بھیجدی تھی۔ اس کے بعد کوئی نیا واقعہ پیش نہیں آیا۔ فوج کے کماندار اور خان کے وکیل نے حبیب کو میرے پاس بھیجا ہے کہ مَیں فریقین کے درمیان ثالث بن جاؤں۔ مَیں نے وکیل کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ امن قائم کرنے کے لئے جو فریقین میں طے پا چکا ہے وہ کافی ہے۔ مگر اِن لوگوں نے حبیب کو میرے پاس دوبارہ بھیجا اور پھر ثالثی کی اِستدعا کی۔ مَیں نے اُس سے کہا کہ تم جن لوگوں کی ملازمت کرتے ہو وہ لوگ دروغ گو ہیں۔ اُن کے قول وفعل کا کوئی اعتبار نہیں۔ اُن کی قسم کا بھی مَیں اعتبار نہیں کرتا۔ مگر حبیب نے مجھ پر بہت دباؤ ڈالا تو مَیں نے فیصلہ کیا کہ مَیں اپنے بھتیجے شیر زمان خان کو سرداروں کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجوں کہ چونکہ ہنگاموں کی وجہ سے راستے محفوظ نہیں ہیں اس لئے وہ اپنے بھائیوں اور بیٹوں کو نائب کے ساتھ خان کے پاس بھیج دیں۔ خان سے جب یہ ملیں گے تو وہ صلح کی مجوزہ شرط پر راضی ہو جائیں گے اور اُن کی واپسی پر کرنل فیری صاحب کے سامنے اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ سرداروں نے یہ کہلا بھیجا کہ مَیں اُن سے ملوں اور اِس معاملے پہ گفتگو کروں۔ مَیں آج ۲۲ تاریخ کو وہاں جا رہا ہوں۔ مگر یہ حقیقت اپنی جگہ پہ ہے کہ خان کے آدمیوں کے ساتھ صلح کی بات چیت بیکار ہے۔ ان کی زبان پہ اُس وقت تک مَیں اعتبار نہیں کر سکتا جب تک کہ کرنل فیری کے سامنے اِس کی تصدیق نہ ہو جائے۔

بختیار خان سردار سبّی کا خط

بنام کرنل فیری۔

یہاں کے حالات سے مَیں نے آپ کو پہلے آگاہ کر دیا ہے۔ وہ خط مُلّا تراب کے ہاتھ بھیجا تھا۔ اُس کے بعد سے کوئی نئی خبر نہیں ہے۔ یہ ضرور ہُوا کہ خان قلات کے ایجنٹ اور کماندار

Marfat.com

شکور خان نے حبیب خان شاہ مانی کو میرے پاس وکیل بنا کر بھیجا اور اُس نے یہ کہا کہ مَیں فریقین کے درمیان ثالث بن جاؤں اور صلح کروادوں۔ مَیں نے یہ کہہ کر اُسے واپس کر دیا کہ میرے ثالث بننے کی ضرورت نہیں ہے اور جو کچھ پہلے فریقین کے درمیان طے پاچکا ہے وہ کافی ہے۔ حبیب خان میرے پاس دوبارہ آیا۔ مَیں نے اُس سے کہا کہ تمہارے آقا پرلے درجے کے جھوٹے ہیں اور ان پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ تب مَیں نے مجبوراً اپنے بھتیجے شیر زمان خان کو بروہی سرداروں کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم لوگ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو خان کے وکیل کے ہمراہ خان کے پاس بھیج دو۔ راستے محفوظ نہیں ہیں اِس لئے وہ اکیلے نہیں جاسکتے۔ خان کا وکیل یہ کہتا ہے کہ جب یہ لوگ قلات جائیں گے تو خان صلح کی شرائط پر راضی ہو جائیں گے اور اِس کے بعد کرنل فیری کے سامنے اِس کی تصدیق ہو جائے گی۔ بروہی سرداروں نے اِس معاملے پر گفتگو کرنے کو مجھے بلایا ہے اور آج ۲۲ تاریخ کو مَیں اُن سے ملنے جارہا ہوں مگر پُرامید نہیں ہوں۔ بروہی سردار کسی بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں جب تک آپ کی مُہر اِس پر ثبت نہ ہو۔

از بروہی سرداران مولیٰ محمد سراوان، سید خان شہی، اللہ دینا کرد،
شادی خان بنگلزئی

بنام کپتان سنڈمن؛

ہم لوگوں نے جو خط کنشی خان مزاری کے ہاتھ کرنل فیری کو بھیجا ہے اُسے آپ نے ضرور پڑھا ہوگا۔ اُس سے یہاں کے حالات معلوم ہو گئے ہوں گے۔ ہم آپ کو اپنا ہمدرد اور انصاف پسند سمجھتے ہیں۔ ہم لوگ چونکہ کرنل فیری کے خادم ہیں، لہٰذا توقع ہے کہ اُن سے آپ ہماری سفارش کر دیں گے۔ خان کے ساتھ جو بات طے پائی اُس کے جاننے کے ہم منتظر ہیں۔ مجھے آپ پر بھروسہ ہے۔ آپ بھی ہم لوگوں پہ اعتماد کریں۔

Marfat.com

ایک خط

از مولا محمد سردار سراوان۔ شادی خان بنگلزئی
اللہ دینا کرد۔ اور سردار سید خان سردار شہی
بنام کرنل فیری

ہم لوگ اپنے اپنے قبیلوں کے ساتھ کوہِ سلیمان پر گئے اور نارمی نالہ پر مورچے سنبھال لئے۔ خان کے نائب اور کماندار اپنی فوج لے کر آئے اور پہلے روز بستی میں ٹھہرے، دوسرے روز نجارا اور تیسرے روز شہر گو لو گئے۔ چوتھے روز لڑائی چھڑ گئی۔ مگر تھوڑی ہی دیر بعد نائب اور کماندار ہمت ہار گئے۔ رات کو ہمارے سواروں نے اُن پر حملہ کر دیا۔ تب کماندار نے صلح کی بات چیت کے لئے اپنا ایک وکیل بھیجا۔ ہم لوگوں نے اپنی طرف سے کچھ بروہیوں کو ان سے ملنے بھیج دیا مگر کماندار نے سردار مولا محمد سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ تب ہی باقاعدہ بات چیت ہو سکتی ہے۔ سردار مولا محمد اُن سے ملنے پیر خطا گئے اور کماندار سے یہ کہا کہ موضع جلال خان میں جو شرائط طے پا گئی ہیں اُنہی پہ صلح ہو سکتی ہے۔ کماندار نے تب یہ کہا کہ چونکہ راستے غیر محفوظ ہیں لہٰذا سردار صاحبان اپنے بھائیوں اور بیٹوں کو ہمارے ساتھ کر دیں اور میرے ساتھ قلات چلیں۔ سردار مولا محمد نے یہ کہا کہ کسی کو بھیج کر خان کی رضامندی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور جب اُن کی منظوری آ جائے گی تو کرنل فیری کے سامنے اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ نائب اور کماندار اس پر راضی ہو گئے اور فوجیں ڈھاڈر واپس چلی گئیں۔ ہم لوگ بستی واپس آ گئے۔ اب نائب نے اور کماندار نے حبیب کو اپنا وکیل بنا کر بختیار خان کے پاس پھر بھیجا ہے کہ وہ صلح کی شرائط طے کرا دیں اور ہم اپنے بھائیوں اور بیٹوں کو خان کے پاس بھیجیں۔ واپسی پر کرنل فیری کے سامنے اُن شرائط کی تصدیق ہو جائے۔ آج ۲۲ جنوری ہے اور اب تک بختیار خان یہاں نہیں آئے۔ حبیب خان ابھی تک اُن کے پاس ٹھہرا ہوا ہے مگر ہمارا دل کہتا ہے کہ بغیر آپ کی مداخلت کے صلح ممکن نہیں۔ اب آپ کے حکم کا انتظار ہے۔

Marfat.com

از سیکرٹری حکومت پنجاب

مورخہ ۳۰ جنوری ۱۸۷۲ء

بنام کپتان سنڈیمن :

آپ کا دلچسپ خط مورخہ ۲۵ ماہ ہذا میں نے لفٹیننٹ گورنر صاحب کو پیش کر دیا۔ جیکب آباد میں آپ کس حیثیت سے ہیں یہ حکومت ہند نے سر ولیم میری ویدر کو لکھ دیا ہے۔ لفٹیننٹ گورنر کی رائے میں آپ کو خان اور اُن کے سرداروں کے بارے میں رائے دینے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ مگر کمشنر سندھ کو یہ اختیار ہے کہ وہ آپ کی رائے مانیں یا نہ مانیں۔ مگر آپ فرائض سے غفلت برتیں گے اگر آپ تمام امور پر آزادی سے اظہار رائے نہ کریں۔

لفٹیننٹ گورنر صاحب کی خواہش کے مطابق وہ خطوط جو آپ نے اپنے خط کے ساتھ بھیجے ہیں واپس کر رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ خطوط اُن افسران بالا کو جن کے آپ ماتحت ہیں کیوں نہیں بھیجے جا سکتے۔ اور آپ نے اِن خطوط کو نہ بھیجنے کی جو تاویل کی ہے وہ اُسے کافی نہیں سمجھتے۔ اُن کی رائے میں آپ کو سر ولیم میری ویدر سے کچھ غلط فہمیاں ہو گئی ہیں ورنہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک ماتحت اہم کاغذات اپنے افسر بالا کو اُن کی اطلاع کے لئے کیوں نہیں بھیج سکتا۔

عزت مآب کی رائے میں مٹھن کوٹ کانفرنس میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جس سے آپ کی آراء کو مریوں کے معاملات تک محدود کر دیا گیا ہو۔ اُن کی رائے میں خان اور اُن کے سرداروں کے درمیان جو کشمکش جاری ہے اُس کے متعلق اطلاعات فراہم کرنے اور اُس پر تنقید کرنے کا آپ کو پورا حق حاصل ہے۔

لفٹیننٹ گورنر کی یہ بھی رائے ہے کہ اگر سر ولیم میری ویدر آپ پر کوئی پابندی عائد کریں تو آپ اُن سے مودبانہ گزارش کریں کہ اس معاملے کو حکومت ہند کے پاس بھیج دیں اور اس خط کی ایک نقل اِس حکومت کو بھیج دیجئے۔

Marfat.com

جیکب آباد مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

میں معذرت خواہ ہوں کہ پھر قلات کے بارے میں لکھ رہا ہوں، کیونکہ مجھے اس معاملے میں بہت کچھ کہنا ہے۔ کمشنر نے جو خط محمد خان کو لکھا تھا اس کے متعلق سرداروں کی کیا رائے ہے مجھے نہیں معلوم۔ مگر یہ سردار جو اس کے ہاتھوں نقصان اور تکالیف اٹھا چکے ہیں اور اس سے متنفر ہیں اُس (نواب محمد خان) کی باتوں میں نہیں آئیں گے۔

آج میں ہیریسن کی آخری ڈائری اس خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔

مورخہ ۲ر: سبّی کے سردار کے خط سے معلوم ہوا کہ امیر (کابل) کے لوگ سبّی پہنچ گئے ہیں۔

مورخہ ۳ر: ہیریسن کے ایک خط کی نقل بروہیوں کے مرشد سیّد علی محمد خان مستونگ کے بارے میں:

مورخہ ۳ر: مزیرانی مری سردار شیر دل کا بغاوت کے بارے میں اور مستونگ کے سیّد کے بارے میں بیان اور درّہ بولان سے قافلے کے گزرنے کے انتظامات۔

۷ر تاریخ کو جنرل پولوک کا ایک خط ملا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہیریسن خود تم لوگوں کو قلات لے جائیگا اس فساد زدہ علاقے سے نکل کر مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ افغانستان کی حالت یہاں سے کہیں بہتر ہے۔

ایک مقامی افسر خضدار سے آیا اور میں نے اُس کو کرنل فیری سے یہ کہتے سُنا کہ سب لوگ وہاں سے بھاگ رہے ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہم لوگ اُنہیں پناہ دیں گے۔ اس قسم کی غلط توقعات نے بہت سی برائیوں کو جنم دیا ہے۔

میں بیلہ کے جام کے حالات کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ سردار اُنہیں اپنی گدّی پر دوبارہ بٹھانا چاہتے ہیں اور وہ بغیر لڑے بھڑے آسانی سے اس معاملے سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

یہ اُن سب کا مسئلہ ہے۔ اگرچہ جام کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پھر بھی مجھے یقین ہے کہ آئندہ مُلک میں امن و امان کا انحصار اس مسئلے کے حل پر ہے۔ میں نے قلات پر حملے کے بارے میں

Marfat.com

جو کچھ لکھا ہے اگر وہ صحیح ثابت ہو جائے تو تعجب کی کوئی بات نہیں ہو گی۔ سرولیم نے سرداروں کو جو کچھ لکھا ہے یہ اُسی وقت کارآمد ثابت ہو گا جب سرداروں کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ واقعی اُن کی بہتری چاہتے ہیں۔ نہیں تو اِس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا۔

کپتان ہیریسن کی ڈائری

خضدار مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۸۷۲ء

ہز ہائنس کی ڈاک ۱۵ر تاریخ کو ملی۔ اس کے ساتھ نواب محمد خان۔ شکر خان اور خوجہ سردار لشکر خان کے خطوط بھی تھے۔ محمد خان نے اطلاع دی ہے کہ تھوڑی سی فوج اُن پہاڑیوں پہ گئی ہے جو لہڑیوں کا مسکن ہیں۔ فوج کے پہنچتے ہی لہڑی بھاگ گئے۔ یار محمد کی قیادت میں باغیوں نے مویشی لوٹ لیے۔ یہ یار محمد کُرد سردار اللہ دینا کا بڑا لڑکا ہے۔ ہز ہائنس کی فوج عنقریب مشاب جانیوالی ہے جہاں یہ جمع ہو رہے ہیں۔ شکر خان نے سبّی سے اطلاع دی ہے کہ وہ باغیوں کو اپنے علاقے میں آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ خوجہ سردار نے شکر خان کو لکھا ہے کہ وہ خان کو اپنا دوست سمجھتے ہیں اور انہیں افسوس ہے کہ خان نے بروہیوں کے خلاف اُن سے مدد نہیں مانگی۔ باغی جمع ہو رہے ہیں اور وہ (خوجہ سردار) مع ساز و سامان کے خان کی مدد کو تیار ہیں۔ خوجہ سردار نے یہ بھی لکھا ہے کہ بستی کے لوگ باغیوں سے مل گئے ہیں اور اُن کو ہر طرح کی مدد پہنچا رہے ہیں کیونکہ خوجہ اور رہاروزئیوں میں بڑی دشمنی ہے۔ شکر خان نے جو کچھ کہا ہے اُس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔

۱۵ر تاریخ کو پچاس پیدل اور دس سوار قلات سے اِس قلعہ کو کمک پہنچانے آئے۔ میجر جنرل پولوک اور ڈاکٹر بیلو، نائب پیر جان کے ساتھ ۱۶ر تاریخ کو جیکب آباد سے یہاں پہنچے۔ اُن کے ساتھ "سندھ ہارس" کی تیسری رجمنٹ کا ایک دستہ تھا۔ اُن کے باربردار جانور بہت تھک گئے تھے۔ لہٰذا ڈاکٹر بومین نے اپنے اُونٹ انہیں قلات تک جانے کے لئے دے دیئے۔

نائب پیر جان کے باپ نے کٹھڑا سے لکھا ہے کہ اُس نے گوٹو کے شہر پر قبضہ کر لیا ہے اور مری

Marfat.com

اور ڈوکی اُس کے ساتھ باغیوں کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ ڈوکیوں میں لہڑی کا قبیلہ اور وہ بروہی جنہیں زبردستی باغیوں نے اپنے ساتھ بلا لیا تھا وہ خان سے معافی مانگنا چاہتے ہیں۔ باغیوں کے پاس اب کھانے پینے کو کچھ نہیں ہے۔ اُن کے لئے اب ہتھیار ڈالنے یا منتشر ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

میجر جنرل پولوک، ڈاکٹر بیلو اور میجر ہیریسن جو اُن کے ساتھ قلات تک آئے تھے، ۱۸ تاریخ کو خضدار سے چلے گئے۔ ہز ہائنس خان کے محافظ نہیں پہنچے۔ لہٰذا فرسٹ "سندھ ہارس" کے تیس ۳۰ جوان اُن کے ساتھ ہیں۔

بیلہ کی خبر یہ ہے کہ سوائے علی خان جاموٹ کے لس بیلہ کے لوگوں نے خان کا ساتھ دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ مینگل نورالدین سے علیحدہ ہو گئے ہیں اور اپنے گھروں کو واپس چلے گئے ہیں۔ مگر نورالدین، سابق جام صاحب کے لڑکے جام علی سے ملنے کا انتظار کر رہا ہے۔

اُس نے اِس علاقے میں کچھ آدمی یہ اندازہ لگانے کے لئے بھیجے ہیں کہ بغاوت میں کتنے لوگ اُس کا ساتھ دے سکتے ہیں۔ علی محمد سردار، میر خان وکیل اور ابوبکر کنجاہ کو اسلحہ خریدنے کے لئے کراچی بھیجا جا رہا ہے اور سابق جام صاحب کے لڑکے کو پانچ ہزار روپے کی ہُنڈی بھیجی گئی ہے۔

سردار فقیر محمد بزنجو کے لڑکے میر خیرا نے قمبرانیوں کے سردار عالم خان کو بیلہ جانے اور خان کے خلاف لڑنے سے منع کیا ہے۔

صاحب خان چھوٹا اور لس بیلہ کے خلیفہ حمزہ آبورہ کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اور چھوٹا بورہیوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔

مکران سے پچھلے ہفتے کوئی خبر نہیں ملی۔ اِس محاذ پر سنّاٹا ہے۔

۲۰ تاریخ کو یہاں بارش و برفباری ہوئی۔ خیال ہے کہ شدید برفباری کی وجہ سے جنرل پولوک کو دو تین دن لاک کرن میں رُکنا پڑے گا۔

ہز ہائنس کے نام داروغہ عطا محمد کا خط مکران سے ابھی ابھی آیا۔ وہ خط مع ترجمہ کے اِس کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔

Marfat.com

از داروغہ عطا محمد بنام ہز ہائنس خان قلات

سلام و نیاز کے بعد عرض ہے :

یہاں جو کچھ ہو رہا ہے اُس کی خبریں آپ کو پہلے دے چکا ہوں ۔ ۲۴ ر دسمبر کو سردار بھائی خان بگلی باغیوں سے مل گیا اور کچھ فوجیں جمع کر لی ہیں ۔ یہ سُن کر میں گرشتی کو لا کی طرف بڑھا ۔ لڑائی ہوئی ۔ توپ اور بندوقیں چلیں ۔ کتنے لوگ مارے گئے یہ نہیں بتا سکتا ۔ مگر دشمن ہمت ہار چکا ہے ۔ باغیوں نے دوبارہ تُربت پر حملے کی سوچی ۔ اُن سے لڑا اور اُنہیں شکستِ فاش دی ۔ آپ کی فوج کے چند آدمی مارے گئے ۔ لال نوشیرواں کو شانے پہ زخم آیا ۔ شاکندہ (شکندہ) اور شاہ غازی مارے گئے ۔ اِس کے علاوہ بہت سے غیر معروف لوگ یا تو مارے گئے یا زخمی ہوئے ۔ باغی تُربت پر دوبارہ حملہ کرنے کی سوچ رہے ہیں نتیجہ اِس کا کیا نکلے گا ، بعد میں بتاؤں گا ۔ آپ میرے بادشاہ ہیں اور آپ کی خدمت مجھ پر لازم ہے ۔

مورخہ ۲۵ ر جنوری ۔ سبّی

از بختیار خان بنام کپتان سنڈیمن

سلام و نیاز کے بعد عرض ہے :

صورتِ حال یہ ہے ۔ خیر اللہ خان بارو زئی اور فیض محمد خان (محمد سید خان بارو زئی کا بھتیجا) احمد شاہی (قندھار) سے سبّی مالیہ وصول کرنے آئے ہوئے ہیں ۔ یہ لوگ ۲۵ ر تاریخ کو یہاں پہنچے ۔ انہوں نے بتایا کہ چار سو گھوڑ سوار عنقریب کوئٹہ پہنچنے والے ہیں ۔ یہ حفاظتی دستہ جنرل پولوک کے لئے آ رہا ہے ۔ امیر (کابل) نے نور محمد شاہ کو خاص کر پولوک صاحب کے استقبال کے لئے بھیجا ہے ۔ وہ اِس وقت یا تو قندھار پہنچ گیا ہے یا پہنچنے والا ہے ۔

امیر نے سردار میر دل خان کے بیٹے شیر دل خان کو قندھار کا گورنر مقرر کیا ہے ۔ میرزا عبد العلی حساب کتاب کی جانچ پڑتال کے لئے خفیہ طور سے قندھار آئے اور واپس جا کر امیر کو بتایا کہ شیر علی نے دو تین لاکھ کا غبن کیا ہے ۔ یہ سُن کر امیر نے شیر علی کو میرزا نور الدین کے ساتھ کابل طلب کیا ۔ وہ کابل چلا گیا ہے ۔

Marfat.com

دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

بروہیوں کے بارے میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ سردست کوئی نئی خبر نہیں ہے۔ حضور مجھے اپنا خادم سمجھیں۔ ہمیشہ خدمت کے لئے تیار ہوں۔

جیکب آباد۔ ۲۵ر جنوری ۱۸۷۲ء

از کمشنر سندھ

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ۔ اپر سندھ فرنٹیئر

دو خط بھیج رہا ہوں۔ ایک خان قلات کے لئے ہے اور ایک کپتان ہیریسن کے لئے۔ دونوں کے ترجمے بھی ساتھ ہیں۔

مورخہ ۲۵ر جون ۱۸۷۲ء

از کمشنر سندھ

بنام ہز ہائنس خان قلات

سلام و نیاز کے بعد عرض ہے:

۱۲ر ماہ رواں کو خط لکھنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ کچھی کی حالت بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ چوری اور ڈاکہ زنی عام ہو گئی ہے۔ غریب اور پرامن کاشت کار بہت پریشان ہیں۔ ایک قاصد جو میرا خط آپ کے پاس لے جا رہا تھا راستے میں لوٹا گیا اور ڈاکوؤں نے اس سے خط بھی چھین لیا۔

اس لاقانونیت اور درہ بولان میں قافلوں کے لوٹے جانے سے نہ صرف آپ کی رعایا پریشان ہے بلکہ یہ آپ کی حکومت کی بدنامی کا باعث بھی ہے۔ مگر اس کے علاوہ جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ ساری باتیں اُس معاہدے کی سراسر خلاف ورزی ہے جو قلات کے ساتھ ہے۔ معاہدے کے پانچویں پیرا میں یہ ہے کہ "میر نصیر خان اور اُن کے وُرثاء اس کی ذمہ داری لیتے

Marfat.com

ہیں کہ اُن کی رعایا تجارتی قافلوں کو اپنی حدود کے اندر اور برطانوی سرحدوں کے قریب نہیں لوٹے گی۔"

اور میں صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ حکومت کو بہت تشویش ہے۔ اور اگر اِس قسم کے واقعات ہوتے رہے تو اِس کے نتائج بہت خراب ہوں گے۔

میں آپ سے پھر گزارش کرتا ہوں کہ ۱۲ تاریخ ماہ ہذا کے خط میں جو تجاویز پیش کی گئی ہیں انہیں آپ فوراً قبول کر لیں۔ اور مجھے اپنی طرف سے اِن معاملات سے نپٹنے کے لئے پورا اختیار دیں، کیونکہ معاملات کو سلجھانے اور حالات کو بہتر بنانے کے لئے اِس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ میں آپ کو یہ بھی جتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہماری پیشکش کو آپ نے ٹھکرا دیا اور ہماری تجویزیں جو آپ کی اور آپ کے ملک کی بہتری کے لئے ہیں، ان سے فائدہ نہ اٹھایا تو اِس کے نتائج بہت بُرے ہوں گے۔

تجربے نے یہ بتایا ہے کہ جب کبھی حکومت برطانیہ نے آپ کو کوئی مشورہ دیا تو آپ نے نہ صرف مان لیا بلکہ نہایت دیانت داری سے اُس پر عمل بھی کیا ہے۔ لہٰذا مجھے یقین ہے کہ حکومت برطانیہ جو مشورہ آپ کو اب دے رہی ہے آپ اُسے فوراً قبول کر لیں گے۔

اسی اعتماد کی بنا پر آپ کے وکیل کو خط لکھ رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اِس بارے میں مجھے آپ کا پورا پورا تعاون حاصل ہو گا۔

مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۷۲ء

از پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ۔ اپر سندھ

بنام نواب محمد خان۔ وکیل ہز ہائنس خان قلات۔

یہ خط میں سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ کے کہنے پر لکھ رہا ہوں۔ بلوچستان کی بدامنی کے سلسلے میں کمشنر سندھ نے خان قلات سے رابطہ قائم کیا ہے اور کمشنر نے اُن کے اور اُن کے باغی سرداروں کے درمیان ثالث بننے کی تجویز پیش کی ہے اور اُن کی اِس تجویز کی حکومت ہند تائید کرتی ہے۔

مجھے یہ بھی لکھنے کو کہا گیا ہے کہ آپ سرداروں کو اِس ثالثی کی خبر کر دیں اور اُن سے کہیں کہ وہ

Marfat.com

لڑائی بند کر دیں اور اپنے ساتھیوں کو گھر بھیج دیں۔ سر ولیم میری ویدر بذاتِ خود اُن تمام شکایتوں کی جو سرداروں کو خان سے ہیں، تحقیق کریں گے اور حکومتِ برطانیہ اپنا اثر و رسوخ خان پر استعمال کرے گی اور اُن کے جائز حقوق خان سے دلوائے گی۔

آپ کو اور سرداروں کو بہت واضح طور پر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ثالثی کی پہلی شرط یہ ہے کہ لڑائیاں بند کر دی جائیں اور سردار اپنے معاملات سر ولیم میری ویدر کے سپرد کر دیں۔ لوٹ مار اور مار دھاڑ کو سختی سے کچل دیا جائے اور جو لوگ اِس کے ذمّہ دار ہوں اُنہیں گرفتار کیا جائے اور اُنہیں اپنے کیے کی سزا دی جائے۔

جو سردار یہ شرائط مان لیں اُن کے ہاں سے ہز ہائنس کی فوج فوراً ہٹالی جائے۔ سردار کچھی میں کسی جگہ بھی رہ سکتے ہیں، اِس وقت تک کہ تحقیقات شروع نہ ہو جائے۔ تحقیقات کے لئے اُنہیں برطانوی کیمپ میں بُلایا جائے گا۔ اِس موقع پر اُنہیں آمد و رفت کی مکمل آزادی حاصل ہوگی۔

یہ معاملات آپ کی فوری توجہ چاہتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں آپ جو بھی قدم اٹھائیں اور اِس کا جو کچھ بھی نتیجہ نکلے اُس سے مجھے فوراً آگاہ کریں۔

جیکب آباد - مورخہ ۲۵ جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن

مندرجہ بالا خط سر ولیم میری ویدر نے خود لکھا ہے اگرچہ اِس پہ دستخط کرنل فیری کے ہیں۔ اگر خان کے وکیل نے اِس پر عمل کیا تو یقیناً اِس کے بہتر نتائج نکلیں گے۔ مگر مَیں خوب اچھی طرح جانتا ہُوں کہ سردار، محمد خان سے خائف رہتے ہیں اور اُس سے نفرت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ محمد خان کی دوغلی پالیسی ہے جس سے سرداروں کے خیال میں خان کے ساتھ جنگ میں اُن کو بہت نقصان پہنچا۔ اگر سرداروں سے کرنل فیری کے ذریعے رابطہ قائم کیا جاتا تو میرے خیال میں سردار اُن کی بات مان لیتے۔ مگر مجھے شک ہے کہ وہ خان کے وکیل کی بات مان لیں گے۔

Marfat.com

اِس خط سے شاید ایک نتیجہ یہ نکلے کہ سردار صاحبان خضدار اور مستونگ پہ اپنا حملہ ملتوی کر دیں۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ وہ اِس قسم کی گفتگو کرتے رہے ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے ایک منصوبہ بھی تیار کر لیا ہے۔

کرنل فیری کو اور مجھے بھی یہ خبر ملی ہے کہ بروہیوں کے کیمپ میں یہ گفتگو عام ہے کہ سردار صاحبان کچھی کو لُوٹنے کے بعد نورالدین مینگل کے ساتھ کپتان ہیریسن پر خضدار میں حملہ کریں گے۔ اِس اطلاع کے ملتے ہی کرنل فیری، سر ولیم میری ویدر سے ملنے گئے۔ واپسی پر فیری نے بتایا کہ خبر سُنتے ہی سر ولیم کا رنگ زرد پڑ گیا۔ پھر کہا کہ مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ ایسا کریں گے۔

مجھے معلوم ہے کہ بروہی کیا کھچڑی پکا رہے ہیں۔ اور اب انہوں نے مری سرداروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ اگر ایک بڑی مصیبت سے بچنا ہے تو ٹال مٹول کا وقت اب نہیں رہا اور نہ لکھنے لکھانے کا۔ وقت آگیا ہے کہ اُن کے خلاف براہِ راست کارروائی کی جائے۔ مگر خان کے بدکردار افسروں کے ذریعہ نہیں۔ مَیں جو لکھ رہا ہُوں اُس پر مجھے پُورا پُورا یقین ہے۔ مَیں نے جو تجویز اپنے خطوط میں پیش کی ہے اس پر حکمتِ عملی سے کاربند ہونے کا وقت آگیا ہے۔ مجھے جیسے ہی یہ خبر ملی مَیں نے حکومت کو بذریعہ تار اِطلاع دے دی۔ مَیں، کمشنر اور کرنل فیری، ہم تینوں نے اِس کو بہت اہم سمجھا۔ کمشنر اور کرنل فیری کے خطوط کے بعد، جیسا کہ مَیں اُوپر لکھ چکا ہُوں، سردار صاحبان فوری طور پر شاید کچھ نہ کریں لیکن اُن خطوط کی تجویز پر اگر دیانت داری سے عمل کیا جائے تو یقیناً یہ ہنگامے فرو ہو جائیں گے۔

۱۹۷۔ جیکب آباد۔ مورخہ ۲۴ر جولائی ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ۔ اپر سندھ

بنام کپتان سنڈمین ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان۔ جیکب آباد

یہ صورتِ حال کہ ایک طرف تو مری، بروہی سرداروں سے مل گئے ہیں اور اُن کا آپس میں گٹھ جوڑ ہو گیا ہے۔ دوسری طرف اگر وہ تجاویز و شرائط جو قلات بھیجی گئی ہیں، اگر اُن کو خان نے رد کر

دیا تو بہت ممکن ہے کہ بروہی سردار کچھی اور قلات کے دوسرے علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دیں۔ اِس خدشے کے تحت کمشنر صاحب نے یہ کہا ہے کہ آپ عزّان کو خبر کر دیں کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو حکومتِ برطانیہ کی ناراضگی مول لیں گے۔

نواب محمد خان کے نام ایک خط جا رہا ہے۔ اُس کی نقل اِس خط کے ساتھ ہے۔ اِس سے پتہ چل جائے گا کہ اب حکومت خان اور بروہی سرداروں کے معاملے میں کیا کرنا چاہتی ہے۔ لہٰذا یہ انتہائی ضروری ہے کہ اِس وقت مری غیر جانبدار رہیں۔ اگر آپ عزّان کو یہ مشورہ دے دیں اور کمشنر کی رائے سے آگاہ کر دیں تو کمشنر صاحب آپ کے بہت ممنون ہوں گے۔

کپتان سنڈیمن کا میمورنڈم

اِس خط میں مجھے جو ہدایت کی گئی ہے اُس پر مَیں نے عمل کیا۔ مگر مریوں سے میرا وعدہ ہے کہ اُن کے اور خان کے معاملات میں دخل نہیں دُوں گا۔

مٹھن کوٹ کانفرنس میں مریوں کے سارے معاملات پر گفتگو ہوئی تھی مگر اِس پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہُوا۔ کل مَیں نے اِس کے متعلق رپورٹ بھیج دی ہے اور کرنل فیری کو لکھنے سے پہلے اِس خط کے جواب کا اِنتظار ہے۔ مریوں کے تمندار نے یہ بتایا کہ جب تک اُن کے اور خان کے جھگڑوں کا تصفیہ نہیں ہو جاتا وہ باگرانی مریوں کو کچھی سے نہیں ہٹا سکتے۔

جیکب آباد۔ مورخہ ۱۶ر جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن۔ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان

بنام کرنل فیری۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ

یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ جنرل پولوک کو سٹیشن پہنچانے کے لئے مَیں نے مری سرداروں سے مدد مانگی تھی۔ اِس ضمن میں مری سردار شیر دل خان سے ملاقات ہوئی۔ شیر دل خان عرصے سے خان قلات کی ملازمت

Marfat.com

میں ہے اور خان کے بہی خواہوں میں سے ہے۔ اُس کا بیان قابل ذکر ہے۔ اُن کی زبانی سنیئے:

"سابق خان قلات۔ شیر دل خان مرحوم، خان خداداد خان موجودہ خان قلات کے چچازاد بھائی تھے۔ بڑے سرداروں نے خداداد خان کے خلاف بغاوت کر کے مرحوم شیر دل خان کو اُن کے تخت پر بٹھایا تھا۔ شیر دل خان بہت فیاض اور مخیر آدمی تھے۔ اُنہوں نے سید علی خان محمد کی جو بروہیوں کے رُوحانی پیشوا تھے، بڑی عزت افزائی کی اور اُن کو مال و دولت سے نوازا۔ شیر دل خان جب مارے گئے تو موجودہ خان کو دوبارہ تخت پر بٹھایا گیا۔ گدی پر بیٹھتے ہی اُنہوں نے سید کو بلایا اور تمام مال و دولت کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ خان کے خیال میں سید نے اُن کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا تھا۔ خان کوئٹہ پہنچے۔ سید کو بلایا اور ان کی جائداد ضبط کر کے نیلام کر دی۔ حالانکہ سید کی ساری جائداد خان کی دی ہُوئی نہیں تھی۔

"خان کے بھتیجے میر کرم خان کی شادی محمد شہی بروہی ولی محمد کی لڑکی سے ہُوئی۔ دو ہفتے بعد خان نے ولی محمد سے کچھ زیورات بطور جہیز مانگے اور یہ کہا کہ اگر وہ نہیں دے گا تو لڑکی کو گھر سے نکال دیں گے۔ اِس سے محمد شاہی بروہیوں کی بڑی بے عزتی ہوئی اور سارا قبیلہ برانگیختہ ہوگیا۔ علاوہ ازیں یہ رسم و رواج کے خلاف تھا۔ اِس سے سارے قبیلے کو تشویش پیدا ہُوئی۔ چونکہ ان کو خان سے اِس کے علاوہ اور بھی شکایات تھیں۔ اب خان جیسے ہی کوئٹہ سے قلات پہنچے، بروہیوں نے مستونگ پہ حملہ کر دیا اور نائب کو مار ڈالا۔ وہاں سے اُنہیں چار سَو اونٹ اور چار سَو گھوڑوں کے علاوہ ریاست کا قیمتی سامان بھی ملا۔ خان نے جب یہ سُنا تو انہوں نے شاہ غازی ولی محمد کو سات سَو جوانوں کے ساتھ باغیوں کو کچلنے کے لئے بھیجا۔ شاہ غازی اپنی فوج کے ساتھ جب رات کو مستونگ کے قریب کھڈ پہنچا تو بروہیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ خان کی فوج کو شکست ہوئی اور بروہی مستونگ واپس آ گئے۔ شاہ غازی کھڈ میں رہ گیا۔ نو دس بجے صبح کو بروہیوں نے پھر حملہ کیا اور دست بدست لڑائی ہوئی۔ بروہی ہار گئے۔ لہڑی سردار جہانگیر مارا گیا اور شاہ غازی بُری طرح زخمی ہُوا۔ بروہی درّہ بولان سے ڈھاڈر واپس آئے۔ یہاں سرداوان کا قبیلہ جمع تھا۔ اِن لوگوں نے مل کر ڈھاڈر پر حملہ کیا۔ مَیں اِس وقت نائب ولی محمد کے ساتھ ڈھاڈر میں موجود تھا۔ شاہ غازی کی فوج چونکہ کافی نقصان اٹھا چکی تھی وہ ہماری کچھ مدد نہیں کر سکی۔ بروہیوں نے

Marfat.com

نائب کو گھیرے میں لے لیا۔ واحد تو پہلے ہی مارا گیا اور توپیں خاموش کر دی گئیں۔ بروہیوں نے ڈھاڈر پر قبضہ کر لیا اور نائب کو بھی گرفتار کر لیا۔ اُسے ایک شخص سید یعقوب کے حوالے کر دیا گیا۔ ہم لوگ سید کے ساتھ اور بروہی اپنے قیدیوں کے ساتھ ڈھاڈر سے روانہ ہوئے۔ مَیں بھی قیدیوں میں تھا۔ سردار شادی خان بنگلزئی نے ہماری جان بچائی اور مجھے آزاد کر دیا گیا۔ دوسرے دن مَیں نے سُنا کہ نائب ولی محمد کو قتل کر دیا گیا ہے اور ڈھاڈر کو بالکل تہس نہس کر دیا گیا ہے۔ مَیں نے اپنے آدمیوں اور اُن کے گلّے کے ساتھ مری کی پہاڑیوں میں پناہ لی۔ جو کچھ مَیں نے بیان کیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ کیونکہ کچھ واقعات میری آنکھوں کے سامنے گزرے اور کچھ مَیں نے اَوروں سے سُنا۔

"گرمیوں میں عام طور سے مَیں کوئٹہ کے قریب دشت یا مستونگ میں رہتا ہوں۔ سردیوں میں بولان سے نیچے اتر آتا ہوں۔ میرا قبیلہ مزرانی مری کہلاتا ہے اور ہماری تعداد تقریباً نو سَو ہے۔ مَیں خان قلات کا ملازم ہوں۔ میرے ذمّے کوئٹہ اور درہ بولان سے گزرنے والے قافلوں کی حفاظت کرنا ہے۔ اِس کام کے لئے مَیں کچھ اَور آدمی بھی رکھتا ہوں جن کی تنخواہ خان دیتے ہیں۔ مجھے فی اُونٹ جو درّہ بولان سے گزرتا ہے ایک رُوپیہ ملتا ہے۔ ان ہنگاموں کی وجہ سے مَیں نے ملازمت چھوڑ دی ہے۔ ڈھاڈر کی لڑائی میں بروہیوں کے پچیس آدمی مارے گئے۔ انہوں نے اِس کے بدلے نائب کو قتل کر دیا۔ مجھے ہز ہائنس خان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ سراوان کے سردار جن کی قیادت مولا محمد کر رہا ہے، خان کے خلاف ہیں۔ ان سرداروں میں سمندر خان لہڑی، شادی خان بنگلزئی، اللہ دینا کرد، سید خان محمد شہی، ولی محمد (اُس لڑکی کا باپ جس کی شادی خان کے بھتیجے سے ہُوئی) قابلِ ذکر ہیں۔ کچھ اور بھی سردار ہیں جن کے نام مجھے یاد نہیں۔ نورالدین مینگل اور جھالاوان کا سردار بھی خان کے خلاف ہیں۔ میرا قبیلہ بھی خان کے خلاف ہے۔ کیونکہ خان نے انہیں ملازمت میں رکھا اور گزشتہ پانچ سال سے اُنہیں ایک پَیسہ بھی نہیں دیا۔ اِس سے پہلے پانچ سَو اور ہزار روپے ماہوار دیتے تھے۔ مری دوسرے سرداروں کے ساتھ اِس لئے مل گئے ہیں کہ انہیں ملازمت سے نکال دیا گیا ہے۔"

یہ وہ الفاظ ہیں جو شیر دل نے کہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ کیونکہ بعد کے واقعات

Marfat.com

اس کی تائید کرتے ہیں۔

جیکب آباد - مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۸۷۲ء

کپتان سنڈمین کا تائیدی نوٹ

اس کی اصل نقل سیکرٹری حکومت پنجاب کو بھیجی جا رہی ہے۔ یہ اس سمجھوتے کے بارے میں ہے جو ہمارے اور مریوں کے درمیان طے پایا ہے۔ ہم نے اپنے پہلے خط میں اس پر زور دیا ہے کہ جب سرداروں اور خان کے درمیان امن و امان کی بات چیت ہو تو اس کا لحاظ رکھا جائے کہ مریوں کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ شیر دل مزارانی اب بھی درّہ بولان سے گزرنے والے قافلوں کی حفاظت پہ مامور رہنا چاہتا ہے۔ مگر یہ اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک سارے مری قبیلے اس پر راضی نہ ہوں۔

۱۸ر تا ۲۵ر جنوری کی خبروں کا خلاصہ

مورخہ ۲۵ر جنوری ۱۸۷۲ء

از پولیٹیکل ایجنٹ - قلات

مَیں جنرل پولوک کے ساتھ قلات تک اس لئے گیا کہ شاید اُنہیں میری ضرورت پڑے۔ مَیں خضدار سے ۳۰ سواروں کے ساتھ روانہ ہُوا۔ باقی محافظ ڈاکٹر لوبین کے ساتھ چھوڑ دیئے کیونکہ راستے میں گھوڑوں کے لئے چارے کی بہت کمی ہے۔

انجیرا سے تین میل کے فاصلے پر لہر آن ہے۔ یہاں تک موسم بہت خوشگوار تھا۔ وہاں سے ہم لوگ شدید برفباری میں روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ لارل پہنچ گئے۔ ۲۱ر سے ۲۴ر تک آسمان تو صاف رہا مگر تیز و تند ہوائیں چلتی رہیں اور درجۂ حرارت ۸ ڈگری تک پہنچ گیا۔

۲۳ تاریخ کو دو بجے قلات پہنچا اور بعد میں سہ پہر کو جنرل پولوک اور ڈاکٹر بیلو کو ہز ہائنس سے ملایا اور دوسرے روز سہ پہر کو ہز ہائنس اخلاقاً اُن سے خود ملنے آئے۔ جنرل پولوک اور ڈاکٹر بیلو آج

۲۸ تاریخ کو گیارہ بجے صبح پچاس سواروں کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ یہاں کی مہمان نوازی سے دونوں بہت خوش نظر آتے تھے۔

۲۹ تاریخ کی صبح کو جب مَیں ہز ہائینس کے پاس اِس خیال سے گیا کہ دیکھیں کوئٹہ اور قلات کے درمیان جنرل پولوک کے لئے کیا انتظام کیا گیا ہے تو گفتگو کے دوران کچھی کی بات چل پڑی۔ ہز ہائینس نے مجھے بتایا کہ سرداروں نے شکر خان کو بھیجا ہے کہ انہیں معافی دلا دی جائے اور وہ ہر قسم کی شرائط ماننے کو تیار ہیں۔ مَیں نے یہ رائے دی کہ شاہ غازی ولی محمد کو باغی سرداروں سے بات چیت کرنے کچھی بھیج دیجئے تاکہ جلد سمجھوتہ ہو جائے۔ مگر شاہ غازی کا خیال ہے کہ زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ ہز ہائینس خود جائیں اور سندھ کے کمشنر سے اس معاملہ میں مشورہ کریں۔ بات یہ طے پائی کہ کمشنر کو ایک خط لکھا جائے کہ آیا وہ شاہ غازی سے ملنا پسند کریں گے یا ہز ہائینس سے۔ اِس خط کا جواب آنے تک مَیں قلات میں رہوں گا۔ اگر ہز ہائینس کو کچھی جانا پڑا تو ممکن ہے کہ وہ مجھے ساتھ لے جانا چاہیں۔ ایسی صورت میں ہم لوگ زہری اور لہڑی کی پہاڑیوں کی طرف سے جائیں گے۔

خضدار سے روانہ ہونے سے قبل مجھے سردار فقیر محمد کا ایک خط ملا۔ اُس کا علاقہ پُرامن ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ سردار آزاد خان کسی قسم کی سازش میں ملوث ہونا نہیں چاہتا۔ مگر مستونگ سے جو خبریں ملی ہیں اُس سے مجھے آزاد خان کی نیت پر شک ہوتا ہے۔

ابھی ابھی سردار عبدالرحمٰن زرکزئی کے دو خط ملے۔ ایک خان کے نام لکھا ہے اور ایک میرے نام۔ خان کے خط میں لکھا ہے کہ "مَیں تمام اُن لوگوں کو جو میرے تابع ہیں، جمع کر رہا ہوں۔ دوست محمد اور اس کا قبیلہ میرا ساتھ دیں گے۔ مگر عالم خان اور پیر دل خان، آزاد خان کی حمایت کی سوچ رہے ہیں۔ بزدیوں نے میرے چند اونٹ چرا لئے تھے مگر وہ مجھے واپس مل گئے۔" میرے خط میں سردار نے یہ لکھا ہے کہ "عالم خان بونجندی یہاں آیا۔ سرفراز خان سنگرامی سے ملا۔ اور اب افغان سرحد سے پرے شاید کچھ ہنگامہ کرنا چاہتا ہے۔ اُس نے مجھے ایران میں ملازمت کے لئے کہا ہے اور یہ کہ سیستان میں ایران کی حکومت کو مان لیا جائے۔ محمد حسین اور مَیں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو ہم لوگوں کو لوٹ لیا۔

Marfat.com

مَیں جب قلات پہنچا تو سُنا کہ مستونگ میں ایک شخص کو گولی مار دی گئی ہے۔ مَیں نے ہز ہائینس سے اُس کی وجہ پوچھی اور یہ کہ وہ کون تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ بلاچ (بلوچ ؟) لہڑی تھا جس نے مستونگ کی لڑائی میں شاہ غازی ولی محمد کو زخمی کیا تھا اور وہ خود زخمی ہو کر کہیں چُھپا ہُوا تھا کہ خان نے اُس کے حق میں یہ فیصلہ سُنا دیا۔

سُہرآ اور قلات کے درمیان ہمیں اُون سے لدے ہُوئے دو قافلے ملے۔

برقیہ ۱۵۷۔ مورخہ ۳۰ جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن۔ جیکب آباد۔

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب۔ دہلی

کمشنر کو بذریعہ تار یہ خبر ملی ہے کہ ۲۳ تاریخ کو نورالدین لس بیلہ سے وڈھ کی طرف گیا ہے اور اُس کا ارادہ خضدار پر حملہ کرنے کا ہے۔ کمشنر نے ہیریسن کو اجازت دے دی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو خضدار چھوڑ دیں۔

جیکب آباد۔ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب :

کل شام کو مَیں نے آپ کو تار سے خبر دے دی ہے کہ نورالدین مینگل، لس بیلہ سے خضدار پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا ہے۔ وہ وڈھ سے ہوتا ہُوا جائے گا۔ وڈھ میں اُس کے قبیلے کے لوگ رہتے ہیں اور وہاں اُس کی جائداد بھی ہے۔ کمشنر کا وہ خط بھی بھیج رہا ہُوں جو اُنہوں نے کرنل فیری کو اس بارے میں لکھا ہے۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ سر ولیم میری ویدر نے حکومت ہند کو یہ بھی لکھا ہے کہ ہیریسن کو ۔۔۔ میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ خط مَیں بھیج رہا ہُوں اُس سے معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے اپنی رائے

بدل دی ہے۔ دورانِ گفتگو سر ولیم اِس طرح کی دلیلیں پیش کرتے ہیں کہ اگر مجھے دوسرے ذرائع سے خبریں نہ ملتیں تو مَیں نہایت بیوقوف بنتا۔ مثال کے طور پر کل کرنل فیری سے ہیرسین کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی کہ آیا وہ خضدار میں ٹھہرے رہیں یا نہیں۔ تو فرمایا کہ آخر شہ نورالدین ہیرسین پہ کیوں حملہ کریگا اُس کو معلوم ہے کہ اگر وہ ایسا کرے گا تو ہماری حکومت کی ناراضگی مول لے گا اور ہماری فوجیں اُس کے مقابل کھڑی ہو جائیں گی۔ وہ یہ بھول گئے کہ ہیرسین نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ نورالدین باغیوں سے لڑنے کے لیے خضدار گیا ہے تاکہ وہ خضدار پہ قبضہ نہ کرلیں۔ پھر بھی سر ولیم یہ کہتے ہیں کہ ہیرسین کو کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنی چاہیئے اور خان اور سرداروں کے معاملات سے بالکل علیٰحدہ رہنا چاہیئے۔ مگر آپ سرداروں سے پوچھیں تو وہ کہیں گے کہ موجودہ جام لس بیلہ کا وجود ہیرسین کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ وہ خان اور سرداروں کے معاملات میں مُخل ہُوا۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ خان، سر ولیم کو ثالثی کے لئے پُورے اختیارات اُس وقت تک نہیں دیں گے جب تک کہ سابق جام لس بیلہ کو واپس نہ بُلا لیا جائے۔ یہ بھی سُننے میں آیا ہے کہ نورالدین اور دُوسرے سردار یہ کہتے ہیں کہ اگر جام لس بیلہ کو واپس نہیں بُلایا گیا تو وہ تار کے کھمبے کاٹ ڈالیں گے۔ اِن تمام باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہیرسین خضدار میں محفوظ نہیں ہے۔ اگر بات یہی ہے تو لڑائی کا خطرہ مول لینا کہاں کی دانشمندی ہے؛ اور پھر لوگ کیا کہیں گے کہ کاغذ پر تو ہے کہ بلوچستان کے اندرُونی معاملے میں مداخلت نہیں ہوگی مگر عملی طور پر مداخلت ہو رہی ہے۔

کل آپ کا نوٹ ملا کہ اگر کرنل فیری بیمار پڑ جائیں یا رخصت پر انگلستان چلے جائیں تو مَیں اُن کی جگہ پہ کام کروں۔ مجھے اپنے فرائض کا احساس ہے کہ حکومت کا حکم ماننا چاہیئے۔ مگر یہاں کامیابی کی اُمید مجھے بالکل نہیں ہے۔ جب تک مجھے وہ ذرائع میسر نہ آجائیں جو مَیں سمجھتا ہُوں کہ یہاں کام کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ سرحدی معاملات بہت خطرناک ہیں۔ ہم لوگوں کو یہ تو معلوم ہے کہ قلات میں عرصے سے ہنگامے ہو رہے ہیں اور کوئی صُورت امن و امان قائم کرنے کی نظر نہیں آتی۔ اگر امن و امان قائم ہو سکتا ہے تو صرف ہم لوگوں کی مداخلت یا مشورے سے۔ اور یہ بھی اِس کے باوجود کہ جب سے ہمارے قلات سے

Marfat.com

تعلقات قائم ہوئے ہیں ہم لوگوں نے بڑی رواداری کا ثبوت دیا ہے۔ پھر بھی ایسے موقع پر ہماری ذمہ داریاں بہت ہیں۔ اب اگر مجھے عارضی پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ بنایا جارہا ہے تو ہمیں اپنے طور پر حکومت کی خواہش پوری کرنے کے اختیارات ہونے چاہئیں۔ تاکہ خان اور اُن کے سرداروں کے درمیان اعتماد بحال ہو جائے۔

---

۹۷ جیکب آباد۔ مورخہ ۳۰ جنوری ۱۸۷۲ء

از کرنل سر ولیم میری ویدر۔ کمشنر سندھ۔

بنام کرنل فیری۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر

مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ نورالدین مینگل، بیلہ سے وڈھ روانہ ہو گیا ہے اور اس کا ارادہ خضدار جانے کا ہے۔ اس کے ساتھ فوج بھی ہے، تعداد معلوم نہیں۔

اس کی اطلاع جلد سے جلد ہیریسن کو خضدار دے دی جائے۔

میجر ہیریسن کو یہ بتا دیجئے کہ وہ کسی قسم کی مداخلت نہ کریں اور اگر نورالدین خضدار آئے تو اسے برطانوی کیمپ میں آنے سے منع کریں۔ لوگوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ جس کا ساتھ دینا چاہیں، دیں۔

میجر ہیریسن کو یہ بھی بتا دیجئے کہ اگر وہ چاہیں تو خضدار سے نکل آئیں۔ یہ اُن کی مرضی پہ ہے۔ اگر وہ رہنا چاہتے ہیں تو رہیں، نہیں تو کچھی چلے جائیں۔ اگر وہ کچھی جانے کا فیصلہ کریں تو وہ گندا وہ میں ٹھہر جائیں یا اس کے آس پاس کہیں۔ جس جگہ کو وہ بہتر سمجھیں اور وہاں میرے احکام کا انتظار کریں۔

برقیہ ۱۳۱۔ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن۔ جیکب آباد

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب۔

پولوک ۲۳ کو قلات پہنچے اور اُمید ہے کہ ۲۸ / ۲۹ تک کوئٹہ پہنچ جائیں گے۔ ہیریسن کی ڈائری سے

پتہ چلتا ہے کہ خان یا شاہ غازی کچھی جانیوالے ہیں۔ ہیرسین ابھی تک قلات ہی میں ہیں اور وہیں رہیں گے جب تک کہ یہ نہ طے پا جائے کہ کون کچھی جا رہا ہے۔ کمشنر نے بمبئی سے تار دیا ہے کہ اُنہیں خان سے کچھی میں ملنے کی اجازت دی جائے۔

برقیہ ۱۳ء۔ مورخہ ۳ فروری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب ؛

نواب محمد خان کے پاس سرداروں کے خطوط آئے ہیں۔ سردار اپنے اور خان کے درمیان کمشنر کو ثالث بنانے پہ متفق ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ انصاف برتا جائے۔ اِس پہ اتفاق ہو گیا ہے کہ سردار اپنے آدمیوں کو ہٹا دیں گے اور خان کی فوجیں ڈھاڈر سے گنداوہ چلی جائیں۔ مَیں فیری کے ساتھ کشمور جا رہا ہوں تاکہ گرین سے مل کر سرحدی تنازعہ کا تصفیہ کر لوں۔

مورخہ ۳ فروری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

یہ ملحقہ خط اُس خط کی نقل ہے جو آج مجھے ڈھاڈر سے ملا۔ اس کے بارے میں مَیں کل تار سے مطلع کر چکا ہوں۔ اب سارے معاملات کا انحصار خان کے فیصلے پہ ہے۔ میرے خیال میں اگر سر ولیم کو خان پہ بھروسہ نہ ہوتا تو وہ اُن کے نائب کے توسّط سے باغی سرداروں کو خط نہ لکھتے۔ اِس سرحد پہ کیا ہُوا یہ تو آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ اِن واقعات کو زیادہ دِن تک چُھپایا نہیں جا سکتا تھا۔ مجھے اُمید ہے کہ اب ہم لوگوں کے اچھے دِن آ رہے ہیں اور ہمیں اور فیری کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ پہلے جو کچھ مَیں نے لکھا وہ اِس لئے کہ مجھے یہ دیکھ کر دُکھ ہوتا ہے کہ باوجود ہماری کوششوں کے معاملات سُدھرتے نظر

Marfat.com

دے دی ہے کہ اِس تاریخ سے وہ لوگ لڑائی بند کردیں گے۔ اگر اِس کے بعد ہم لوگوں میں سے کوئی اِس جنگ بندی کی خلاف ورزی کرے گا تو آپ کے مطلع کرنے پر ہم لوگ اُس کو قید کرکے کرنل فیری کے حوالے کردیں گے۔ ہمارا اور تمہارا بادشاہ اِس وقت حکومتِ برطانیہ ہے۔ اِس وقت کرنل فیری سرحد پر افسرِ خاص ہیں اور ہماری صلح کی شرائط اُن کے سامنے طے پانی چاہئیں۔ ہم لوگوں نے حکومتِ برطانیہ اور کرنل فیری کا حکم مان لیا ہے اور فوجوں کو ہٹادیا ہے۔ آپ اپنی فوجیں بھاگ یا گنداوہ لے جائیے کیونکہ یہ جگہیں خان کے مضبوط قلعے ہیں۔ ہماری نیتیں بالکل صاف ہیں اور آپ مطمئن رہیں۔

ایک خط

از نواب محمد خان۔ ایجنٹ ہز ہائنس خان قلات

بنام کرنل فیری

آپ کا ۲۵ تاریخ کا خط ملا۔ معلوم ہوا کہ کمشنر خان اور سرداروں کے درمیان ثالث بننا چاہتے ہیں، اور اِس لئے وہ چاہتے ہیں کہ خان اپنے سارے اختیارات انہیں تفویض کردیں اور اِس سلسلے میں میں نے سرداروں کو آپ کے خط کی نقل بھیج دی ہے اور اصل خط خان کو دے دیا ہے۔ اِس سے قبل میں بروہیوں کا حال آپ کو لکھ چکا ہوں اور خان کو بھی اِس سے آگاہ کردیا ہے۔ سرداروں کا جواب آگیا ہے جو میں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں اور خان کو اِس کی ایک نقل بھیج دی ہے۔ ہز ہائنس خان، مالک ہیں۔ وہ اپنے احکامات علیٰحدہ جاری کریں گے۔ آپ کے جو احکامات ہوں گے اُن کی تعمیل کی جائے گی۔ کچھ سردار بستی کے قریب ہیں اور کچھ دامر پہاڑ پر۔

برقیہ عـ۲ مورخہ ۵ فروری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈمین جیکب آباد۔ بنام سیکرٹری حکومتِ پنجاب

آج ۴ تاریخ کو سرداروں کا خط کرنل فیری کو ملا۔ وہ لوگ خان کے ایجنٹ کے خط کی تصدیق چاہتے

نہیں آتے تھے۔

یہ خبر میں نے دے دی ہے کہ نورالدین خضدار پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور لس بیلہ سے تار کی جو لائنیں گذرتی ہیں انہیں اکھاڑ پھینکنا چاہتا ہے۔ یہ خبر کمشنر کو کراچی سے ملی اور مجھے مرلویں سے۔ یہ واقعہ ہے کہ تار کے کھمبوں کا توڑنا ایک طے شدہ امر ہے۔ اور چونکہ خان لس بیلہ میں بے بس ہیں، وہ ایسا کرنے سے روک نہیں سکتے۔ غالباً یہی بات کمشنر کے سرداروں کے پاس خط بھیجنے کی محرک ہوئی۔ یہ سب کچھ اس لئے لکھ رہا ہوں کہ یہ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

یہ خط بہت جلدی میں لکھ رہا ہوں۔ کرنل فیری کشمور جانے کے لئے میرا انتظار کر رہے ہیں۔ مجھے گرے اور فریئر سے ملنا ہے اور سندھ، پنجاب اور بہاول پور کے پرانے تنازعہ کو نپٹانا ہے۔

میں نے تار سے یہ پوچھا تھا کہ کیا کمشنر کے ساتھ خان سے ملنے میں بھی جاؤں یا نہیں۔ میرے خیال میں چونکہ پنجاب کی سرحد کا معاملہ بھی زیرِ غور آئے گا، میری سرکاری حیثیت اس بات کی متقاضی ہے کہ میں اس موقع پہ موجود رہوں۔

ایک خط

از سردار مولا محمد رئیسانی۔ سردار جندہ خان شاہوانی۔ سردار سمندر خان لہڑی سردار اللہ دینا کرد۔ سید خان محمد شہی۔

بنام

نواب مولا محمد خان اور کماندار شکر خان۔

آپ کا خط کرنل فیری کے حکم کی نقل کے ساتھ ہم لوگوں کو ملا۔ اس سے حالات کا صحیح اندازہ بھی ہوا۔ ہم لوگوں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ امن و امان اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب کرنل فیری ہم دونوں کے درمیان ثالثی اختیار کریں۔ اب چونکہ کرنل فیری کے حکم کی نقل مل گئی ہے تو ہم لوگوں کو اُن کی تجویز سے اتفاق ہے۔ ہم لوگوں کو یہ خط ۳۰ جنوری کو ملا۔ سراوان اور جھالاوان کے لوگوں کو خبر

Marfat.com

ہیں۔ مزید خبر یہ ہے کہ جو سردار پہاڑوں پر ہیں، انہوں نے نورالدین کے پاس خاص ایلچی بھیجا ہے کہ موجودہ شکل میں لڑائی بند کر دی جائے۔

کیمپ گوبلا۔ مورخہ ۷ فروری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب :

تاحال قلات میں جو کچھ ہوا ہے اس کا اندازہ ملحقہ کاغذات سے ہو جائے گا۔

کرنل فیری نے کمشنر کی اجازت سے ۲۴ تاریخ کو ڈھاڈر میں خان کے نائب سے سردار اور خان کے درمیان ثالثی کے موضوع پر گفتگو کی۔ ۳ فروری کو سرداروں کی رضامندی آ گئی۔ ۴ تاریخ کو یہ ملحقہ خطوط سرداروں نے کرنل فیری کو بھیجے۔ محمد خان نے جو اس موضوع پر سرداروں کو خط لکھا تھا وہ اس کی تصدیق چاہتے تھے۔ اس کے جواب میں اس خط کی نقل جو کرنل فیری نے کمشنر کے حکم سے نائب کو لکھا تھا، بھیج دیا۔ اور سرداروں کا اصل خط حالات کی تفصیل کے ساتھ کمشنر کو بھیج دیا گیا ہے یہ ۴ تاریخ کا واقعہ ہے اور کمشنر نے اس کا جواب ۵ تاریخ کو دیا۔ ان خطوط کی نقلیں ساتھ ہیں۔ یں نے ڈھاڈر میں ایک سید سے سنا کہ تمام سردار امن چاہتے ہیں مگر انہیں نورالدین اور علی خان جاموٹ سے خطرہ ہے۔ جام کے بارے میں ہمارے پاس بہت سے خط ہیں۔ ضرورت کے وقت پیش کروں گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب مینسفیلڈ کمشنر تھے تو جام نے لس بیلہ سے تار کی لائن بچھانے میں ان کی بڑی مدد کی۔ سابق کمشنر اور سابق پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے درمیان اس زمانے میں جام کے بارے میں کچھ خط و کتابت ہوئی اور باوجود جام کی خدمات کے وہ عتاب میں آ گئے۔ میں یہ سب کچھ اس لئے لکھ رہا ہوں کہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ پائدار امن کے لئے خان اور سرداروں کے درمیان ایک معاہدۂ امن لازمی ہے۔ میں نے اپنی رائے دے دی۔ اب حکومت جو چاہے فیصلہ کرے۔

Marfat.com

کل ہم لوگ یہاں سے قریباً ۴۲ میل دُور کچھ متنازعہ اراضی پر جارہے ہیں جہاں اُمید ہے کہ گرّے سے ملاقات ہوجائے گی۔ اُس کے بعد کرنل فیری کے ساتھ جیکب آباد جاؤں گا۔ تاکہ خان سے ملاقات کے وقت میں بھی کمشنر کے ساتھ موجود رہوں۔ میں یہاں بہت ہلکا پھلکا سامان لے کر آیا تھا لہٰذا مجھے یہاں کافی تکلیف ہے۔ کیا معلوم تھا کہ مجھے اتنے دنوں یہاں ٹھہرنا پڑے گا۔

سرداروں نے جو خطوط مجھے لکھے ہیں میں نے اُن کا جواب کبھی نہیں دیا۔

ایک خط

از سردار مولا محمد۔ سردار اللہ دینا کرد۔ سردار سمندر خان لہڑی۔ سردار جندہ خان۔
سردار محمد سید خان اور سردار شادی خان بنگلزئی۔

بنام کپتان سنڈیمن۔

سلام و نیاز کے بعد عرض ہے:

خان کے ایجنٹ مولا محمد خان کے ذریعہ کرنل فیری کے حکمنامہ کی نقل ملی۔ ہم لوگوں نے ایجنٹ کو اپنی رضامندی بھیج دی ہے۔ نائب کے خط کی نقل اپنے جواب کی نقل کے ساتھ ہم لوگوں نے کرنل فیری کو بھیج دی ہے۔ اُس کے بعد سے کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔ آپ ہم لوگوں کو اپنا خادم سمجھیں۔ مورخہ ۳۱ رجنوری ۱۸۷۲ء۔

کپتان سنڈیمن کی یادداشت

اِس خط کے ساتھ کرنل فیری کا خط ملا۔ اور اس کے ساتھ وہ خط بھی جو اُنھوں نے کمشنر کے کہنے پر محمد خان کو لکھا تھا۔ نائب کے خط کا جواب جو سرداروں نے دیا ہے، وہ بھی ملا۔

اس خط میں سرداروں نے استدعا کی ہے کہ خان کی فوجیں ڈھاڈر سے بھاگ یا گنداوہ چلی جائیں۔ سر ولیم میری ویدر کو اِس رائے سے اتفاق ہے اور سرداروں کو اس کی خبر دے دی گئی ہے

کرنل فیری کے ایک خط کی نقل

جو اُنہوں نے نواب محمد خان کو اُن کے ۳۱ تاریخ کے خط کے جواب میں لکھا

سلام و نیاز کے بعد :

آپ کا خط سرداروں کے خط کے ساتھ ملا ۔ میں نے آپ کا اور سرداروں کا خط کمشنر کو پڑھ کر سنایا مجھے خوشی ہوئی کہ سردار صاحبان لڑائی بند کرنے پر راضی ہو گئے ہیں ۔ اب مناسب بات یہ ہوگی کہ آپ مع اپنی فوج کے گنداوہ چلے جائیں اور وہاں خان کے آنے تک ٹھہرے رہیں ۔ آپ اپنے لوگوں کو خبر کر دیں کہ سرداروں سے نہ لڑیں ۔ اِس بات کا اعلان اچھی طرح کر دیں تاکہ خان کے آنے تک لڑائی بالکل ہی بند ہو جائے ۔ سرداروں کو بھی کہیئے کہ وہ ایسا ہی کریں ۔ اِس خط کی ایک نقل سردار ملا محمد کو بھیج دیں ۔

سنڈیمن کا میمورنڈم ۔ مورخہ ۷ فروری ۱۸۷۲ء

نائب کے خط کی نقل ۳ تاریخ کو حکومت کے سیکرٹری کو بھیج دی گئی ۔

---

۲۸۰ ۔ کیمپ شال ۔ مورخہ ۴ فروری ۱۸۷۲ء

از پولیٹیکل سُپرنٹنڈنٹ ۔ اپر سندھ فرنٹیر

بنام کمشنر سندھ ۔

آج صبح سرداروں کے پاس سے دو قاصد ملحقہ خط لے کر آئے ۔ یہ آپ کے پاس بھیج رہا ہُوں ۔ اِس کے ساتھ میرے جواب کی نقل بھی ہے ۔

سرداروں کے خط میں سے ایک تو اُس خط کی نقل ہے جو مجھے کل ملا تھا اور وہ میں نے آپ کے پاس بھیج دیا تھا ۔ دُوسرا خط اُس خط کی نقل ہے جو میں نے نواب محمد خان کو آپ کے کہنے پر ۲۴ تاریخ کو لکھا تھا

Marfat.com

کپتان سنڈیمن کا تائیدی نوٹ۔ مورخہ ۷ فروری ۱۸۷۲ء
حکومتِ پنجاب کو نقل بھیجی جا رہی ہے۔

کیمپ شال۔ مورخہ ۴ فروری ۱۸۷۲ء
از کرنل فیری

بنام سردار مولا محمد۔ اللہ دینا کرد۔ سمندر خان۔ جندہ خان۔ محمد سید خان اور شادی خان۔

آپ کا خط ملا۔ ساتھ ہی سب خطوط کی نقلیں بھی ملیں۔

کل نواب محمد خان کو جو خط میں نے بھیجا ہے اُس کی نقل بھیج رہا ہوں۔ اس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کمشنر صاحب نے خان کو کچھی میں ملنے کی دعوت دی ہے تاکہ ان معاملات پر گفتگو کی جا سکے اور خان کے آنے تک کمشنر صاحب نے نواب محمد خان سے کہا ہے کہ وہ اپنی فوج کے ساتھ گنداوہ میں ٹھہرے رہیں اور ہز ہائنس کے فیصلے تک آپ حضرات بھی خاموش رہیں۔

جیکب آباد۔ مورخہ ۵ فروری ۱۸۷۲ء
از کمشنر سندھ

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر

نواب محمد خان اور باغی بروہی سرداروں کا خط نظر سے گزرا۔ اب چونکہ سرداروں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور میری بات مان لی ہے، وکیل نواب محمد خان کو آپ کہہ دیں کہ وہ اپنی فوج کے ساتھ گنداوہ چلے جائیں اور وہاں خان کا انتظار کریں۔

وکیل کو یہ بھی بتا دیں کہ اگر جانبین میں سے کسی نے گڑبڑ شروع کی تو جو پہل کرے گا وہ ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔

Marfat.com

کپتان سنڈمین کا میمورنیڈم

یہ خط ۵ تاریخ کا ہے۔ سرداروں نے کرنل فیری سے پوچھا ہے کہ نواب محمد خان نے جو انہیں جنگ بندی کے بارے میں خط لکھا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ سر ولیم میری ویدر کا حکم ہے اِس میں صداقت کہاں تک ہے؟

کیمپ اپر سندھ فرنٹیئر۔ مورخہ ۷ فروری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈمین۔ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان۔

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب۔

آپ کا خط ع ۳۹۶ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۸۷۲ء ملا۔ اس کے ساتھ ہی سیکرٹری محکمۂ خارجہ حکومت ہند کے خفیہ کاغذات قلات کے معاملے میں بھی ملے۔

کیمپ جیکب آباد۔ مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۷۲ء

از کپتان سنڈمین

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب۔

۳۰ جنوری اور ۳ فروری کا خط ملا۔ بہت بہت شکریہ۔ جیسا کہ آپ نے رائے دی ہے قلات کے معاملے میں آزادی سے گفتگو کرنے کے بارے میں۔ اگر ضرورت پڑی تو کمشنر سے استدعا کروں گا کہ وہ حکومتِ ہند سے پوچھیں کہ آیا میں ایسا کر سکتا ہوں یا نہیں۔ میں نے کرنل فیری سے اِس کے متعلق بات کی ہے کہ وہ کمشنر سے اس سلسلے میں گفتگو کریں اور مجھے گفتگو میں شریک کریں۔ اگر ایسا نہ ہُوا تو میرے لیے کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ مجھے نمائندگی کا پُورا پُورا حق ہے۔ آپ نے اپنے ۳۰ جنوری کے خط میں کانفرنس کے متعلق کسی خط کا ذکر کیا ہے۔ اِسی قسم کا کوئی خط نہ ہمیں مِلا ہے نہ کرنل فیری کو۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں، حکومتِ ہند کا وہ حکم جس کی بناء پر مجھے سیاسی معاملے میں کرنل فیری کا ماتحت بنا

Marfat.com

دیا گیا ہے۔ کرنل فیری کو اب تک نہیں ملا۔ اُنہوں نے مجھ ہی سے سُنا ہے کہ اِس قسم کا آرڈر ہے۔ ہم لوگ یہاں تبدیلی آب وہوا کی غرض سے آئے تھے اور خیال تھا کہ فیری کی ٹانگیں کچھ ٹھیک ہو جائیں گی، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا اور فیری چھٹی پہ انگلستان جانے کی سوچ رہے ہیں۔ بہر حال جب تک وہ ٹھہر سکتے ہیں، ٹھہریں گے۔ لیکن اگر خان نے کمشنر کے تین خطوط کا جواب دینے میں غیر معمولی دیر کی تو پھر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ہیریسن کی آخری ڈائری بھی بھیج رہا ہوں۔ اِس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ خان کے کیا ارادے ہیں۔ خان یقیناً ذہنی طور سے بہت پریشان ہونگے۔ اُن کا خزانہ لُوٹا گیا اور اُن کے بہت سے افسر بھی مارے گئے۔ خیر یہ تو پُرانی باتیں ہیں۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ خان نے تین خطوں میں سے صرف ایک کا جواب دیا اور وہ ہیریسن سے مشورہ لینے کے بارے میں تھا، تو اُنہوں نے یہی لکھا کہ وہ ہمیشہ ہیریسن سے مشورہ لیتے رہے ہیں۔ جس پر کمشنر نے یہ تار دیا کہ یہ جواب ناکافی ہے۔ اِس دوران میں سر ولیم نے خان کے ایجنٹ کو یہ لکھا ہے کہ وہ سرداروں سے کہہ دیں کہ حکومتِ ہند نے اُن کے اور خان کے درمیان کمشنر کو ثالثی کا مشورہ دیا ہے۔ شاید حکومت کی پالیسی بدل گئی ہے۔ اگر دسمبر میں سرداروں کو جیکب آباد آنے سے نہ روکا جاتا تو قافلے نہ لُٹتے۔ مَیں ان سب باتوں کی یاد دہانی اِس لئے کرا رہا ہُوں کہ اب چونکہ ہم لوگ قلات کے معاملات میں باقاعدہ شریک ہو گئے ہیں اور سرداروں نے ہماری تجویز مان لی ہے اور وہ ثالثی کے لئے راضی ہیں اگر خان بھی اِس پر راضی ہو جائیں۔ لہٰذا سرداروں کے ساتھ انصاف برتا جائے مجھے اُمید ہے کہ قبل اس کے کہ کمشنر کی خان سے ملاقات ہو اُن کی فوجیں لس بیلہ پہ دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ کمشنر کے حکم کے خلاف ہوگا۔ اِس لئے کہ وہ چاہتے ہیں کہ مکمل جنگ بندی ہو جائے۔ یہ ہمارے وقار کے لئے بھی مناسب ہے اور اِس میں قلات کی بھی بہتری ہے۔

ڈائری ۴۔ ۱۸۷۲ء ۔ ۳ فروری ۱۸۷۲ء تک کی۔

از اسسٹنٹ سرجن۔ آر۔ بومین ۔ خضدار مورخہ ۳ فروری ۱۸۷۲ء

مندرجہ ذیل اطلاعات میجر ہیریسن نے قلات سے بھیجی ہیں:

Marfat.com

۲۲ جنوری کو نواب محمد خان اور شکر خان کا خط مجھے ملا۔ نواب محمد خان نے پیر خطا سے اپنے ڈھاڈر واپس آنے کی خبر دی اور پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ نے اس کا افغان حدود میں جانا پسند نہیں کیا۔ شکر خان اپنے سو آدمیوں کے ساتھ ایک جگہ بنگ چلا گیا تھا، جہاں چھوٹی موٹی جھڑپیں ہوئیں مگر کوئی مرا مرایا نہیں۔ وہ پھر اپنے کیمپ واپس چلا گیا۔ جہاں سردار صاحبان اس سے معافی مانگنے آئے اور یہ کہا کہ اگر ہز ہائینس انہیں معاف کر دیں تو وہ اس کے ساتھ قلات جانے کو تیار ہیں یا اگر وہ اُن سے خط و کتابت کرے تو جواب آنے تک وہ لوگ وہیں ٹھہرے رہیں۔

۲۸ تاریخ کو ان دونوں کے اور خطوط ملے۔ نواب محمد خان نے خبر دی ہے کہ باغی بروہیوں نے مغربی کچھی میں مورچہ جما لیا ہے اور لوٹ مار کر رہے ہیں۔ بلوچ لیوی اُن کے ساتھ نپٹنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا وہاں ایک باقاعدہ فوجی اڈہ قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

سر تاج خان اور سہراب خان لہڑی ملنے آئے۔ دوسرے بروہی بھی ایسا ہی کریں گے۔ مگر وہ خان سے معاہدہ کے انتظار میں ہیں۔ سرداروں نے مندرجہ ذیل تین شرائط کے ماننے کی درخواست کی ہے

۱۔ اُن کے قصور معاف کر دیئے جائیں۔

۲۔ اُن کی زندگیاں بخش دی جائیں۔

۳۔ اُن کی موروثی جائداد اور وہ جائدادیں جو انہوں نے خریدی ہیں انہیں واپس کر دی جائیں

سردار مولا محمد نو سواروں کے ساتھ مری ہل چلا گیا ہے۔ نواب محمد خان کی لوٹانی سردار چکر خان اور کوہل خان سے مستقل ناچاقی چلی آ رہی ہے۔ یہ لوگ اُن سے پانچ سو آدمیوں کی تنخواہ مانگتے تھے اور اصل میں آدمی تھے صرف دو سو۔ اس نااتفاقی کا انجام یہ ہوا کہ چکر خان کو قید کر دیا گیا مگر موسانی سرداروں کے بیچ بچاؤ سے چکر خان رہا کر دیا گیا۔ نواب نے بعد میں لیوی ختم کرنے کی استدعا کی اور روزمرہ کے خرچ کے لیئے روپے بھیجنے کا وعدہ کیا۔

شکر خان کا بیان ہے کہ سبی کے خان نے باغیوں کی مدد کی اور اُن کے پاس کچھی اور قافلوں کا سب لوٹا ہوا سامان موجود ہے۔ اگر خان کی اجازت ہو تو وہ سبی پہ حملہ کرے۔

Marfat.com

ہز ہائینس نے نواب محمد خان کو یہ لکھا ہے کہ ضلع کا مسئلہ زیر غور ہے اور وہ اپنی رائے سے بعد میں مطلع کریں گے۔ شکر خان کو ہز ہائینس نے یہ جواب دیا ہے :

"کرنل زیری نہیں چاہتے کہ ہم افغان حدود میں داخل ہوں۔ انگریزی حکومت نے ہمارے اور امیر (کابل) کے دوستانہ تعلقات ہیں۔ لہٰذا مجھے اُمید ہے کہ وہ اپنے اثر و رسوخ سے لُوٹا ہُوا مال واپس دلادیں گے یا پھر مجھے سبّی پر حملہ کرنے کی اجازت دے دیں گے۔"

سردار فقیر محمد نے ہماری آمد و رفت میں غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کیا۔ ابھی ابھی اُس کا ایک خط آیا۔ پوچھا ہے کہ جنرل پولوک یہاں کس لئے آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں ؟

داروغہ عطا محمد نے لکھا ہے کہ وہ باہی خان سے سات دن سے لڑ رہا ہے اور جب کبھی وہ قلعہ سے نکل کر اُن سے ملنا چاہتا ہے تو وہ کھجوروں کے باغ میں بھاگا پھرتا ہے۔ سردار غازی خان کو تین مرتبہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عطا محمد کو کمک پہنچائے مگر وہ چپ چاپ بیٹھا ہُوا ہے۔ ہز ہائینس کا خدا آبدین کا قلعہ حسن اور میر نواب میر لک زئی سنبھالے ہوئے ہیں اور یہ دونوں قابلِ اعتماد ہیں۔ ہز ہائینس ۲۶ تاریخ بروز جمعہ جب مجھ سے ملنے آئے تو کہا کہ اُنہیں باوثوق ذرائع سے معلوم ہُوا ہے کہ سردار باہی خان نے اُن کے بہنوئی میر عیسیٰ خان کو عطا محمد سے صلح کرانے کو بُلایا ہے۔

جنرل پولوک کے نام ایک خط حبیب آباد سے ۱۶ تاریخ کا چلا ہُوا یہاں ۲۹ تاریخ کو صبح ۹ بجے ملا اور اُن کے پاس بھیج دیا گیا۔

جنرل پولوک ۲۷ کو مستونگ میں تھے اور ۲۹ کو کوئٹہ پہنچنے والے ہیں۔ افغان کمشنر سید نور محمد کچلاک کے قریب قلعہ قاسم پہنچے۔ اُن کے ساتھ سَو پیدل اور ایک سو ساٹھ سوار ہیں۔

میر لُوپر کے زمینداروں نے بی بی گُنجن (یا گنجان) کو خبر دی ہے کہ جب وہ اُن کا مالیہ غلّہ کی شکل میں نکال رہے تھے تو سرآوان کے بروہیوں نے اُن کے حصّے کا مطالبہ اس بناء پر کیا کہ اب کچھی اُن کے قبضے میں ہے۔ نائب قمبر کو جب خبر دی گئی تو وہ بیس سواروں کے ساتھ مدد کو آئے مگر مقابلہ نہیں کرسکے لہٰذا بروہی سب غلّہ لُوٹ کرلے گئے۔

Marfat.com

خضدار سے جام سنگھ نے یہ خبر دی ہے کہ اُسے وڈھ سے یہ اطلاع ملی ہے کہ مینگلوں نے نورالدین کے لئے سو اُونٹ باربرداری کی غرض سے مہیا کئے ہیں تاکہ نورالدین جلد وڈھ واپس جائے۔ کیونکہ علی خان جاموٹ نہیں چاہتا کہ وہ اس بیلا میں رہے۔ باغبانہ سے عبدالعزیز نے بھی یہی اطلاع دی ہے۔ یہاں کے قلعے میں جو بلوچ تھے اُنہیں خان نے گھر بھیج دیا ہے۔

آخری قاصد جو جیکب آباد سے آیا ہے اُس سے معلوم ہُوا کہ کچھ بروہی کورا اور کھاری کے درمیان لُوٹ مار مچا رہے تھے۔

ایک سندھ رپورٹ کا خلاصہ
از تھانیدار ٹاؤن

یہ بتوسط کرنل مارسٹن بحوالہ ۵۲۰ مورخہ ۲۵ ماہِ ہذا موصُول ہُوا۔

اس کا کہنا ہے کہ ۱۲ جنوری ۱۸۷۲ء کو ایک شخص نے اطلاع دی کہ ایک قافلہ سندھ سے غلہ لے کر خان قلات کے مُلک میں جا رہا تھا اور چار میل اندر جانے کے بعد بارہ آدمیوں نے اس قافلہ کو لُوٹ لیا۔ یہ لوگ چھوٹا اور بجارانی قبیلے کے لوگ تھے جو خان کی رعایا ہیں۔ بیس اُونٹوں پہ لدا ہُوا غلّہ وہ لے کر چل دیئے۔ یہ لُوٹ مار جان محمد ولد اُمید علی چھوٹا کے ایماء پر ہُوئی۔

اُس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر یہ صورتِ حال جاری رہی تو ذریعۂ آمد و رفت خطرے میں پڑ جائے گا۔

اُوپر جن قبیلوں کا ذکر ہُوا ہے وہ سرحد سے سَو قدم پر ٹھہرے ہُوئے ہیں۔ شاید وہ اس فکر میں ہیں کہ اگر اُن کا پیچھا کیا گیا تو وہ برطانوی حدُود میں داخل ہو جائیں گے۔

کمشنر سندھ کو اس کی نقل اطلاعاً بھیجی جاتی ہے۔

Marfat.com

کیپٹن رابرٹ سنڈیمن کا ارسال کردہ میمو

میں یہ میمو ارسال کر رہا ہوں اور یہ میمو اس خبر کی تائید میں ہے کہ اگر جام صاحب کو دوبارہ گدی پر نہ بٹھایا گیا تو لس بیلہ کے لوگ ذرائع آمد و رفت میں خلل ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ یہ تو آپ کو یاد ہو گا کہ سر ولیم میری ویدر نے خان کے ایجنٹوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ۲۴ جنوری کو سرداروں کے ساتھ جیکب آباد سے چلے جائیں۔ سرداروں نے کچھی میں خان اور اپنے درمیان حکومت برطانیہ کی ثالثی کو منظور کر لیا تھا اور اس موضوع پر نور دین کے پاس خاص پیغامبر بھجوائے تھے۔ اس طرح خان کے خضدار پر حملے اور ٹیلیگراف لائن کو نقصان پہنچانے کا بروقت تدارک ہو گیا تھا۔

کیمپ بختیار پور

۱۴ فروری ۱۸۷۲ء

از کیپٹن آر۔ جی۔ فورٹ سنڈیمن بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

میں ڈاکٹر لوبین کے خط کی نقل ارسال کر رہا ہوں۔ ڈاکٹر لوبین کو کیپٹن ہیریسن نے پولوک کے ساتھ قلات جاتے ہوئے خضدار میں چھوڑ دیا تھا۔ اگرچہ یہ خط کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں ہے لیکن میں اسے خان سے تعلقات اور خان کے متعلق پالیسی کے سلسلے میں اپنے نقطہ نگاہ کو ثابت کرنے کے لئے بھیج رہا ہوں جو میں نے اپنے کل کے خط میں واضح کر دیا تھا۔ اس قسم کی تحریروں سے جام لسبیلہ کو پریشان ہونا پڑا تھا اور میرا خیال ہے کہ میں ریکارڈ کی بنا پر یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ بلوچستان کی موجودہ گڑبڑ کی وجہ اسی قسم کی باتیں ہیں۔

ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ خان اپنے اور اپنے سرداروں کے درمیان جھگڑے کے متعلق ایک غیر جانبدارانہ تفتیش پر راضی ہو جائیں۔ دونوں

Marfat.com

۔ پارٹیاں ایک ثالث پر متفق ہو جائیں۔ بہر حال اس ثالثی کے کامیاب ہونے کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ یہ انصاف پر مبنی ہو اور خان اور ان کے سردار اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اس کا فیصلہ لازمی طور پر ماننا ہے اور کسی پارٹی کو اس سلسلے میں حیل وحجت کی اجازت نہیں ہو گی۔

یہ بات خان کی حکومت اور ان کے صلاح کاروں کے اس وقت تک سمجھ میں نہیں آئے گی جب تک کہ ہم یہ بات خان کے پوری طرح ذہن نشین نہ کرا دیں کہ انگریز افسران اس قسم کی باتوں میں اس کے ہمنوا نہیں ہوں گے کہ ان کے سردار غیر مشروط طور پر شکست مان گئے ہیں۔

یہ بات قرین قیاس ہے کہ اب ہم جلد ہی خان اور اس کے سرداروں سے ملاقات کریں گے تاکہ ان کے آپس کے جھگڑے چکا سکیں۔ اس لئے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ میں اس میٹنگ کے متعلق واضح طور پر آپ کے سامنے اپنے خیالات پیش کر دوں اور اس موجودہ خط نے مجھے اس بات کا موقع فراہم کر دیا ہے۔

میں اس مسئلہ پر جس قدر زیادہ غور وخوض کرتا ہوں اتنا ہی زیادہ مجھے اس بات کا یقین ہوتا جاتا ہے کہ خان اور اس کے سرداروں کے ساتھ ہماری صرف واضح اور ایماندارانہ پالیسی کامیاب ہو سکتی ہے۔ اگر ہم چالبازی کی پالیسی اختیار کریں گے تو ہم یقینی طور پر کبھی نہ کبھی ضرور ناکام ہوں گے۔ مثال کے طور پر سرداروں کے دلی جذبات کو پیش نظر رکھیے جب نواب محمد خان نے سرداروں کو لکھا کہ سر ولیم میری ویدر نے انہیں اس بات کا اختیار دے دیا ہے کہ وہ آپ کے گوش گزار کر دیں کہ اگر وہ فتنہ وفساد ختم کر دیں تو حکومت خان سے ان کے اختلافات کا فیصلہ کرا دے گی بشرطیکہ خان اس بات پر راضی ہو جائیں۔ سرداروں نے اس بات پر یقین کرنے سے پہلے کرنل فیری کے پاس محمد خاں کے خط کی نقل بھیجی اور ایک خط بھی لکھا اور استفسار کیا کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟ انہوں نے اس بات

Marfat.com

پر بھی زور دیا کہ خان کے سپاہی ڈھاڈر سے بھاگ یا گنداوہ چلے جائیں اور اس بات پر اتفاق بھی کر لیا گیا۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں خان کے متعلق کوئی سخت بات کہنا نہیں چاہتا لیکن مجھے یقین ہے کہ جب تک آئندہ میٹنگ میں خان اور اس کے سرداروں کے ساتھ صاف اور سیدھی باتیں نہ کی جائیں اور ہم دونوں کے ساتھ منصفانہ طور پر اپنے فرائض پورے نہ کریں، اس وقت تک اس میٹنگ سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ الٹا نقصان ہی ہوگا۔ ہمیں یہ بات خان کے ذہن نشین کرا دینی چاہیئے کہ ملک کی فلاح و بہبود اور ان کی اور ان کی رعایا کی بھلائی کا دارومدار ان اچھے تعلقات پر ہے جو ہم ان کے اور ان کے سرداروں کے درمیان پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ جب جام لسبیلہ کے واقعہ کی تمام تفصیلات ہمارے سامنے آئیں گی اور جب اسے اپنی پوزیشن واضح کرنے کا موقع دیا جائے گا تو ہمیں اس کی موجودہ پوزیشن پر سخت تعجب ہوگا۔ ہمیں جام سے موجودہ رویہ اختیار کر کے کیا حاصل ہوا؟ کیا اس سے خان کو ملکی معاملات میں کچھ فائدہ پہنچے گا؟ ہم جانتے ہیں کہ اگر ایسا ہو جائے تو ہمارے لئے یہ بہت سودمند بات ہوگی۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ملک کے لوگوں نے جام کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے؟ اور یہی وجہ ہے کہ اس کے لوگ بغاوت کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ حق عوام کے ساتھ ہے اگرچہ میں نے واقعات کو نہیں دیکھا ـــــــ گو میں نے اس دفتر میں اس سلسلے میں تمام کاغذات پر نظر ڈال لی ہے ـــــــ بہرحال جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اس سے مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ خان کی زیادتیوں کے خلاف اپنے آپ کو بچانے کے لئے جام نے تمام دستوری کارروائیاں کی ہیں۔ کرنل فیری کی بھی یہی رائے ہے اور مجھے اس بات میں مطلق شبہ نہیں کہ موقع آنے پر وہ اپنے خیالات کا برملا اظہار کر دیں گے۔

Marfat.com

مکران میں ایک بڑے سردار اور خان کے وفادار ساتھی کو اچانک اس کے عہدہ سے برطرف کر دیا گیا تھا اور شاہ غازی کے بھائی کو اس کی جگہ مقرر کر دیا گیا تھا عطا محمد حرم کار کھوالا ہے اور اپنا فرض سمجھتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے، عوام سے زیادہ سے زیادہ رقم وصول کرے۔ یہی وجہ ہے جیسا کہ کیپٹن مائل داسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ گنداز) نے اپنے خط میں مطلع کیا تھا اور جس کی نقل میں نے آپ کو ارسال کی تھی۔ مکران کے عوام بغاوت پر آمادہ ہو گئے تھے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ بات یقینی طور پر مان لی جائے گی کہ مختلف اصحاب مثلاً فقیر محمد، سراوان کا ملا محمد خان، جام لسبیلہ کی طرف سے خان کی اطاعت ہماری حکومت کے لئے بہت ہی مفید ہو گی لیکن یقین کیجئے کہ ہم اس وقت تک یہ مقصد حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ ہم اپنے قول و عمل میں یکسانیت پیدا نہیں کر لیتے۔ میں یہ نہایت افسوس کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ تا حال قلات اور اس کے باشندوں کے ساتھ ہماری پالیسی واضح، صاف، سچی اور ایماندارانہ نہیں ہے۔ خان اور اس کے سرداروں کے ساتھ رویے میں ملک کے عمدہ نظام اور نظم و نسق کے سوا کچھ دیگر محرکات بھی ہمارے پیش نظر رہے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے اور ہمارے افسران کے کچھ اور مقاصد نہیں ہیں تو پھر صحیح واقعات کو چھپانے کی خواہش کا کیا جواز ہو سکتا ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ بجائے اس بات کے سننے کے کہ قلات میں امن و امان ہے، ہم یہ سنیں کہ حالات تبدیل ہو گئے ہیں اور ہماری حکومت کو یہ یقین دلایا جائے کہ اگر ہم نے خان کی باقاعدہ مدد نہ کی تو وہ اپنی مملکت پر اپنا قبضہ رکھنے کے لئے کسی دوسری طاقت سے مدد کا خواستگار ہو گا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمارے افسران، بشرطیکہ انہیں حالات کا صحیح علم ہو، آنکھوں پر پٹی باندھے ہوتے ہیں۔ آخر ہم نے خان کی مدد کیوں نہ کی؟ اگر ہمیں حالات کا صحیح علم نہ تھا اور یہ معلوم نہ تھا کہ حالات خاصے تشویشناک ہیں تو یقیناً ہم موردِ الزام ہیں

اور ہمارا فرض ہے کہ ہم مستقبل میں دوبارہ اس قسم کے واقعات کو رونما نہ ہونے دیں۔ لیکن ہم ماضی سے سبق تو نہیں سیکھتے اور اس بات کو میں ابھی ثابت کر دوں گا۔

میں نے آپ کو جنرل جیکب کے "سرحد کے انتظامات کے متعلق خفیہ خطوط" روانہ کئے تھے ان میں سے ایک میں وہ رقمطراز ہیں کہ "ہمارے ارادے اور محرکات ان لوگوں پر اثر انداز ہوں گے"۔ اس سے کچھ آگے وہ لکھتے ہیں کہ "ہمارا حقیقی کردار اور ہمارے افعال یقینی طور پر وہی نتائج پیدا کریں گے جو قدرتی طور پر ان سے پیدا ہونے چاہئیں۔ قلات کی رعایا، مغربی پہاڑیوں کے بردہی، کچھی اور سندھ کے سرحدی علاقوں کے قبائل سے زیادہ کوئی بھی ہم سے متنفر نہیں ہو سکتا۔ ہم نے انہیں قدم قدم پر دھوکہ دیا ہے، ہر موقع پر ان پر ظلم و ستم روا رکھا ہے اور جب انہوں نے شکست قبول کی اور ان کے سردار ہماری خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے انہیں گرفتار کیا"۔ میں نہیں جانتا کہ اس قسم کی تحریر کا کیا جواز ہو سکتا ہے انہوں نے ایک خاص مقصد کے تحت یہ تمام باتیں لکھی ہیں اور ہمیں امید ہے کہ وہ غلطی پر ہیں۔ صرف اس قسم کی باتیں اور ایسی ہی دوسری باتیں جو میں نے تحریر کی ہیں، ریکارڈ پر نہیں ہیں اور انہی باتوں نے مجھے یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کیا ہے کہ میں یہ لکھوں اور اس بات پر زور دوں کہ جب ہم خان اور اس کے سرداروں سے ملیں تو ہم ان دونوں سے ایماندارانہ طور پر کھلے دل سے ملیں۔ لیکن ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اس قسم کی کہانیوں سے متاثر نہ ہوں جو ڈاکٹر لوبین کے منسلک خط میں مرقوم ہیں۔

سر ولیم میری ویدر نے سرداروں سے وعدہ کیا ہے کہ اگر حکومت ان کے اور خان کے درمیان گفت و شنید کراتی ہے تو اس سلسلے میں خان کی مرضی حاصل کی جائے گی۔ اس قسم کی گفت و شنید میں ہر ایک کے ساتھ منصفانہ سلوک روا رکھا جائے گا۔ میں نے جام لسبیلہ کو ان باتوں سے مطلع کر دیا ہے کیونکہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ سردار حقیقی طور پر کنفیڈریشن کے حق میں ہیں اور گفت و شنید کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے

Marfat.com

کہ تمام متعلقہ اور اختلافی امور پر باتیں ہوں۔ اگر آپ وہ زمانہ یاد کریں جب جنرل حبیب در مسٹر فیری نے (جواب سر بارٹل بن گئے ہیں) خان سے ملاقات کی تھی تو سردار بہت زیادہ غیر مطمئن تھے کیونکہ ان کی شکایتوں پر کوئی توجہ مبذول نہ کی گئی تھی۔ اس ملک کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان زخموں پر کبھی بھی پھاہا نہ رکھا گیا اور نہ حالات کو پوری طرح سمجھا گیا اور یہی وجہ ہے کہ یہ ملک اس وقت انقلابی حالت سے دوچار ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ مستقبل میں حالات ٹھیک ہو جائیں تو ہمیں شروع سے تمام حالات پر غور کرنا چاہیئے اور صداقت کی روشنی میں کسی نتیجے پر پہنچنا چاہیئے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں ضرورت سے زیادہ صاف گوئی سے کام لے رہا ہوں تو مہربانی کر کے مجھے معاف کیجئے۔ بہر حال حالات نے مجھے اس پر مجبور کر دیا ہے کہ میں یہ کہوں کہ ہم اس وقت تک کامیاب نہ ہوں گے اور نہ ہم کامیابی کے مستحق ہیں جب تک کہ ہم اس بات پر عمل پیرا نہ ہوں جو ہم زبان سے کہتے ہیں۔ جیسا کہ میں آپ کو پہلے لکھ چکا ہوں اگر آپ خان کی ریاست سے اپنے تعلقات کی تاریخ پر ایک نظر ڈالیں اور یہ دیکھیں کہ خان اور اس کے سرداروں سے ہمارا کیا رویہ رہا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ ہمارا عمل ان سے بہت مختلف رہا ہے۔

۱۷ فروری ۱۸۷۲ء

مندرجہ بالا سطور رقم کرنے کے بعد ہمیں (کرنل فیری اور میں کیمپ میں ایک ساتھ قیام پذیر ہیں) لارڈ میو کی افسوسناک موت کی خبر ملی۔ کس قدر افسوسناک خبر ہے یہ۔ مجھے یقین ہے کہ جو لوگ انہیں جانتے تھے انہیں اس نقصان کا بہت ہی افسوس ہوگا۔ عوام کے لیئے انہوں نے جو کچھ کیا اس سے ان کی وسعت قلب کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور گرچہ مجھ میں اتنی قابلیت نہیں کہ میں اس کے متعلق کچھ کہہ سکوں۔ بہر حال اتنا تو کہا ہی جا سکتا ہے کہ وہ گورے اور کالے سب ہی لوگوں کے دوست تھے۔ اس خبر کے سننے پر

Marfat.com

ہم دونوں نے یہ محسوس کیا کہ ہم اور اس سرحد کے تمام باشندے ایک دولت سے محروم ہو گئے ہیں۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ اگر ہم واقعات کو صحیح روشنی میں دیکھ سکیں تو مناسب کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

گزشتہ رات قلات سے ڈاک آئی۔ جنرل جیکب کے زمانے سے یہ دستور ہے کہ خان کے ارسال کردہ تمام خطوط، چاہے وہ کمشنر کے نام ہوں یا نہ ہوں، پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ذریعے کمشنر کے پاس آتے ہیں۔ اس لئے خان کے وہ خطوط جو انہوں نے کمشنر کے خطوط کے جواب میں لکھے تھے کرنل فیری کے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے ان کے ترجمے کی نقل کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ ایک ہی دن کے لکھے ہوئے دو خطوط ہیں اور ان کا مقصد بھی ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال ان میں خاصا اختلاف ہے۔ جس کے متعلق میں ابھی بعد میں کچھ عرض کروں گا۔ ان خطوط میں درج ہے:

قلات مورخہ ۶ فروری ۱۸۷۲ء

ازخان قلات بنام کمشنر سندھ

آداب عرض

آپ کا خط موصول ہو کر باعث مسرت ہوا۔ میجر میریسن کے توسط سے اس خط کے آنے سے پہلے میں نے یہاں کے حالات کے متعلق کچھ سنا تھا اور جو کچھ میں نے سنا تھا اور جو کچھ مجھے معلوم ہوا تھا اس کی بنا پر میں اور شاہ غازی ولی محمد آپ سے ملنے اور معاملات کو زیر گفتگو لانے کے متعلق سوچ رہے تھے۔ ہم آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔ امید ہے کہ چند روز تک یہ جواب موصول ہو جائے گا۔ اور پھر میں اس کے متعلق عمل پیرا ہوں گا۔ [illegible] میں خود نہ آسکا تو میں شاہ غازی ولی محمد کو آپ سے ملنے کے لئے روانہ کر دوں گا۔ [illegible]س صورت میں میں آپ کو اور ولی محمد کو اپنی طرف سے پورے اختیارات دے

Marfat.com

دوں گا کہ اس سلسلے میں آپ جو کچھ مناسب سمجھیں اس پر عمل پیرا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ آپ کریں گے وہ میرے فائدے ہی کے لئے ہوگا۔ میں اس سے متفق ہوں گا اور اس کے مطابق عمل کروں گا۔ آپ نے قافلوں کی تباہی اور بربادی کے متعلق جو کچھ لکھا ہے تو اس سلسلے میں میں اپنے ملازمین سے پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ قافلوں کے لئے درہ بولان کا راستہ مناسب نہیں ہے۔ اور قافلوں کو دوسرے محفوظ راستے سے جانا چاہیئے لیکن قافلوں والوں نے اس بات پر دھیان نہ دیا اور (جیسا کہ وہ خود بھی جانتے ہیں) وہ خود اس کے ذمہ دار ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ طور پر یہ چیز لکھ کر دی تھی کہ وہ بولان کے راستے سے اپنی مرضی اور ذمہ داری پر جا رہے ہیں۔ یہ تحریر میرے پاس موجود ہے اور اگر میں آپ سے ملنے آیا تو اسے اپنے ساتھ لیتا آؤں گا اور اگر میں نہ آیا تو میں یہ تحریر شاہ غازی ولی محمد کو دے دوں گا۔ میں اس خط کے ساتھ ہی ان اعلانات کی چار نقول ارسال کر رہا ہوں جو کچھی اور کوہستان کی میری رعایا کو لکھے گئے تھے۔ ان میں سے ایک نواب محمد کے لئے، ایک شکر خان کے لئے، ایک مولا صاحب داد ناظم بھاگ کے واسطے اور چوتھا گنداوہ کے نائب کے واسطے ہے۔ یہ نقول میں آپ کے پاس اس لئے بھیج رہا ہوں کہ یہ متعلقہ حضرات کے پاس جلد از جلد اور ضرور پہنچ جائیں۔ مہربانی کر کے ایک نقل اپنے پاس رکھ لیجئے اور باقی متعلقہ حضرات کے پاس بھجوا دیجئے۔

اُسی ڈاک سے اور اسی روز مندرجہ ذیل خط بھی کمشنر کو موصول ہوا۔

قلات مورخہ ۶ فروری ۱۸۷۲ء

آداب عرض

"آپ کا خط مورخہ ۲۵ جنوری ۱۸۷۲ء موصول ہوا۔ اس سے مجھے کچھی میں قتل و غارت اور درہ بولان میں قافلوں کی اس لوٹ مار کے متعلق معلوم ہوا جو بردھیوں نے کی تھی۔ آپ نے تحریر کیا ہے کہ یہ واقعہ اس

Marfat.com

عہد نامے کے خلاف ہے جو انگریزی حکومت اور میرے بھائی نصیر خان کے درمیان ہوا تھا۔ آپ مجھ سے صوبہ کچھی میں انتظامات بہتر کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ مجھے اس پروانے کی نقل بھی موصول ہوئی ہے۔ جو التوائے جنگ کے متعلق کرنل فیری نے میرے نائب کو ارسال کیا ہے۔ مجھے یہ خطوط پڑھ کر از حد خوشی ہوئی۔ مجھے مختصراً یہ کہنا ہے کہ میرے آباؤ اجداد کے ساتھ جو عہد نامے ہوئے ہیں۔ میں ان پر کاربند رہنے کو تیار ہوں میری یہ ہرگز خواہش نہیں ہے اور نہ تھی کہ موجودہ حالات باقی رہیں۔ جو کچھ میں کر سکتا تھا میں نے اپنے عوام کے لئے کیا۔ خدا کے رحم و کرم اور آپ کی مہربانی سے میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گا۔ میں ملک کے انتظام کے لئے آپ کو بخوشی وہ طاقت عطا کرتا ہوں۔ جس کی آپ نے خواہش کی ہے میں ان تمام تجاویز پر جو آپ میرے لئے مناسب خیال کریں گے عمل پیرا رہوں گا۔ میں ان تمام ہدایات کو منظور کرتا ہوں جو آپ نے ۲۲ جنوری کے کرنل فیری کے آرڈر میں میرے وکیل کے لئے رقم کی تھیں۔ مجھے امید ہے کہ میں دو تین دن میں شاہ غازی کو یہاں سے روانہ کر دوں گا اور وہ ماہ حال کی ۲۳ تک بھاگ پہنچ جائے گا۔"

میں اس خط کے ساتھ اصل خطوط کی نقول منسلک کر رہا ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے ایک میں انہوں نے کچھی کا ذکر کیا ہے اور دوسرے میں حالات کو معمول پر لانے کے لئے کمشنر کو تمام طاقت ودیعت کر دی ہے۔ ان دونوں باتوں میں بنیادی اختلاف ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ خود کمشنر سے ملاقات کریں گے۔

مجھے اس سلسلے میں مطلق شبہ نہیں کہ بیلہ کے متعلق سردار مولا محمد اور دوسرے سردار راضی ہو جائیں گے اور جام کو اس عہد نامے میں شامل نہیں کیا جائے گا اور غالباً نور دین کو

Marfat.com

بھی۔ بہرحال حکومت اس سلسلے میں بہتر طریقے سے سوچ سمجھ سکتی ہے۔ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس لمحہ معاملات صرف جزوی طور پر ٹھیک ہو سکیں گے اور ملک میں بہت سے لوگ غیر مطمئن رہیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ سردار حقیقتاً جام کے ساتھ ہیں۔ بنابریں میں اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کروں گا۔ اگر میں حکومت پر پوری طرح واضح نہ کردوں کہ وہ اس معاملے کو طے کرنے میں اپنی پوری صلاحیت سے کام لے۔ میرا خیال ہے کہ اس بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ خان یا اس کا شاہ غازی اس ضمن میں کیا کرتے ہیں۔ میں نے تو خان کو کبھی بھی اتنی اہم شخصیت نہیں سمجھا جتنا اہم اسے بنا دیا گیا ہے۔

کرنل فیری کی صحت اب بہتر ہے۔ لیکن اگر یہاں زیادہ گرمی پڑی تو وہ وطن روانہ ہو جائیں گے۔ میری خواہش ہے کہ ان کے جانے سے قبل یہ کام شروع کر دیا جائے۔ یقین کیجئے کہ اس کام میں کئی مہینے لگ جائیں گے اور معاملات کو ٹھیک کرنے میں زبردست صبر و تحمل کی ضرورت ہوگی۔

غزن نے دورہانی کے قاتلوں کو غیر مشروط طریقے سے سپرد کرنے کا وعدہ کیا ہے دیکھنا ہے کہ وہ اپنے وعدے کو کس حد تک پورا کرتا ہے۔

نمبر ۱۹۔ خضدار مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۲ء

از آر۔ ہوبین اسسٹنٹ سرجن قلات ایجنسی

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر اپر سندھ

میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ ہفتہ بیلہ اور مکران سے کوئی خبر موصول نہیں ہوئی ہے۔

اس جگہ کے جام سنگ (خان کا سب آرڈینیٹ آفیسر) نے مجھے مطلع کیا ہے کہ اسے خان کا ایک خط موصول ہوا ہے جس میں تحریر ہے کہ کچھی کے باغی سردار، شکور خان

Marfat.com

کی وساطت سے معافی کے خواستگار ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ان تمام شرائط کو ماننے کے لئے تیار ہیں جو خان تجویز کریں گے۔

یہاں اور قرب وجوار کے لوگ کاشتکاری اور زراعت میں پوری طرح مشغول ہیں۔

ڈائری نمبر ۷ از پولیٹیکل ایجنٹ قلات۔ ۱۷ر فروری ۱۸۷۲ء
کو ختم ہونے والے ہفتے کے متعلق۔

خضدار مورخہ ۱۷ر فروری ۱۸۷۲ء

سردار مولا بخش کا برادر نسبتی اللہ داد بدوزئی اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ قندھار سے روانہ ہوگیا ہے۔ وہ خاران سے گزرا ہے۔ وہاں کے سردار آزاد خان نے اسے بلاکر اس سے کہا ہے کہ وہ کیچ جاکر سردار نور دین کے ساتھ شامل ہو جائے۔

سردار فقیر محمد نال سے جیو کی طرف چلا گیا ہے۔ معلوم نہیں کیوں؟ بہرحال خیال یہ کیا جاتا ہے کہ وہ شاہ غازی ولی محمد سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔

نواب محمد خان کی، مع ایک دستے کے، کچھی روانگی کے کچھ عرصے بعد ہز ہائی نس خان نے عطا محمد خان (داروغہ) کو لکھا کہ وہ ضلع کیچ کا چارج سردار بھائی خان یا سردار عیسیٰ خان کے سپرد کردے۔ لیکن ان ہدایات پر اس گڑبڑ کی وجہ سے عمل نہ ہوسکا جو سابق چیف نے یہاں پیدا کر دی تھی۔ مؤخر الذکر سردار نے حالات کو قابو میں کیا اور اس طرح فتنہ فساد ختم ہوا۔ داروغہ عطا محمد نے کیچ اور تربت کا چارج اپنے اسسٹنٹ علی جان کے سپرد کیا اور کولی ناہ کے راستے اپنے دستے کے ساتھ قلات واپس چلا گیا۔

میں شاہ غازی ولی محمد کے ساتھ ۱۱ر کو قلات سے روانہ ہوا اور ۱۶ر کو خضدار پہنچا۔ اور آج ۱۷ر کو یہاں ٹھہر کر درہ مولا کے لئے روانہ ہو جاؤں گا اور ۲۳ر یا ۲۴ر تک گنداوہ پہنچ جاؤں گا۔

Marfat.com

ڈائری نمبر ۵ ۱۸۷۲ء

از اسسٹنٹ سرجن آر۔ بویین، ایم۔ ڈی

۱۰ر فروری ۱۸۷۲ء کو ختم ہونے والے ہفتہ کے متعلق

خضدار مورخہ ۱۰ر فروری ۱۸۷۲ء

ہز ہائی نس خان نے میجر ہیریسن کو مطلع کیا ہے کہ انہیں قندھار سے معلوم ہوا ہے کہ ان تاجروں نے جو ڈھاڈر کے نزدیک درہ بولان میں لوٹ لیئے گئے تھے۔ وہاں کے نائب گورنر سے اس سلوک کی شکایت کی ہے جو انہیں بروہیوں کے ہاتھوں برداشت کرنا پڑا انہوں نے اللہ داد بد وزئی کے برادر نسبتی سردار مولا محمد کو گولی سے اڑا دینے کا حکم دیا لیکن مستونگ کے سید علی خان کی سفارش پر یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔

سردار عبد الرحمان گوگرہ مینگل نے ہز ہائی نس کو لکھا ہے کہ امیر نے آزاد خان کو متنبہ کیا ہے کہ وہ ہز ہائی نس کے خلاف بروہیوں کی بالکل مدد نہ کرے۔ اور عبد الرحمان نے آزاد خان کو یہ بھی لکھا ہے کہ بحیثیت دوست وہ کسی بھی ایسی غلط فہمی کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا جو اس کے اور خان کے درمیان موجود ہو۔ نال سے جو خطوط موصول ہوئے ہیں ان سے ان اطلاعات کی تصدیق ہوتی ہے۔

میر محمد مینگل سردار نے جو اس وقت باغبانہ میں مقیم ہے مطلع کیا ہے کہ سردار نوردین مینگل ایک سو اونٹوں سمیت جن پر اناج اور ہتھیار بھی لدے ہوئے تھے، وڈھ اور خضدار پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا۔ اس نے یہ بھی اطلاع دی ہے کہ درہ کومی روری پر پہنچنے کے بعد اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو اپنے سے علیحدہ کر دیا۔ صرف تیس ساتھی اس کے ساتھ رہ گئے تھے۔ جن کے ساتھ وہ بیلہ واپس آگیا۔ جام سنگ نے اطلاع دی ہے۔ کہ مینگلوں اور جاموٹوں میں مستقل جھگڑے ہو رہے ہیں۔

مندرجہ بالا خبر ٹیلیگرام سے بھیجی ہوئی اس خبر کے مطابق ہے جو اس وقت سے

Marfat.com

...ی گئی تھی۔ جب کہ سر ولیم میری ویدر نے سرداروں کو نہایت اچھی شرائط پیش کی
...بھیجی گئی تھی۔ جب کہ سر ولیم میری ویدر نے سرداروں کو نہایت اچھی شرائط پیش کی
...س بشرطیکہ وہ گڑبڑ ختم کر دیں۔

ایک ریئسانی بنام نبی بخش درہ مولا میں ملا۔ اس نے بتایا کہ وہ بیلہ جا رہا ہے اور سردار
...ا محمد کا ایک پیغام نوردین کے لئے لے جا رہا ہے۔

سردار کے شرائط منظور کرنے کے بعد یہ خبر ٹیلیگرام کے ذریعہ بھیجی گئی تھی اور انہوں
...نے نوردین کو مطلع کیا تھا کہ وہ گڑبڑ ختم کر دے۔

نائب پیر بخش نے کوٹڑا سے جام سنگ کو لکھا ہے کہ ۲۷ر جنوری کو ایک شخص بنام
...خان محمد زہری نے اسے زبانی طور پر یہ اطلاع دی ہے کہ وکیل محمد خان کی ہدایات کے بموجب
...ین خان ریئسانی، منوخان گیرانی، جمال خان اور باز خان ہزہائی نس کے ایک دستے کے
...ساتھ بدوزئی اور سجاری قبیلوں کو منتشر کرنے کے لئے گئے ہیں جو کندہ کے نزدیک لرکنگ خان
...بدوزئی اور بہانور خان سجاری کی سرکردگی میں لوٹ مار کر رہے تھے۔ اس لڑائی میں خان
...کے دستے کے تین آدمی زخمی ہوئے۔ دس بارہ لٹیرے موت کے گھاٹ اترے اور لرکنگ کے
...دو زخم آئے۔ ایک گولی سے اور دوسرا تلوار سے۔ عمرانی قبیلہ کو بھی جس نے لٹیروں کی مدد کی تھی،
...سزا دی گئی۔ ایک ہزار بھیڑیں، ساٹھ اونٹ اور ان لوگوں کا دوسرا سامان خان کے سپاہیوں نے
...چھین لیا۔ مین خان اور منوخان اس وقت کندہ میں مقیم ہیں۔

اس ہفتے مکران سے کوئی خبر موصول نہیں ہوئی۔

دو قندھاری قافلے جن کے پاس زیادہ تر اُون تھا۔ اس راستے سے راج سڑک کے
ذریعے کراچی جا رہے ہیں۔ ایک سو پچاس اونٹوں کا ایک قافلہ کراچی سے قندھار کو ۵ر تاریخ کو
ادھر سے گزرا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ راستہ ہر طرح سے محفوظ ہے۔ ۸ر تاریخ کو دن کے
وقت کئی مرتبہ خاصی بارش ہوئی۔

Marfat.com

کیمپ نزد جیکب آباد۔ ۱۹ فروری ۱۸۷۲ء

از کیپٹن آر۔ جی۔ سنڈیمن بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

میں یہ خیال کرتا ہوں کہ موجودہ حالات میں آپ کو یہاں کے واقعات سے مطلع کرتے رہنا چاہیئے۔ اسی لیئے میں آپ کو دوبارہ لکھ رہا ہوں۔

گزشتہ خط میں میں آپ کو مطلع کر چکا ہوں کہ ہمیں خان کے دو خط ملے تھے جو ایک ہی دن لکھے گئے تھے اور سر ولیم میری ویدر کے پتہ پر تھے لیکن وہ پہلے کرنل فیری کے پاس پہنچ گئے تھے جنہوں نے مجھے ان کی نقول دیدی تھیں جو میں نے آپ کو بھیج دی تھیں۔

ان خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ خان یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کمشنر کیا چاہتے ہیں تاکہ وہ اس کے مطابق عمل پیرا ہو سکیں۔

کل صبح کی ڈاک سے سر ولیم میری ویدر کا ایک خط کرنل فیری کے نام آیا ہے جس میں انہوں نے خان کے رویہ پر اطمینان کا اظہار کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے خان کو جیکب آباد کی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ انہوں نے یہ کانفرنس جیکب آباد میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

یہ موقع مناسب ... ہے کہ میں آپ کو تمام واقعات سے مطلع کر دوں۔

آپ کو وہ خبر تو یاد ہو گی جو کچھ دن ہوئے سر ولیم میری ویدر کو کچھی سے موصول ہوئی تھی۔ اس قسم کی خبر مجھے پہاڑیوں سے موصول ہوئی تھی۔ اس میں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ لسبیلہ کے چیف علی خان اور نور دین مینگل نے خضدار میں ہیرلیس پر حملے کی گفتگو کی تھی جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے ہیرلیس اور خان دونوں میں سے کوئی بھی نور دین سے کسی خاص نتیجے پر نہ پہنچے تھے اور نہ ہی سر ولیم میری ویدر نے اس سے کوئی گفتگو کی تھی۔ اس لئے یہ ممکن نہ تھا کہ اگر خان قلات سے روانہ ہوں تو نور دین اور جھالاوان والے ان پر حملہ آور ہو جاتے گو ہیرلیس اس کا پیچھا کر رہے ہوتے بہرحال امید ہے کہ ایسا نہیں ہو گا۔

Marfat.com

دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے درّوں کے متعلق سرداروں سے کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے، اس لئے یہ ناممکن نہیں ہے بلکہ عین ممکن ہے کہ اگر جیکب آباد میں حالات ٹھیک نہ رہے تو خان کے قلات چھوڑنے کے بعد نور دین اس پر قبضہ کرلے۔

بہرحال ہمیں فرض کرلینا چاہیئے کہ خان اور اس کے سردار جیکب آباد آئیں گے، اس کے بعد ہمیں حالات پر ایک نظر ڈالنی چاہیئے۔

مجھے بہت حد تک یقین ہے کہ تمام سرداروں کا نقطہ نظر ایک ہی ہے اور اگر وہ اس پر مستحکم رہے تو خان کو ان کی بات ماننی پڑے گی۔ ہم دیکھ ہی چکے ہیں کہ ان کی فوج کچھ زیادہ نہیں کرسکتی۔ اگر جیکب آباد میں جہاں وہ ہماری درخواست پر آئیں گے وہ اور ان کے سردار کسی فیصلہ پر نہیں پہنچتے اور خان ان کی ٹھیک بات نہیں مانتا تو چونکہ ان کے پاس طاقت ہے اور وہ خان کے خلاف ہیں۔ اس لئے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خان اپنی مملکت سے نکال دیا جائے گا۔ اگر ایک تسلی بخش فیصلہ نہیں ہو جاتا تو وہ بغیر فوج کے قلات کس طرح واپس آسکتا ہے؟ کیونکہ جیسا کہ میں اشارۃً کہہ چکا ہوں نور دین اس پر قابض ہو چکا ہوگا۔

لیکن میں اس قسم کے مفروضے قائم نہیں کرنا چاہتا اور اگر خان سوچ سمجھ کر کام کریں تو ایسا ہوگا بھی نہیں۔ میں صرف اس امید پر یہ باتیں لکھ رہا ہوں کہ جیکب آباد کی میٹنگ سے پہلے کچھ عام اصول حکومت کی طرف سے بھیج دیئے جائیں تاکہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آجائے۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ہم نے (کرنل فیری اور میں) کانفرنس کے متعلق کوئی خط نہیں دیکھا ہے۔ مجھے یہ بھی امید ہے کہ کانفرنس سے پہلے اس بات کا بھی فیصلہ کرلیا جائے گا کہ کیا جام لسبیلہ، نور دین مینگل اور علی خان جاموٹ کو گفت و شنید میں شامل کیا جائے گا؟

یقین کیجئے (اور میرے پاس اطلاعات حاصل کرنے کے کافی اچھے ذرائع موجود ہیں) کہ اگر ہم علاقے میں کافی طاقت استعمال نہیں کرنا چاہتے تو ہمیں فراخدلانہ پالیسی پر

Marfat.com

عملدرآمد کرنا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ خان اور اس کے سرداروں کو مشترکہ مفاد کی خاطر ایک نقطہ پر جمع کر دیا جائے۔ اس کا انحصار ہمارے منصفانہ رویہ پر اور خان کے یہ بات ذہن نشین کرا دینے پر ہے کہ اگرچہ ہم خان کی ہر ممکن مدد کریں گے لیکن اس کی حکومت اور طاقت کا انحصار ملک کی وفاداری اور محبت پر ہے اور صرف اس صورت میں وہ اپنی حکومت قائم رکھ سکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا جا رہا ہے، معاملات کو وقتی طور پر سلجھا دیا گیا اور سرداروں کی تسلی نہ کی گئی تو میرا خیال ہے کہ صرف وقتی طور پر امن قائم ہو سکے گا اور نتیجہ بجائے اچھا ہونے کے اور زیادہ خراب نکلے گا۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے ثبوت میں میں گزشتہ دو ماہ کے واقعات پر ایک نظر ڈالنا چاہتا ہوں جب سے میں جیکب آباد میں سرولیم میری ویدر کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

۱۹ دسمبر کو خان کے وکیل کی دعوت پر مسراوان کے سردار، سردار مولا محمد کی سرکردگی میں جیکب آباد سے صرف چند میل تک آ گئے تھے اور ان کا مقصد تھا کہ دونوں فریق کسی فیصلہ پر پہنچ جائیں اور دونوں فریق کرنل فیری کی موجودگی میں اس کی تصدیق کریں۔

لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا کیونکہ یہ کہا گیا کہ خان لڑنے اور جنگ کرنے کا متمنی ہے اس کے ایجنٹ سے کہہ دیا گیا کہ خان بزدل ہے اور اسے میدان جنگ ہی میں اپنی قسمت آزمانی چاہیئے۔

سردار وہاں سے چلے گئے اور اس سے پہلے کہ سردار اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جاتے خان کے دستوں نے انکے ساتھیوں پر بھاگ میں حملہ کیا اور ان میں سے تقریباً تیس بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں کو قتل کر دیا۔ سرداروں نے غصہ میں آکر درہ بولان میں دو قافلوں کو لوٹا اور کشت و خون کا بازار گرم کر کے بارہ آدمیوں کو قتل اور بیس کو زخمی کیا اور افغان علاقے میں چلے گئے۔ خان کے دستوں نے بلوچ لیویز کی مدد سے ان کا پیچھا کیا

Marfat.com

انہوں نے اس کی بھی کوشش کی کہ بجرانی مری اور خجک ان کے ساتھ شامل ہو جائیں لیکن انہیں اس میں زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ سرداروں کو ان کی جائے پناہ سے نکالنے کی کوشش کے بعد یہ دستے ڈھاڈر میں واپس آ گئے۔ لیکن اس سے پہلے ان کے افسران بالا سرداروں سے ان ہی شرائط پر صلح کر چکے تھے۔ جو جیکب آباد میں نامنظور کر دی گئی تھیں۔

اس اثنا میں مکران اور درۂ مولا میں حالات اور زیادہ خراب ہو گئے تھے۔ گوالیر کے پولیٹیکل ایجنٹ کیپٹن مائلز نے رپورٹ کی کہ کچھ عرصے سے اس علاقہ میں افراتفری پھیلی ہوئی ہے اور لوگ خان کے نائب عطا محمد خان کے ظلم و ستم کے خلاف بغاوت پر اتر آتے ہیں۔ عطا محمد خان، کچھ میں نائب مقرر کر دیا گیا تھا (واقعتاً سردار فقیر محمد جو تیس سال تک یہاں نائب رہا تھا اور بحیثیت ایک اچھے انسان اور قابل منتظم کے دور و نزدیک مشہور تھا اور لوگ اس سے محبت کرتے تھے۔ اس اہم جگہ سے صرف اس وجہ سے ہٹایا گیا تھا کہ شاہ غازی کے بھائی کو وہاں لایا جا سکے)۔ اطلاعات موصول ہوئی تھیں کہ نور دین مینگل خضدار پر حملے کی تیاری کر رہا ہے اور ہم اس خبر کو سننے کے لئے تیار تھے کہ جھالاوان والوں اور خاران کے آزاد خان نے خان کے خلاف ہتھیار اٹھا لئے ہیں۔

یہ حالات تھے کہ کمشنر کو حکومت ہند کا ایک ٹیلیگرام ملا کہ باغیوں کی کامیابی اس قدر نمایاں ہے کہ اب اس کے علاوہ اور کوئی صورت باقی نہیں ہے کہ سرداروں سے صلح کر لی جائے اور اگر سر ولیم میری ویدر کو خان کی رضامندی حاصل ہو جائے تو وہ دونوں میں صلح کرانے کی کوشش کریں ورنہ نہیں۔ یہ واقعہ ۲۴ جنوری کا ہے، عین اسی دن کا جب کہ خان کے ایجنٹ سے یہ کہا گیا تھا کہ وہ جائے اور سرداروں کے خلاف نبرد آزما ہو۔

اس ٹیلیگرام کے موصول ہونے کے بعد سر ولیم میری ویدر نے خان سے بغیر پوچھے (کیونکہ انہیں خان کی رضامندی کا یقین تھا اور مندرجہ بالا خط سے ان کے اس خیال کی تائید بھی ہوتی ہے) دو ٹیلیگرام بھیجے۔ ایک سرداروں کو دوسرا خان کو۔ خان کے ٹیلیگرام

Marfat.com

ہیں انہوں نے سرداروں سے گفت وشنید کے لئے ... مطالبہ کیا تھا۔ سرداروں نے پیش کردہ شرائط کی بنیاد پر ثالثی منظور کر لی۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ انہیں خان کے ایجنٹوں پر اعتبار نہیں ہے اور امن صرف اس صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ خان کے دستے ڈھاڈر سے بھاگ یا گنداوہ چلے جائیں۔ اس پر اتفاق ہو گیا اور پھر جیف نے کرنل فیری کو اس تحریر کی نقول بھیج دیں جو سرداروں اور ایجنٹ کے درمیان رقم ہوئی تھی اور یہ پوچھا کہ کیا وہ شرائط حقیقی تھیں اور ایماندارانہ طور پر پیش کی گئی تھیں۔ دوسرے ٹیلیگرام کے جواب میں خان نے دو خطوط ایک ہی دن بھیجے۔ جن کا ذکر مندرجہ بالا سطور میں کیا جا چکا ہے۔ ان میں سے ایک میں وہ کمشنر کی ہدایات پر عمل کرنے کو پوری طرح تیار ہیں اور دوسرے میں وہ صرف کچھی کے تصفیہ تک اس معاملہ کو محدود کرنا چاہتے ہیں۔

مسٹر ولیم میری ویدران جوابات سے جو کچھ سمجھے وہ اس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے کرنل فیری کو لکھا کہ ان دو خطوط سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خان کے جوابات نہایت تسلی بخش ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ خان جیکب آباد آئیں۔

مندرجہ بالا سطور میں میں نے آج تک کے واقعات اور حالات قلم بند کر دیئے ہیں جس جگہ پر میں ہوں وہاں رہتے ہوئے میں لکھنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔ میں یہی کر سکتا ہوں کہ کشت و خون اور گڑبڑ روکنے کے لئے حکومت کو خان اور ان کے سرداروں کے درمیان ثالث بننے کے اصول متعیّن کر لینے چاہیئں۔ میں نے اس چیز کو پوری طرح واضح کر دیا ہے۔ میں اسے اس قدر اہم خیال کرتا ہوں کہ اگر میں اس کی اہمیت کو پوری طرح واضح نہیں کر سکا تو اس میں قصور میری طرز ادا کی کم مائگی کا ہے۔

جب ۱۸۵۸ء میں گنداوہ کے مقام پر جنرل جیکب اور سر بارٹل فریری سرداروں سے ملے تو اس کے بعد سردار غیر مطمئن واپس گئے اور پھر ۱۸۶۲ء میں ایک بغاوت رونما ہوئی۔ مختصراً میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمیں نہایت ہی خراب حالات کو ٹھیک کرنا ہے اور اس کی

Marfat.com

صرف یہ صورت ہے کہ ہم سرداروں کے دل سے یہ بات نکال دیں کہ اب تک ہم نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اس بات کا خیال رکھا کہ کہیں خان غیر مطمئن نہ ہو جائیں یا کسی اور وجہ سے ہم ان کے ساتھ سخت رویہ اختیار کئے ہوئے تھے اور اب ایسا نہیں ہوگا۔

میں نے منسلک خط اس امید پر روک رکھا تھا کہ سر ولیم کا جواب آئے گا۔ لیکن تا حال جواب نہیں آیا۔ مجھے اپنی رپورٹ تیار کرنی ہے اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ منسلک خط کو اب بھیجنے میں دیر نہ کروں۔

کیمپ جیکب آباد مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۷۲ء

از کیپٹن آر۔ جی سنڈیمن

بنام کرنل آر۔ فیری۔ سی۔ جی۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر

گزشتہ ماہ کی ۲۴ تاریخ کے آپ کے نیم سرکاری خط کے جواب میں عرض ہے۔ اس خط میں آپ نے تحریر کیا ہے کہ سندھ کے کمشنر نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ سرحدی معاملات کے متعلق گزشتہ رپورٹ میں، جس میں میں نے قلات کے موجودہ حالات پر مفصل روشنی ڈالی تھی۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا بلکہ صرف مریوں کے مسئلے تک اپنے آپ کو محدود رکھنا چاہیئے تھا جو کہ مٹھن کوٹ کی کانفرنس میں زیر بحث آیا تھا۔ آپ کی آسانی کے لئے میں آپ کے خط سے اقتباس پیش کرتا ہوں۔

"سرحدی معاملات کے متعلق تمہاری رپورٹ اور سبی اور مری پہاڑیوں کے حالات کی خبریں مورخہ ۲۰ ماہ حال (۲۰ جنوری ۱۸۷۲ء) کے متعلق جب سر ولیم میری ویدر نے کل صبح مجھ سے گفتگو کی تو انہوں نے اپنی اس رائے کا اظہار کیا کہ تمہیں مری قبیلہ کے مسئلہ پر اور پنجاب کے متعلق گفتگو کے علاوہ اور کسی موضوع پر اظہار خیال نہ کرنا چاہیئے تھا

Marfat.com

اور جس انداز سے تم نے قلات اور لسبیلہ کے واقعات کا تذکرہ کیا ہے
وہ میرے، بحیثیت پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے فرائض میں دخل اندازی کے
مترادف ہے۔"

۲۔ آپ کا خط آنے کے بعد میں نے اس مسئلہ پر کافی غور و خوض کیا۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ جب تک میں مفاد عامہ کو نقصان نہ پہنچاؤں، اس وقت تک کمشنر کی درخواست پر عمل کرنا میرے لئے ناممکن کی حد تک مشکل ہے۔ میں اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

۳۔ حکومت ہند کے ریزولیشن ۲۲۴۸ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۷۱ء بمقام شملہ کے مطابق ڈیرہ غازی خان کا ڈپٹی کمشنر تمام سیاسی معاملات میں جو ریاست قلات کے متعلق ہوں، پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر* کے ماتحت کیا گیا ہے۔ ڈیرہ غازی خاں کی سرحد کے معاملات کے سلسلے میں اب ان کی پوزیشن وہ ہو گئی ہے جو اس سے پہلے کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ جات ڈویژن کی تھی۔

۴۔ اب تک ڈپٹی کمشنر کی پوزیشن یہاں سرحد پر ایک پولیٹیکل ایجنٹ کی رہی ہے جس کا یہ فرض ہے کہ وہ کمشنر کو یہاں کے تمام حالات سے باخبر رکھے۔ اسے پہاڑی سرداروں اور دوسرے متعلقہ افراد سے گفت و شنید کی مکمل آزادی تھی اور ان تمام معاملات کی اطلاع جن کا تعلق کسی نہ کسی صورت میں انگریزی مفاد سے ہو اور جو سرحدی علاقے یا اس کے قرب و جوار میں وقوع پذیر ہو رہے ہوں۔ کمشنر تک پوری آزادی سے پہنچانا اس کے فرائض میں داخل ہے۔

۵۔ لیکن اگر مِٹھن کوٹ میں ان طریقوں کو بدل دیا گیا ہے۔ جیسا کہ کمشنر صاحب کہتے ہیں اور قلات کے سلسلے میں میری گفت و شنید کرنے کی طاقت کو محدود کر دیا گیا ہے جیسا کہ آپ کے اس نیم سرکاری خط سے ظاہر ہوتا ہے تو میرا خیال ہے کہ کانفرنس کے

Marfat.com

نتائج وہ نہ نکل سکیں گے جن کی امید تھی۔ مجھے اس قسم کی کوئی بات یاد نہیں اور نہ ہی حکومت کی تجویز میں یہ بات موجود ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ پرانے طریقے کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ سر ولیم میری ویدر کی بات سے یہی امر واضح ہوتا ہے۔

۶۔ حالانکہ میرے خیال میں مقصد تو اس سے متضاد تھا۔ کیونکہ اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو اس کانفرنس کا مقصد یہ تھا کہ حکومت سے مری اور بگٹی قبائل کے تعلقات کو متعین کیا جائے اور خان قلات کی پوزیشن اور اس کے سرداروں کے اس کے ساتھ تعلقات کو واضح کیا جائے۔ یہ بات بہت ہی زیادہ ضروری ہو گئی تھی۔ کیونکہ بہت سے سردار مختلف مواقع پر، مریوں کے ہیڈ کوارٹر کاہان میں جو کہ پنجاب کی سرحد سے صرف اسّی ۸۰ میل کے فاصلے پر ہے پناہ لے چکے تھے اور جس کی وجہ سے اس سرحد پر بے چینی اور گڑبڑ پھیل گئی تھی۔

۷۔ ان سرداروں نے کاہان میں پہنچنے کے بعد مری سرداروں سے مدد کی درخواست کی تھی۔ جنہوں نے مجھ سے اس معاملے میں مشورہ طلب کیا تھا لیکن جب ان سرداروں کو نا امیدی ہو گئی تو وہ قندھار کی طرف روانہ ہو گئے لیکن جانے سے پہلے انہوں نے مجھ سے بارہا بات چیت کی اور اپنے اور خان کے اختلافات پر روشنی ڈالی اور یہ بھی کہا کہ وہ اپنی مرضی سے بغاوت پر آمادہ نہیں ہیں بلکہ وہ تو بغاوت پر مجبور کر دیئے گئے ہیں، وہ تو صرف یہ چاہتے تھے کہ حکومت ان کے اور خان کے درمیان منصفانہ طور پر ثالثی کے فرائض انجام دے جو کہ بقول ان کے حکومت کا فرض منصبی ہے۔

۸۔ سرداروں کی ان باتوں اور ڈیرہ غازی خان کے ڈپٹی کمشنر کا اُن کی معروضات کے نتیجے کے طور پر، جو اس نے وقتاً فوقتاً قلات کے معاملات کے سلسلے میں حکومت کو پیش کی تھیں اور یہ واقعات سندھ کے تعلق سے لوئر ڈیرہ جات کی سرحد پر اثر انداز ہو رہے تھے۔ مٹھن کوٹ کی کانفرنس طلب کی گئی تھی اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، اس

Marfat.com

میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ چونکہ قلات، پنجاب اور سندھ کی سرحدوں سے متعلق افسران ایک دوسرے کے بہت زیادہ قریب ہیں۔ اس لئے تینوں کی سرحدوں کے سیاسی انتظامات کو ایک افسر کے سپرد کر دیا جائے اور اس مقصد کے تحت ڈیرہ غازی خان کے ڈپٹی کمشنر کو قلات کے ان تمام معاملات کے سلسلے میں جن کا تعلق پنجاب سے تھا۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر کے ماتحت کر دیا گیا تھا اور ان کے دائرہ اختیار کو لوئر ڈیرہ جات تک وسیع کر دیا گیا تھا۔

۹ - اپنی اس رائے کی تائید میں میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ مٹھن کوٹ کانفرنس میں موجودہ نظام کو تبدیل کرنے کے متعلق مُطلق کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ کچھی اور قلات کی درمیانی سرحد تک اس نظام کو وسیع کرنے کی سفارش کی گئی تھی اور مری کے گھوڑ سواروں کو اس علاقے کی حفاظت کے لئے ملازم رکھنے پر غور و خوض ہُوا تھا۔ آپ نے خود اپنے خط میں جس کا میں یہ جواب دے رہا ہوں یہ کہا ہے کہ آپ قلات کے معاملات کے پیش کرنے کے سلسلے میں میری طاقت کو محدود کرنا مناسب خیال نہیں کرتے۔ آپ اس سلسلے میں رقمطراز ہیں۔

"میں نے سر ولیم میری ویدر سے (جواباً) کہا کہ مجھے تمہارے ان خبروں کے متعلق لکھنے پر کوئی اعتراض نہیں جو تمہیں وصول ہوتی ہیں اور جب یہ پہاڑی لوگ اپنے ان معاملات کے متعلق گفتگو کرتے ہیں جن کا تعلق قلات سے ہے تو تمہارے لئے ایک خبر کو دوسری خبر سے علیحدہ کرنا ناممکن ہے۔"

۱۰ - جیسا کہ میں بارہا کہہ چکا ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ قلات اور پنجاب کی سرحد کی جغرافیائی پوزیشن ایسی ہے کہ وہ دونوں مرلوں کی زد میں ہیں اور ہمیں یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ حکومت اس قبیلہ کا خاص خیال رکھتی ہے۔ اس کے برخلاف

Marfat.com

بگٹیوں کے علاقے کے محل وقوع کی بنا پر سندھ کی سرحد کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے کیونکہ یہ علاقہ بہت حد تک سندھ اور مری علاقہ کے درمیان واقع ہے۔

۱۱۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ خان نے بولان کی حفاظت کے لئے مرلوں کو ملازم رکھا ہُوا ہے۔ موجودہ گڑبڑ کے نتیجہ کے طور پر ان لوگوں نے خان کی ملازمت چھوڑ دی ہے اور اب پنجاب کی سرحد کے قریب اپنے قبیلہ کے پاس چلے گئے ہیں۔ یہ چیز اس بات کو واضح طور پر ثابت کرتی ہے کہ نئے حالات کے تحت میں پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ، سرداروں اور لوگوں سے قلات کے تمام معاملات پر گفتگو کروں۔ بصورت دیگر میں اپنے فرائض پوری طرح ادا نہیں کر سکتا۔

۱۲۔ مزید برآں کچھ اور بھی وجوہ ہیں۔ جن کی وجہ سے ریاست قلات اور سندھ کی سرحد کے متعلق میری گفتگو پر قدغن لگانے سے نہ خان کو کچھ فائدہ ہو گا اور نہ حکومت کو۔ میری گزشتہ رپورٹیں واضح طور پر یہ ظاہر کرتی ہیں کہ مرلوں کے متعلق اور سرداروں سے ان کے تعلقات کے ضمن میں میری اطلاعات کا منبع سبّی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ باروزئی سردار اور ہمارا اپنا مزاری سردار آپس میں گہرے دوست ہیں۔ اول الذکر کا خفیہ ایجنٹ ایک مزاری ہے۔ اس لئے ہُوا یوں کہ جب خان کے دستے سبّی کے علاقے میں داخل ہوئے اور سرداروں کے کہنے سے بختیار خان ان سے اور مری سرداروں سے ملنے اور ان کا راہ عمل معلوم کرنے کے لئے ان کے پاس گیا تو مجھے کافی قیمتی معلومات حاصل ہوئیں اور اس کے متعلق بھی بہت کچھ معلوم ہو گیا کہ سرداروں کا ارادہ کیا تھا۔ یہی وہ باتیں تھیں جو میں نے آپ کے گوش گزار کر دیں اور یہی وہ باتیں ہیں جو اس وقت زیر بحث ہیں۔

۱۳۔ ان تمام حالات کے پیش نظر جو میں نے مندرجہ بالا سطور میں پیش کر دیئے ہیں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس علاقے میں بحیثیت پولیٹیکل [illegible] اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے یہ ضروری ہے کہ میں آپ سے تمام سیاسی

Marfat.com

معاملات میں گفت وشنید کر سکوں ۔ بصورت دیگر کم از کم یہ تو کہا ہی جا سکتا ہے کہ اس علاقے میں یہاں کے سرداروں اور قبائل کے درمیان میری جو پوزیشن ہے ۔ میرے لئے اس کا قائم رکھنا ناممکن ہو جائے گا ۔ اگر میں آپ کے خط میں رقم کردہ ہدایات پر عمل کروں تو اس کا جو کچھ نتیجہ ہو گا وہ میں بیان کر چکا ہوں ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا ۔ اگر آپ سر ولیم میری ویدر کو باقاعدہ محکمانہ طور پر دوبارہ اس معاملے کے متعلق لکھیں ۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ انہیں میرے فرائض کے متعلق کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے ۔ میرا مقصد صرف اس قدر ہے کہ قلات اور انگریزی سرحد کے سلسلے میں جو خبریں مجھ تک پہنچیں ، انہیں میں وصول کروں ۔ آپ تک پہنچاؤں اور ان پر گفت وشنید کروں ۔ یقیناً یہ کام افسران بالا کا ہے کہ وہ میری گزارشات پر عمل کریں یا نہ کریں ۔

۱۴ ۔ آپ کا یہ خط آنے سے پہلے کمشنر سندھ کی ہدایات مجھے ملی تھیں کہ میں قلات کے موجودہ حالات کے متعلق انہیں مطلع کروں لیکن ابھی میں ایسا نہیں کروں گا بلکہ آپ کے جواب کا انتظار کروں گا ۔ کیونکہ جب تک مجھے قلات کے معاملات پر آزادانہ طور پر اظہار خیال کی اجازت نہ ہو ۔ اس وقت تک میں اس انداز سے خط کا جواب نہیں دے سکوں گا ، جس انداز سے میں چاہتا ہوں ۔ میرے دل میں یہ تمنا بھی بیدار ہو سکتی ہے کہ جو واقعات مجھے معلوم ہیں اگر میں انہیں پیش کر دوں تو شاید حکومت خان قلات اور اس کے سرداروں کے درمیان بہتر طریقے سے تعلقات قائم کروا سکے ۔

ٹیلیگرام نمبر ۹۷ جیکب آباد ، مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۷۲ء

از کیپٹن آر ۔ سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

کمشنر نے اپنے خط میں پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو لکھا ہے کہ میں اپنے آپ کو صرف

Marfat.com

مری بگٹی مسئلہ تک محدود رکھوں۔ فیری نے اس کا جواب دیا کہ اس طرح مجھے کانفرنس میں بھیجنے کے حکومت کے حکم کی نفی ہوتی ہے۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ اگرچہ میں نے ان کے ساتھ اور ان کی ماتحتی میں کام کیا ہے لیکن جب تک حکومت اپنا حکم واپس نہ لے لے میں کچھ نہیں کرسکتا۔ انہوں نے کمشنر سے کہا ہے کہ اس سلسلے میں حکومت سے ہدایت حاصل کی جائے کیونکہ میں ان کے لئے بہت مفید ہوں۔ امید ہے کہ مجھے اس وقت تک یہاں رکھا جائے گا۔ جب تک کہ کانفرنس میں خان کے وزیر اور سرداروں کے درمیان قلات کے معاملات کا کچھ فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ خط و کتابت میں کل کر چکا ہوں۔

ٹیلیگراف سے پیغام، مورخہ ۲۶، فروری ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری حکومت پنجاب

بنام سیکرٹری محکمہ خارجہ حکومت ہند

مندرجہ ذیل ٹیلیگرام کیپٹن سنڈیمن، ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان، ایکار خاص سے موصول ہوا ہے۔

(مندرجہ بالا ٹیلیگرام نقل کیا گیا)

لیفٹیننٹ گورنر کے خیال میں کیپٹن سنڈیمن کی پوزیشن یہ ہے۔

اوّل۔ حکومت ہند کے ریزولیوشن مورخہ ۱۹ اکتوبر سال گزشتہ کی رو سے حکومت اور مری بگٹی قبائل کے تعلقات کے سلسلے میں وہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر کے ماتحت ہے۔ یہ اس کا فرض ہے کہ قلات اور سرحد کے دوسرے علاقوں کے متعلق اسے جو اطلاعات ملیں وہ انہیں پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ تک پہنچا دے۔ یہ بات دخل اندازی ہرگز نہیں ہے اور لیفٹیننٹ گورنر کسی بھی پولیٹیکل ایجنٹ کا یہ فرض سمجھتے ہیں کہ جو دلچسپ خبر اسے معلوم ہو، وہ اسے آگے بڑھا دے۔

Marfat.com

دوم ۔ حکومت ہند کے احکامات کے تحت کیپٹن سنڈیمن کو بکارِ خاص جیکب آباد بھیجا گیا تھا تاکہ وہ ریاست قلات کے اندرونی جھگڑوں میں تصفیہ کرانے میں مدد دے سکے وہ کمشنر سندھ سے کسی طرح بھی منسلک نہیں تھا بلکہ اسے قلات کے معاملات میں آزادانہ اور مکمل طور پر اپنی رائے کو پیش کرنا تھا اور اگر کمشنر اس سے اختلافات کرتا تو اسے اس اختلاف کی وجوہ بیان کرنی تھیں ۔ وہ ابھی تک اس ڈیوٹی پر ہے اور حکومتِ ہند کے احکامات بدستور قائم ہیں ۔ لیفٹیننٹ گورنر حکومت ہند سے کیپٹن سنڈیمن کی محکمانہ پوزیشن کو متعین کروانا چاہتے ہیں ۔

۲۵۴۔S ۱۰۶ مورخہ ۲۹ فروری ۱۸۷۲ء

از لیپل گریفن ، قائم مقام سیکرٹری حکومت پنجاب

بنام سیکرٹری محکمہ خارجہ ، حکومتِ ہند

میرے ٹیلیگراف کے پیغام مورخہ ۲۶ ماہ حال کے سلسلے میں مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں کیپٹن سنڈیمن کے خط مورخہ ۲۰ فروری اور اس سے منسلک کاغذات کی نقول بھی روانہ کردوں ۔ یہ خط وغیرہ قلات کے معاملات سے متعلق ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی عرض کروں کہ متعلقہ افسر کی محکمانہ پوزیشن ، جو میں اپنے مذکورہ بالا پیغام میں بیان کر چکا ہوں کے سلسلے میں ریزولیوشن ۲۲۸۸ مورخہ ۱۹ اکتوبر سال گزشتہ کی نقل غالباً حکومت کو پیش نہیں کی گئی تھی ۔ ان کاغذات میں جو سیکرٹری محکمہ خارجہ کو خط ۲۳۳۷ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۷۱ء کو بھیجے گئے تھے ۔ یہ درج تو ہے لیکن حقیقتاً جو چیز بھیجی گئی تھی وہ صرف مری بگٹی کی لیویز کے مزید وظیفہ کے متعلق تھی ۔ (سیاسی روداد حکومت پنجاب نومبر ۱۸۷۱ء صفحات ۸۸۹ - ۹۴۹ دیکھئے) میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ براہ مہربانی اس حکومت کو مذکورہ بالا ریزولیوشن کی ایک نقل ارسال کر دی جائے ۔

Marfat.com

کیمپ اپر سندھ فرنٹیئر مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۷۲ء

از کیپٹن آر۔ جی۔ سنڈمین قائم مقام ڈپٹی کمشنر، ڈیرہ غازی خان

بنام قائم مقام سیکرٹری، حکومت پنجاب

گزشتہ ماہ کی ۲۴ کو مجھے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر سندھ کا ایک نیم سرکاری خط موصول ہُوا تھا۔ جس کی نقل میں نے آپ کو روانہ کردی تھی۔ اس خط میں مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں آیندہ سے قلات کے معاملات کے متعلق اپنی رپورٹ کو صرف مرلوں کے مسئلہ تک محدود رکھوں۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے یہ کمشنر سندھ کی ہدایت پر کیا تھا۔ اس معاملے میں ان کی اپنی رائے یہ تھی کہ میرے لیے اس حکم کی بجا آوری بہت مشکل تھی کیونکہ پہاڑی لوگ مجھ سے قلات کے تمام معاملات پر گفت وشنید کرتے ہیں اور میرے لئے یہ بہت مشکل ہے کہ جو باتیں مجھے معلوم ہوں۔ ان کے متعلق رپورٹ کرتے ہوئے میں انہیں باقی باتوں سے علیحدہ کرسکوں۔

۲۔ یہ خیال کرتے ہوئے بلکہ امید کرتے ہوئے کہ کمشنر صاحب کو اس سلسلہ میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے ۱۱ ماہ حال کو کرنل فیری کے خط میں اس مسئلہ پر مفصل عرضداشت پیش کی تھی۔ میں نے اس کی ایک نقل آپ کو بھی پیش کردی تھی۔

۳۔ اس کے جواب میں فیری کو سر ولیم میری ویدر کا منسلک جواب موصول ہُوا ہے انہوں نے مجھے ایک رپورٹ بھیجنے کی تاکید کی ہے اور مجھے اس بات کی بطور خاص اجازت دی ہے کہ مَیں قلات کے معاملات پر بھی بحث کرسکتا ہوں لیکن اس جواب کے دوسرے پیراگراف سے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ رعایت صرف اس لئے دی گئی ہے کہ انہیں خیال ہے کہ میں رپورٹ دینے کا بہت ہی زیادہ متمنی تھا۔ کمشنر نے مجھے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا کہ کیا میں عام طور پر قلات کے معاملات پر رپورٹ بھیج سکتا ہوں؟

Marfat.com

اور یہ افسران بالا کی مرضی ہے کہ وہ میری رپورٹوں پر عمل کریں یا نہ کریں۔

۴۔ آپ دیکھیں گے کہ میں نے کرنل فیری کے اپنے خط مورخہ ۹ ماہ حال میں کمشنر سندھ کے ۱۷ ماہ حال کے خط کا جواب ارسال کیا ہے جس میں میں نے اس بات کی تشریح کی ہے کہ میں جیکب آباد کیوں آیا تھا اور یہ امید بھی ظاہر کی تھی کہ چونکہ میں عجیب و غریب حالات میں کام کر رہا ہوں۔ اس لئے اگر حکومت کو یہ تمام خط و کتابت روانہ کردی جائے تو مجھ پر یہ بڑی مہربانی ہوگی اور حکومت ہند سے یہ درخواست کی جائے کہ وہ واضح طور پر احکامات صادر کردے، جن کے متعلق مٹھن کوٹ میں فیصلہ ہو چکا تھا کہ قلات کے معاملات کے سلسلے میں ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان اور پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر کے تعلقات کیا ہیں۔

۵۔ کرنل فیری کے خط مورخہ ۲۴ جنوری ...... میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آئندہ سے قلات کے معاملات کو زیر بحث نہ لاؤں۔ اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں جیسا کہ میں ابھی عرض کروں گا کہ سندھ اور پنجاب کی سرحدوں کے متعلق اب تک جو قواعد و ضوابط رائج ہیں وہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

۶۔ مجھے اب تک سرحد کے سرداروں اور قبائل سے آزادانہ گفت و شنید کی اجازت رہی ہے۔ اس سلسلے میں میرے فرائض ایک پولیٹیکل ایجنٹ کے تھے۔ اس کے برخلاف کرنل فیری کو، اگرچہ وہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ اس قسم کی اجازت نہیں ہے۔ انہیں قلات کے معاملے میں اپنی گفت و شنید کو صرف ان اطلاعات تک محدود رکھنا ہے۔ جو خان قلات کے افسران انہیں مہیا کرتے ہیں۔ جس پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے وہ کرنل فیری کے نام سر ولیم میری ویدر کے ایک خط سے واضح ہے۔

"جو کچھ اوپر تحریر کیا جا چکا ہے، اس سے آپ پر یہ واضح ہوگیا ہوگا کہ میں جس پالیسی پر عمل کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بلوچستان میں

Marfat.com

صرف خان ایک ایسی شخصیت ہیں جن سے گفت و شنید کا ہمیں حق پہنچتا ہے ، اس لئے آپ ہز ہائنس سے دوستانہ طور پر پیش آئیں"۔

کرنل فیری نے احتجاج کرتے ہوئے اس کا جواب دیا۔

" آپ کے خط کے پیراگراف نمبر ۷ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے مستقبل میں سرداروں سے بلا واسطہ کوئی گفت و شنید نہیں کی جائے گی اور کیپٹن ہیریسن کو ہدایت کر دی جائیگی کہ ریاست قلات میں سرداروں سے یا کسی بھی اور شخص سے خط و کتابت صرف ہز ہائی نس خان کی وساطت سے ہوگی"۔

۷۔ آپ غور فرمائیں گے کہ پنجاب کی سرحد پر جو طریقہ رائج ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ کل ہی اس کی ایک مثال بہت واضح طور پر میرے سامنے آئی۔ یہ واقعہ اس کیمپ میں وقوع پذیر ہوا جہاں میں اور کرنل فیری قیام پذیر ہیں۔ اس لئے میں اسے یہاں پیش کرنا مناسب خیال کرتا ہوں۔

۸۔ کل کمشنر سندھ نے ڈھاڈر میں خان کے ایجنٹوں کو حکم دیا کہ وہ سرداروں کو صلح کی شرائط پیش کریں۔ انہوں نے کرنل فیری کے پاس ان خطوط کی نقول بھیجیں جو نواب خان (وکیل) نے انہیں بھیجے تھے اور اپنے پیغامبروں کے ہاتھ یہ پیغام بھی بھجوایا کہ نواب محمد خان نے انہیں اتنی مرتبہ دھوکا دیا ہے کہ اب وہ چاہتے ہیں کہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ یہ بتائیں کہ صلح کی جو شرائط پیش کی گئی ہیں وہ ایماندارانہ طور پر پیش کی گئی ہیں اور ان پر اعتبار کیا جا سکتا ہے؟ سرداروں کے ان خطوط کے ساتھ اللہ داد کرد کے دو بیٹے بھی گئے۔ اللہ داد کرد درہ بولان اور شپین کے نزدیک دشت کی زمینوں کا مالک ہے۔ یہ نوجوان ایک خاص عزت اور پوزیشن کے مالک ہیں۔ لیکن چونکہ انہیں ایسی باتیں کہنی تھیں جو خان کے افسران کو پسند نہ تھیں۔ اس لئے انہیں فوراً جیکب آباد سے چلے جانے کا حکم دیا گیا۔

Marfat.com

وہ کیمپ میں کرنل فیری کے پاس آئے جنہوں نے سر ولیم میری ویدر سے گفت و شنید کے بعد بطور احسان ان کا خیر مقدم کیا۔

۹۔ عام حالات میں یہاں کے دستور کے مطابق ان دونوں نوجوانوں کو صرف اس جرم پر ان کی کوئی بھی بات سنے بغیر انگریزی عملداری سے صرف اس وجہ سے نکال دیا جاتا کہ وہ ایسی بات کہنا چاہتے تھے جو خان کے افسروں کو پسند نہ تھی۔

۱۰۔ میرا خیال ہے کہ اسی قسم کے دستور کی وجہ سے خان قلات اور اس کے سرداروں کے درمیان ان کے تعلقات میں نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ جن حالات میں میں اس سرحد پر متعین ہوں، ان کے پیش نظر مٹھن کوٹ کی کانفرنس میں منظور کردہ حکومت کے احکامات کمشنر سندھ یا کسی اور ذریعے سے مجھ تک پہنچا دیئے جائیں تاکہ میں مستقبل میں ان سے رہنمائی حاصل کر سکوں۔

نمبر ۱۴ کیمپ جیکب آباد، مؤرخہ ۱۹ر فروری ۱۸۷۲ء

از کرنل ڈبلیو۔ میری ویدر، کمشنر سندھ

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ، اپر سندھ فرنٹیئر

بحوالہ آپ کے میمو ۳۶۶ مؤرخہ ۱۴ر ماہ حال، جو مجھے آج موصول ہوا اور کیپٹن سنڈیمن کے خط کے جو اس میمو کے ساتھ منسلک تھا آخری پیراگراف کے سلسلے میں مجھے آپ کو یہ اطلاع دینی ہے کہ جو باتیں میں نے تم سے زبانی کہی تھیں اور جو تم نے ۲۴ر جنوری کو ان تک پہنچا دی تھیں، ان کا اس درخواست سے کوئی تعلق نہیں جو میں نے انہیں ان کے نام ۱۸ تاریخ کے خط میں لکھی تھیں۔

۲۔ کیپٹن سنڈیمن ہز ہائی نس خان قلات کی مملکت کے حالات کے متعلق جن نتائج پر پہنچے تھے وہ انہیں پیش کر دینا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ وہ

Marfat.com

مجھے بھی ان سے مطلع کر دیں تاکہ میں حکومتِ بمبئی تک ان کو پہنچا دوں اور میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کیپٹن سنڈیمن سے درخواست کریں کہ وہ بغیر کسی تاخیر کے مجھے ان سے مطلع کر دیں۔

نقل برائے سیکرٹری حکومت پنجاب

مورخہ ۱۹ر فروری ۱۸۷۲ء

از کیپٹن آر۔ جی سنڈیمن، ڈپٹی کمشنر، ڈیرہ غازی خان

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ، اپر سندھ فرنٹیئر

مجھے کمشنر سندھ کا میمو ۷۶، ۱۷ کیمپ جیکب آباد مورخہ ۱۷ر فروری ۱۸۷۲ء موصول ہوا جس کے لئے میں انتہائی شکر گزار ہوں۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے آپ سے جو زبانی کہا تھا کہ میں آئندہ سے سرکاری طور پر ریاست قلات کے معاملات کے متعلق کچھ نہ کہا کروں تو اس بات کا تعلق اس بات سے بالکل نہ تھا جو انہوں نے مجھے اپنے ۱۸ر جنوری کے خط میں لکھی تھی کہ میں قلات کی موجودہ گڑبڑ کے متعلق جو کچھ کہنا چاہتا ہوں یا کہہ سکتا ہوں، اس سے انہیں فوراً مطلع کروں۔

کمشنر سندھ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اپنے خط کے آخری پیراگراف کے آخر میں انہوں نے جو کچھ لکھا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ "میں ہز ہائی نس خانِ قلات کی مملکت کے متعلق کچھ ضرور کہنا چاہتا ہوں"۔ میں معافی کا خواستگار ہوتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ جیکب آباد پہنچنے کے بعد میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ سر ولیم ویدر کو اس سلسلہ میں کچھ غلط فہمی ہے کہ میں یہاں کیوں آیا تھا اور اب اس خط نے تو اس بات کو بالکل واضح کر دیا ہے۔ میں دست بستہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں بکار خاص حکومت ہند کے حکم سے جو مجھے سیکرٹری گورنمنٹ کے ذریعے پہنچا تھا، جیکب آباد آیا تھا۔

Marfat.com

۳ ۔ ان احکامات کے پہنچنے سے پہلے مجھے سیکرٹری محکمہ خارجہ کی طرف سے ایک ٹیلیگرام موصول ہوا تھا جس میں مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ کیا میں جنرل پولوک کے پیچھے قندھار تک جا سکتا ہوں ۔ اس کے بعد جیسا کہ آپ جانتے ہی ہیں ۔ میں جیکب آباد میں آپ سے ملا۔ اور آپ سے صلاح مشورہ کے بعد میں نے جواب دے دیا کہ میں جنرل پولوک کے پیچھے پشین کی پہاڑیوں کے راستے جانے کو بالکل تیار ہوں ۔ اس کے جواب میں سیکرٹری خارجہ نے مجھ سے کہا کہ میں سر ولیم میری ویدر سے ملاقات کروں ۔ ان کے جیکب آباد آنے پر میں ان سے ملا ۔ لیکن جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ۔ انہوں نے چند وجوہ کی بنا پر میری خدمات قبول کرنے سے انکار کر دیا ۔

۴ ۔ اسی دوران مسٹر ٹوکر ، اسسٹنٹ کمشنر ڈیرہ غازی خان کی وساطت سے سیکرٹری حکومت پنجاب کا مندرجہ ذیل ٹیلیگرام مجھے موصول ہُوا ۔

> " سیکرٹری خارجہ کا ٹیلیگرام حکومت پنجاب کے نام ۔ حکومت بمبئی کے ذریعے سر ولیم میری ویدر کو تاکید کر دی گئی ہے کہ وہ جیکب آباد میں قلات کے حالیہ واقعات کے متعلق فیری اور سنڈیمن سے ملاقات کریں ۔ ان سے ان کی رائے معلوم کریں اور ان کی رائے معہ اپنی رائے کے حکومت کو بھیج دیں ۔ سنڈیمن کو تاکید کی جائے کہ وہ اس کانفرنس میں شرکت کرے ۔ "

۵ ۔ اس ٹیلیگرام کے موصول ہونے کے کچھ دیر بعد جب سر ولیم میری ویدر نے کانفرنس کے سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا تو میں نے یہ ٹیلیگرام ان کے معائنہ کے لئے ان کے پاس بھیج دیا ۔ اس کے جواب میں انہوں نے مجھے تحریری طور پر ایک پرچہ بھیجا کہ وہ مجھے کچھ عرصہ بعد اس سلسلے میں مطلع کریں گے ۔ کیونکہ انہوں نے اس معاملے کو حکومت بمبئی کے گوش گزار کیا ہے ۔

Marfat.com

۶۔ حکومت بمبئی کے جواب کے انتظار میں میں جیکب آباد ٹھہرا رہا۔ اس کے کچھ عرصے بعد سیکرٹری حکومت پنجاب کی طرف سے مجھے مندرجہ ذیل ٹیلیگرام ملا۔ میرا خیال ہے کہ یہ ٹیلیگرام کمشنر کے اس خط کے جواب میں تھا جس کا ذکر اوپر کے پیراگراف میں آچکا ہے اور جو ۱۹ر جنوری ۱۸۷۲ء کو بھیجا گیا تھا۔

"وائسرائے نے امن بحال کرنے کے سلسلے میں تمہیں کسی صورت سے بھی سر ولیم میری ویدر سے منسلک نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ کمشنر تمہاری اور کرنل فیری کی عرضداشت سنیں۔ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اس پر غور و خوض کریں اور اختلاف کی صورت میں وہ اپنے دلائل پیش کریں۔"

اس ٹیلیگرام کو بھی میں نے سر ولیم میری ویدر کے پاس بھجوا دیا اور اس کے کچھ دیر بعد مجھے ان کا وہ خط ملا۔ جس کا ذکر ان کے اس خط کے دوسرے پیراگراف میں ہے۔ جس کا میں یہ جواب دے رہا ہوں۔ اس میں انہوں نے مجھے قلات کے موجودہ حالات کے متعلق تحریری طور پر مطلع کرنے کو کہا۔ میں یہ کرنے کو تیار تھا بلکہ میں نے لکھنا بھی شروع کر دیا تھا کہ مجھے آپ کا نیم سرکاری خط ملا۔ جس کے نتیجے میں یہ تمام خط و کتابت شروع ہوگئی۔

۷۔ میں نے واقعات کی صحیح تصویر آپ کے سامنے کھینچ دی ہے اور چونکہ اب سر ولیم میری ویدر نے اپنے خط کے ذریعے سے مجھے قلات کے معاملات پر گفت و شنید کی اجازت دے دی ہے۔ اس لئے اب میں جلد از جلد رپورٹ پیش کر دوں گا۔

۸۔ اگرچہ اب مجھے قلات کے معاملات پر گفت و شنید کی پوری آزادی دے دی گئی ہے لیکن یہ بات آپ پر اور کمشنر صاحب دونوں پر پوری طرح واضح ہو گئی ہو گی، کہ میرا یہ رپورٹ پیش کرنا اس مسئلہ کو حل نہیں کر دیتا جو میں نے آپ کو اپنے خط مورخہ ۱۱ر ماہ حال میں تحریر کیا تھا۔ اپنے اس خط میں میں نے کمشنر سے واضح طور پر یہ کہا تھا کہ وہ

Marfat.com

مجھے قلات کے تمام معاملات پر گفت وشنید کی اجازت دیں اور میں نے اس سلسلے میں وجوہ بھی بیان کر دی تھیں لیکن کمشنر کے حکم کے تحت آپ نے مجھے اپنے خط مورخہ ۲۴ر میں اس بات سے منع کر دیا تھا۔

۹۔ مٹھن کوٹ کانفرنس میں آپ کے اور میرے درمیان سرکاری تعلقات کے سلسلے میں خاصا شک وشبہ پیدا ہو گیا ہے۔ پنجاب (لوئر ڈیرہ جات) بارڈر کے افسران کے لئے اس معاملے کی کوئی اہمیت نہیں لیکن میں اس سلسلہ میں کافی ششش و پنج میں ہوں۔ اس لئے میں آپ سے ملتجی ہوں کہ مستقبل میں اس قسم کے واقعہ کی روک تھام کے لئے آپ کمشنر صاحب سے میری طرف سے درخواست کریں کہ وہ ریزولیوشن ۴۸۶-۲ مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۱۸۷۱ء شملہ کے حوالے سے، جس کی رو سے ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خاں کو قلات کے معاملات کے سلسلے میں پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر کے ماتحت کیا گیا ہے۔ اس تمام خط و کتابت کو حکومت ہند کی خدمت میں پیش کر دیں۔

صحیح نقل سیکرٹری حکومت پنجاب کو ارسال کی گئی۔

---

۴۷ کیمپ جیکب آباد، مورخہ ۱۹ر فروری ۱۸۷۲ء

از کمشنر سندھ

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ، اپر سندھ فرنٹیئر

آپ کا میمو ۳۶۶ مورخہ ۱۴ر ماہ حال موصول ہوا۔ اس کے ساتھ کیپٹن سنڈمین، ڈپٹی کمشنر، ڈیرہ غازی خان کے نام آپ کا نیم سرکاری خط مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۸۷۲ء اور کیپٹن سنڈمین کا خط مورخہ ۱۱ر ماہ حال آپ کے نام بھی اس کے ساتھ منسلک تھے۔

۲۔ جہاں تک آپ کے نیم سرکاری خط کا تعلق ہے۔ اس کے پہلے پیراگراف میں آپ نے میری رائے کو بالکل صحیح طریقے سے پیش کیا ہے لیکن جہاں تک دوسرے پیراگراف

کا تعلق ہے میں یہ کہتا ہوں کہ میں اس بات کو بالکل ناپسند نہیں کرتا کہ پہاڑی لوگوں کے متعلق کیپٹن سنڈیمن کو جو اطلاعات ملیں، وہ آپ کو ان سے مطلع کر دیں۔ مجھے جس چیز پر اعتراض تھا اور ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ ان معاملات کے متعلق گفت و شنید کریں، جو سبی کے سردار بختیار خاں نے پیش کئے تھے۔ اسے سیاسی معاملات میں صرف آپ سے گفت و شنید کرنی چاہیئے اور اسے یہ بات بار بار تاکیداً کہہ دی گئی ہے۔

کیپٹن سنڈیمن نے جو اطلاعات بھیجی ہیں وہ ان سے زیادہ نہیں ہیں جو بختیار خان کے اس خط میں موجود ہیں جو تم نے مجھے بھیجا تھا اور وہ اطلاعات جو بروہی کیمپ سے حاصل ہوئی ہیں۔ مری کی پہاڑیوں پر سے حاصل ہونے والی اطلاعات اس کے لئے مفید ہیں اور اگر وہ اپنے آپ کو صرف ان تک محدود رکھتے تو کوئی اعتراض کی بات نہ تھی۔ لیکن انہوں نے ان معاملات میں اپنی رائے پیش کی جس کے متعلق میں پہلے ہی متنبہ کر چکا تھا یعنی یہ کہ وہ تمہارے ساتھ بھی گئے۔ حالانکہ وہ علاقہ ان کے فرائض منصبی میں داخل نہیں ہے۔

۳۔ میں آپ سے اس بات میں بالکل متفق نہیں ہوں کہ "موجودہ حالات نے اور سرحد پر تشویشناک واقعات نے" کیپٹن سنڈیمن کی اِس پوزیشن میں کوئی تبدیلی پیدا کر دی ہے کہ وہ آپ کے ماتحت ہے۔ مَیں اس پر ابھی بعد میں مزید روشنی ڈالوں گا۔

۴۔ مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ کیپٹن سنڈیمن نے خود ایک ایسی پوزیشن اختیار کر لی ہے جس کا کبھی خیال بھی نہ تھا اور اگر اسے اس کی اجازت دے دی گئی تو وہ اس کے اپنے فرائض کی ادائیگی میں حارج ہو گی اور ہماری راہ میں نئی نئی مشکلات پیدا کرے گی۔ میں نے آپ سے یہ اس لئے کہا تھا کہ جب آپ اسے میری رائے اور مرضی سے مطلع کریں گے تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا اور وہ اپنا رویہ تبدیل کر لے گا لیکن جیسا کہ اس کے خط سے ظاہر ہے، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ میرا مقصد نہیں سمجھا۔ اس

Marfat.com

لئے اب میں واضح طور پر اپنا مقصد بیان کرتا ہوں اور تفصیلی طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ اس سے کس بات کی توقع کی جاتی ہے اور کس بات کی نہیں۔

۵۔ کیپٹن سنڈیمن اپنے خط کے تیسرے پیراگراف میں یہ بالکل غلط کہتا ہے کہ "حکومت ہند کے ریزولیوشن نمبر ۲۲۴۸ بمقام شملہ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۷۱ء کی رو سے ڈیرہ غازی خان کا ڈپٹی کمشنر ریاست قلات کے سیاسی معاملات میں پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر اپر سندھ کے ماتحت کر دیا گیا ہے اور ڈیرہ غازی خان کی سرحد کے سلسلے میں اب اس کی پوزیشن وہی ہو گئی ہے جو اب تک کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ جات کی تھی"۔ ریزولیوشن کے الفاظ بالکل واضح اور صاف ہیں۔" جہاں تک مندرجہ بالا قبائل (مری اور بگٹی) کے نظم و ضبط کا تعلق ہے، لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اور کمشنر سندھ نے اس سال کے شروع میں ایک کانفرنس میں دو واضح تجاویز پیش کی ہیں۔"

"حکومت کے ساتھ ان دو قبائل کے تعلقات، پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر کے ماتحت کر دینے چاہیئں اور ان معاملات کے سلسلے میں ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کو کمشنر ڈیرہ جات کی بجائے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ماتحت کر دینا چاہیئے اور کمشنر ڈیرہ جات ان تعلقات کے سلسلے میں اپنے فرائض سے سبکدوش کر دیا جائے، وائسرائے گورنر جنرل ان کونسل اس تجویز کو منظور کرتے ہیں اور اس پر عملدرآمد کی تاکید کرتے ہیں"۔

۶۔ مندرجہ بالا الفاظ بالکل صاف ہیں اور واضح طور پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جہاں تک بلوچوں کے ان دو قبائل سے تعلقات کا سلسلہ ہے ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان، پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر کے ماتحت تھا اور اب تک جو کام کمشنر ڈیرہ جات کے حکم کے تحت کئے جاتے تھے وہ اب پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سندھ فرنٹیئر کے ماتحت ہوں گے۔ اس کا مقصد

Marfat.com

یہ تھا، اور کیپٹن سنڈیمن کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ ان قبائل سے تعلقات ہیں ان دونوں افسروں کے رویہ میں کوئی اختلاف نہ ہو بلکہ ایک ہی پالیسی پر عمل پیرا ہُوا جائے"

۷۔ بلکہ اس ریزولیوشن میں تو اس سے بھی زیادہ وضاحت موجود ہے۔ کیونکہ خانِ قلات اور اس کے سرداروں کے تعلقات کے سلسلے میں ہز ایکسیلینسی وائسرائے کی رائے ہے کہ "جہاں تک خانِ قلات اور اس کے سرداروں کے تعلقات کا معاملہ ہے۔ گورنر جنرل اِن کونسل گورنر بمبئی کی اس رائے سے بالعموم متفق ہیں جو ۱۰ فروری کی روداد کے پیراگراف ۸ اور ۹ میں پیش کی گئی ہے۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر اور ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کو خان کی رعایا کے ساتھ اس کی روشنی میں اپنا رویہ اختیار کرنا چاہیئے" اس بات کو ایک الگ پیراگراف میں بیان کرنا اس امر کو واضح طور پر ثابت کرتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کی ماتحتی صرف ان دو قبائل کے سلسلے میں ہے نہ کہ "ریاست قلات کے تمام سیاسی معاملات کے سلسلے میں"۔ (اور جہاں تک ڈپٹی کمشنر کا تعلق ہے۔ پنجاب کی بھی یہی پوزیشن ہے)

یہ تمام سیاسی معاملات سندھ کے افسروں کے سپرد کیئے گئے ہیں کہ وہ انہیں ایکسیلینسی گورنر بمبئی کی مرضی کے مطابق طے کریں اور جہاں تک خان قلات کی اس رعایا کا تعلق ہے جس سے ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان متعلق ہے یعنی مری اور بگٹی قبائل۔ تو اس سے بھی اسی کے مطابق عمل کیا جائے۔ (جہاں تک قلات کے معاملات کا تعلق ہے ڈپٹی کمشنر ایک سندھی پنجابی ہے۔ اور چونکہ وہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ماتحت ہے اس لئے سندھ سے کچھ نہیں لیا گیا۔ بلکہ حقیقتاً ڈپٹی کمشنر کو سندھ بھیج دیا گیا ہے۔ آر۔ ایس)

۸۔ ریاست قلات کے اندرونی حالات اور خان کے اپنے سرداروں سے تعلقات کے سوالات مٹھن کوٹ کی کانفرنس میں زیر بحث نہیں آئے تھے اور اس کی

Marfat.com

وجوہ اس حکومت نے بیان کر دی تھیں۔ اس لئے لیفٹیننٹ گورنر کو اور مجھے کبھی اس بات کا خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ڈیرہ غازی خان کا ڈپٹی کمشنر ان معاملات میں دخل دے گا۔ خاص طور پر جب کہ پہاڑی قبائل کے متعلق اس کے فرائض نے اسے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر سندھ کے ماتحت کر دیا تھا۔

۹۔ یقیناً میں یہ تو نہیں جانتا کہ ڈیرہ جات کے کمشنر، اپنے ڈپٹی کمشنر سے کن کن باتوں کے متوقع تھے لیکن اس بات کا مجھے یقین ہے کہ کیپٹن سنڈیمن کے اس رویہ کی، کہ وہ اپنے آپ کو قلات کے سیاسی معاملات میں دخل دینے کا مجاز سمجھتے ہیں، نہ پہلے اجازت تھی اور نہ اب اجازت دی جا سکتی ہے (وہ یہ نہیں سمجھتے کہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر سندھ نے انہیں اپنے ایک ماتحت افسر کی حیثیت سے سیاسی فرائض کی ادائیگی کے لئے مقرر کیا ہے)۔

۱۰۔ اگر ڈپٹی کمشنر متعلقہ ہدایات پر عمل کریں تو بہت اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر کیپٹن سنڈیمن ذہانت سے کام لیں اور دونوں پہاڑی قبائل پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں تو نہ صرف یہ کہ بہترین نتائج حاصل ہوں گے بلکہ ان کی کوششوں کو سراہا بھی جائے گا۔ جب کہ سندھ کے افسران وہ اقدامات کریں گے جو سندھ کی سرحد اور ہمارے دوست خان قلات کی ریاست کے لئے مفید ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی زیریں پنجاب کی سرحد کی ضروریات کا بھی خاص طور پر خیال رکھا جائے گا۔

۱۱۔ کیپٹن سنڈیمن کے علم میں، مریوں اور بگٹیوں سے ملنے جلنے کے دوران اگر ریاست قلات کے متعلق کچھ سیاسی معاملات آئیں۔ مثلاً یہ کہ کچھ سردار مریوں سے پناہ مانگیں تو اسے چاہیئے کہ وہ ان معاملات سے فوراً آپ کو مطلع کرے اور آپ مجھے فوراً اطلاع دیں اور اگر مری اور بگٹی ان لوگوں کے متعلق یا ان معاملات کے متعلق جن کا تعلق صرف ریاست قلات سے ہے۔ اس سے گفتگو کریں تو کیپٹن سنڈیمن کو ان سے صاف صاف کہہ دینا چاہیئے

Marfat.com

کہ وہ ان معاملات میں بالکل دخل نہیں دے سکتا اور انہیں سندھ فرنٹیئر کے آفیسر کے سامنے ان معاملات کو پیش کرنا چاہیئے کیونکہ صرف وہی ان کے متعلق کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ ورنہ غیر متوقع نتائج کے وقوع پذیر ہونے کا خدشہ ہے۔ (اسی طریقہ کی بنا پر تو انقلاب رونما ہوا تھا۔ کسی کو مظلوم سرداروں کی بات سننے کی اجازت نہ تھی۔ یہاں تک کہ ناامید اور مایوس ہو کر انہوں نے خان کے افسروں پر حملہ کر دیا اور جوان کے ہاتھ آئے انہیں قتل کر دیا۔ کرنل فیری جو کچھ مجھ سے چاہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ میں بحیثیت ڈپٹی کمشنر کے سرحد کی خبریں انہیں مہیا کرتا رہوں۔ میں نے تو دخل دینے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی۔ آر۔ ایس)

۱۲۔ کیپٹن سنڈیمن کا مریوں سے تعلق صرف سرحد تک محدود ہے۔ بولان کے مریوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ آپ کے ماتحت ہیں۔ مناسب وقت آنے پر آپ ان سے نمٹیں گے۔ (ہمیں مریوں سے اسی طرح سلوک کرنا چاہیئے جس طرح ہم دوسرے قبائل سے کرتے ہیں۔ ہمیں انہیں ان کے سردار کے ماتحت رعایا سمجھنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں کرنل فیری کے نام خط کے پیراگراف ۱۳، ۱۴، ۱۵ دیکھے جائیں)

۱۳۔ کیپٹن سنڈیمن کے خط میں آخری نقطہ جس کے متعلق مجھے کچھ کہنا ہے اس کی وہ تجویز ہے جس پر وہ گزشتہ دنوں سے عمل پیرا رہے ہے اور وہ سبی سے گفت و شنید جاری رکھنا ہے۔ یہ نہ صرف غیر ضروری ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے اور خاص طور پر موجودہ حالات میں مشکلات اور غلط فہمیاں پیدا کرنے کی موجب بن سکتی ہے۔ آپ نے گزشتہ نومبر میں جو تجویز پیش کی تھی۔ وہ بالکل مناسب تھی اور مجھے یہ معلوم کر کے افسوس ہوا تھا کہ کیپٹن سنڈیمن نے اس ضمن میں آپ کی رائے سے اتفاق نہیں کیا تھا۔ کیپٹن سنڈیمن مریوں اور بگٹیوں کے متعلق تمام معلومات پہاڑیوں سے حاصل کر سکتا ہے۔ جن سے وہ نزدیک ہے۔ (کرنل فیری نے مجھے ملازم رکھا تھا اور انہوں نے کمشنر کے نام اپنے نیم سرکاری خط میں اس تقرر

Marfat.com

کو نہایت مناسب خیال کیا تھا۔) وہ کہتا ہے کہ وہ مریوں سے صرف اسی ۸۰ میل دور ہے۔ (میں نے اسی ۸۰ میل مریوں کے ہیڈکوارٹر کاہان سے کہا تھا۔) اور یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ دو سو میل دور علاقے سے گفت وشنید کرے اور وہاں اپنے پیغامبر بھیجے حالانکہ یہ علاقہ اس کے ماتحت نہیں ہے۔ وہ تو آپ کے ماتحت ہے۔ اگر اسے اس علاقے سے کسی خبر کی ضرورت ہے تو وہ صرف آپ سے اسے حاصل کر سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس سے کہہ دیں کہ اب وہ یہ سسٹم بند کر دے اور آئندہ ایسا نہ کرے۔

۱۴۔ ان ہدایات میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو اس کے فرائض کی ادائیگی میں آپ سے گفت وشنید کرنے میں حارج ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے وہ ان اطلاعات کو ہم تک نہ بھیجے۔ جو میں نے اپنے خط مورخہ ۱۸ جنوری میں اس سے مانگی تھیں۔ ان کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ ان سے پوری طرح واقف ہے اور انہیں پیش کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے میری خواہش ہے کہ وہ میرے خط مورخہ ۷ ماہ حال کے احکامات کے مطابق اپنی رپورٹ بغیر کسی تاخیر کے جلد از جلد روانہ کر دے۔

۱۵۔ میں دیکھتا ہوں کہ مٹھن کوٹ کانفرنس کے کاغذات اور حکومت ہند کے ریزولیوشن کی نقول نہیں بھیجی گئی ہیں، ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور یہ آپ کو جلد ہی بھیج دی جائیں گی۔ مریوں اور بگٹیوں کی مدد کے متعلق ہدایات پر اس وقت تک عمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ خان قلات سے معاملات ٹھیک نہیں ہو جاتے۔ مجھے امید ہے کہ میں اس سلسلے میں جلد ہی کام شروع کر دوں گا۔

---

۵۲۴ مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری، سی۔ بی، پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر اپر سندھ

بنام۔ کمشنر سندھ، جیکب آباد

Marfat.com

کیپٹن سنڈیمن کا آج کا خط جو انہوں نے آپ کے خط ۴/۱۷ مورخہ ۱۹/ ماہ حال کے جواب میں لکھا ہے، اس خط کے ساتھ منسلک ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے یہ کہنا ہے کہ کیپٹن سنڈیمن کی جیکب آباد میں موجودگی کے مسئلہ کو حل کرنے کے سلسلہ میں سب سے اہم چیز رعایا اور عوام کے مفادات اور ان کی فلاح و بہبود ہے۔ اس لئے میری رائے یہ ہے کہ اس آفیسر کی قابلیت اور ذہانت نے اور ان قبائل پر اس کے اثر و رسوخ نے جن سے متعلق وہ رہا ہے۔ اس چیز کو نہ صرف آگے بڑھایا ہے بلکہ اگر حکومت ان سے فائدہ اٹھائے تو جب تک خان قلات اور اس کے سرداروں کے اختلافات دور نہیں کر دیئے جاتے جو ان کے درمیان گزشتہ تیرہ سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصے سے موجود ہیں یہ مقصد حاصل ہوتا رہے گا۔

۲۔ میں نے "اختلافات دور نہیں کر دیئے جاتے" کے الفاظ ارادتاً استعمال کئے ہیں۔ کیونکہ اب حکومت نے ان اختلافات کے سلسلے میں بالکل دوسرا رویہ اختیار کر لیا ہے اور اس رویہ کو مبنی بر انصاف ثابت کرنے کے لئے گزشتہ ناکامیوں کے بار بار وقوع پذیر ہونے کو روکنا لازمی اور ضروری ہو گیا ہے۔

۳۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات آپ پر واضح ہو گی کہ جب تک دونوں فریقوں کی صحیح اور مکمل معلومات ہمیں حاصل نہ ہوں گی۔ اس وقت نہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اور نہ ہی اس کے ماتحت کوئی افسران اختلافات کی شدت اور صحیح وجوہات معلوم کر سکتا ہے اور یہ صحیح معلومات صرف اس وقت حاصل کر سکتے ہیں جب وہ ان دونوں فریقوں سے آزادانہ طور پر گفت و شنید کر سکیں۔ علاوہ ازیں چونکہ اس سرحد پر ہمارے قومی وقار اور حکومت کی عزت کا مسئلہ درپیش ہے، اس لئے یہ صوبائی حکومت کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ ملکی حکومت کا مسئلہ ہو گیا ہے اور اسے حل بھی اسی بنیاد پر کرنا چاہیئے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے میں جس قدر قابلیت، صلاحیت اور غیر جانبداری سے کام لیا جائے، اتنا ہی

Marfat.com

ہے چاہے ان صفات کا حامل کوئی سندھ کا آفیسر ہو یا پنجاب کا آفیسر جو سیاسی طور پر سندھ میں تعینات ہو۔

۴۔ میں صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے نہایت پر زور الفاظ میں یہ کہتا ہوں کہ جن صحیح خطوط پر معاملات کی تفتیش کی جارہی ہے اگر ان میں ذرا بھی دخل اندازی کی گئی یا اسے روکا گیا تو یہ عمل ہمارے مفادات کے سخت خلاف ہوگا۔ چاہے یہ عمل اس قسم کی قانونی موشگافیوں ہی کی بنا پر کیوں نہ ہو جو آپ کیپٹن سنڈمین کے خلاف اٹھا رہے ہیں۔ اس کے برخلاف تمام ملک کے احساسات سے واقفیت اور اس کی ضروریات کی معلومات کی بنیاد پر میں یہ امید کرتا ہوں کہ آئندہ سے پولیٹیکل ایجنٹس جو اپنی تعلیم اور ذہانت کی بنا پر اس بات کے حقدار ہیں کہ وہ بلوچستان کے لوگوں اور حکمران کے صلاح کار بن سکیں؛ کا انتخاب نہایت وسیع حلقے میں سے کیا جائے۔ کیونکہ اس طرح میں یہ اندازہ لگا سکتا ہوں کہ ہم ان معمولی جھگڑوں سے محفوظ رہیں گے، جن میں ہم ماضی میں ملوّث رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بلوچستان کے حکمران، اس کے سردار اور اس کے عوام سے ہمارے مستقبل کے تعلقات بہت بہتر ہو جائیں گے۔

۵ کیپٹن سنڈمین کے جیکب آباد آنے کے بعد سے موجودہ گڑبڑ کے دوران میں نے اس سے بار ہا کام لیا ہے بلکہ اس طرح جس طرح کہ ایک جلتے ہوئے مکان کو بچانے کے لئے ایک شخص ہر ممکن طریقہ استعمال کرتا ہے۔ انہوں نے جس اچھّے.... طریقے سے کام کیا میں اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ موجودہ کام ختم ہونے تک اسے میرے پاس سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا۔ میجر میریلین اگرچہ میرا ماتحت ہے لیکن اس نے آپکے حکم مئی ۱۸۶۸ء کے بعد سے میری کوئی قابل ذکر مدد نہیں کی۔ اس کے برخلاف اس کا رویہ مجھ سے، جو اس کا آفیسر ہے اکثر معاملات میں نہایت نامناسب رہا ہے۔ خاص طور پر اس وجہ سے کہ وہ سرحد پر میرے ماتحت بریگیڈ میں ایک افسر

Marfat.com

تھا اور موجودہ اسامی کے لئے میں نے اس کی سفارش کی تھی۔ میرے ساتھ اس کے رویہ کے علاوہ، خانِ قلات کے دربار میں انگریزی مفادات کے نمائندے اور خان کے صلاح کار ہونے کی حیثیت سے، اس کے مشورے اور اس کا اثر ورسوخ، جیسا کہ اس کی بھیجی ہوئی رپورٹوں اور اس کی خط وکتابت سے ظاہر ہے، اس علاقے کے موجودہ حالات کے مطابق نہیں ہیں۔

۶ وہ آپ سے بلاواسطہ نیم سرکاری خط وکتابت کرتا رہا ہے۔ میں اس سلسلہ میں اس کی شکایت نہ کرتا لیکن اس کی ڈائری نے جو معمولی اطلاعات مجھے، جو اس کا افسر ہے اور حکومت کو پہنچائی ہیں۔ اس کی بنا پر میں ایسا کرنے پر مجبور ہوں۔ نیم سرکاری خط وکتابت کا کام تو سرکاری طور پر بھیجی ہوئی اطلاعات کی تائید کرنا ہے لیکن موجودہ معاملہ میں تو اس کے برعکس ہوا ہے۔ ضمنی اطلاعات (نیم سرکاری خط وکتابت) اصل اطلاعات (سرکاری) سے بہت آگے بڑھ گئی ہیں اور تین سو میل دور کراچی پہنچ گئی ہیں۔

۷ اس سلسلہ میں میں نے ۱۸۷۰ء میں میجر ہیریسن سے خط وکتابت کی تھی اور اس وقت میرا ارادہ اس بات کو آگے بڑھانے کا تھا لیکن چونکہ وہ جنرل گولڈسمتھ کے پاس مکران بھیج دیا گیا تھا، اس لئے میں نے اس وقت اس معاملے کو روک دیا تھا۔

۸ قلات اور یہاں کے عام مفادات پر اس کا جو اثر پڑا ہے وہ گزشتہ اکتوبر کے انقلاب کے شروع ہونے سے ظاہر ہے اور اب ۲۱ دسمبر سے تو اس قدر واضح اور ظاہر ہے کہ اگر میں اسے حکومت کے گوش گزار نہ کردوں تو میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کروں گا۔ اس طرح تو ہمارا ریکارڈ غلط ہو جائے گا حالانکہ حکومت اس سے اپنے فیصلوں اور احکامات میں اور افسران اس سے اپنے کاموں میں رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

۹ مثال کے طور پر میں نے میجر ہیریسن کو حکم دیا کہ وہ اس امر کے متعلق اپنی

خفیہ رپورٹ پیش کرے کیونکہ حکومت اور اس کے افسران کو اس قسم کی رپورٹوں کی ضرورت ہوتی ہے کہ خان کے خط مورخہ ۵ر جنوری اور ان کے دو خطوط مورخہ ۶ر ماہ حال میں جو فرق ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اور کون سی ایسی بات ہوئی کہ جس کی بنا پر تمہیں ۲ر ماہ حال کو حکومت کو ٹیلیگرام بھیجنا پڑا تھا۔ اور کیا وجہ تھی کہ آخر کار خان خود نہیں آئے بلکہ انہوں نے اپنی بجائے شاہ غازی کو بھیجا۔

۱۰ ان تمام باتوں کو صحیح طریقے سے جاننے کے بعد ہی پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ افسران بالا کو اپنی رپورٹ پیش کر سکتا ہے اور افسران بالا صرف اس کے بعد ہی احکامات صادر کر سکتے ہیں۔ وہ اس کے بعد ہی کسی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ خان کے خط مورخہ ۶ر میں جو کچھ رقم ہے، وہ حقیقت پر مبنی ہے یا صرف تخیل ہے؟ اور سب سے اہم بات یہ کہ ایک ہی تاریخ کے دو خطوط اور ایک ہی موضوع پر، اور پھر بھی دونوں میں بعض اہم امور پر زبردست اختلاف! آخر اس کی وجہ؟

۱۱ میجر ہیرلسن نے اپنی ڈائری میں ان باتوں کو پوری طرح پیش نہیں کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں اپنی رپورٹ ۴۴ مورخہ ۱۵ر ماہ حال کو مکمل طور پر پیش نہ کر سکا۔

۱۲ اور آج تک مجھے گزشتہ سال کی مٹھن کوٹ کانفرنس پر مبنی حکومت کے احکامات موصول نہیں ہوئے۔

۱۳ اور جب سے یہ گڑبڑ شروع ہوئی ہے اس وقت سے مجھے حکومت کے احکامات نہیں ملے۔ آپ نے مجھے محکمہ خارجہ کے سیکرٹری کا ٹیلیگرام ۱۱ر یا ۱۲ر جنوری کا اور اپنا جواب دکھایا تھا لیکن اس کے بعد سے مجھے حکومت کا نہ کوئی حکم موصول ہوا اور نہ ہی اس کی کوئی نقل ملی۔

۱۴ آپ کے حکم مئی ۱۸۶۹ء (نقل منسلک ہے) پر ٹیلیگرام کے موصول ہونے تک عمل ہوا۔ اگرچہ یہ گڑبڑ گزشتہ اکتوبر سے ہو رہی ہے لیکن اگر خان کو ٹھیک طریقے سے

Marfat.com

مشورہ دیا جاتا تو یہ گڑبڑ جلد ہی ختم ہو جاتی۔ میں حکومت سے یہ عرض کروں گا کہ قلات میں جو کچھ ہوا ہے۔ اس کی صحیح وجہ معلومات کا مہیا نہ ہونا ہے۔ عام طور پر صحیح معلومات حاصل نہیں ہوئیں اور میرے ماتحت میجر ہیریسن نے بھی اطلاعات بہم نہ پہنچائی تھیں۔

۱۵ اب کیپٹن سنڈیمن اور میں نے نئے انتظام کے تحت گڑبڑ کی اصل وجوہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن آپ کے خط سے، جس کا میں یہ جواب دے رہا ہوں، مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس نئے نظام کی بجائے پھر پرانا نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر حکومت نے اس بات کی اجازت دے دی تو اس سے ہمارا مقصد فوت ہو جائے گا۔

۱۶ اس خطرے سے بچنے کے لئے اور بحیثیت پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپنے فرائض آزادی اور اعتماد سے ادا کرنے کے لئے میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ وہ مجھے اور اس سرحد کے دوسرے افسروں کو ۲۴ عہدنامے کے مطابق عمل پیرا ہونے کی اجازت دے۔ برطانوی ہند کے دوسرے علاقوں میں بھی تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس طرح ہم اس جنگ سے اپنا دامن بچا سکیں گے جس میں ہم الجھ سے گئے ہیں۔ لیکن اگر ہم اس گڑبڑ کے اصل اسباب کے معلوم کرنے میں تساہل سے کام لیں یا حکومت کو بغیر کسی خوف کے صحیح حالات اور واقعات سے مطلع نہ کریں تو اس کا نتیجہ ہمارے حق میں اچھا نہ ہوگا حالانکہ ہمیں بحیثیت انگریز افسروں کے ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیئے۔

۱۷ میں آپ سے ملتجی ہوں کہ اس موجودہ خط کو رپورٹ ۲۴۴ مورخہ ۱۵ ماہ حال ہی کا حصہ سمجھا جائے۔

خط نمبر ۵۲۴ مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۷۲ء کا ضمیمہ

خط نمبر ۲۶۶ مورخہ یکم مئی ۱۸۶۹ء کا ایک پیراگراف

Marfat.com

از کمشنر سندھ

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر

جو کچھ اوپر لکھا جا چکا ہے اس سے آپ پر یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہز ہائی نس خان کے ساتھ نہایت ہی دوستانہ مراسم رکھیں۔ کیونکہ بلوچستان میں صرف ایک وہی ایسی ہستی ہیں جن سے ہمیں گفت و شنید کا حق پہنچتا ہے اور ہمیں اس بات کا کوئی حق نہیں کہ ہم ان کے اور ان کے سرداروں اور رعایا کے درمیان کسی قسم کی کوئی دخل اندازی کریں۔ اس پالیسی پر پوری طرح اور اچھی طرح عمل کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ یہ کبھی بھی ظاہر نہ ہو کہ ہم ملکی معاملات میں ان لوگوں کے ساتھ مل کر دخل اندازی کر رہے ہیں جو ان کے خلاف عمل پیرا ہیں۔

مختصراً میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ آپ اس اصول پر پوری طرح عمل پیرا ہوں اور اس خط کی ایک نقل جلد از جلد کیپٹن ہیریلین کو ان کی رہنمائی کے لئے بھیج دیں۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کی طرف سے مندرجہ بالا حکم کا جواب مورخہ ۴ رمئی ۱۸۶۹ء

آپ کے پیراگراف نمبر ۴ کے متعلق یہ عرض ہے کہ خان اور ان کے سرداروں کے آپس کے تعلقات میں میں نے کبھی دخل اندازی نہیں کی۔ سابق افسران نے انتہائی ضروری مواقع پر کبھی کبھار ضرور ایسا کیا ہے۔

موجودہ موقع پر یہ دخل اندازی خان کو صرف یہ مشورہ دینے کی حد تک ہوئی ہے کہ وہ اپنی اور اپنی رعایا کی بھلائی کی خاطر اپنے سرداروں کی بات سنیں۔ اور سرداروں کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ ہز ہائی نس کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ اپنی عرضداشت پیش کریں۔ ان کے قبول ہونے کا انتظار کریں اور کسی حالت میں بھی خان کے خلاف ہتھیار نہ اٹھائیں۔

Marfat.com

اس مشورہ نے ان کے جوش کو کم کر دیا تھا اور انہیں ایک امید ہو گئی تھی۔ میں نے گزشتہ دسمبر میں کچھی کو کشت و خون سے بچا لیا تھا اور جھالاوان کے وہ سردار جو باغیانہ میں جمع ہو گئے تھے، خان کے خلاف ہتھیار اٹھانے سے باز آ گئے تھے۔

غرض اس وقت تک ہماری کوششیں کارآمد ثابت ہوئی ہیں۔ ان سے ہمیں خان کو اور ان کی رعایا کو سب کو فائدہ پہنچا ہے اور مجھے امید ہے کہ سردار کیپٹن ہیریسن سے ملاقات کریں گے اور جیسا کہ پہلے فیصلہ ہو چکا ہے، ہز ہائی نس ہماری ثالثی منظور کر لیں گے۔

بہر حال آپ کے خط کے پیراگراف ۷ کی ہدایات کے بموجب آیندہ سے سرداروں سے کسی مقصد کے تحت بھی بلاواسطہ گفت و شنید نہیں کی جائے گی اور کیپٹن ہیریسن کو ہدایت کر دی جائے گی کہ وہ سرداروں سے یا ریاست قلات کے کسی بھی فرد سے صرف ہز ہائی نس خان کی وساطت سے گفت و شنید کریں۔

کیمپ جیکب آباد، مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۷۲ء

از کیپٹن آر۔ جی سنڈیمن، ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان

بنام کرنل فیری سی۔ جی۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر اپر سندھ

مجھے کمشنر سندھ کے دو خطوط مورخہ ۱۱ ماہ حال اور ۱۴ مورخہ ۱۹ فروری ۱۸۷۲ء موصول ہوئے۔ ان دونوں خطوط میں میرے ۱۱ تاریخ کے خط کے جوابات موجود ہیں۔ میں نے اپنے خط میں سر ولیم میری ویدر کی خدمت میں اپنی اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ اگر ڈیرہ غازی خان کے ڈپٹی کمشنر کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر کو اپنی سرکاری رپورٹوں میں قلات کے معاملات کو زیر بحث لانے کی اجازت نہ ہو گی تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ ان نتائج کا تذکرہ آپ نے اپنے نیم سرکاری خط مورخہ ۲۴ میں بھی کیا ہے۔

Marfat.com

۲- اس خط میں جو اس وقت زیر بحث ہے نہ صرف اس سوال پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے بلکہ جب سے میں جیکب آباد آیا ہوں اس وقت سے قلات کے معاملات پر میرے رویہ پر بھی نظر ڈالی گئی ہے۔ اس لئے میرے لئے یہ ضروری ہے کہ میں اپنے خط مؤرخہ ۱۹ فروری ۱۸۷۲ء کے تسلسل میں اپنی پوزیشن کو پوری طرح واضح کر دوں۔

۳- کمشنر اپنے خط کے تیسرے پیراگراف میں لکھتے ہیں کہ میرے پہاڑیوں سے حاصل شدہ اطلاعات آپ تک پہنچانے پر انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن قلات کے عام معاملات کو زیر بحث لانا ان کے لحاظ سے قابل اعتراض ہے۔ علاوہ ازیں اسی پیراگراف کے آخر میں لکھتے ہیں کہ "مری کی پہاڑیوں سے جو اطلاعات موصول ہوئیں وہ ان کے لئے مفید تھیں اور اگر کیپٹن سنڈیمن اپنے آپ کو صرف اُس تک محدود رکھتے اور اس راہِ عمل پر زور نہ دیتے جسے میں پہلے ہی نامنظور کر چکا ہوں یعنی یہ کہ تم اور وہ کچھی جائیں۔ حالانکہ وہ اس کے دائرہ فرائض میں داخل نہیں ہے تو مجھے اعتراض ہوتا ہے۔"

۴- اس کے جواب میں مَیں بعزت و احترام یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ کمشنر پر مجھے اپنی رائے پر" زور دینے کی" مطلق کوئی خواہش نہیں ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر میں نے اپنا یہ فرض سمجھا کہ میں اپنی رائے ان کے سامنے پیش کر دوں۔ آگے یہ ان کی مرضی ہے کہ وہ اس پر توجہ دیں یا اسے بالکل رد کر دیں۔

۵- میں یہ ثابت کروں گا کہ اس زمانے میں قلات میں اور انگریزی سرحد پر عام طور پر حالات بہت ہی نازک تھے۔ بروہیوں کے سرداروں کا سردار، سردار مولا محمد قندھار سے آیا ہوا تھا اور تمام سرداروں کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ یہ بھی یقین کیا جا رہا تھا۔ کہ مری سرداروں نے اس کی مدد کا وعدہ کر لیا تھا۔ یہ بھی سب کو معلوم تھا کہ وہ اپنے قدیم جلاوطن دوست سردار نور دین مینگل سے خط و کتابت کر رہا تھا۔ جس نے جاموٹ سردار علی خان کے ساتھ مل کر خان کے دستوں کو لسبیلہ سے نکال دیا تھا۔ صوبہ مکران

Marfat.com

جو خان کے ماتحت تھا۔ اس کے نائب کے خلاف اُٹھ کھڑا ہُوا تھا اور اسے گھیرے میں لے لیا تھا۔

۶۔ ہمیں جو اطلاعات ملی ہیں وہ یہ ہیں کہ سردار بہت وسیع پیمانے پر بغاوت کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ان کا ارادہ یہ ہے کہ کچھی کے صوبے کو الگ کر دیں اور لڑائی کو کوہستان تک لے جائیں اور خضدار باغبانہ، مستونگ، کوئٹہ اور آخر میں قلات پر قبضہ کر لیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ جام کے ساتھی کھلم کھلا یہ باتیں کر رہے ہیں کہ لسبیلہ سے گزرتی ہوئی انگریزوں کی ٹیلیگراف لائن کو کاٹ دیا جائے۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ اطلاع صحیح ہے۔ خود کمشنر کو کراچی سے خضدار پر حملہ کی اطلاع مل چکی تھی اور اس نے میجر ہیریسن کو اس سے مطلع کر دیا تھا۔ موخرالذکر نے اپنی ڈائری میں اس بات کو واضح کر دیا تھا کہ سردار نور دین بندوقوں اور دیگر سامان حرب کے ساتھ خضدار کے لئے روانہ ہو چکا تھا لیکن بعد میں اس نے یہ ارادہ ملتوی کر دیا تھا اور اس کی وجہ اس نے اپنی ڈائری میں یہ بتائی کہ سردار مولا محمد کا ایک پیغامبر سردار نور دین سے درّہ مولا میں ملا تھا۔ مریوں نے خان کے سپاہیوں کے خلاف سرداروں سے مل کر اپنا ارادہ ظاہر کر دیا تھا۔ مریوں نے ایک گورچانی کو قتل کر دیا تھا اور اس طرح پنجاب کی سرحد پر دوبارہ خونریزی شروع ہو گئی تھی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا تھا کہ وہ میری حکم عدولی پر تیار تھے۔ جھالاوان میں بھی گڑبڑ کی خبر ملی تھی۔ اور اب اس وقت جب کہ میں یہ لکھ رہا ہوں ہم اس بات کا یقین کر سکتے ہیں کہ اگر ہم نے کوئی زبردست قدم نہیں اٹھایا تو ملک کو غیر معمولی حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

آپ سے گفتگو کرنے کے وقت حالات کی یہ نوعیت تھی۔ میں نے آپ کو اس بات کی باقاعدہ رپورٹ کی اور اس میں یہ لکھا کہ جیسی کہ آپ کی رائے ہے ہمیں کوئی سخت قدم اٹھانا چاہیئے۔ اس کے فوراً بعد حکومت ہند کی طرف سے احکامات موصول

Marfat.com

ہوئے۔ جن میں کمشنر سے کہا گیا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ کمشنر ان کے مطابق عمل پیرا ہُوا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خان اور اس کے سرداروں نے انگریزی حکومت کی ثالثی منظور کر لی اور اس طرح یہ گڑبڑ ختم ہوئی۔

۷۔ لیکن آپ کے ذریعہ سے میرا کمشنر کو مطلع کرنا بالکل واضح تھا۔ حکومت ہند نے حکومت پنجاب کو اپنے دو ٹیلیگراموں میں جو ہدایات دی تھیں اور جن کی نقول میں نے اپنے خط میں منسلک کر دی تھیں۔ ان پر عمل کرتے ہوئے میں قلات کے معاملات پر ہونے والی کانفرنس میں شرکت کے لئے جیکب آباد رُک گیا تھا۔

۸۔ میرا خیال ہے کہ حکومت ہند نے سر ولیم میری ویدر کو اپنے خط میں اس بات کی اطلاع دیدی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ خان اور ان کے سرداروں کے درمیان اختلافات میں مجھے اپنی آزادانہ رائے دینے کا پورا حق تھا اور قلات میں موجودہ اختلافات کو ختم کرنے میں اپنی سی پوری کوشش کرنے کا بھی مجھے اختیار تھا۔ میں ایک ٹیلیگرام نقل کر رہا ہوں جس سے کمشنر اور میرے تعلقات واضح ہو جائیں گے۔

> "امن بحال کرنے کے سلسلے میں وائسرائے نے تمہیں سر ولیم میری ویدر کے ماتحت نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان پر یہ واضح کر دیا تھا کہ وہ تمہاری اور کرنل فیری کی تمام معروضات پر کوئی قدم اٹھانے سے پہلے غور و خوض کریں اور اگر وہ تمہاری تجاویز سے متفق نہ ہوں تو اختلافات کی وجوہ پر باقاعدہ روشنی ڈالیں"۔

۹۔ ان واضح ہدایات کے باوجود، اور ایسے نازک موقع پر جو کچھ میں صحیح سمجھتا تھا۔ اس کا اظہار نہ کرتا تو میں اپنے فرض میں کوتاہی نہ کرتا اور میرا جیکب آباد میں قیام بالکل بیکار ہوتا۔

۱۰۔ کمشنر نے اپنے خط کے پانچویں یا بارھویں پیراگراف میں تحریر کیا ہے کہ میں

Marfat.com

قلات کے معاملات میں اپنے آپ کو جس طرح آپ سے متعلق سمجھتا ہوں۔ وہ غلط ہے اور انہوں نے وہ راہیں متعین کر دی ہیں جن پر ہمیں عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر اور ان اسباب کی وجہ سے جو میں اپنے خط مورخہ ۱۹ ر ماہ حال میں بیان کر چکا ہوں میں کمشنر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری رائے سے حکومت ہند کو مطلع کر دیں۔

۱۱۔ جن رپورٹوں پر انہوں نے اعتراض کیا ہے، وہ بحیثیت پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ آپ کی ہدایات کے مطابق تیار کی گئی تھیں کیونکہ حکومت ہند کے حکم کی رُو سے میں آپ کے ماتحت تھا۔ آپ بجا طور پر یہ صحیح سمجھتے تھے کہ جس مقصد کے لئے مَیں جیکب آباد میں متعین کیا گیا تھا اور جس طرح مَیں آپ کے ماتحت کر دیا گیا تھا۔ اس کے پیش نظر آپ مجھ سے وہ کام لے سکتے تھے جو آپ نے مجھ سے لیا۔ میں نے جس طرح عائد کردہ فرائض کو سرانجام دیا۔ آپ نے ان پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔

۱۲۔ یہ چیز واضح ہے کہ ایک طرف آپ نے بحیثیت پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ مجھے اس سرحد پر متعین کیا اور مجھے کچھ فرائض سونپے۔ میں نے جس طرح ان فرائض کو ادا کیا۔ آپ نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا اور دوسری طرف کمشنر سندھ نے میرے یہاں متعین ہونے کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور مجھے آئندہ اپنے فرائض کی ادائیگی سے منع کر دیا۔

۱۳۔ میں کمشنر صاحب کے خط کے ایک اور نکتہ کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ بھی ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ بارہویں پیراگراف میں وہ لکھتے ہیں کہ "کیپٹن ٹنڈمن کے مرلوں سے تعلقات صرف ان کی سرحد تک محدود ہیں۔ درہ بولان کے مرلوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں صرف درہ بولان کے راستے تجارت سے ان کا واسطہ ہے۔" میں بصد احترام یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کمشنر صاحب کا ارشاد حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ میں مندرجہ ذیل سطور میں پورا پس منظر پیش کرتا ہوں۔ جس سے ثابت ہو جائے گا کہ واقعات اس کے بالکل برعکس ہیں۔

Marfat.com

۱۴۔ مزارانی مری (بولان مری) بنیادی طور پر مشہور کھیتران قبیلہ کا ایک حصہ ہیں۔ جن کا علاقہ کئی میلوں میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ علاقہ سوبی سرور سے ڈیرہ غازی خان کے قریب ہرنڈ تک وسیع ہے۔ کافی عرصہ ہوا کہ یہ اپنے قبیلہ سے لڑ پڑے۔ اور مریوں کے پاس چلے گئے اس زمانے کے مری سردار نے ان کا خیر مقدم کیا۔ مری کی پہاڑیوں میں انہیں زمینیں عطا کیں اور انہیں اپنے قبیلے میں شامل کیا۔ اس زمانے سے لے کر اب تک وہ مری کہلاتے ہیں۔ اور انہی کے رسم و رواج کے پابند ہیں۔ موسم گرما میں درہ بولان کے کرد اور کاکڑ انہیں شال (کوئٹہ) دشت اور مستونگ کے قریب اپنے ریوڑ چرانے کی اجازت دے دیتے تھے۔ اس طرح درہ بولان سے ان کا تعلق گہرا ہوتا چلا گیا۔ کچھ سالوں کے بعد موجودہ خان قلات کُردوں کے سردار اللہ دینا سے لڑ پڑے۔ یہ سردار ڈومرا اور بولان کے دوسرے سرداروں سے شادی کے رشتہ سے متعلق تھا۔ اس نے انہیں وراثت سے محروم کر دیا تھا لیکن مریوں پر نگاہ کرم کی تھی اور ان پر ملازمت کے دروازے کھول دیئے تھے۔

۱۵۔ لیکن اس کی یہ پالیسی کامیاب نہ ہو سکی۔ کُرد سردار اللہ دینا نے سخت مخالفت کی اور اسی طرح ڈومرا اور دوسرے خانوں نے بھی یہی رویہ اختیار کیا۔ ڈومروں نے اسی سال کچھ قافلوں کو لوٹا اور چند دن بعد مریوں پر حملہ کیا۔ مریوں کا طیش میں آنا قدرتی امر تھا۔ ان کے اور ان کے عزیز دل مزارانیوں کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔ نتیجۃً پورا قبیلہ کمزور ہو گیا۔ ایک لڑائی کے دوران مزارانی سردار شیر دل کا لڑکا اور ایک اور بار سوخ شخص مارے گئے۔ ان حالات کے پیش نظر یہ کوئی عقلمندی کی بات نہ ہو گی بلکہ ناکامی کو دعوت دینا ہو گا کہ ہم درہ بولان کے راستے تجارت کی حفاظت کریں جو خان قلات کے زیر سرپرستی ہوتی ہے۔ اس چیز نے ابھی سے کُرد اور مریوں میں مخالفت کی روح پھونک دی ہے اور اگر ہم اس پالیسی پر عمل پیرا رہے تو نتیجہ تباہی ہو گا۔

۱۶۔ کمشنر صاحب نے اپنے اس خط کے پیراگراف نمبر ۱۳ میں شکایت کی ہے

Marfat.com

جس کا یہ جواب میں رقم کر رہا ہوں کہ میں نے سبی سے خبریں حاصل کی ہیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں میرا یہ عمل آپ کی ان ہدایات کے خلاف تھا جو آپ نے گزشتہ نومبر کو مجھے ارسال کی تھیں۔ میں اس واقعہ کے متعلق پوری طرح تفصیل پیش کر چکا ہوں۔ سبی سے حاصل کردہ یہ خبریں آپ کی رضا اور اجازت سے حاصل کی گئی تھیں۔ یہ خبریں اس لحاظ سے مفید بھی ثابت ہوئیں کہ ان کی بنیاد پر آپ نے خان کے ایجنٹ کی رپورٹوں کو چیک کر لیا جو اس نے ڈھاڈر سے لکھی تھیں اور جو بروہی سرداروں نے اس شرط پر مان لی تھیں کہ خان ان پر اپنی رضامندی دے دیں گے۔ یہاں میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ بسی بیرانی مرلوں کے ہیڈ کوارٹر مونڈئی سے صرف چالیس میل پر ہے، جہاں میرے سوار مقیم ہیں۔ مونڈئی ہرنڈ سے تقریباً سو میل کے فاصلے پر ہے جبکہ مرلوں کا علاقہ ہرنڈ کے قریب پنجاب سے ملتا ہے۔ اس لئے یہاں سبی سے آمدورفت آسان اور قدرتی ہے اور اگر یہ آمدورفت پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کی اجازت سے کی جائے تو غالباً کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی۔

۱۷۔ جیسا کہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ حسب ہدایت میں یہاں قلات کے سلسلے میں ایک کانفرنس میں آیا تھا مگر جہاں تک مجھے علم ہے اس قسم کی کوئی کانفرنس اب تک نہیں ہوئی ہے۔ میں بصد ادب یہ عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں کانفرنس کا منعقد کرنا نہایت ضروری ہے۔ حالیہ فسادات کی وجہ سے جو موجودہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ مری قبیلے سے میرے تعلقات تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ یہ قبیلہ چونکہ برطانوی ہند یعنی پنجاب اور سندھ اور ریاست قلات کی سرحد پر واقع ہے۔ لہٰذا ان سے فیصلہ کن معاہدہ ہونا ضروری ہے اور اس سے بہتر موقع پھر ہاتھ نہیں آ سکتا۔

اس کی نقل سیکرٹری حکومت پنجاب کو بھیجی جا رہی ہے۔

Marfat.com

جیکب آباد، مورخہ ۲۵ر فروری ۱۸۷۲ء

از کیپٹن آر۔ جی سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

کل ہی دو خط بذریعہ رجسٹری بھیج چکا ہوں اور یہ تیسرا خط ہے۔ اس سے آپ کو تھوڑی سی ذہنی تکلیف تو ہو گی مگر اس صورت حال کا میں ذمہ دار ہوں اور نہ کرنل فیری۔ یہ نتیجہ ہے "ڈراؤ دھمکاؤ" پالیسی کا۔ کرنل فیری کو بہت ناگوار گزرا اور بلوچستان کے سردار تقریباً بغاوت پر اتر آئے۔ ایسے نظام سے جس کا ذکر میں نے اپنے خطوط میں کیا ہے۔ یہاں کے سرداروں کو مثلاً ملا محمد، نور دین اور جام صاحب کو انصاف کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟ رپورٹوں کے بھیجنے کے بعد سے میری ملاقات سر ولیم میری ویدر سے نہیں ہوئی۔ انہوں نے سمجھا کہ کرنل فیری کے ۲۴ر جنوری والے خط کے بعد میں ڈیرہ غازی خان واپس چلا گیا لہٰذا مجھے وہاں خط لکھا کہ قلات کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کی جائے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں کرنل فیری کے ہاں موجود تھا اور چونکہ وہ بیمار ہیں۔ میں نے ان کے کام میں ان کا ہاتھ بٹایا۔ وہ خط جس میں کرنل فیری نے کمشنر کی بدسلوکی کا ذکر کیا ہے وہ تو دیکھا ہی ہو گا۔ یہ رویہ ملک و حکومت کے مفاد میں نہیں ہے۔ اگرچہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے صرف اپنے جذبات کا اظہار کر دیا ہے۔

چونکہ جیکب آباد ڈاک خانے سے اکثر خطوط غائب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کرنل فیری نے ہدایت کی ہے کہ خطوط رجسٹرڈ بھیجے جائیں۔

حکومت کی کیا رائے ہے اس سے آگاہ کریں۔

میمورنڈم نمبر ۱۸۷

جیکب آباد، مورخہ ۲۳ر فروری ۱۸۷۲ء

Marfat.com

از کمشنر سندھ

بحوالہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے میمورنڈم ۲۵۴ مورخہ ۲۱ ماہ ہذا جس کے ساتھ کیپٹن سنڈیمن کا ۱۷ ماہ ہذا کا خط ہے۔ کیپٹن سنڈیمن کو یہ یقین ہے کہ ان کا یہ خط حکومت بمبئی کو بھیج دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں جو بھی آئندہ مراسلات ہوں گے۔ وہ بھی اسی طرح بھیج دیئے جائیں گے۔

۲۔ آئندہ فیصلے تک پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سے گزارش ہے کہ وہ کیپٹن سنڈیمن کو یہ ہدایت کر دیں کہ کمشنر کے خط نمبر ۱۶۷ مورخہ ۱۷ ماہ ہذا کے مطابق کام کریں۔ کمشنر کی ہدایات سے انحراف نہ کریں سوائے مری اور بگٹی قبیلوں کے، کسی سے کسی قسم کی خط و کتابت نہ کریں۔ ریاست قلات کا کوئی افسر ہو یا ضلع سبّی کا کسیؔ سے کوئی رابطہ قائم نہ کریں۔ اگر کیپٹن سنڈیمن کو مری بگٹی قبیلے کے ذریعہ کوئی خبر ملے جسے وہ ضروری سمجھتے ہوں کہ کمشنر کو آگاہ کرنا ضروری ہے تو وہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو خط لکھیں اور وہ حکومت کو اس کی خبر دے دیں گے۔

۳۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ ان احکامات کو سختی سے نافذ کرے۔

اپر سندھ فرنٹیئر، مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۷۲ء

از پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ

بنام کمشنر سندھ

آپ کا خط نمبر ۱۸۷ مورخہ ۲۳ ماہ ہذا ۱۸۷۲ء ملا۔

۲۔ میں نے اس معاملے میں تفصیل سے اپنے خط نمبر ۵۲۴ مورخہ ۲۳ ماہ ہذا میں لکھ دیا ہے اور گزارش کی ہے کہ اسے حکومت تک پہنچا دیا جائے۔

Marfat.com

۳۔ کیپٹن سنڈیمن کو ہندوستان کے اعلیٰ افسر نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ قلات کی موجودہ صورت حال پر آزادانہ گفتگو کریں۔ مگر ایسا وہ اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک کہ خان قلات اور سرداروں کے نمائندے جیکب آباد میں جمع نہ ہو جائیں۔ میں بھی بغیر ملے اور مشورہ کیئے کچھ نہیں کر سکتا۔

۴۔ قلات کے معاملے میں کیپٹن سنڈیمن قطعی مداخلت نہیں کرتے۔ وہ میرے ماتحت ہیں اور ان کی میں قدر کرتا ہوں اور کام کی نوعیت کچھ ایسی ہے کہ ان کی مدد ضروری ہے۔ یہ چونکہ حکومت کے وقار کا سوال ہے۔ کیپٹن سنڈیمن کی رائے اور مدد سے فائدہ ہی پہنچے گا۔

۵۔ آپ کے خط سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کیپٹن سنڈیمن کو ذرائع معلومات استعمال نہ کرنے دوں۔ یہ حکومت ہند کے احکام کی خلاف ورزی ہوگی۔ جو میں نہیں کر سکتا۔ اگر یہ احکام واپس لے لیئے جائیں تو میں وہ کر سکتا ہوں جو آپ چاہتے ہیں۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ کیپٹن سنڈیمن نے جو کچھ لکھا ہے اس پر عمل کیا جائے۔

کیپٹن سنڈیمن کے خط مورخہ ۲۳ کا متن

بنام کرنل فیری پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ

معاملہ جو زیر بحث ہے اس کے اہم نکات پر غور کیجئے۔ سر ولیم میری ویدر نے پانچویں پیرا میں لکھا ہے کہ "کیپٹن سنڈیمن غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ جبکہ وہ اپنے تیسرے پیرے میں یہ لکھتے ہیں کہ حکومت ہند کے ریزولیوشن ۲۲۴۸ مورخہ شملہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۷۰ء کے مطابق ریاست قلات کے سیاسی معاملات میں ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر کے ماتحت ہوگا۔"

"پانچویں پیرے میں مٹھن کوٹ کانفرنس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ میں نے یہ لکھا تھا کہ چونکہ سیاسی اعتبار سے پنجاب، سندھ اور قلات ایک دوسرے سے تعلق

Marfat.com

رکھتے ہیں۔ اس لئے سرحدوں کے سیاسی معاملات ایک افسر کے تحت ہونے چاہئیں۔ اور اس مقصد کے لئے جہاں تک قلات اور پنجاب کا تعلق ہے۔ ڈیرہ غازی خان کا کمشنر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر کے ماتحت ہوگا۔"

نقل برائے سیکرٹری حکومت پنجاب بسلسلہ ماقبل خطوط

ٹیلیگراف نمبر ۱۰۰ مورخہ ۲۷ر فروری

از کیپٹن سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

بروہی سردار ۴ر مارچ کو آرہے ہیں۔ کمشنر کا خط پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے نام آیا ہے کہ تم کیپٹن سنڈیمن کی حمایت کر رہے ہو۔ حکم ہے کہ کیپٹن سنڈیمن ۱۸ر جنوری سے قبل کے حالات پر تبصرہ کر سکتے ہیں۔ فیری نے اپنی اور ہماری ماتحتی کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے کمشنر کی کوئی نافرمانی نہیں کی۔ صرف حکومت ہند کی پالیسی کے بارے میں دریافت کیا۔ کمشنر نے کسی کانفرنس کا ذکر نہیں کیا۔

مندرجہ بالا تار حکومت ہند، محکمہ خارجہ کو بھیج دیا گیا۔

نمبر ۱۹۶ کیمپ جیکب آباد مورخہ ۲۶ر فروری ۱۸۷۲ء

از کمشنر سندھ

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر اپر سندھ

آپ کا خط نمبر ۴۵۷ مورخہ ۲۴ ماہ ہذا ملا۔

میرے پاس حکومت کا جو خط آیا ہے اس میں یہ ہے کہ کیپٹن سنڈیمن ۱۸ر جنوری سے پہلے کے واقعات پر اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔ لہٰذا انہیں تاکید کر دیں کہ وہ ان حدود

Marfat.com

کے اندر اپنا کام کریں۔

۲۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے نہ صرف ہمارے حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا بلکہ کیپٹن سنڈیمن کی بے جا حمایت کی۔ اور انہیں آزادانہ کام کرنے کی اجازت دے دی۔ باوجود اس کے کہ آپ دونوں میرے ماتحت ہیں۔ مجھے ایسے احکامات کا کوئی علم نہیں ہے۔ جس کے تحت آپ لوگ ایسا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا میرے احکامات کیپٹن سنڈیمن کے بارے ہیں کہ وہ قلات کے سیاسی معاملات میں مخل نہ ہوں۔ فوراً عمل میں لائے جائیں۔ وہ صرف ۱۸ جنوری کے واقعات پر اپنی رپورٹ پیش کر سکتے ہیں۔

کیمپ جیکب آباد، مورخہ ۲۷ فروری ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ

بنام کمشنر سندھ

آپ کا خط نمبر ۱۹۶ مورخہ ۲۶ فروری ملا۔

۲۔ آپ نے خط میں اپنے جس حکم کا ذکر کیا ہے۔ وہ حکومت ہند کے احکامات کے خلاف ہیں۔ لہٰذا مجھے افسوس ہے کہ میں اس پر عمل نہیں کر سکتا۔ آپ حکومت ہند کو لکھیں اور ان سے اس کی وضاحت مانگیں۔

۳۔ میں اپنے خط نمبر ۵۷ میں لکھ چکا ہوں کہ کیپٹن سنڈیمن قلات کے معاملے میں مداخلت نہیں کرتے اور وہ ہمیشہ میرے مشورے سے کام کرتے ہیں اور کام کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے ان کی آرا بہت ضروری ہیں۔ اور ان سے مجھے میرے کام میں بڑی مدد ملتی ہے

۴۔ میرے اس صاف صاف لکھنے کے باوجود آپ نے مجھ پر نافرمانی اور کیپٹن سنڈیمن کی حمایت کا الزام لگایا۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ کیپٹن سنڈیمن کی موجودگی یہاں پر کسی حکم کے تحت ہے اور اس حکم کی وضاحت کرائی جائے۔ یہ کہنا تو نافرمانی نہیں ہے۔

Marfat.com

دوسرا یہ کہ کیپٹن سنڈیمن آپ سے بالکل الگ آزادانہ کام کر رہے ہیں مگر یہ امر واقعہ ہے کہ ان کی یہاں موجودگی حکم بالا کی وجہ سے ہے جو ہم سے اور آپ سے بھی بالا ہے۔ اس کے حکم کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔

تیسرا یہ کہ آپ کا کہنا ہے کہ ہم دونوں ان معاملات میں آپ کے ماتحت ہیں لہٰذا آپ کے احکامات کی تعمیل ضروری ہے۔ اور آپ کو کوئی ایسا قانون یا طریقہ معلوم نہیں ہے جس کے تحت ہم آپ کے احکامات کو ماننے سے انکار کر دیں۔

۵۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معاملات زیر غور ہیں اور کیپٹن سنڈیمن آپ کے ماتحت ہیں مگر ہم لوگ حکومت ہند کے اعلیٰ حکام میں ہیں اور ہماری اپنی انفرادی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ میں پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ ہوں اور سرحد پر تعینات کیا گیا ہوں اور وہ بحیثیت پولیٹیکل افسر مٹھن کوٹ کانفرنس کی روئداد کے مطابق میرے ماتحت کر دیئے گئے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ قلات کے سیاسی حالات سر دست بہت ناگفتہ بہ ہو گئے ہیں اور اس کے بارے میں میں پہلے تفصیل سے لکھ چکا ہوں لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ آپ اپنے احکامات جو کیپٹن سنڈیمن کے بارے میں دیئے ہیں نامنظوری کے لئے حکومت ہند سے لے لیں۔ مجھ میں یہ ہمت نہیں ہے کہ حاکم بالا یعنی حکومت ہند کے حکم کی خلاف ورزی کروں۔

۶۔ بصد ادب عرض ہے کہ میری رائے میں حکومت یہ چاہتی ہے کہ جس طرح سے بھی ہو ریاست قلات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کی جائیں اور کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے یہ پتہ چلایا جائے کہ ریاست قلات کی جو موجودہ صورت حال ہے اس کی کیا وجوہات ہیں۔ وہاں کی ہنگامہ آرائی سے نہ صرف پنجاب متاثر ہو رہا ہے بلکہ اس سے حکومت برطانیہ کی پالیسیاں بھی متاثر ہو رہی ہیں۔ لہٰذا میرے نزدیک اس کے فیصلے کا حق حکومت برطانیہ یعنی حکومت ہند کو ہے۔ ابھی کانفرنس منعقد کرنے میں بہت دیر ہے لہٰذا اس سے مشورہ کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

۷۔ آخر میں مَیں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا اور یہ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو بتاؤں کہ صرف یہ کہنے پر کہ حاکم بالا کے حکم کو نہیں ٹالا جا سکتا اور یہ کہ آپ اپنے احکام کی حکومت ہند سے وضاحت کرائیں۔ مجھے نافرمان کہا گیا۔ یہ بہت اہم الزام ہے جو واقعات سے ثابت نہیں ہوتا۔ لہٰذا ایک اونچے رینک (جو آپ کے رینک سے بڑا ہے) کا فوجی افسر ہونے کی حیثیت سے اور جسے سول اور سیاسی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں میں سخت احتجاج کرتا ہوں اور یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ کچھ عرصے سے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ میرے ساتھ اہانت آمیز برتاؤ کا سلسلہ جاری ہے۔ لہٰذا میں حکومت سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ سے کیفیت طلب کرے۔ جس کا میں باقاعدہ جواب دے سکوں۔ میرا ضمیر مطمئن ہے ہم نے مفادِ عامہ کے لئے کام کیا ہے اور جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ میرے سامنے اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔

ٹیلیگرام نمبر ۷۰۴ مورخہ کلکتہ ۲۹ر فروری ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری محکمہ خارجہ

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب، لاہور

آپ کا ۲۷ر کا خط ملا۔ مندرجہ ذیل تار بمبئی بھیج دیا گیا۔

۲۷ کا تار اور پچھلے مراسلات ملاحظہ فرمائیے۔ کیپٹن سنڈمین کی حیثیت یہ ہے کہ محکمہ خارجہ کے ریزولیوشن مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۱۸۷۱ء کے مطابق انہیں مری بگٹی کے معاملات کا جہاں تک تعلق ہے انہیں پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر کی ماتحتی میں دے دیا گیا ہے۔ عام طور پر انہیں قلات کے معاملے میں مداخلت کا اختیار نہیں ہے مگر اس کے متعلق انہیں کوئی معلومات حاصل ہو جائیں تو یہ ان کا فرض ہے کہ وہ کمشنر سندھ کو اس کی اطلاع دیں۔ مورخہ ۵ اور ۱۶ر جنوری کے تار کے مطابق وہ سر ولیم میری ویدر اور کرنل

فیری کے ساتھ کانفرنس میں شرکت کریں گے اور ان کی جو کچھ بھی رائے ہو اسے تحریری طور پر کمشنر کی رائے کے ساتھ حکومت ہند کو بھیج دیا جائے۔ مگر قلات میں امن وامان قائم کرنے میں ۲۲ نومبر کے تار کے مطابق کمشنر کو پورا اختیار ہو گا کہ اس سلسلے میں وہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں کریں۔ اس معاملے میں کیپٹن سنڈیمن کو دخل دینے کا اختیار نہیں ہے۔

اگر کانفرنس کے احکام پر کمشنر نے عملدرآمد کر لیا ہے اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب سنڈیمن کی ضرورت نہیں ہے تو انہیں اپنے ضلع میں واپس کر دیا جائے اور اگر ابھی تک کچھ نہیں ہوا تو کانفرنس کے احکام پر کمشنر کو فوراً عمل کرنا چاہیئے اور سنڈیمن کو وہاں سے فارغ کر دیا جائے۔

کمشنر کو چاہیئے کہ حکومت کی پالیسی جس کا ۱۱ اور ۲۴ ر جنوری کے خط میں ذکر کیا گیا ہے اس پر عمل پیرا ہوں۔ اس پیراگراف کی ایک کاپی کمشنر کو بھیج دیجئے۔"

ٹیلیگراف بس یہاں پر ختم ہوا۔ سنڈیمن کو بھی خبر دے دیں۔

ٹیلیگرام نمبر ۲ مورخہ یکم مارچ ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈیمن

بنام سیکرٹری، حکومت پنجاب

کمشنر نے کرنل فیری کو حکومت بمبئی کا مندرجہ ذیل ٹیلیگراف بھیجا۔

ہز ایکسیلینسی ان کونسل کرنل فیری کو حکم دیتے ہیں کہ قلات کے معاملات کے بارے میں وہ کسی قسم کے احکامات سنڈیمن کو جاری نہ کریں۔ اگر کوئی حکم دینا ہی ہو تو اس حکم کی منظوری کمشنر سے لینا ضروری ہے اور کرنل فیری کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر معاملے میں وہ کمشنر

Marfat.com

کے ماتحت ہیں۔ اور انہیں اس کی سخت ممانعت کی جاتی ہے کہ ہونے والے مذاکرات کے سلسلے میں انہیں آزادانہ کسی قسم کے کام کرنے کی اجازت نہیں ہے۔"

پیغام ۴۹۳ مورخہ ۲ مارچ ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری خارجہ، کلکتہ

بنام سیکرٹری، حکومت پنجاب

پہلی تاریخ کا خط ملا۔ قلات کے بارے میں جوان کی رائے ہے۔ وہ تین دن کے اندر اندر لکھ کر کمشنر کو دے دیں اور اس کے بعد اپنے ضلع میں واپس چلے جائیں۔

ٹیلیگرام نمبر ۲۲ جیکب آباد مورخہ ۵ مارچ ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈیمن

بنام سیکرٹری، حکومت پنجاب

آج رپورٹ دے دوں گا۔ کل چلا جاؤں گا۔

نمبر ۱۹۷، جیکب آباد، مورخہ ۲۷ فروری ۱۸۷۲ء

از کرنل سر ولیم میری ویدر، کمشنر سندھ

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر

آپ کا خط نمبر ۲۴۴ مورخہ ۱۵ ماہ ہذا اور نمبر ۲۵۴ مورخہ ۲۳ ماہ ہذا ملا۔

۲۔ یہ خطوط حکومت کو بھیج دیئے جائیں گے۔ ہز ایکسیلینسی ان کونسل اس پر جو فیصلہ دیں۔

Marfat.com

۳۔ آپ نے اپنی جس رائے کا اظہار کیا ہے اس سے نہ صرف مجھے اتفاق نہیں ہے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے ملک میں بے چینی بڑھ جائے گی۔ نہ صرف یہ کہ آپ کا اندازِ بیاں قابلِ اعتراض ہے، آپ نے قصداً حکومت کے نقطۂ نظر کی خلاف ورزی کی۔ میں اس قسم کے مراسلات کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتا۔ آئندہ سے احتیاط برتیں۔

۴۔ یہ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آئندہ قلات کے بارے میں جو مذاکرات ہونے والے ہیں۔ اُن کے بارے میں بغیر میری اجازت کے کچھ نہ کیا جائے۔ چونکہ اس کی پوری ذمہ داری ہم پر ہے۔

۵۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے ساتھ ہر طرح سے تعاون کریں گے اور چونکہ ساری ذمہ داری میری ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے احکامات پر عمل کریں گے اور عدول حکمی نہ کریں گے۔

کیپٹن سنڈمین کا میمورنڈم

مورخہ ۲۸ فروری ۱۸۷۲ء

قلات کے بارے میں کرنل فیری کی لمبی رپورٹ کا یہ جواب ہے۔

جیکب آباد، مورخہ ۱۵ فروری ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ

بنام کمشنر سندھ

آپ کا خط نمبر ۵ مورخہ ۱۰ ماہ ہذا ملا۔ ریاست قلات کی حالیہ گڑبڑ کے بارے میں اور جو اس کے اثرات برطانوی سرحدوں پر رونما ہوئے ہیں یا آئندہ ہو سکتے ہیں۔ اس کے بارے میں مندرجہ ذیل گزارشات قابل توجہ ہیں۔

Marfat.com

۲۔ ۱۸۶۹ء کے آخری دنوں میں میں نے ایک مختصر رپورٹ ریاست قلات کے بارے میں بھیجی تھی۔ اس میں میں نے اس وقت . . . . . جو ملک کی حالت بگڑ رہی تھی، گزارش کی تھی کہ اس کی وجوہات معلوم کی جائیں تاکہ اس کا کچھ مداوا کیا جائے۔

۳۔ گزشتہ مہینے میں جو آپ نے حکومت کے احکامات دکھلائے تو اس سے کچھ امید بندھتی ہے۔ اس لئے کہ ان احکامات کے تحت سرحد کے جو پولیٹیکل افسران ہیں انہیں چارہ جوئی کا اختیار دے دیا گیا ہے۔

۴۔ پرانے قصوں کو دہرانا فضول ہے مگر اس کی شروعات کیسی ہوں یہ بتانا ضروری ہے۔ سرداران بلوچستان ۷ استمبر ۱۸۵۷ء کو جب قلات میں خیمہ زن تھے تو ان پر اچانک حملہ کر دیا گیا۔ وہ اپنی مدافعت میں جنگ پر آمادہ ہوئے۔ اور جب وہ مارنے مرنے پر تیار ہو گئے تو اس وقت سے اب تک انہیں باغی کہا جاتا ہے۔

۵۔ قلات کا کوئی حکمران خواہ وہ کتنی ہی قابل، ہوشیار اور باوقار شخصیت کا مالک کیوں نہ ہو۔ سرداروں کے ساتھ خوشگوار تعلقات نہ رکھے تو بلوچستان پر حکومت نہیں کر سکتا۔ موجودہ حکمران خداداد کا تو ذکر ہی کیا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف جنرل جیکب نے ۱۸۵۸ء میں مرنے سے کچھ دن پہلے اپنے خط میں کیا ہے۔

۶۔ جنرل جیکب نے جو کچھ اس وقت لکھا تھا وہ آج بھی صحیح ہے یعنی ایک حکومت جہاں انصاف کا دور دورہ ہو۔ اور جس پر سرداران بلوچستان راضی اور خوش ہوں۔ اور ساتھ ساتھ سرداروں کے وقار و عزت کا لحاظ بھی باقی رہے۔ اب ایسی حکومت کو اگر حکومت برطانیہ کی پشت پناہی حاصل ہو جائے تو قلات کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رہ سکتے ہیں۔

۷۔ یہ بنیادی باتیں اور جنرل جیکب کے معقول مشورے کو بالکل فراموش کر دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک میں لاقانونیت پھیل گئی۔ ملک تباہی کے کنارے آ لگا۔

Marfat.com

سردار بغاوت پر تلے ہوئے ہیں۔ موجودہ حکومت کی اس پالیسی کا اگر سدّباب نہ کیا گیا تو ہماری سرحدیں بُری طرح متاثر ہوں گی۔

۸- جولائی ۱۸۷۱ء سے آج تک کے حالات پر میں بعد میں تفصیل سے لکھوں گا۔ سرِدست ۱۸۵۷ء سے ۱۸۶۳ء تک کے واقعات پر اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ایک نہایت کمزور اور غیر مقبول شہزادے نے اتنے بڑے بلوچستان جیسے ملک میں انفرادی استبدادی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے کارکن کون ہیں! محل سرا کے غلام جو سول افسر ہیں اور فوج ان کے کرائے کے ٹٹوؤں کی ہے۔ بھلا یہ لوگ ان شریف سرداروں اور جنگجو قبیلوں کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ نتیجہ اس کا یہ ہُوا کہ قلات میں اب کوئی حکومت جسے حکومت کہا جا سکے باقی نہیں رہی۔ لاقانونیت اور افراتفری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ ۱۸۶۴ء میں ہُوا تھا کہ خان تھوڑے دنوں کے لئے تخت سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

۹- امید تھی کہ خداداد خان ۱۸۶۴ء کے واقعہ سے سبق لیں گے اور اپنی حکومت کو ان بنیادوں پر مضبوط کرنے کی کوشش کریں گے جس کی بنیاد جنرل جیکب نے رکھ دی تھی۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ پرانی ڈگر پر چلنے کی کوشش کی اور چھ سال کی رسہ کشی کے بعد اس کے نتائج ظاہر ہو گئے ہیں۔ خان ذاتی طور پر نہ تو جوانمرد ہے اور نہ بہادر۔ جس پر دشمنی کا شبہ ہو جائے اس سے بُری طرح نفرت کرتا ہے۔ طبیعت مشکوک پائی ہے۔ جذباتی اور جلد باز ہے۔ ہوس اتنی ہے کہ اس کی ہوس ضرب المثل ہو کر رہ گئی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ ہم لوگوں کے مشورے کو کیا رنگ دیتا ہے۔ آیا وہ ایک روشن خیال حکمران بننے کو تیار ہو گا یا پرانی ڈگر پر ہی چلتا رہے گا۔

۱۰- ۱۸۶۸ء میں جب میں پہلی دفعہ فرنٹیئر پر پہنچا تو پہلا سوال جو نواب محمد خان نے مجھ سے کیا وہ یہ تھا کہ ہم لوگ کوئٹہ پر کب قبضہ کر رہے ہیں۔ اس سے قلات کے

Marfat.com

افسروں کی سوچ کا پتہ چلتا ہے۔ استبدادیت کی سوچ یعنی ان کے نزدیک ایک مستحکم اور مضبوط حکومت وہ ہے جو جس وقت جو چاہے زبردستی کر لے۔ اس قسم کے فکر کا نتیجہ یہ ہے جیسا کہ میجر ہیریسن کی ڈائری سے پتہ چلتا ہے کہ تنگ آئے ہوئے ہیں۔ اور خان کو تخت سے ہٹانے کی فکر میں ہیں اور وہ توقع رکھتے ہیں کہ ہماری حکومت اس معاملے میں عوام کی مدد کرے گی اور ایک طرف خان بھی یہی آس لگائے بیٹھے ہیں کہ ہم لوگ ان کو استبدادیت میں مدد دیں گے۔

۱۱۔ جب سے میں آیا ہوں اس قسم کے طرز حکومت کی ہمت افزائی کبھی نہیں کی بلکہ ہمیشہ اس کا قائل رہا اور کہتا رہا کہ جیسا کہ معاہدہ (ٹریٹی) اور اس کے میمورنڈم میں ہے میں اس حکومت کا حامی ہوں جو عدل و انصاف پر قائم ہو۔ ملک کی ترقی اور خوشحالی اسی میں ہے۔ لوگوں کی بہبود کا یہی ذریعہ ہے۔ ان اصولوں پر کام کرنے ہی سے ملک متمدن ہو جائے گا اور ہماری خارجہ پالیسی کے لئے مفید ہوگا اور ہماری سرحدیں نہ صرف محفوظ رہیں گی بلکہ وہاں امن و امان رہے گا۔

۱۲۔ تیرہ سال گزر گئے۔ حالات بہتر کیا ہوتے بد سے بدتر ہوتے گئے۔ معاشی حالت جو نصر خان کے زمانے میں تھی۔ اس سے بدرجہا خراب ہے۔ نصر خان موجودہ حکمران کا سوتیلا بھائی تھا۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کی رپورٹ ۴ دسمبر ۱۸۵۸ء کے مطابق خدادادخان کی ماں بی بی کد جیبی نسبوا ایک لونڈی تھی۔ خانہ زاد داروغہ گل محمد سے سازش کر کے نصر خان کو قتل کروادیا۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ نصر خان حکومت برطانیہ کا دوست تھا اور برطانوی افسروں کی ہدایت پر چلتا تھا۔

۱۳۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ استبدادیت اور ظلم و ستم کی پالیسی جو خداداد خان چاہتا ہے اور جس پر وہ عمل کر رہا ہے۔ اس کا نتیجہ سوائے ہنگامے، افراتفری اور اندرونی خلفشار کے کچھ نہیں نکلے گا مگر اصول حکومت اگر عدل و انصاف اور عوام سے شفقت اور محبت

Marfat.com

کی بنا پر ہوگا۔ اس سے لوگوں میں خوشحالی، امن و امان اور ایک نئے تمدن کا دور شروع ہو جائے گا اور ہماری پالیسی بھی یہی ہے کہ ہمارے اور افغانستان و ایران کے درمیان ایک پُرامن علاقہ قائم ہو جائے۔

۱۴۔ ۱۸۶۹ء کی رپورٹ میں نے مندرجہ ذیل الفاظ پر ختم کی تھی:

"تاریخ سے ثابت ہے کہ کسی ملک کی اصل قوت اس کے عوام ہوتے ہیں۔ اس لئے موجودہ امن و امان کے دور میں میں ان کی مشکلات ان کے قانونی حکمران کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کروں گا۔"

۱۵۔ اُس وقت (یعنی ۱۸۶۷ء) جام صاحب لسبیلہ برطانوی علاقے میں بھاگ کر آئے ہوئے تھے اور لسبیلہ پر خان کا قبضہ ہو چکا تھا اور خان کا ایک غلام جس کا نام غلام جان ہے وہ بحیثیت خان کے نائب کے گزشتہ مہینے تک لسبیلہ پر حکومت کر رہا تھا کہ جاموٹ کے چیف (سردار) نے اسے مار بھگایا۔ جاموٹ کا کہنا ہے کہ وہ جام صاحب جو اصلی وارثِ تخت ہیں اُن کی طرف سے لسبیلہ پر حکومت کر رہا ہے۔ جام صاحب سردست قلعہ احمد نگر میں قید ہیں اور برطانوی حکومت کے قیدی ہیں۔

۱۶۔ فقیر محمد اس وقت حکومت قلات کی طرف سے مکران میں خان کا نائب تھا اس نے نہایت تندہی سے کام کیا اور ایک طرف تو ایرانی حملے کی روک تھام بڑی کامیابی سے کی اور دوسری طرف شری بلوچوں کو اس اہم سرحد پر شرارتوں سے روکے رکھا۔ اب وہ ایک خانہ بدوش کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس کی جگہ پر خان کے ایک غلام داروغہ عطا محمد کو نائب بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۱۷۔ صوبہ مکران اور لسبیلہ ایران اور انڈس کے درمیان ہیں۔ یہ دونوں صوبے بغاوت پر تُلے ہوئے ہیں۔ اور ان کی بے چینی بڑھ رہی ہے۔ یہ خداداد خان کی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے۔ اور اس سے ایران اور روس کے عزائم کو تقویت ملے گی اور یہ دھمکیاں بھی

Marfat.com

قابل توجہ ہیں جو عوام نے دی ہیں کہ اگر جام صاحب لسبیلہ کو واپس نہ بلایا گیا تو ہم ہندوستان اور یورپ کے درمیان جو برقی تار ہے اسے کاٹ دیں گے۔ میجر ہیریسن کے کیمپ خضدار پر بھی حملے کی دھمکی دی گئی ہے۔

۱۸۔ جب خان نے اپنے وعدے پورے نہیں کئے اور جام صاحب کو خان کے حملے کے بعد لسبیلہ سے بھاگنا پڑا تو سردار مولا محمد اور نورالدین بھاگ کر قندھار چلے گئے۔ اور وہاں امیر کابل نے انہیں پناہ دی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

سردار آزاد خان بلوچ ابھی تک خاران میں اپنی جگہ ڈٹا ہوا ہے۔ اس لئے کہ خان کابل کے تحت ہے اور اس کا باجگزار ہے۔

۱۹۔ سردار جہانگیر خان لہڑی، مبارک خان شاہوانی، سید خان بنگلزئی گزشتہ اکتوبر میں مستونگ میں اس وقت مارے گئے جب ان لوگوں نے خان کی فوج پر حملہ کیا۔ اور ان میں سے صرف ایک سردار سید خان محمد شہی بچا۔ مگر فوت ہونے والے سرداروں کے رشتہ داروں نے فوراً کمان سنبھال لی اور اس وقت تک لڑنے کا تہیہ کر لیا جب تک کہ ناانصافیاں جس کے وہ شکار ہوئے ہیں دور نہ ہو جائیں۔

۲۰۔ مکران، لسبیلہ اور کچھی کے بروہی بھی ان ناانصافیوں کو محسوس کر رہے ہیں اور ابھی تک پوری بلوچ قوم نے بھی بغاوت نہیں کی ہے مگر ایک ملک گیر ہنگامے کے آثار ضرور نمایاں ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ خان اور ان کے سرداروں کے درمیان برطانوی حکومت ثالث بنے۔ اور ان کے جھگڑوں کا تصفیہ کرائے مگر یہ تصفیہ ہمدردانہ اور مخلصانہ ہونا چاہیئے۔ اور اس میں مشورے کے لئے مکران، لسبیلہ، کچھی، مری، بگٹی سب کو شامل کرنا چاہیئے۔

۲۱۔ اب واقعات کی تفصیل یہ ہے۔

۱۸۷۰ء کے آخر میں کیپٹن ہیریسن کو جنرل گولڈ سمڈ سے ملنے قلات سے مکران

Marfat.com

جانا پڑا۔ اس وقت خان قلات کچھی میں تھے۔ جہاں وہ مئی یا جون ۱۸۷۱ء تک ٹھہرے رہے۔ کیپٹن ہیریسن کی ڈائری سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۸۷۰ء میں جب وہ ہز ہائی نس سے گنداوہ میں ملے تو انہوں نے (یعنی ہیریسن نے) خان سے یہ کہا کہ جاگیرداروں نے یہ شکایت کی ہے کہ ان کے ساتھ بہت ناانصافیاں کی جا رہی ہیں۔ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ ان کے ساتھ انصاف برتیں اور ان پر کوئی زیادتی نہ کریں۔ لسبیلہ کے بارے میں کیپٹن ہیریسن نے لکھا کہ ہز ہائی نس نے انہیں بتایا کہ لسبیلہ سے جو خطوط آئے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں کی حالت تشفی بخش ہے۔

۲۲۔ اس تشفی بخش رپورٹ کے باوجود لسبیلہ میں ہنگامہ شروع ہو گیا۔ اور خان کو اپنی فوج بھیجنی پڑی۔ اور میجر ہیریسن جب گولڈسمڈ سے ملاقات کر کے سیستان سے چلے تو وہ کراچی سے سوراوانی اور لسبیلہ ہوتے ہوئے قلات پہنچے۔ لسبیلہ اس لئے گئے کہ قلات کے نائب اور کسی ایک قبیلے کے درمیان جو کشیدگی پیدا ہو گئی ہے اسے رفع دفع کرا دیں مگر اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ یہ آگے دیکھیئے۔

۲۳۔ جولائی کے آخر میں میجر ہیریسن کوئٹہ پہنچے اور خان جو وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان سے ملے۔ ہیریسن کو یہ خبر ملی تھی کہ جاموٹ کے سردار علی خان اور نوشیروان فوجیں جمع کر رہے ہیں مگر خان کو اس کی بالکل خبر نہ تھی اور انہوں نے اس کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔

۲۴۔ جولائی ۱۸۷۲ء کی ڈائری سے پتہ چلتا ہے کہ داروغہ عطا محمد نے مکران میں خان کی جائیداد کے بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ بھیجی۔ سردار فقیر محمد مکران میں کافی عرصہ خان کی طرف سے ملازم رہا۔ مگر اس کے مالیہ کے انتظام سے خان خوش نہیں تھے۔ وہ صرف روپے بھیج دیتا تھا۔ سردار فقیر محمد نے شاید یہ بھی لکھا تھا کہ جولگان اور مالگزاری کے کام میں ہوشیار ہو اسے بھیجا جائے اور ساتھ ساتھ تھوڑی سی فوج بھی بھیجی جائے

Marfat.com

تاکہ رعایا سے مالیہ وصول کرنے میں آسانی ہو۔ لہٰذا داروغہ عطا محمد کو بھیج دیا گیا۔ میجر میریسن کہتے ہیں کہ جب وہ مکران میں تھے تو لوگوں نے شکایت کی کہ کس طرح سال میں دو یا تین دفعہ ان لوگوں سے مالیہ وصول کیا جاتا ہے۔

پھر بھی سرداروں نے کوئی ہنگامہ نہیں کیا۔

۲۵۔ مکران ڈائری ۶ راگست

سفر خان ولد سردار فقیر محمد ہز ہائی نس کے پاس اپنے والد کا ایک خط لے کر مستونگ آیا۔ اس نے گزارش کی تھی کہ اسے کیچ کے نائب کے عہدے سے مستعفی ہونے کی اجازت دی جائے۔ چونکہ وہ حج کے لئے مکہ جانا چاہتا ہے۔

ہز ہائی نس جب خانک (کانک) میں ٹھہرے ہوئے تھے تو وہاں کچھ ہنگامہ ہُوا۔ ایک بدنام جرائم پیشہ بہادر خان کو جسے سردار جہانگیر مری نے نکال دیا تھا۔ ہز ہائی نس کے حکم سے گولی مار دی گئی۔ کیونکہ اس نے ان کی قید سے فرار ہونے کی کوشش کی تھی۔

اب پتہ چلانا ہے کہ بعد کے واقعات سے اس سانحے کا کیا تعلق ہے۔ کچھی سے یہ خبر ملی ہے۔

مسقط کا سردار وزیر خان بستی بھاگ گیا ہے۔ چونکہ اس سے مالیہ کے سلسلے میں کچھ ناجائز مطالبات کئے گئے تھے۔ ہز ہائی نس نے وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ واپس آجائے تو اس کی مالگزاری معاف کر دی جائے گی۔

لسبیلہ سے یہ خبر ملی ہے۔

شاہ غازی غلام جان نے یہ رپورٹ بھیجی ہے کہ ملی خان جاموٹ نے شاہرخ پر حملہ کر دیا ہے اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ مینگل اور بزنجو لیویز کو حکم دیا جائے کہ ان کا مقابلہ کرے اور انہیں سزا دے۔ ہز ہائی نس نے جواب دیا کہ اس کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ چند دنوں میں فوج کا ایک دستہ عنقریب لسبیلہ جانے والا ہے۔

Marfat.com

۲۶۔ مکران ڈائری ۔ مورخہ ۱۳ راگست ۱۸۷۱ء

سردار فقیر محمد نے ہز ہائی نس کو یہ عرضداشت پیش کی کہ وہ ان کا نہایت فرمانبردار خادم ہے مگر بدلے ہوئے حالات کے تحت وہ اپنے فرائض انجام نہیں دے سکتا۔ اس لئے اس نے استعفیٰ دے دیا ہے اور مکہ جانا چاہتا ہے۔ ہز ہائی نس نے اسے مکہ جانے کی اجازت دے دی مگر مشورہ دیا کہ یہ ڈھائی سو روپے کی جگہ ہے لہٰذا وہ بدستور نائب رہے تنخواہ کے علاوہ اس میں کچھ اور بھی فائدے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مکران کی سرحد پر داروغہ عطا محمد نے ایرانی رعایا سے سیاسی جوڑ توڑ شروع کر دیا ہے۔ میجر ہیریسن نے ہز ہائی نس کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اس کی اجازت نہ دیں۔ چونکہ قلات اور ایران کی رضامندی سے موجودہ سرحد قائم ہوئی اور دوسرا یہ کہ اس معاملے میں کسی قسم کی مداخلت معاہدے کی خلاف ورزی ہوگی۔

لسبیلہ کی اطلاع۔

جاموٹ سردار علی خان نے اعلان کیا ہے کہ وہ خان قلات کی بادشاہت کو کبھی قبول نہیں کرے گا اور موقع ملتے ہی وہ اسے ہلاک کر دے گا۔ شاہ غازی غلام جان جو اس سے معاملات طے کرنے گیا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ ملک کو جتنا بھی نقصان پہنچا سکتا ہے، پہنچائے گا۔ شاہ غازی نے یہ بھی کہا کہ جبین خان جاموٹ جس سے کہ معاہدہ ہو چکا ہے اور جو سونمیانی کا نائب ہے۔ لوگوں کو لوٹ مار اور راستے بند کر دینے پر اکسا رہا ہے۔ شاہ غازی کی رائے میں علی خان جب تک زندہ ہے ہنگامے کرتا رہے گا۔ اس نے مالیہ دینا بند کر دیا ہے اور مواصلات کو درہم برہم کر دیا ہے۔ میجر ہیریسن کے مشورے پر عمل کرنے کے باوجود میں یہ دیکھتا ہوں کہ لوگوں میں یہ صلاحیت ہی نہیں ہے کہ وہ اچھی باتوں کی طرف توجہ دیں۔ شاہ غازی نے یہ سب دیکھنے کے بعد ہز ہائی نس کو لکھا ہے کہ وہ اس ہنگامے کو رفع کرنے کے لئے سفر خان، بزنجو، میر محمد مینگل اور میروانی کو اس کی مدد کے لئے بھیجیں تاکہ اس بغاوت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ جب تک فوج کشی نہ کی جائے گی ملک میں امن و امان

Marfat.com

قائم ہونے کی کوئی امید نہیں ہو سکتی ۔

اس ڈائری کے ساتھ میجر ہیریسن نے مقامی زبان کے چند خطوط بھیجے ہیں۔ جس سے ان کی رائے میں ایران کی نظر شمالی اور مغربی بلوچستان پر معلوم ہوتی ہے ۔

۲۷ ۔ ڈائری لسبیلہ ۲۰ اگست ۔

ایک فوجی دستہ شاہ غازی غلام جان کی مدد کے لئے قلات سے لسبیلہ روانہ ہو گیا ہے۔ سردار جیین خان جاموٹ کو یہ دھمکی دی گئی ہے کہ اگر اس نے خان کا ساتھ نہیں دیا تو اس سے سارے انعامات چھین لئے جائیں گے ۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس :

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہز ہائی نس نے بزنجو، مینگل یا کسی دوسرے کو غلام جان کی مدد کے لئے نہیں کہا۔ سردار فقیر محمد خان بزنجو کو ابھی ابھی عطا محمد خان نے فارغ کر دیا ہے اور نورالدین کی جگہ پر میر محمد مینگل بالکل نئے آدمی ہیں اور وہ قبیلہ جو نوشیروان کے تحت ہے وہ علی خان جاموٹ کے ساتھ ہے۔ چھوٹے قبیلہ کا آپس ہی میں نفاق ہے ۔

۲۸ ۔ مورخہ ۲۷ اگست ۱۸۷۱ء :

پولیٹیکل ایجنٹ نے لکھا ہے کہ سردار الہ دین کرد کو اگر اس کے قبیلے کا سردار نہ مانا گیا تو وہ ملک چھوڑ دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ میجر ہیریسن نے یہ جواب دیا کہ انہوں نے ہز ہائی نس کو بہت اچھے مشورے دیئے اور ہز ہائی نس نے الہ دین کرد کو بہت اچھی شرائط پیش کیں مگر وہ نہ مانا۔ میجر ہیریسن نے لکھا ہے کہ وہ اب اس معاملے میں کچھ نہیں کہنا چاہتے ۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس :

اس سردار کا قبیلہ درہ بولان کے سرے پر دشت بے دولت کے کچھ حصے میں رہتا ہے ۱۸۶۹ء میں جب سردار صاحبان قلات جا رہے تھے تو ان کے ساتھ کچھ شر پسند بھی تھے۔ ان کے ہاتھوں اس قبیلے کو کافی تکلیف پہنچی۔ اس کا ایک بیٹا مارا گیا اور دوسرا زخمی ہوا۔

Marfat.com

اس کی موروثی زمینیں درہ بولان میں ہیں جو مواصلات کے لئے بہت اہم ہیں۔ اور اب چونکہ حکومت نے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو ان تمام معاملات کی تحقیق کرنے کو کہا ہے تو اب اس کا جائزہ لیا جائے گا اور رپورٹ بعد میں بھیجی جائے گی۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ بڑی زیادتی ہے کہ ایک بوڑھے سردار کو اس کی موروثی جائداد سے بے دخل کر دیا جائے اور وہ بیچارہ روٹیوں کو ترس جائے۔ بھوک اور مجبوری کی وجہ سے انسان سب کچھ کرنے پر تل جاتا ہے۔

ریاست قلات کی حدود میں زوشکی پر حملے کی ایک خبر تھی مگر اب تک یہ حملہ نہیں ہوا اور سرِدست خطرہ ٹل گیا ہے۔

۲۹۔ ڈائری کوئٹہ مورخہ ۳ ستمبر ۱۸۷۱ء

۲۸ اگست کو مدت خان ڈومڑ نے مع تین سو کاکڑ اور ڈومڑ پٹھان قبیلوں کے ضلع کوئٹہ پر حملہ کر دیا اور لوٹ مار شروع کر دی۔ دوران میں قادر بخش مری کی جائداد لوٹی اور ایک قافلہ پر بھی حملہ کیا۔ کوئٹہ کے نائب نے یہ رپورٹ دی ہے کہ قافلہ سے جو اونٹ اور خچر لوٹے گئے تھے وہ واپس مل گئے ہیں۔

کچھی کی خبر۔

خان نے پولیٹیکل ایجنٹ کو خبر دی ہے کہ چونکہ مریوں نے کچھی پر حملہ کیا تھا اس لئے ڈومکیوں کو یہ اجازت ہونی چاہیئے کہ وہ جوابی حملہ مریوں پر کریں۔ میجر میریمن کا خیال ہے کہ خان کی رائے صحیح ہے۔ پھر بھی یہ معاملہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کا خیال ہے کہ یہ معقول بات نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوا تو ڈومکیوں کو کافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ چونکہ وہ مریوں کے مقابلے میں کافی کمزور ہیں۔ کمشنر سندھ نے بحوالہ خط ۵۰۶ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۸۷۱ء اس قسم کا بدلہ لینے کی کاروائی کرنے کو سختی سے منع کیا ہے۔ ہز ہائی نس نے سو سوار قلات سے کچھی بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔

Marfat.com

۳۰ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۷۰ء

کچھ اور لسبیلہ کی کوئی خبر قلات نہیں پہنچی۔ سوائے اس کے کہ سردار میر باہی خان جو کیچ کے سردار تھے۔ ان کا انتقال ہو گیا۔

۳۱۔ لسبیلہ مورخہ ۱۷ ستمبر

۱۴ اور ۲۸ اگست کی ڈائری میں تشویشناک خبر کے باوجود میجر ہیرلیین لکھتے ہیں کہ شاہ غازی غلام جان نے لسبیلہ سے یہ خبر دی ہے کہ چونکہ کسی قسم کے ہنگامے کا کوئی امکان نہیں ہے اور علی خان جاموٹ اتنا قوی نہیں ہے کہ کوئی فساد برپا کر سکے۔ اس لئے بلوچ لیوی کو اپنے اپنے علاقے میں واپس کر دیا ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ سردار حبین خان جس نے شاہ غازی کے ساتھ معاہدہ کیا ہے وہ اب اپنے گاؤں ڈنڈا میں رہ رہا ہے۔ بہت سے صاحب ثروت حضرات نے قلات جاکر خان کو ہدیہ نیاز پیش کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے اور خان انہیں خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس:

اس ڈائری سے یہ نہیں پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرات قلات گئے یا نہیں۔ نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ خان کے ۲۸ اگست کے حکم کے مطابق علی خان جاموٹ کو شکست دے کر اس سے حلف فرمانبرداری کیوں نہیں لیا گیا اور سردار حبین خان کو سزا کیوں نہیں دی گئی۔ یہ حکم عدولی کیوں اور کیسے ہوئی۔ آج سے تین مہینے قبل علی خان جاموٹ نے لسبیلہ پر قبضہ کر لیا تھا اور غلام جان بغیر کسی مدافعت کے بھاگ گیا تھا۔ ڈائری کی مبہم اور گول مول باتوں سے واقعات کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ پھر بھی یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ ملک کی حالت تسلی بخش تو کیا قابل اطمینان نہیں ہے۔

۳۲۔ ڈائری خاران اور مستونگ مورخہ ۲۴ ستمبر

آزاد خان نے پولیٹیکل ایجنٹ کو اپنے مطالبات پیش کئے۔ تحقیق کا وعدہ کیا گیا مگر

Marfat.com

ایجنٹ نے یہ مطالبہ کیا کہ وہ لوٹی ہوئی چیزیں کہاں ہیں۔ وہ پہلے لائیے۔ تب اس کی شکایات پر غور کیا جائے گا۔ ہز ہائی نس ۲۷ تک مستونگ میں ٹھہرے رہے۔ انہیں مالیہ کے سلسلے میں کچھ کام تھا۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس :

اس کے بعد یہ رپورٹ ملی کہ مالگزاری کی وصولیابی کے جھگڑے میں ہز ہائی نس خان کا برتاؤ سید علی محمد کے ساتھ ناروا تھا اور اس کے بعد جو مستونگ میں فسادات ہوئے تو اس کی وجہ یہی بتائی جاتی ہے۔

مکران :

میجر ہیرلیسن کی ڈائری سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ داروغہ عطا محمد خان کو مالیہ کی وصولی میں کافی دقتیں پیش آئیں۔ یہی نہیں بلکہ تومپ کے کچھ لوگوں نے تو مالیہ دینے ہی سے انکار کر دیا۔ لہٰذا وہ پنجگور سے کیچ چلا گیا تھا۔

۲۳ ڈائری مکران مورخہ یکم اکتوبر

خبر ملی ہے کہ داروغہ عطا محمد کیچ آیا اور وہ لوگ تومپ سردار کا ساتھ دے رہے تھے۔ انہیں یقین دلایا کہ ان کے ساتھ انصاف برتا جائے گا۔ ان سے بدلہ لینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ ان لوگوں کو سردار میر مراد نے بہکایا ہے۔

سردار میر مراد نصیر آباد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ نصیر آباد تومپ اور کیچ کے درمیان ہے اس نے کچھ لوگوں کو جمع کر لیا تھا اور مالیہ وصول نے میں رخنے ڈال رہا تھا۔ داروغہ نے کہا کہ اگر تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ اور اپنے لوگوں کو یہاں سے ہٹا دو تو تمہارے قصور معاف کر دیئے جائیں گے ورنہ سخت کارروائی کی جائے گی۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس

اس خبر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مکران میں فسادات مستونگ اور کچھی سے پہلے شروع

Marfat.com

ہو گئے تھے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایک خانہ زاد کو فقیر محمد جیسے فرمانبردار سردار کو ہٹا کر اس کی جگہ لانے سے کیا ہُوا۔ فقیر محمد نے نہ صرف دیانتداری سے کام کیا بلکہ خان کو ۱۸۶۵ء میں تخت واپس دلوانے میں بھی اس کا ہاتھ تھا۔ ۱۵ اکتوبر کو کیپٹن ہیریسن نے یہ خبر دی کہ خان کو قندھار سے یہ خبر ملی ہے کہ چند بروہی انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں اور ان کے چند سپاہی بھی اس سازش میں شریک ہیں۔

۳۴۔ ڈائری مستونگ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۷۱ء

ہز ہائی نس قلات پہنچے۔ مستونگ اور کوئٹہ میں فسادات شروع ہو گئے ہیں۔ ہز ہائی نس نے شاہ غازی کو پانچ سو آدمیوں کے ساتھ فوراً روانہ کیا۔ راستے میں کُڈ مستونگ پر باغیوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ انہیں شکست فاش ہوئی۔ اور چار لیڈروں میں سے تین مارے گئے۔ مارے جانے والوں میں سردار جہانگیر خان لہڑی۔ مبارک خان شاہوانی اور سید خان بنگلزئی تھے اور ایک سردار سید محمد شاہ بھاگ نکلا۔ میجر ہیریسن نے یہ اضافہ کیا ہے کہ غازی ولی محمد نے یہ خبر دی ہے کہ اس کے بھی کافی لوگ مارے گئے مثلاً سردار شمبوت خان بنگلزئی اور سردار قیصر خان دینارزئی مارے گئے۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس

اتنے اہم واقعہ کی اتنی مختصر رپورٹ سے پوری کیفیت معلوم نہیں ہو سکی۔ مثلاً میجر ہیریسن نے یہ نہیں لکھا کہ شاہ غازی خود زخمی ہُوا اور خان کے کچھ سپاہیوں نے غیر ذمہ دارانہ حرکت کا مظاہرہ کیا۔ بعد کے واقعات سے باغیوں کی مکمل شکست پر بھی شبہ ہے۔ خوش قسمتی سے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو دوسرے ذرائع سے بھی خبریں ملی ہیں۔

۳۵۔ ڈائری مستونگ مورخہ ۱۵ اکتوبر

میجر ہیریسن کی رپورٹ

شاہ غازی ولی محمد نے ڈاکٹر بوبین کی مدد مانگی ہے اور ہز ہائی نس اور مجھے خط لکھا ہے

Marfat.com

کہ ڈاکٹر کو ہماری مدد کے لئے بھیجا جائے۔ ڈاکٹر لوبین راضی ہو گئے اور اس یقین دہانی کے بعد کہ راستے میں ان کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ میں نے انہیں ایک دفعدار پارٹی کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔

شاہ غازی ولی محمد نے اب تک مستونگ میں گزشتہ ہنگامے کے بارے میں کوئی خبر نہیں بھیجی مگر دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا کہ باغیوں کا لیڈر لہڑی سردار جہانگیر تھا اور باغیوں کی تعداد ایک سو پچاس تھی۔ سردار جہانگیر کی جیب سے ریئسانی سردار مولا محمد کا ایک خط ملا۔ جس میں یہ لکھا تھا کہ چونکہ امیر کابل نے ان لوگوں کے لئے کچھ نہیں کیا۔ اس لئے تم ہنگامے شروع کرو۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس

اس ڈائری میں بھی شاہ غازی کے زخموں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر لوبین کی خدمات کی ضرورت شاہ غازی کو ہے یا کہ سارے زخمیوں کے لئے۔

مکران۔

داروغہ عطا محمد نے یہ رپورٹ دی ہے کہ تومپ سردار ۱۸۷۰ء اور رواں سال کا مالیہ ادا کرنے پر راضی ہو گیا ہے۔ کولانچ اور دشت کے اضلاع میں کچ سردار میر بھائی مالیہ جمع کر رہا ہے۔ کوئی ہنگامہ نہیں ہوا اور عطا محمد کو یقین ہے کہ مالگزاری کا کام بخیر و خوبی انجام پا جائے گا۔

سردار فقیر محمد تربت میں تھا۔

پولیٹیکل ایجنٹ کے ریمارکس

کپتان ملز ، اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ گوادر اور کمشنر کو اپنے خط مورخہ ۲۰ر ستمبر میں لکھا ہے کہ دونوں سردار فقیر محمد اور بھائی خان داروغہ عطا محمد کی طرف سے کام کر رہے ہیں اور یکم اکتوبر سے یہ انتظام ہو گیا ہے کہ وہ پانچ سو بلوچ جنہوں نے بغاوت کی تھی اپنے

Marfat.com

اپنے گھروں کو چلے جائیں گے مگر قلات ڈائری میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

۳۶۔ ڈائری مورخہ ۲۲ اکتوبر۔

اس ڈائری میں میجر ہیبرلین لکھتے ہیں کہ کچھی کے غیر مطمئن لوگ درہ بولان میں ڈھاڈر کے پاس جمع ہو رہے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ ڈھاڈر کے ضلع پر قبضہ کر کے کچھی کو لوٹا جائے مگر بھاگ، گنداوہ اور ڈھاڈر کے نائبوں کی رپورٹ یہ ہے کہ ہر طرف امن و امان ہے۔ شاہ غازی نے بھی ہز ہائی نس خان کو لکھا ہے کہ آئندہ کسی قسم کے ہنگامے کی توقع نہیں ہے۔ اور شاہوانیوں نے مریوں کا ساتھ دینا چھوڑ دیا ہے اور وہ مستونگ اپنے گھروں میں واپس آ رہے ہیں اور مری غالباً مری کی پہاڑیوں پر چلے جائیں گے۔

خان کا ارادہ کچھی

ہز ہائی نس خان غالباً حالات سے زیادہ واقف ہیں۔ انہوں نے شاہ غازی کو لکھا ہے کہ اپنے پانچ سو آدمیوں سے کچھی کی حفاظت کی جائے اور لسبیلہ سے جب کمک پہنچ جائے تو وہ خود بھی کچھی جائے۔ شاہ غازی نے غالباً خان کے ان احکام کو زیادہ اہمیت نہیں دی اور یہ لکھا کہ موسم سرما کے بعد ــــ اور اس وقت اس کے زخم بھی مندمل ہو جائیں گے ــــ وہ خود قلات آئے گا اور ہز ہائی نس سے مشورہ کرے گا۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس۔

اس افسوسناک بے توجہی کا جو نتیجہ نکلا۔ اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ ..... کو عام بے چینی کی خبر پہلے سے تھی۔ اگرچہ قلات نے اس پر پردہ ڈالنے کی بہت کوشش کی مگر اس بے چینی کا نتیجہ پہلے تو مستونگ میں ظاہر ہوا۔ اگر آئندہ کوئی صورت اس کے سدباب کی نہ نکالی گئی تو حالات بد سے بدتر ہوتے جائیں گے۔ ۱۲ اکتوبر کو جیسے ہی ہمیں ان ہونے والے واقعات کی خبر ملی تو میں نے کمشنر سندھ کراچی کو یہ تار بھیجا:

قلات سے خبر ملی ہے کہ چند بروہی سرداروں نے بغاوت کر دی ہے اور مستونگ اور

Marfat.com

کوئٹہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ کیپٹن ہیریسن کے خیال میں یہ کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہے مگر مجھے ان کی رائے سے اتفاق نہیں ہے۔ کچھی کے لوگ بہت خوفزدہ ہیں۔ کیا ان کے اطمینان کے لئے گھوڑ سواروں کا ایک دستہ مری اور بھاگ تک بھیج دوں؟ نہیں تو امکان اس کا ہے کہ یہ لوگ مریوں کے ڈر سے علاقہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

ایک رپورٹ کمشنر کو ڈاک سے بھی بھیج دی۔ جس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ "مستونگ اور کوئٹہ کا ہنگامہ کچھ اتنا اہم نہیں ہے کہ خان خود اس سے نہ نبٹ سکیں۔ اس قسم کے ہنگامے بلوچستان میں اکثر ہوتے رہیں گے مگر خان اگر اس کو فوراً کچل ڈالیں تو ایسے ہنگاموں کا وقفہ طویل ہو جائے گا۔ مجھے یہ دیکھ کر ایک گونہ اطمینان ہے کہ گزشتہ دو سال سے مریوں کے کچھی پر کبھی کبھار حملے اور لسبیلہ کے چھوٹے موٹے جھگڑے کے سوا بلوچستان میں کم و بیش امن و امان ہے"

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس:

۳۷۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کا خط ۱۸۶۷ء مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۶۷ء
بنام کمشنر سندھ (ایک اقتباس)

پیرا ۷۔ قلات کے معاملات ابھی تک تشفی بخش نہیں ہیں۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اور ایک پرانا برطانوی افسر ہونے کی حیثیت سے اور جسے اپنے ملک کا اور ساتھ ہی بروہی اور بلوچوں کے مفاد کا خیال ہے۔ میں بصد ادب عرض کروں گا کہ قلات کے بارے میں جو میں گذارشات کر رہا ہوں انہیں نظر انداز نہ کیا جائے۔ ملک کی حالت کے بارے میں گزشتہ دو سال سے لکھتا رہا ہوں۔ اگر کوئی سمجھوتے کی صورت نہ نکلی تو موجودہ حکومت قلات کو آئندہ بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

پیرا ۸۔ یہ قابل توجہ امر ہے کہ سارے واقعات ہز ہائی نس کے دورے کے بعد ظہور پذیر ہوئے۔ ہز ہائی نس جو دورہ مولا ہوتے ہوئے کچھی پہنچے جہاں وہ گزشتہ مئی یا جون تک ٹھہرے۔ وہاں سے وہ لولان اور کوئٹہ گئے۔ وہاں سے مستونگ گئے اور ابھی ابھی قلات

Marfat.com

پہنچے ہیں۔

پیرا ۹۔ اپنے کچھی کے قیام کے دوران لوگوں کے ساتھ ان کا برتاؤ کچھ اچھا نہیں رہا۔ اور اس سے یہ برتاؤ ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ لوگوں کی بے چینی ہیں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ چنانچہ جس روز وہ قلات پہنچے اسی روز پچاس میل دور ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ اس میں سردار مولا محمد یا نورالدین شریک نہیں تھا بلکہ یہ دوسرے سرداروں کا کارنامہ تھا۔ یہ بروہی قوم کے ان احساسات کا نتیجہ ہے کہ اب وہ یہ سوچنے لگے ہیں کہ بے عزتی کی زندگی سے موت بہتر ہے۔

پیرا ۱۰۔ میں وہ لکھ رہا ہوں جو میں نے بروہیوں کے جذبات کے بارے میں سنا ہے اور جو کچھ ان کے آزاد منش سرداروں نے مجھے لکھا ہے۔

پیرا ۱۱۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ اس ہنگامے کی فوری وجہ کیا ہے اور جب تک اس کی تحقیق نہ کی جائے کوئی نہیں جان سکتا مگر ایک بات جو بہت صاف ہے وہ ان لوگوں کی مایوسی ہے۔ اور کیا ہم ہمیشہ اسے نظرانداز ہی کرتے چلے جائیں۔ اگر ان کے ساتھ انصاف برتا جائے تو یہ پُرامن اور خاموش ہو جائیں گے۔ مگر خانہ جنگی، جائیداد کی ضبطی، غربت کا تسلط تو مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے۔ اس سے بے چینی اور بدامنی میں اور اضافہ ہوتا چلا جائیگا۔

پیرا ۱۲۔ یہ صحیح ہے کہ خان کو عدل و انصاف کا راستہ اختیار کرنے کا مشورہ ہم لوگوں نے بارہا دیا ہے اور یہ بھی کہ عوام کے جان و مال کی حفاظت حکومت کے ذمے ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ بھی صحیح ہے کہ خان نے کبھی یہ راستہ اختیار نہیں کیا اور اپنے وعدے کبھی پورے نہیں کئے۔ وہ اسی پرانی ڈگر پر چلتے رہے اور ہمارے عطیات بھی کھاتے رہے جیسے کہ اس قسم کے شہزادوں کا کردار ہم لوگوں کو بہت پسند ہے۔

پیرا ۱۳۔ لہٰذا مودبانہ عرض ہے کہ یہ جتانا ضروری ہے کہ اگر ہز ہائی نس ہم لوگوں کا تعاون چاہتے ہیں تو ہمارے سیاسی مشوروں پر سختی سے عمل کریں۔ نہیں تو اس سے ہمارے

Marfat.com

اوران دونوں کے مفاد متاثر ہوئے ہیں۔

پیرا ۱۴۔ ملک میں کوئی ذی ہوش انسان خواہ وہ بروہی ہو یا بلوچ ایسا نہیں ہے کہ وہ یہ نہ سوچتا ہو کہ اگر حکومت برطانیہ سے خان کی دوستی نہ ہوتی تو وہ یا تو لوگوں کے حقوق کو پامال نہ کرتا یا پھر تخت و تاج سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ چونکہ ہمارا تعلق خان سے ہے لہٰذا لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم ہزہائی نس سے صاف صاف یہ کہیں کہ آپ بیک وقت ہمارے دوست اور ظالم حکمران نہیں رہ سکتے تو پھر وہ اپنی پالیسی بدلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ ہمارے تعاون سے ہاتھ دھونا نہیں چاہیں گے۔

پیرا ۱۵۔ یہ رویہ اگر ایک صاحب کردار اور باوقار برطانوی آفیسر اختیار کرے تو خان کی حکومت استحکام کی طرف گامزن ہو جائے گی اور ہماری سرحدوں کا مفاد بھی اس سے حاصل ہوگا اور میں یہ کہنے کی جرأت کروں گا کہ اس سنہری موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا جائے اور قلات حکومت کو متنبہ کر کے اسے بتایا جائے کہ اس کی پالیسی کیا ہونی چاہیئے۔

پیرا ۱۶۔ کچھی کے لوگ بہت شکرگزار ہیں کہ ہم لوگوں نے جیکب آباد سے گھوڑ سواروں کا ایک دستہ ان کی حفاظت کے لئے بھیج دیا۔ حکومت قلات کو بھی اس سے جو فائدہ پہنچا وہ بھی ظاہر ہے۔ لہٰذا میں پھر یہ کہوں گا کہ موجودہ صورت حال کے پیش نظر حکومت قلات کو اپنی پالیسی بدلنے کا مشورہ دیا جائے اور انہیں احساس دلایا جائے کہ عدل و انصاف اور امن و امان کی پالیسی ہی عوام میں مقبول ہونے کے لئے بہترین پالیسی ہے۔

پیرا ۱۷: ۶۵-۱۸۶۴ء میں جبکہ انقلابی تحریک چلی تو پولیٹیکل ایجنٹ کو وہاں سے واپس بلالیا گیا۔ اب عاجزانہ گذارش ہے کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ کیپٹن ہیریبن کو درہ مولا سے

Marfat.com

ہوتے ہوئے کچھی جانے کو کہا جائے ۔

۳۸ - کمشنر سندھ سے مندرجہ ذیل جوابات ملے ۔

خط نمبر ۱۸۶۷، مورخہ ۱۷ ماہ ہذا ملا۔ پیرا ۱، اور ۱۵ میں جو خیالات ظاہر کئے گئے ہیں کہ حکومت قلات کے ساتھ ہماری کیا پالیسی ہونی چاہیئے۔ اس کے بالکل خلاف ہے۔ آپ کا بار بار اس پر اصرار کرنا آپ کو نہ صرف زیب نہیں دیتا بلکہ آپ کے لئے خطرناک بھی ہے۔ جبکہ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہز ایکسیلینسی گورنر اس پالیسی کے خلاف ہیں۔

پیرا ۔ ۲ - آپ کا خط حکومت کو بھیج دیا جائے گا مگر میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حکومت قلات کے معاملات میں ہز ایکسیلینسی گورنر ان کونسل نے ۱۸ فروری ۱۸۷۱ء کو جو فیصلہ کیا ہے اس پر عمل کرنا ہوگا۔ اس کی نقل آپ کو بھیج دی گئی ہے۔ موجودہ حالات میں آپ سے گذارش ہے کہ آپ کے الفاظ اور عمل سے یہی ظاہر ہو کہ آپ اس پالیسی پر عملدرآمد کر رہے ہیں اور دوسری کسی پالیسی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

پیرا ۔ ۳ - کیپٹن ہیریسن کو قلات سے بلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ایسا کرنا پڑا تو آپ کو ہدایات بھیج دی جائیں گی۔

۳۹ - پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کا جواب ۱۹۳۰ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۷۱ء

آپ کا خط نمبر ۲۷۶ مورخہ ۲۴ ماہ ہذا ملا۔ میرے تار مورخہ ۱۲ - ۱۸ - ۲۱ سے واضح ہو گیا ہوگا کہ قولاً اور فعلاً موجودہ صورت حال میں میں نے ہر طرح سے خان کے ساتھ تعاون کیا ہے اور جس کا آپ اعتراف کر چکے ہیں۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ موجودہ الزامات جو مجھ پر لگائے گئے ہیں اور تنبیہہ جو کی گئی ہے اس کی ضرورت نہ تھی۔

میں پھر مودبانہ عرض کروں گا کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق پولیٹیکل ایجنٹ کو قلات سے بلا لینا چاہیئے۔ وہ خطرے میں گھرا ہوا ہے اور اس سے حکومت برطانیہ کا وقار متاثر ہوگا۔

Marfat.com

ان کے حفاظتی دستہ کے پاس سردیوں کا کوئی سامان نہیں ہے۔

گذارش ہے کہ اس خط کی ایک نقل حکومت کو بھیج دی جائے۔

قلات ڈائری جو کیپٹن ہیریسن بھیجتے رہے ہیں ان کی آرائے سے مجھے اتفاق نہیں تھا اور بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ ہماری رائے صحیح تھی۔ کیپٹن ہیریسن ایک معقول افسر ہیں۔ ان پر میں کوئی الزام نہیں لگانا چاہتا مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ گزشتہ تین سال کے تجربے کے بعد میں کہہ سکتا ہوں کہ حکومت کی نئی پالیسی جو قلات کے لئے ہے اس کے لئے کوئی نیا نمائندہ قلات بھیجا جائے۔ اور وہ ایسا ہو کہ بغیر کسی سے متاثر ہوئے میجر ہیریسن سے زیادہ آزادانہ کام کر سکے۔ ۱۸۶۹ء میں جو واقعات پیش آئے۔ اس وقت سے آج تک ان کی کارکردگی کچھ قابل تحسین نہیں ہے۔ میجر ہیریسن کے فوج میں ترقی کے امکانات ہیں۔ ہز ایکسیلینسی کمانڈر انچیف نے منظور کر لیا ہے اور میں نے بھی ان کی سفارش حکومت کو کر دی ہے کہ فرسٹ رجمنٹ سندھ ہارس کا کمانڈر بنا دیا جائے۔

۴۰۔ خان قلات کا اعلان کہ وہ کچھی جا رہے ہیں۔

بیلہ کا فوجی دستہ ۲۲ ستمبر کے لگ بھگ باغبانہ پہنچ گیا تھا اور جیسا کہ پولیٹیکل ایجنٹ کی ڈائری سے پتہ چلتا ہے کہ اگر خان خود فوج کے ساتھ کچھی پہنچ جاتے تو جو ہنگامہ وہاں ہوا وہ نہ ہوتا۔ باغیوں نے مہینے کے اختتام سے پہلے ڈھاڈر اور بھاگ پر قبضہ کر لیا۔ ڈھاڈر کا نائب مارا گیا اور بھاگ کا نائب معہ خزانے کے جیکب آباد بھاگ گیا۔

۴۱۔ ڈائری مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۸۷۱ء

خان نے پھر کچھی جانے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

بیلہ کا فوجی دستہ قلات پہنچ گیا اور خان نے پھر یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ بذات خود کچھی جائیں گے مگر انہیں شاہ غازی کا جو امروز فردا میں آنے والا ہے انتظار ہے۔ یہ بھی خیال تھا کہ نواب محمد خان کو ایک سو پچاس سواروں کے ساتھ بھیج دیا جائے مگر اس

Marfat.com

نے بغیر پیدل دستے کے جانے سے انکار کر دیا۔

اگر ہز ہائی نس نے واقعی جانے کا ارادہ کر لیا تو وہ جھالاوان کے سرداروں کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہیں گے۔

میجر ہیریسن کا خیال ہے کہ ہز ہائی نس کی مختصر سی فوج کو دیکھتے ہوئے سردار آزاد خان اور نورالدین ضرور گڑبڑ پھیلائیں گے اور ان کا مقابلہ کریں گے۔

۴۲۔ ڈائری مورخہ ۵ نومبر ۱۸۷۱ء

شاہ غازی کا مشورہ۔

شاہ غازی ولی محمد ۲ نومبر سے پہلے قلات نہیں پہنچا۔ اس نے مشورہ دیا کہ ہز ہائی نس کے کچھی جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ مگر خان نے شاہ غازی کے مشورے پر عمل نہیں کیا اور اپنا ارادہ بدل دیا۔ اور فیصلہ یہ کیا کہ نواب محمد خان کو چھ سو آدمیوں اور دو توپوں اور ایک بلوچ لیوی موسیانی سردار کبیر خان کے ہمراہ بھیجا جائے۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس

مستونگ میں ہنگامہ اکتوبر کے شروع میں ہوا۔ اور میجر ہیریسن نے یہ رپورٹ دی کہ باغی ایک سو پچاس کی تعداد میں تھے۔ انہیں شکست فاش ہوئی۔ پھر بھی تقریباً ایک ماہ ہو گیا ہے اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور اس دوران باغیوں نے مستونگ کوئٹہ اور کچھی میں جس پیمانے پر ہنگامے برپا کئے۔ اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ خان کی پالیسی کا قدرتی نتیجہ نکلنا چاہیئے تھا۔ اس کی یہ ایک اچھی مثال ہے بجائے اس کے کہ خان' قبیلوں اور ان کے سرداروں سے اچھے تعلقات رکھتے اور ان پر بھروسہ کرتے انہوں نے چند خانہ زادوں اور کرائے کے ٹٹوؤں پر بھروسہ کیا۔ اگر ہم واقعات کا اچھی طرح مطالعہ کریں تو ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ مکران اور لسبیلہ میں بھی جو کچھ ہوا۔ اس کی وجہ بھی یہی تھی۔

Marfat.com

اس بے بسی کے عالم میں بھی خان اپنی پالیسی کو بدلنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور وہ صرف اس لئے کہ انہیں یہ توقع ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ حکومت برطانیہ کی حمایت انہیں ہمیشہ حاصل رہے گی۔

۴۳۔ میجر ہیریسن کی ۵ نومبر کی ڈائری کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

" سردست سراوان، جھالاوان، بیلہ اور کچھ میں خاموشی ہے۔ مگر افواہ یہ ہے کہ سردار احمد خان، فقیر محمد کے بیٹے میر کیرا کو اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہے۔ شاہ غازی کا خیال ہے کہ اگر فقیر محمد ہز ہائی نس کا وفادار رہا تو جھالاوان میں کوئی خاص ہنگامہ نہیں ہوگا۔ نواب محمد خان کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ اس سردار کو یہ لکھے کہ وہ قلات آئے اور کچھ کے جو مطالبات ہوں گے وہ پورے کئے جائیں گے۔ ہز ہائی نس کے کہنے پر میں نے بھی اسے ایک دوستانہ خط لکھ دیا ہے۔

شاہ غازی کو امید ہے کہ سراوان میں کوئی ہنگامہ نہیں ہوگا"

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایسے موقع پر میجر ہیریسن نے یہ سب کچھ کیسے کہہ دیا جبکہ اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ مکران کیپٹن مل کی رپورٹ کچھ اور ہی ہے۔ وہ افراتفری اور ہنگامے کی وجہ یہ بتاتے ہیں۔

کیپٹن مل کی رپورٹ نمبر ۴ مورخہ ۷ جنوری ۱۸۷۲ء

بنام کمشنر سندھ

مکران کیچ کا علاقہ گو خان کی حدود سلطنت میں ہے۔ بغاوت پر تلا ہوا ہے اور جو ہنگامے ہوئے وہ یہاں کے باشندے اور کیچ کے نئے نائب کے درمیان ہوئے۔

۲۔ جب سے فقیر محمد کو ہٹایا گیا ہے پورا ملک بے چین ہے۔ لوگ آپس میں متحد

Marfat.com

ہو گئے ہیں۔ اس اتحاد کا سردار میر بھائی خان گلچی اور مولا رحمت زہری ہیں۔ یہ دونوں چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح عطا محمد کو یہاں سے نکال دیں اور اس کی جگہ پر فقیر محمد کو واپس بلا لیں۔ اور اگر فقیر محمد نہ آ سکے تو کوئی اور سردار سہی۔ عطا محمد سے لوگ اس لئے نالاں ہیں کہ اس نے آتے ہی نئے نئے ٹیکس وصول کرنے شروع کر دیئے۔ اس کو لوگوں کی بھلائی سے زیادہ خان کے لئے زیادہ سے زیادہ مالیہ وصول کرنے کی فکر رہتی ہے۔ میرے خیال میں سردار فقیر محمد بزنجو کو جو یہاں ۳۰ سال سے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا ہٹانا فاش غلطی تھی۔ وہ یہاں کافی با اثر آدمی تھا۔ اس کے جانے سے ان عناصر کو جو غیر مطمئن ہونے کے علاوہ شر پسند بھی ہیں بغاوت کا موقع مل گیا اور وہ چاہتے ہیں کہ قوتِ بازو سے اپنے مطالبات منوا لیں۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس :

کیپٹن مل کی اس رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔ اس کے برعکس میجر ہیریسن کی رپورٹ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بجائے حکومت برطانیہ کے نمائندے ہونے کے، خان اور خانزادوں کے نمائندے ہیں۔ انہیں چاہیئے تھا کہ خان کو یہ بتاتے کہ حکومت برطانیہ کی پالیسی پر جو اُن سے معاہدے میں طے پایا تھا اور جس کی جنرل جیکب نے تشریح کی تھی اس پر عمل درآمد کریں۔

۴۴ ۔ ڈائری میں پھر یہ لکھا ہے کہ کوئٹہ، مستونگ اور قلات کی حفاظت کے لئے ہز ہائی نس فوج میں لوگوں کو بھرتی کر رہے ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ اس فوج کو نواب محمد خان کی کمان میں بھیج دیا جائے۔ کچھی کا پورا علاقہ چونکہ باغیوں کے ہاتھ میں ہے۔ میرا ارادہ اس وقت تک یہیں ٹھہرنے کا ہے جب تک کہ نواب محمد خان وہاں پہنچ نہ جائیں۔ ممکن ہے کہ میرے یہاں رہنے سے آزاد خان سہراب پر حملہ ملتوی کر دے۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس۔

Marfat.com

پولیٹیکل ایجنٹ کو غیر جانبدار رہنے کو کہا گیا ہے۔ میجر ہیریسن کا یہ رویہ اور بعد میں ان کا خضدار میں قیام شر پسندوں کے حملے کو دعوت دینا تھا۔ وہ تو حملہ نہ ہوا۔ اگر وہ حملہ کر بیٹھتے تو حکومت کو فوجی مداخلت کی ضرورت پیش آ جاتی جس سے اب تک ہم لوگ گریز کرتے رہے ہیں۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے پولیٹیکل ایجنٹ کو تنبیہہ کی کہ جھالاوان میں انہیں ٹھہرنا نہیں چاہیئے تھا۔ چونکہ موجودہ صورت حال میں ان پر حملے کا خطرہ تھا۔ حملہ نہ ہوا وہ صرف اس لئے کہ انہیں حکومت برطانیہ کا ڈر تھا۔ میجر ہیریسن کو اس ملک میں کوئی پسند نہیں کرتا۔ نہایت غیر مقبول ہیں۔ اس لئے ان کو لوگ خان کا حمایتی اور جانبدار سمجھتے ہیں اور یہ تاثر اس وقت سے اور زیادہ ہے جب سے کہ ہیریسن نے جام صاحب لسبیلہ کے معاملے میں بے جا مداخلت کی اور آخر کار خان نے بیلہ پر قبضہ کر لیا۔ اس معاملے میں پولیٹیکل ایجنٹ نے اپنی حدود سے تجاوز کیا اور اس غیر جانبداری کی پالیسی سے انحراف کیا جو اس وقت حکومت کی پالیسی تھی۔

۴۵۔ ڈائری مورخہ ۱۲ر نومبر ۱۸۷۱ء

ہز ہائی نس خان نے میر محمد خان مینگل، قیصر خان موسیانی اور نواب خان شاہوانی کو خلعت عطا کی۔ میر محمد خان کو ہز ہائی نس نے نورالدین کی جگہ مینگلوں کا سردار بنایا ہے اسے وڈھ جا کر اپنے آدمیوں کو جمع کر کے نواب محمد خان کی مدد کے لئے کچھی جانا تھا۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس:

میر محمد خان ایک سرے سے وہاں گیا ہی نہیں اور جب سردار نورالدین اپنے ملک واپس آ گیا تو میر محمد خان نے غیر جانبداری کی پالیسی اختیار کر لی اور خاموش ہو گیا۔ سردار فقیر محمد حسن نے مکران کے بلوچوں کو زیر کرنے اور عطا محمد کی مدد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی محسوس کرنے لگا کہ ایسے نظام میں جہاں نہ انصاف ہے نہ کسی کے حقوق کا خیال، وہ کیسے کام کر سکتا ہے۔ مکران کی حالت نازک ہے اور کسی وقت بھی وہاں لڑائی شروع ہو سکتی ہے ڈائری سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نورالدین کا ایک نمائندہ قندھار سے اس لئے آیا

Marfat.com

ہے کہ مینگلوں کو بغاوت پر اکسائے اور جام صاحب لسبیلہ کو قید سے چھڑائے۔

مکران کی متضاد خبریں۔

نورالدین کے نمائندے کے آنے کی جب خبر ملی تو داروغہ عطا محمد کو غلام جان کی مدد کے لئے لسبیلہ جانے کو کہا گیا۔ عطا محمد نے یہ خبر دی تھی کہ مکران میں خاموشی ہے اور لوگ مطمئن ہیں۔ مگر جب اسے لسبیلہ جانے کو کہا گیا تو اس نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ اس وقت اس کا مکران چھوڑنا مصلحت کے خلاف ہوگا۔ چونکہ کچھی میں ہنگامے کی وجہ سے مکران کے لوگوں میں بے چینی بہت بڑھ گئی ہے۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس

اس ملک کے ہر حصے کی اپنی اپنی شکایات ہیں مگران شکایات کی وجہ ایک ہی ہے یعنی خان کی سیاسی پالیسی۔ اگرچہ مکران، لسبیلہ اور کچھی ایک دوسرے کے تحت نہیں ہیں۔ مگر جب بے چینی کی لہر خان کی ریاست کے کسی گوشے سے شروع ہوتی ہے تو سارے علاقے کو متاثر کرتی ہے۔ لہٰذا اکتوبر میں جو ہنگامہ مستونگ میں ہوا۔ اس سے تمام علاقہ متاثر ہوا۔ یہ تو حکومت برطانیہ کا خوف تھا جو زیادہ تباہی نہیں مچی۔ یاد رہے کہ یہ صورت حال تیرہ سال سے جاری ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اس معاملے میں اور زیادہ لاتعلقی برتی گئی تو ممکن ہے کسی بیرونی طاقت سے ہماری مڈبھیڑ ہو جائے۔

کوئٹہ میں دو ہزار اونٹوں کا قافلہ

۱۲ نومبر کی ڈائری میں یہ رپورٹ ہے کہ دو ہزار اونٹوں کا ایک قافلہ کوئٹہ میں کچھ روز کے لئے رکا رہا۔ نائب عبداللطیف نے سوداگروں سے کہا کہ راستہ غیر محفوظ ہے۔ لہٰذا وہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں مگر سوداگروں نے نائب کی بات نہیں مانی اور یہ کہا کہ اگر قافلہ کو کوئی صدمہ پہنچا تو نہ ...... آپ اس کے ذمہ دار ہوں گے اور نہ ہی ہز ہائی نس۔ ہم لوگ

Marfat.com

درہ لولان ہی سے جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ سردار اللہ دین نے انہیں یہ یقین دلایا کہ اگر وہ ڈھاڈر میں چنگی بجائے ہزہائی نس کو دینے کے اسے دیں تو راستے میں انہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گی۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس

یہ قافلہ بخیر و عافیت پہنچ گیا۔ اس لئے کہ ان دنوں میں درہ لولان پر سرداروں کا قبضہ تھا اور انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اس موقع پر سوداگروں نے ساری ذمہ داری اپنے سر لے لی اور سرداروں سے میل ملاپ کر لیا۔ سوداگروں کا کہنا ہے کہ دسمبر میں جو قافلہ لوٹا گیا۔ اور جس میں تقریباً ایک لاکھ روپے کا سامان تھا۔ اسے حفاظت سے پہنچانے کی ذمہ داری کوئٹہ کے نائب نے لی تھی۔

لسبیلہ کے بارے میں تضاد

۱۲ نومبر کی ڈائری میں ہے کہ لسبیلہ کے نائب غلام جان نے یہ خبر دی ہے کہ اس کے سوائے علی خان جاموٹ کے سب سے دوستانہ تعلقات ہیں اور لسبیلہ کے لوگ اتنے مطمئن بھی نہیں تھے جتنے کہ اب ہیں۔

ایک مہینے کے اندر نائب نے یہ خبر دی کہ علی خان جاموٹ نے اوتھل پر قبضہ کر لیا ہے اور اگر موقع ملا تو لسبیلہ پر بھی حملہ کا ارادہ رکھتا ہے۔

ڈائری ۱۷ دسمبر

چند دنوں بعد بیلہ پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ میجر ہیریسن کی رپورٹ کے مطابق کنجا قبیلہ نے جو غلام جان کی مدد کو آیا تھا جب یہ دیکھا کہ نورالدین لسبیلہ کے قریب آ گیا ہے تو غلام جان کا ساتھ چھوڑ دیا اور نورالدین کے ساتھ ہو گیا۔ شاہ غازی کی فوج کے بہت سے لوگوں نے لڑنے سے انکار کر دیا اور باہر سے کوئی کمک نہ پہنچی۔ لہٰذا اسے شہر خالی کرنا پڑا۔ اور وہ تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ نوشکی پہنچا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان ہاتھوں

Marfat.com

کی رپورٹ کہاں تک قابل اعتماد ہے۔ مکران اور لسبیلہ کی مثال آپ نے دیکھ لی۔

ڈائری ۱۹ نومبر ۱۸۷۱ء

سردار مولا محمد جب قندھار سے سبّی واپس آ رہا تھا تو وہ ڈومرا ور کاکڑ پٹھانوں کے علاقے سے گزرا۔ کوئٹہ کے نائب نے اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی اور قلعہ گورشش کے پاس ہزار روپے دینے کو تیار تھا اگر مولا محمد کو نائب کے حوالے کر دے۔ ڈومرا ور کاکڑ پٹھانوں کا علاقہ افغانستان میں پڑتا ہے۔ لہٰذا اب میجر ہیریسن لکھتے ہیں کہ میں نے ہز ہائی نس سے کہا کہ اگر آپ اس علاقے میں فوج بھیجیں گے تو امیر کابل سے تصادم کا خطرہ ہے۔ اور نائب کا اقدام بھی قابل اعتراض ہے۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس

اب دیکھئے کہ دو ماہ بعد خان نے سبّی میں جو افغان حدود ریاست میں ہے کیا کیا۔ پولیٹیکل ایجنٹ نے جب معاہدے کی طرف توجہ دلائی تو ہز ہائی نس نے ان کی بات نہیں مانی۔

کچھّی

یہ خبر قلات پہنچی ہے کہ نواب محمد خان اور بروہیوں میں تصادم ہو گیا۔ سمندر خان مری بروہیوں کی قیادت کر رہا تھا۔ یہ واقعہ کمبی کے قریب پیش آیا۔ گیارہ بروہی مارے گئے اس سلسلے میں میجر ہیریسن لکھتے ہیں:۔

سراوان خاموش ہے اور میرا خیال ہے کہ آزاد خان کو جب کمبی کی خبر ملے گی تو وہ ہز ہائی نس کی حدود میں لوٹ مار کرنے سے گریز کرے گا۔ میں نے ہز ہائی نس سے یہ کہا کہ اب چونکہ کچھی میں ہنگاموں کا کوئی امکان نہیں ہے۔ میرا ارادہ یہاں سے خضدار اور کچھی جانے کا ہے۔ میں ۲۷ کو جانا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ یہاں موسم سرما شروع ہو گیا ہے۔ اور چارے کی الگ کمی ہے۔ لہٰذا میدانی علاقہ زیادہ موزوں رہے گا بشرطیکہ کوئی حکم امتناعی نہ آ جائے۔

Marfat.com

۴۷۔ ڈائری مورخہ ۲۶ نومبر ۱۸۷ء

۲۱ نومبر کو نواب محمد خان نے قلات میں یہ خبر بھیجی کہ جمال خان اور باز خان بندوزئی بحیثیت سرداروں کے نمائندے کے ان سے ملنا چاہتے ہیں۔ مگر معاہدہ جو وہ کرنا چاہتے ہیں وہ حکومت برطانیہ کے سامنے ہوگا۔ محمد خان نے یہ جواب دیا کہ وہ بھاگ جا رہا ہے۔ اگر وہ لوگ مصالحت کی گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو ان سے بھاگ میں ملیں۔ سردار قیصر خان دینارزئی نے نواب محمد خان سے یہ کہا ہے کہ بروہیوں کی ایک کثیر تعداد نے انہیں مصالحت کرنے کو کہا ہے

۴۸۔ ڈائری ۳ دسمبر

جمعہ یکم دسمبر کو نواب محمد خان نے مندرجہ ذیل رپورٹ قلات بھیجی۔

میں نے سلونی سے ایک رپورٹ بھیجی تھی۔ اس سے حالات معلوم ہوئے ہوں گے۔ سردار اکبر خان اور نواب خان دینارزئی بھاگ بھیجے گئے تھے اور وہاں رند اور مزاری ان سے ملنے والے تھے۔ مزاری نے جب یہ سنا کہ بروہی بھاگ کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں تو وہ جلال خان کا کوٹ میں ٹھہر گئے۔

جب میں غلام محمد کا کوٹ پہنچا تو یہ سنا کہ سردار محمد مولا حاجی کی نتھر سے چل کر شیر خان کا قلعہ جو بھاگ اور جلال خان کا کوٹ کے درمیان ہے چلے گئے ہیں۔ ان کا ارادہ ہمارے کیمپ پر شب خون مارنے کا ہے۔ میں بدھ کے دن جلال خان کا کوٹ پہنچا اور پیدل فوج اور گھوڑ سواروں کے کمانڈار شکر خان اور عبدالرزاق سے مشورے کے بعد میں نے گنبی نالہ میں ٹھہرنا طے کیا۔ مرزونزئی اور ریشانی مجھ سے ملنے آئے۔ پانچ بجے شام تک ان سے گفتگو کے بعد میں سکر خان کا کوٹ واپس آگیا۔

شاہ پور کی رہنے والی ایک خاتون بی بی سیدہ یہ سمجھ کر کہ بھاگ پر بروہیوں کا حملہ ہونے والا ہے تو وہ یہاں کے باشندوں کی حفاظت کے لئے جو کچھ کر سکتی تھی کرنے کو آئی۔ مگر جب اس نے یہ سنا کہ گمبی میں باغیوں کو شکست ہو گئی ہے تو وہ سردار مولا محمد سے ملی۔

Marfat.com

اور اسے مفاہمت کے لئے تیار کیا اور میرے پاس سردار سمندر خان لہڑی کے ساتھ آئی۔ مجھے بات چیت کرنے کے بعد سمندر خان مولا محمد کے پاس چلا گیا۔ مولا محمد مجھے میرے کیمپ میں ملا۔ اس نے ایک صلح نامہ (ٹریٹی) لکھا۔ جس کی ایک نقل کرنل فیری کو بھیج دی۔ اس کی ایک نقل آپ کی اطلاع کے لئے بھیج رہا ہوں۔ یہ صلح نامہ قابل توجہ ہے۔ جو آپ کا فیصلہ ہو اس سے مجھے آگاہ کریں۔

سردار مولا محمد اپنے کیمپ واپس چلا گیا اور سمندر خان میرے پاس ٹھہرا ہوا ہے۔

قمری مہینے کی ۱۰ تاریخ کو میں بھاگ چلا گیا۔ وہاں کے باشندوں پر بڑی تباہی آئی ہے۔

رقعہ نمبر ۱۔ از محمد خان

اگر آپ منظور کریں تو میں نے سردار مولا محمد کے ساتھ ایک معاہدہ (ٹریٹی) کر لیا ہے مگر مجھے آپ کی ہدایات پر عمل کرنے کی آزادی ہے۔

سردار مولا محمد یہ کہتا ہے کہ اگر ہز ہائی نس کو اس معاہدے سے اتفاق ہو تو میں جیکب آباد جاؤں اور اس کی تصدیق کرنل فیری کے سامنے ہو جائے۔ اور اگر نہیں تو پھر ہر شخص کو یہ آزادی ہے کہ جو چاہے کرے۔ اگر آپ اس معاہدے کو منظور کریں تو میں سردار مولا محمد کے ساتھ جیکب آباد جاؤں۔ مجھے صاف صاف لکھیں کہ مجھے یہ اختیار حاصل ہوگا کہ میں اس کی تصدیق کروں اور جو کچھ کروں گا اس پر آپ عملدر آمد کریں گے۔ جب آپ کا حکم آجائے گا تو میں سرداروں کے ساتھ جیکب آباد جاؤں گا اور اگر منظور نہیں ہے تو یہ تابعدار آپ کے حکم کا منتظر ہے۔

رقعہ نمبر ۲

سردار مولا محمد یہ کہتا ہے کہ باغیوں کا ذاتی سامان ان کے دوستوں کے پاس مستونگ اور دوسری جگہوں پر ہے۔ انہیں وہاں جانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اپنا

Marfat.com

سامان لے آئیں ۔ اس سلسلے میں یہ بھی گزارش کی ہے کہ مستونگ اور کوئٹہ کے نائبوں کو یہ ہدایات بھیج دی جائیں کہ ان کے ساتھ کوئی مداخلت نہ کریں ۔

رقعہ نمبر ۳

میں نے حیات خان لہڑی کی تقرری کر دی ہے اور اسے پچاس گھوڑ سواروں اور پچاس پیدل سپاہیوں کے ساتھ جام سنگھ کے پاس ڈھاڈر بھیج دیا ہے ۔

رقعہ نمبر ۴

شرائط معاہدہ

سردار مولا محمد مجھے جلال خان کا کوٹ میں ملا اور مندرجہ ذیل شرائط پیش کیں ۔

الف ۔ تمام انعامی زمینیں جو نصیر خان کے زمانے سے موجودہ دور تک ہماری سندوں میں لکھی ہوئی ہیں ۔ وہ سراوان اور جھالاوان کے باشندوں اور سردار آزاد خان کو ملنی چاہیئں ۔

ب ۔ اوپر جو کچھ کہا گیا ہے ۔ اس کے بدلے سردار مولا محمد خون بہا کے روپے اور مالی نقصان کے معاوضے سے ہاتھ دھوتا ہے ۔

ج ۔ دس تاریخ ماہ ہذا کے بعد اگر کوئی بروہی کوئی ناجائز کام کرے تو نواب محمد خان اسے جس طرح چاہیں اور جو چاہیں سزا دیں ۔

د ۔ سردار نورالدین اور آزاد خان کی بغاوتوں کو نظر انداز کیا جائے اور وہ وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ کسی بغاوت میں حصہ نہیں لیں گے ۔ اس لئے کہ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہز ہائی نس پورے ملک کے بادشاہ ہیں اور یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ حسب دستور یہ ان کی خدمت کے لئے ہمیشہ حاضر رہیں گے ۔

ک ۔ سردار مولا محمد کی گزارش ہے کہ ہز ہائی نس لسبیلہ کو آزاد کر دیں ۔ میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں یہ گذارشات آپ تک پہنچا دوں گا نہ آپ بادشاہ ہیں ۔ اب جو آپ

Marfat.com

مورخہ ۱۰ رمضان

(مہر نواب محمد خان)

۴۹ - میجر ہیرسن لکھتے ہیں کہ ہز ہائی نس محمد خان کی رپورٹ پڑھ کر بہت برہم ہوئے۔ ان کا کہنا تھا کہ محمد خان جب یہاں سے گیا تھا تو اس نے مجھے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ یہ باغی کسی طرح معافی کے لائق نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے کوئی مصالحت کرنی چاہیئے۔ اب محمد خان، سردار مولا محمد سے معاہدہ کرنے کو تیار ہے۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ بلوچستان کے حقیقی حکمران سردار مولا محمد اور اس کے ساتھی ہیں۔ اگر ان کے مطالبات مان لئے جائیں تو دوسرے اضلاع بھی اُبھر پڑیں گے اور مطالبات شروع کر دیں گے۔ ایسی صورت میں امن وامان قائم کرنا بغیر کسی کی مدد کے مشکل ہو جائے گا اور خان نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے ہمیشہ حکومت برطانیہ پر بھروسہ کیا۔

اگر اس ملک کا قائم رہنا ہمارے مفاد میں ہے تو وقت آگیا ہے کہ ہم کچھ کریں نہیں تو ممکن ہے کہ تنگ آ کر وہ افغانستان یا ایران سے مدد طلب کریں۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ریمارکس

میجر ہیرسن کے نزدیک قلات سے ہمارے تعلقات کی نوعیت یہ ہے کہ ہم وہاں فوجی مداخلت کریں یا اس ملک کو حدود برطانیہ میں داخل کرلیں یا پھر خان سے تعلقات منقطع کرلیں۔

یہ دھمکی کہ وہ کسی بیرونی طاقت سے مدد چاہیں گے۔ معاہدے کے خلاف ہے اور پولیٹیکل ایجنٹ کو چاہیئے تھا کہ یہ بات خان کو بتاتے اور ایسا نہ کرنے سے ان میں غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔ میں نے اس قسم کی کوئی دھمکی خان کے خط میں نہیں دیکھی۔ بہت عرصہ ہوا جب مسٹر مینس فیلڈ (MR. MANSFIELD) کمشنر سندھ تھے تو خان کو ایسے کام

Marfat.com

کے لئے جو انہوں نے کبھی نہیں کیا، پچاس ہزار روپے دینے پر اعتراض کیا تھا۔ تو اس وقت کے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے یہی کہا تھا جواب میجر ہیرلسن کہتے ہیں کہ اگر یہ نہ کیا گیا تو خان کسی بیرونی طاقت سے مدد مانگیں گے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا خان نے واقعی ایسا کہا اور اگر کہا تو ایسا کہنے سے ان کا مطلب کیا ہے ؟

معاہدے اور ٹریٹی (TREATY) کے علاوہ اس قسم کی پالیسی خان کے لئے خودکشی کے مترادف ہوگی۔ افغانستان یا ایران کی نظر میں ایسے حکمران کی کیا قدر و منزلت ہوگی جس کی اپنی رعایا میں کوئی وقعت باقی نہیں رہی۔ ایران تو سرداروں سے گفتگو کرنا زیادہ مناسب سمجھے گا نہ کہ خان سے جس سے ان کو نفرت ہے۔ اور افغانستان بھی یہی کرے گا۔ بہر حال اگر خان نے کبھی اپنے خط میں ایسا کہا ہے تو حکومت کو اس کی خبر دینی چاہیئے تھی۔ تا کہ حکومت اس نکتہ پر غور کرے اور مناسب جواب دے۔ یہ معاملہ تو نازک ہے اور پولیٹیکل ایجنٹ کو اس کی اہمیت کو سمجھنا چاہیئے تھا۔

۵۰۔ خان کا خط میجر ہیرلسن کے نام

کچھ ہی دن بعد بتاریخ ۲۴ دسمبر میں نے نواب محمد خان کے ٹریٹی کے بارے میں یہ خط لکھا۔

اس سے قبل کسی سردار یا ہماری کسی رعایا نے یہ بدتمیزی نہیں کی۔ ان بدقسمت لوگوں نے ہمارے سارے قانون توڑ ڈالے۔ بدامنی پھیلائی۔ اور رعایا اور ملک کو تباہ کیا۔ ان لوگوں نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ اس بدامنی کے نتائج کیا ہوں گے۔ میں ان سے نہ مصالحت کر سکتا ہوں اور نہ ہی ان کو معاف کر سکتا ہوں۔ آپ کی موجودگی میں میں نے نواب محمد خان کو ایک فوج کے ساتھ ان باغیوں کو سزا دینے کے لئے بھیجا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ حکومت برطانیہ سے ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں۔ ان سے میں یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ ان سرداروں کے ساتھ وہی سلوک کرے گی جو سردار میر خان لسبیلہ کے ساتھ کیا اور ایسا کرنے سے میرے وقار

Marfat.com

میں اضافہ ہو گا۔

حکومت برطانیہ کے تعاون کے بغیر نہ تو امن و امان قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہم اپنی رعایا کو تحفظ دے سکتے ہیں۔ اب انگریزی حکومت خود فیصلہ کرے کہ ان کے وفادار اور نیک نامی کے لئے انہیں کونسا قدم اٹھانا چاہیئے۔

پولیٹیکل ایجنٹ کے ریمارکس۔

اس خط میں کہیں بھی کسی بیرونی طاقت سے امداد لینے کا ذکر نہیں ہے اور جہاں تک قانون شکنی کا سوال ہے تو خان نے یہ ذمہ داری باغیوں کے سر تھوپی ہے۔ جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

لسبیلہ کے جام صاحب کی طرف ان کا اشارہ اور اس گزارش کہ اس معاملے میں بھی وہی رویہ اختیار کیا جائے ' سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بنیادی باتیں اور مشورہ جو جنرل جیکب نے انہیں دیا تھا، اس کی وہ کتنی قدر کرتے ہیں۔ اگر ہز ہائی نس وہی پالیسی اختیار کریں تو رعایا کی یہ باغیانہ روش ختم ہو جائے گی۔ یہ سوال کسی ایک فرد کا نہیں ہے کہ فلاں نے بغاوت کر دی اور فلاں شر پسند ہے بلکہ اس پالیسی پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کے تحت شرفا اور صاحب اثر لوگوں کو غلام بنانے کی سوچ رہے ہیں۔

پنجاب کی سرحد پر جو بلوچ رہتے ہیں۔ وہ ان بلوچوں سے مختلف ہیں جو ملک کے اور حصوں میں آباد ہیں۔ جہاں بروہی اور بلوچی ہمارے طرز حکومت اور پالیسی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہاں پنجاب کی سرحد پر رہنے والے بلوچ ہمیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ بڑے کٹر ہیں۔ انہیں ہمارا نہ نام ہی پسند ہے اور نہ ہی ہماری حکومت۔ ہمیں ان بروہیوں اور بلوچوں کی ہمت افزائی کرنی چاہیئے جو ہمارے اصولوں کی قدر کرتے ہیں اور ایسے حاکم کو جس کی استبدادانہ پالیسی نے ان کے سماجی اور مذہبی روایات کو درہم برہم کر دیا ہے۔ پسند نہیں کرتے۔

Marfat.com

۵۱۔ ڈائری مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۸۷۱ء

خان کے خط کے متعلق میجر ہیریسن لکھتے ہیں۔

میں نے ہز ہائی نس کو یہ جواب دیا کہ اگر باغی سردار جام لسبیلہ کی طرح برطانوی علاقے میں گئے تو ممکن ہے ان کے ساتھ وہی رویہ اختیار کیا جائے جو جام صاحب کے ساتھ کیا گیا۔ اور اگر یہ سردار خان کے وکیل کی ضمانت پر جیکب آباد جائیں تو ان کے ساتھ جام صاحب لسبیلہ والا برتاؤ نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے یہ بھی کہا کہ باغی سردار سے وہاں کوئی نہیں ملے گا میرے خیال میں یہ لوگ کچھی میں موسم بہار تک اپنا پاؤں جمائے رکھنا چاہتے ہیں۔ اس وقت تک آزاد خان اور دوسرے لوگ وہاں آجائیں گے۔ مناسب یہ ہوگا کہ اس وقت کسی باصلاحیت آدمی کو ان سے گفتگو کے لئے بھیجا جائے ورنہ اندیشہ ہے کہ حالات اور بھی بگڑ جائیں گے۔

شاہ غازی کچھی جائیں گے

جمعہ کے دن مجھے کمشنر سندھ کا خط نمبر ۸۴۶ بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ ملا۔ جس سے سرداروں کے بارے میں میری رائے کی تائید ہوتی ہے۔ شاہ غازی چند دنوں میں کچھی پہنچ جائیں گے۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کا ریمارک

یہ بلوچستان کے سردار اپنی جائیداد اور معاش کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اگر ان سب کو شہر بدر کر دیا گیا جیسا کہ اس خط کے اوائل میں ذکر کیا گیا ہے تو بلوچستان کا کیا حال ہوگا۔

۵۲۔ نواب محمد خان نے سرداروں کے بارے میں جو خط قلات لکھا تھا۔ اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر دسمبر کے شروع میں جیکب آباد چلے گئے۔ جہاں وہ ۲۰ دسمبر کو کمشنر کے آنے سے ایک روز قبل پہنچے۔ سردار صاحبان حدود برطانیہ میں داخل نہیں ہوئے اور سرحد پر کمشنر کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔ ۲۱ تاریخ کو کمشنر نے نواب محمد خان کو بلایا اور

Marfat.com

کہا کہ سرداروں سے ان کا معاہدہ کرنا انہیں بالکل پسند نہیں۔ اور جب تک کہ سردار صاحبان بغیر کسی ۔۔۔ کے اپنے کو خان کے حوالے نہیں کرتے۔ اس وقت تک حکومت برطانیہ ان سے کوئی بات چیت نہیں کر سکتی۔ سردار صاحبان اس پر راضی نہیں ہوئے۔ اس لئے یہ عارضی صلح اور جنگ بندی ختم ہو گئی قبل اس کے کہ سردار اپنے اپنے کیمپوں میں واپس جائیں خان کے کمانڈر نے ان پر اچانک حملہ کر دیا۔ اور اس میں ایک سو بیس آدمی اور بقول بروہیوں کے صرف بیس آدمی مارے گئے۔ بروہی بہت بپھرے ہوئے تھے۔ عجب اتفاق کہ اس وقت دو بڑے قافلے درہ بولان سے گزر رہے تھے۔ بروہیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور تقریباً ایک لاکھ روپے کا سامان لوٹ کر لے گئے۔ بارہ افغان وہیں مارے گئے۔ اور ۱۹ زخمی ہوئے۔

خضدار اور قلات پر حملے کی تیاریاں ہونے لگیں اور اس منصوبے میں مرلیوں کو شامل کرنے کی بھی رائے ٹھہری۔

خان کی فوجوں نے باغیوں کا حدود افغانستان سبّی تک ان کا پیچھا کیا اور نواب محمد خان نے کرم خان سے جو بجرانی مری کا سردار تھا۔ اس کی مدد چاہی۔ کرم خان سے روپے تو لے لئے مگر کسی قسم کی مدد نہ کی۔ پہلے صلح نامے کی طرح سرداروں کے ساتھ ایک صلح نامہ تیار کیا گیا مگر شرط یہ تھی کہ خان کی رضامندی کا انتظار کیا جائے لہٰذا اب کچھی کے بروہی جنگ بند کر کے خان کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔

۵۳۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ نور الدین اور علی خان جاموٹ کو کچھ شرائط پیش کی گئی ہیں یا نہیں۔ اس لئے کہ اس معاملے میں مجھ سے کوئی مشورہ نہیں لیا گیا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے حکومت کے نزدیک ان اور دوسرے سرداروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میری رائے میں جب تک کہ مجموعی طور پر مکران، لسبیلہ اور کچھی کے معاملے سے نہ نپٹا جائے گا۔ امن وامان قائم کرنا مشکل ہے۔

۵۴۔ موجودہ صورت حال نے ہماری سرحدوں کو متاثر کیا ہے اور کافی بے چینی

Marfat.com

پھیل گئی ہے۔ اگر اس کا کوئی سدباب نہ کیا گیا تو ہماری دوست قومیں جو پشاور سے ساحلِ سمندر تک پھیلی ہوئی ہیں اور جو ہم سے حُسنِ ظن رکھتی ہیں۔ ہم سے بدظن ہو جائیں گی۔ اور یہ سب کچھ ایک ایسے حکمران کی خاطر جس کے کردار کے بارے میں ہمارے پیشرو آفیسروں نے کافی کچھ لکھا ہے اور جس پر میں مزید کچھ اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔

۵۵۔ مجھے یقین ہے کہ اگر خان کو صحیح مشورہ دیا جاتا تو مستونگ کے واقعہ کے بعد موجودہ غیر یقینی صورتِ حال ایک ہفتہ سے زیادہ نہ رہتی۔ یہ خان کی کاہلی اور سستی ہے کہ پانچ مہینے ہو گئے حالات ویسے کے ویسے ہی ہیں۔ اور بہتری کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ غلے کی کمی ہے اور کاشتکاری تقریباً ختم۔ لوگ بھوک کے مرنے لگے ہیں۔ اگر خان کو واقعی لوگوں کے ساتھ ہمدردی ہے اور وہ ملک کی بھلائی چاہتے ہیں اور انہیں اپنے وعدے کا پاس ہے تو انہیں فوراً لوگوں کی موروثی جائیدادیں واپس کر دینی چاہئیں نہیں تو پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ پر فرض عائد ہو گا کہ وہ لوگوں کو زمینیں کاشت کرنے پر آمادہ کرے اور جس طرح سے بھی ہو اُنہیں غذا مہیا کرے اور انہیں یہ بتائے کہ پرانی باتوں کا رونا رونے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ شائد اس طرح ان کا ذہن ان شکایتوں سے ہٹ جائے۔

۵۶۔ میرا خیال ہے کہ یہ کام اس طرح انجام دیا جا سکتا ہے کہ خان کے وکیل کے ساتھ ملک کا دورہ کیا جائے۔ پہلے بھی برطانوی آفیسر بلوچستان کا دورہ کرتے تھے۔ اب جب سے قلات میں جانے کی ممانعت ہو گئی ہے اور پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کا رابطہ سرداروں سے بحکمِ سرکار ختم ہو گیا ہے تو صورتِ حال اور بدتر ہو گئی ہے۔ ۱۸۶۹ء میں جب پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے کچھی کو سرداروں سے یہ کہہ کر بچا لیا کہ وہ قلات سے ان کی شکائیتوں کا ازالہ کرا دیں گے۔ اس میں ناکامی کیوں ہوئی۔ اس کا ذکر پہلے خط میں کر چکا ہوں۔ اس مرتبہ سرداروں نے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سے کچھ نہیں کہا۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو سرداروں سے بات چیت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ سردار صرف قلات

Marfat.com

کے افسروں کے ذریعہ ان سے بات کر سکتے ہیں اور انہی افسروں سے انہیں شکایت ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ قلات کے لئے برطانوی ہند کے دوسرے علاقوں میں مختلف سیاسی نظام کیوں ہے۔ جیکب آباد کے لئے جو نظام مئی ۱۸۶۹ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کو تقریباً تین سال ہو گئے اور اس سے سب کو نقصان پہنچا۔ جام صاحب اپنے ملک لسبیلہ سے ہاتھ دھو بیٹھے سردار فقیر محمد مکران سے نکال دیئے گئے۔ خان کو مالگزاری کا گھاٹا ہوا، اس کے علاوہ انہیں غلہ اور جائیداد کا نقصان ہوا۔ خونریزی الگ ہوئی، سرداروں کو (خان کے خلاف) ہر جگہ کامیابی ہوئی۔ اب انہیں اپنی قوت کا اندازہ ہو گیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ یہ سردار اور اُن کے ساتھی بھوکے مر رہے ہیں۔ لہٰذا ان کا کچھ بند و بست کرنا ہو گا۔ کاشتکاری اور تجارت کو نقصان پہنچا اور لوٹ مار سے لوگوں کا جانی و مالی نقصان ہوا۔ ہمارے لوگوں میں اور کچھی میں خصوصاً وہ پرانی لڑائیاں اور لوٹ مار کے طریقے پھر اُبھر آئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرون وسطیٰ کا زمانہ لوٹ آیا ہے۔ متمدن دنیا ختم ہو گئی ہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ ہم ہر چیز کو چھپانا چاہتے ہیں۔ اور مسئلے کا مقابلہ اور حالات کی تفتیش کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ مجھے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت سے ان معاملات کی کوئی خبر نہیں دی گئی، ہمیں صرف حکومت کا تار مورخہ ۱۱ یا ۱۲ جنوری اور اس کا جواب دکھایا گیا ہے۔ مجھے کوئی شکایت نہیں ہے۔ مجھے صرف یہ شکایت ہے کہ اگر موجودہ نظام کو ختم نہیں کیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ تباہی ہو گا۔

نمبر ۲۱۰ جیکب آباد، مورخہ ۴ مارچ ۱۸۷۲ء

از کرنل سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ

بنام کیپٹن سنڈیمن، ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان

آج جو آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ میں لکھ

Marfat.com

کروں گا اور آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس کی نقل چونکہ موجود رہتی ہے۔ اس لئے فوراً رپورٹ پیش نہیں کر سکتا۔ للہٰذا آپ سے یہ کہنا ہے کہ یا تو آپ چوبیس گھنٹے کے اندر رپورٹ بھیج دیں یا پھر اپنے ضلع میں واپس جائیں اور وہاں سے جہاں تک جلد ہو سکے اپنی رپورٹ بھیج دیں۔

جیکب آباد، مورخہ ۲ مارچ ۱۸۵۸ء

از کیپٹن سنڈیمن، ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان

بنام کمشنر سندھ

آپ کا خط نمبر ۲۱۰ ملا۔

میرے اور آپ کے درمیان ملاقات کے دوران کیا گفتگو ہوئی اور میں نے کیا تاثر لیا۔ میں کوشش کروں گا کہ اس کو تفصیل سے بیان کروں۔

آج تین بجے شام آپ کا یہ پیغام ملا کہ آپ مجھے ملنا چاہتے ہیں۔

میں فوراً آپ کی قیام گاہ پر پہنچا اور وہاں آپ کے اسسٹنٹ مسٹر وائلی سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے انتظار کرنے کو کہا۔

آپ نے ہماری خیریت دریافت کی اور میں نے کہا کہ دو روز سے مجھے بخار آرہا ہے۔

پھر آپ نے ذرا خفگی سے پوچھا کہ مجھے جیکب آباد کس نے بھیجا؟ اور ۱۸ جنوری کو جو خط لکھا اس میں جو رپورٹ مانگی تھی۔ وہ اب تک آپ نے کیوں نہیں بھیجی؟ پہلے سوال کے جواب میں میں نے یہ کہا تھا کہ چند ماہ قبل میں لاہور گیا ہوا تھا۔ مرحوم لارڈ میو نے مجھے بلایا تھا انہیں یہ معلوم کرنا تھا کہ قلات کے ہنگامے سے ہماری سرحد پر کیا اثر پڑا۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں نے یہ جواب دیا کہ مریوں میں بڑی بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور یہ خانہ بدوش قوم ہے۔ جب تک انہیں آباد نہ کر دیا جائے میں کچھ نہیں کر سکتا۔

آپ نے اس کا جواب یہ دیا کہ مریوں کے معاملات کو آپ طے کر دیں گے۔ مجھے یاد

Marfat.com

نہیں ہے کہ میں نے یہ بھی کہا کہ جب میں جیکب آباد پہنچ جاؤں گا اور مِٹھن کوٹ کانفرنس کے کاغذات آجائیں گے تو میں اس معاملے پر غور کروں گا۔ اس کا میں نے یہ جواب دیا کہ مجھے آپ کا یہ سب کچھ کہنا یاد نہیں ہے۔ بعد ازاں آپ نے بہت غصے میں پوچھا کہ جو رپورٹ میں نے مانگی تھی۔ وہ اب تک کیوں نہیں آئی۔ میں نے یہ جواب دیا تھا کہ اولاً تو وہ رپورٹ تیار نہیں ہے۔ اس لئے کہ رپورٹ کرنے کے بارے میں متضاد احکامات صادر کئے گئے ہیں اور یہ کہ جب سے میں جیکب آباد آیا ہوں۔ میرے ساتھ غیر مناسب برتاؤ کیا گیا۔ اس سے مجھے بہت تکلیف پہنچی۔ میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کیا اور جو کچھ کر رہا ہوں اپنا فرض سمجھ کر کیا۔ سرحد پر امن وامان اور آبادکاری کی وجہ سے میں اپنی چھٹی سے قبل از وقت ہندوستان واپس آگیا۔ لیکن افسوس کہ مرلوں کا معاملہ اب تک کچھ طے نہ پاسکا۔ اور میں نے آپ سے یہ پوچھا کہ سردست مرلوں کے ساتھ کیا سمجھوتہ ہے۔

آپ نے پھر اس رپورٹ پر زور دیا کہ اس کا کیا بنا۔ میں نے جواباً یہ کہا تھا کہ ان حالات کے تحت میں نے حکومت سے رجوع کیا۔ اور وہاں سے گزشتہ رات یہ ہدایات ملیں کہ قلات کے معاملے میں اپنی رپورٹ تیار کرو۔ جو میں نے تیار کر لی ہے۔

آپ کو میرے اس جواب سے تشفی نہیں ہوئی۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر کوئی کلرک میرے کیمپ میں آجائے تو میں اسے رپورٹ نقل کرنے کو دے دوں گا۔

آپ نے مجھے بہت ڈانٹا۔ آپ نے پھر پوچھا کہ تم نے رپورٹ کے بارے میں میرا حکم کیوں نہیں مانا۔ پھر یہ بھی کہا کہ قلات کے معاملے میں تم نے بیجا دخل دینا شروع کر دیا ہے۔ آخر قلات سے تمہارا کیا تعلق ہے۔ میں نے یہ جواب دیا کہ میں نے تو صرف حکومت سے رجوع کرنے کو کہا تھا۔ اس لئے کہ اس کے متعلق باخبر رہنا میرا فرض ہی نہیں بلکہ حق ہے۔ تب آپ نے کہا کہ جیکب آباد میں میں آپ کا اور حکومت بمبئی کا ماتحت ہوں لہٰذا تم کو کس نے رپورٹ لکھنے کو کہا۔ میں نے جواب دیا کہ حکومت ہند کے حکم سے۔

Marfat.com

ملاقات جب ختم ہونے پر آئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر کچھ کہنا ہے تو کہو۔ میں تمہاری رائے جاننا چاہتا ہوں۔

ناخوشگوار حالات کی بنا پر میں اپنی رائے لکھ کر دینا پسند کروں گا۔

تب آپ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ میں چوبیس گھنٹے کے اندر جیکب آباد سے چلا جاؤں۔

میں نے یہ گزارش کی کہ مجھے آپ یہ لکھ کر حکم دیں اور آپ نے لکھ کر دے دیا ہے۔

آپ کے خط کے آخری حصے کے بارے میں مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ میں سیکرٹری محکمہ خارجہ کے تار کی ایک نقل بھیج رہا ہوں۔

ایک تار کی نقل، از سیکرٹری محکمہ خارجہ

بنام کیپٹن سنڈیمن

"پہلی تاریخ کا خط ملا۔ سنڈیمن قلات کے بارے میں اپنی رپورٹ تیار کر کے کمشنر سندھ کو تین دن کے اندر بھیج دیں۔ اور پھر اپنے ڈویژن میں واپس چلے جائیں۔"

یہ کام کر رہا ہوں اور سیکرٹری خارجہ کی ہدایت کے مطابق میں فوراً واپس چلا جاؤنگا۔

نقل برائے ملاحظہ سیکرٹری حکومت پنجاب

خط نمبر ۱۱۲ جیکب آباد، مورخہ ۵ مارچ ۱۸۷۲ء

از کرنل سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ

بنام کیپٹن سنڈیمن، ڈپٹی کمشنر، ڈیرہ غازی خان

مجھے آپ کا خط ملا۔ میری اور آپ کی ملاقات کے دوران جو کچھ آپ نے کہا اسے میں صحیح نہیں سمجھتا مگر چونکہ اس کا اصل معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے میں کسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔

Marfat.com

آپ کے خط کے آخری حصے کے جواب میں میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت ہند اور میری ہدایات میں مجھے ظاہراً کوئی تضاد معلوم نہیں ہوتا۔ دونوں کی روح ایک ہے لہٰذا آپ چھ تاریخ تک ٹھہر سکتے ہیں۔ اس کے بعد آپ اپنے ضلع میں واپس چلے جائیں۔

خط نمبر ۱۳۹ جیکب آباد، مورخہ ۷ر فروری ۱۸۷۲ء

محکمہ سیاسیات، دفتر کمشنر

کمشنر سندھ کیپٹن سنڈیمن سے گزارش کرتے ہیں کہ انہیں خط نمبر ۵۶ مورخہ ۱۸ر جنوری کا جواب جلد سے جلد دیا جائے۔ ان کو ریاست قلات کے فسادات کے متعلق اپنی رائے کے اظہار کی پوری آزادی ہے اور چاہیں تو مشورہ بھی دے سکتے ہیں۔ اور یہ بھی بتائیں کہ اس سے برطانوی سرحد کس طرح متاثر ہوئی یا آئندہ ہوگی۔

کیپٹن سنڈیمن کا نوٹ

آپ کا خط مجھے کیمپ میں ملا۔

میں جیکب آباد سے غالباً ۲۵ جنوری کو روانہ ہوا اور شاید ۲۵ر مارچ تک واپس نہیں آیا۔ واپسی کے بعد میں ایک دفعہ کمشنر سے ملنے گیا اور اس کے بعد پھر ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اب ان کا ۷ر تاریخ کا خط ملا ہے۔

میں جیکب آباد میں کرنل فیری کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔ میں میس (MESS) نہیں گیا مگر بریگیڈ میجر سے جب وہ کرنل فیری سے ملنے آئے تو ملاقات ہوگئی۔ سرکاری خط سے میں نے رپورٹ کے بارے میں حکومت ہند سے رجوع کرنے کو اس لئے کہا کہ ہماری رپورٹ اور کام سے کمشنر ناراض تھے حالانکہ میں نے کرنل فیری کی ایما پر کیا۔

۷ر فروری تک کمشنر کو مجھ سے کوئی شکایت نہ تھی مگر قلات کے سوال پر کرنل فیری

Marfat.com

کو مجھ سے اتفاق ہے۔ جب میں نے کہا کہ حکومت ہند سے رجوع کیا جائے تو کمشنر سندھ بہت خفا ہوئے۔

۲۲۹۔ ڈیرہ غازی خان، مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۷۶ء

از کیپٹن سنڈیمن، ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

مجھے یہ کہا گیا تھا کہ قلات کی موجودہ صورت حال کے بارے میں ایک رپورٹ کمشنر سندھ کو بھیج دی جائے کہ اس سارے واقعے سے برطانوی سرحدیں کہاں تک متاثر ہوئی ہیں یا آئندہ ہو سکتی ہیں۔ اس کا خاص کر ذکر کیا جائے۔ رپورٹ تیار کر لی ہے اور اس کی ایک نقل بھیج رہا ہوں۔

۲۔ رپورٹ لکھنے کے بعد مجھے کرنل فیری پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر کی ڈائری مورخہ ۲۸ فروری تا ۲۰ مارچ کی ایک نقل ملی۔ ۲۰ مارچ کو کرنل فیری انگلستان چلے گئے۔ کرنل فیری نے مجھے اس سے استفادہ کرنے کی اجازت دے دی ہے میرے خیال سے یہ قابل توجہ ہے اور اس کی ایک نقل اس خط کے ساتھ لگا دی ہے۔

۳۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے ڈائری کے ساتھ سراوان کے سرداروں کی عرضیوں کی نقل بھی بھیج دی ہے۔ یہ عرضیاں کمشنر سندھ کی خدمت میں بھیجی گئی ہیں یہ عرضیاں مقامی زبان میں ہیں۔ ان عرضیوں سے ہماری رپورٹ کی تصدیق ہو جائے گی۔ ان عرضیوں کا انگریزی ترجمہ معہ اصل کے اس خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔

۴۔ جہاں تک ہمارا تعلق قلات سے ہے اسے اچھی طرح واضح کرنے کے لئے میں نے ایک نقشہ بھی تیار کیا ہے۔ جس میں سندھ اور ڈیرہ جات کی سرحدیں دکھائی گئی ہیں۔ اس نقشے پر میں نے وہ راستہ بھی دکھلانے کی کوشش کی ہے

Marfat.com

جس راستے سے ایک زمانے میں برطانیہ کے یہاں آنے سے پہلے ہندوستان اور دوسرے ممالک سے بڑے پیمانے پر تجارت ہوتی تھی۔ وہ راستہ یہ ہے۔ نقشے پر سکی سادر، درہ چاچڑ اور راجھن سے قندھار۔

۵۔ اب نقشہ پر ہرنڈ داجل علاقہ اور مری اور بگٹی کی پہاڑیوں کو ریاست قلات میں شامل کر کے دیکھیں تو صاف پتہ چل جائے گا کہ قلات کے معاملات پنجاب کے اس حصہ کے لئے کس قدر اہم ہیں۔

۶۔ ریاست قلات کی سرحدیں کس قدر وسیع ہیں اور اس کا پھیلاؤ قابل غور ہے شمال میں کوئٹہ تک، جنوب میں ساحل مکران تک اور مغرب میں ایران کی سرحد تک اور مشرق میں سندھ اور پنجاب تک۔

۷۔ ۱۹۳۸ء میں جب ہم لوگ اس ریاست سے روشناس ہوئے تو اس وقت خان اور سرداروں کی مشترکہ حکومت تھی اور مری، بگٹی خان کی رعایا تھے۔ ہم لوگوں نے جب خان پر فوج کشی کی تو اس وقت رنجیت سنگھ نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور ہرنڈ داجل جو خان کی ریاست کا حصہ تھا۔ اسے بزورِ شمشیر پنجاب میں شامل کر لیا۔

۸۔ اب میں نہایت مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ اس وقت اور اس کے بعد سے ہماری پالیسی جو خان کے ساتھ رہی ہے وہ پالیسی موجودہ بدامنی اور خونریزی کا باعث ہے۔

۹۔ رنجیت سنگھ کے انتقال کے بعد چونکہ اس کی جگہ کوئی جوہر قابل نہ لے سکا۔ ملک میں افراتفری اور بدامنی پھیل گئی۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حکومت قلات کی شہ پر سرداران قلات نے اپنا علاقہ واپس لینے کے لئے پنجاب پر حملہ کر دیا۔ خوب افراتفری مچی لیکن پنجاب پر برطانوی قبضے سے تقریباً چار سال قبل وہ تجارت جو درہ بولان

Marfat.com

اور علاقہ مری سے ہوتی تھی اور جیسا کہ نقشے پر دکھایا گیا ہے۔ وہ بالکل ختم ہو گئی۔ قبیلہ مری بالکل بے قابو ہو گیا اور انہوں نے لوٹ مار اور چوری ڈاکہ کو ذریعہ معاش بنا لیا

۱۰۔ مہراب خان کے زمانے میں قلات کی فوج کی بنیاد جاگیردارانہ تھی۔ سراوان اور جھالاوان کے دو بڑے خاندان جو موروثی تھے۔ فوج اپنی کمان میں تیار کرتے تھے اور ان کی دھاک سارے ملک پر بیٹھی ہوئی تھی۔ تمام دفاعی ضروریات وہ پورا کر دیتے تھے اور بیرونی حملہ کا دفاع کرتے تھے سوائے انگریزوں کے کہ جن کا مقابلہ وہ نہ کر سکے۔ موجودہ دور میں اس قسم کی فوج کا تخیل بھی محال ہے مگر سردار صاحبان اس یادگار کو اب تک قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۱۱۔ مری، بگٹی اور گرچانی قبیلے اس وقت سراوان میں شامل تھے اور ان کی خدمات کی جب کبھی ضرورت پڑتی تو وہ بخوشی حاضر رہتے اور خان قلات کو خراج بھی دیتے تھے۔

۱۲۔ اگر قلات میں خان کا نظم و نسق درست ہوتا اور سردار اور بااثر حضرات خوش اور مطمئن ہوتے اور انہیں ان کے حقوق ملے ہوتے ہوتے تو مری قبیلہ شرارتوں سے گریز کرتا اور انفراتفری پھیلانے کی ان میں ہمت نہ پڑتی۔ مختصر یہ کہ اب جبکہ سراوان کے قبیلے اپنے موروثی سرداروں کے تحت اپنے کو منظم کر رہے ہیں تو مری قبیلے کو وہ مقام مل جائے گا جو ہمارے حملے سے پہلے تھا اور جب کہ ہم لوگوں نے رنجیت سنگھ کو ہرنڈ داجل قلات سے علیحدہ کر کے قبضہ کرنے کا موقع فراہم کیا۔

۱۳۔ مگر سب سے بڑی خرابی یہ ہوئی کہ جب پنجاب پر ہم نے قبضہ کیا تو ہم لوگوں نے سرحدیں علاقے کی آبادی کے لحاظ سے مقرر نہیں کیں۔ گرچانی قبیلہ جو برائے نام قلات کی رعایا تھی۔ اسے اپنے علاقے میں شامل نہیں کیا اور انہیں پنجاب سے

Marfat.com

باہر قلات میں رہنے رہا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ کچھ گرچانی ہمارے علاقے میں ہیں اور کچھ قلات میں۔ یہ بڑی بے انصافی ہوئی اور اس کا نتیجہ لوگوں میں بے چینی اور ہنگامہ آرائی کے سوا کچھ نہ نکلا۔

۱۴۔ اب گرچانی قبیلہ کا حال یہ ہے کہ ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ جب تک تم ہمارے علاقے میں ہو تمہیں برطانوی تحفظ حاصل رہے گا اور اگر تم قلات جاتے ہو تو تمہارا حشر تمہارے دوسرے بھائیوں کی طرح ہوگا۔

۱۵۔ موسم گرما میں گرچانی قبیلے کو اپنے مویشیوں کو قلات کی چراگاہوں میں لے جانا پڑتا ہے۔ وہاں انہیں برطانوی تحفظ حاصل نہیں ہے اور نہ ہی قلات کی طرف سے انہیں کوئی تحفظ ملتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قلات کی رعایا مری انہیں لوٹ لیتی ہے اور خوب افراتفری مچتی ہے۔

۱۶۔ یہ صورت حال نہایت افسوسناک ہے۔ اگر ہم چاہیں تو تھوڑی سی کوشش سے پورے گرچانی قبیلے کو تحفظ دے سکتے ہیں۔ ہم میں صلاحیت بھی ہے اور طاقت بھی ہے۔ جب سے میں اس ضلع میں آیا ہوں تقریباً آٹھ سو جانیں جا چکی ہیں۔ جائیداد کا کافی نقصان ہوا ہے اور بہت سے غریب خاندان تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔

۱۷۔ یہ صورت حال بہت افسوسناک ہے۔ پہلے یہ دونوں قبیلے گرچانی اور مری ایک حکومت کے تحت تھے اور مل جل کر رہتے تھے۔ اب یہ دو حصوں میں بٹ گئے ہیں اور دو حکومتوں کی رعایا ہیں اور دونوں کے درمیان سرحدیں میلوں تک چلی گئی ہیں۔ لہٰذا ایک دوسرے کو لوٹنا، ڈاکہ اور رہزنی روزمرہ کا کام ہوگیا ہے یہی نہیں بلکہ قتل و خون بھی روزانہ کا معمول ہوگیا ہے۔

۱۸۔ گرچانیوں کا دو حصوں میں بٹ جانا ان کے لئے کافی تباہ کن ثابت ہوا

Marfat.com

ان کی بہترین زمینیں بنجر پڑی ہوتی ہیں۔ لوگ غریب ہوتے جا رہے ہیں۔ جب بھوک انہیں ستاتی ہے تو برطانوی حدود میں لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کا پیشہ اختیار کر لیتے ہیں ہمارے یہاں سرکاری دستاویزات ان واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ مریوں کے ساتھ ہم نے ان کے تحفظ کے لئے کچھ سمجھوتہ کر لیا ہے تو حالات کچھ بہتر ہو گئے ہیں۔ ان کی حب الوطنی اور زمین سے خاص لگاؤ جو بلوچوں کی خصوصیات ہیں انہیں وہاں رہنے پر مجبور کرتی ہیں ورنہ زندگی ان کے لئے ایک عذاب سے کم نہیں ہے۔

۱۹۔ مزاری اور دریشک قبیلہ کی قلات میں رشتہ داریاں ہیں۔ میں اس مضمون کو تفصیل سے کمشنر سندھ کی رپورٹ میں لکھ چکا ہوں۔ یہاں تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں صرف اتنا کہنا ہے کہ دو دریشک سرداروں نے مری خواتین سے شادی کر لی ہے۔ مزاریوں کے سردار اور ان کے قبیلے کی مری، بگٹی اور کرد قبیلوں میں شادی بیاہ ہے۔ کرد درہ بولان میں دشت اور مرو کی وادی جوشال (کوئٹہ) کے قریب رہتے ہیں۔ اور ان کی رشتہ داریاں ڈومر پٹھانوں سے ہیں۔ اللہ دینا جو کردوں کا سردار ہے اور جس کی عرضی بنام کمشنر سندھ شامل خط ہے۔ وہ غزنی خان جو شاہ والی گاؤں کا چودھری ہے اس کا رشتہ دار ہے (غالباً چچازاد بھائی ہے) شاہ والی کرم کے قریب پنجاب میں ایک گاؤں ہے۔ ان دونوں کے دادا ایک ہی تھے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ سرحد پر جو قبیلے ہیں، اُن کے آپس میں خاندانی تعلقات ہیں۔ جب سے ان میں سے کچھ کا تعلق انگریزوں سے قائم ہوا ہے۔ ہم لوگوں نے ان کے ساتھ دو مختلف قوموں کا سا برتاؤ کیا۔ نتیجہ ظاہر ہے۔ بربادی اور تباہی اور ہنگامہ آرائی جیسا کہ اب تک ہوتا رہا ہے۔

۲۰۔ مجھے خان قلات کے رتبے کا لحاظ ہے اور ان کے معاملے میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنا چاہتا۔ سچ پوچھیے تو قلات میں ایک مضبوط اور مستحکم حکومت

Marfat.com

دیکھنا چاہتا ہوں جہاں مکمل امن و امان ہو اور جس کی قوت و اقتدار کا اثر پنجاب کی سرحد تک اسی طرح محسوس کیا جائے جس طرح برطانوی حکومت کا اثر قلات کی سرحد تک محسوس کیا جاتا ہے۔ ان کی یعنی خان اور ان کی حکومت کی بے بسی اور بیچارگی کسی کے لئے مفید نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کی حکومت کا استحکام اور اس کی قوت کا دار و مدار اس بات پہ ہے کہ خان برطانوی افسروں کی مدد سے تمام ملک میں اپنی اور پنجاب کی رعایا کو تشدد اور لوٹ مار سے بچانے کی ذمہ داری نہ قبول کریں۔

۲۱۔ میرے خیال میں ایسا اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ مستقبل میں کوئی ایسا انتظام ہو کہ پنجاب اور سندھ کے افسران مل کر برطانوی حکومت اور ریاست قلات کے مفاد میں کام کریں۔ بعد کے واقعات سے ہماری حکومت ضرور اس بات کی قائل ہو گئی ہو گی کہ اس قسم کی کارروائی کی بے حد ضرورت ہے۔ اس سے سبھی کا فائدہ ہو گا چاہے وہ معاملات پنجاب، سندھ یا قلات سے تعلق رکھتے ہوں۔

۲۲۔ اس معاملہ میں کسی قسم کا امتیازی سلوک ہمارے لئے خودکشی کے مترادف ہو گا۔ اور ہماری رعایا کے ساتھ اتنی ہی بے انصافی ہو گی جتنی کہ قلات کی رعایا کے ساتھ اور ترقی کی راہیں مسدود ہو جائیں گی۔ اس پر اگر ہم قائم رہے تو خونریزی اور بڑھ جائے گی خصوصاً ہر دو سرحد پر جہاں گرچانی، مزاری اور دریشک قبیلوں کے پاس ذریعہ معاش کچھ نہیں ہے خصوصاً اگر مری اور بگٹی قبیلوں سے جو معاہدے ہیں وہ ختم ہو جائیں۔

جیکب آباد، مورخہ ۶ مارچ ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈیمن

بنام کمشنر سندھ

قلات کی موجودہ صورتحال کے بارے میں میری گزارشات ذیل میں درج ہیں

۱۔ ۱۸ دسمبر ۱۸۷۱ء کو میں جیکب آباد آیا۔ کرنل فیری پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ سرحد کے واقعات پر بڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ ہم لوگوں کی رائے میں بغاوت کی وجہ سے حالات بہت نازک ہیں۔

۲۔ ابھی حال ہی میں میں نے مری بگٹی پہاڑیوں کا دورہ کیا۔ دونوں قبیلے کافی مشتعل نظر آئے۔ سرداروں نے بتایا کہ بڑی مشکل سے انہیں بروہیوں کے ساتھ کچھی میں لوٹ مار کرنے سے روکا۔

۳۔ مری سردار میر ولا اور شیر محمد جن کے ساتھ میری ذاتی گفتگو ہوئی مستقبل کے بارے میں کافی پریشان نظر آئے۔ انہوں نے بتایا کہ سردار مولا محمد قندھار سے واپس آ گیا ہے اور سراوان کے قبیلے کا سردار ہو گیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا جو مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ اس کا سردار بغزان کے ساتھ کوئی سمجھوتہ ہو گیا ہے

۴۔ ڈیرہ بگٹی میں جوان بگٹی سردار نے افسوس ظاہر کیا کہ اس کا قبیلہ ان سارے ہنگاموں میں کوئی حصہ نہ لے سکا۔ میں نے انہیں صاف صاف یہ کہا کہ اگر ایک بگٹی نے بھی ان ہنگاموں میں حصہ لیا تو اسے پکڑ کر میرے حوالے کیجئے نہیں تو برطانوی دوستی اور تحفظ جو اب تک آپ کو ملا ہے۔ وہ ختم ہو جائیگا۔

۵۔ کرنل فیری نے بتایا کہ سرحد سندھ پر جو بلوچ رہتے ہیں۔ ان کی بھی سوچ ایسی ہی ہے۔ ہم لوگ کافی متفکر ہیں کہ مستقبل میں پتہ نہیں کیا ہو۔ سالہا سال سے ہم نے مریوں کو امن و امان قائم رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ میں کافی پریشان رہا کہ اگر ہنگاموں نے طول کھینچا تو معلوم نہیں کیا ہو۔

۶۔ میں حالات کا جائزہ لیتا رہا اور مجھے معلوم ہوا کہ کچھی میں خان کے

Marfat.com

ایجنٹ نواب محمد خان نے باغی سرداروں سے ایک عارضی صلح کر لی ہے تو مجھے امید بندھی کہ شاید کوئی بہتر صورت نکل آئے۔ اس وقت قلات میں صورتحال یہ تھی۔

۷۔ باغی سرداروں نے مستونگ کے مقام پر خان کی فوج پر حملہ کر دیا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر فتح کا دعویٰ کیا۔ حقیقت میں وزیر اعظم شاہ غازی جو فوج کی کمان کر رہے تھے نہ صرف یہ کہ زخمی ہوئے بلکہ ان کے کافی آدمی مارے بھی گئے باغیوں کی طرف یہ ہوا کہ ان کا قائد جہانگیر معہ کافی معززین کے مارا گیا۔

۸۔ باغیوں نے شہر بدر کئے ہوئے سردار مولا محمد اور نور الدین کو قندھار سے بلایا اور صوبہ کچھی پر حملہ کر دیا۔ بھاگ، گنداوہ، ڈھاڈر اور شال پر قبضہ کر لیا اور خوب لوٹ مار مچائی۔ اس میں خان کے چند افسر بھی مارے گئے۔

۹۔ خان کی فوج ان واقعات کے بہت بعد درہ مولا ہوتے ہوئے گنداوہ پہنچی۔ خان کے ایجنٹ نے مٹھڑی اور حاجی کا شہر میں باغیوں کو مورچہ بند پایا۔

۱۰۔ اس نے اندازہ لگایا کہ اتنی بڑی تعداد سے لڑنا مشکل ہے اور جیسا کہ اس نے بعد میں کرنل فیری سے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ پوری بروہی قوم خان کے خلاف بغاوت پر اتر آئی ہے لہٰذا بجائے لڑنے کے وہ خاموش رہا۔

۱۱۔ جب میں جیکب آباد جا رہا تھا تو کچھی کے علاوہ میں نے سنا کہ سردار نور الدین مینگل اور علی خان جاموٹ نے لسبیلہ پر قبضہ کر لیا ہے اور خان کی فوج بغیر ایک گولی چلائے راہِ فرار اختیار کر گئی۔

۱۲۔ ہمارے جیکب آباد پہنچنے سے قبل خان کے ایجنٹ نے صلح کی جو شرائط سرداروں کو پیش کی تھیں انہوں نے ان شرائط کو اس شرط پر قبول کیا کہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کرنل فیری کے سامنے ان کی تصدیق ہونی چاہیئے۔ لہٰذا ایجنٹ اور سردار صاحبان جیکب آباد جا رہے تھے۔

Marfat.com

۱۳۔ سر ولیم میری ویدر کے حکم سے سرداروں کو جیکب آباد آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ وہ سرحد پر ایک گاؤں میں ٹھہر گئے۔

۱۴۔ خان کے ایجنٹ نواب محمد خان کو جیکب آباد آنے کی اجازت دی گئی کمشنر نے ان سے پوچھا کہ کیا باغیوں کے ساتھ خان کی اجازت سے صلح ہوئی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔

۱۵۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کرنل فیری نے مجھے بلایا اور بتایا کہ کمشنر کی رائے یہ ہے کہ جب تک خان کی رضامندی نہ لی جائے وہ اس معاملے میں دخل نہیں دینا چاہتے۔ میں نے سر ولیم میری ویدر سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ جس کی مجھے اجازت مل گئی۔

۱۶۔ میں نے کمشنر سے کہا کہ امن وامان اب بھی قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے وائسرائے کے تار نمبر ۲۴ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۷۶ء بنام حکومت بمبئی کی نقل دکھائی اور کہا کہ اس کی رو سے میرے خیال میں آپ مداخلت کر سکتے ہیں۔

۱۷۔ مگر کمشنر نے میری رائے سے اتفاق نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ شرائط خان کے لئے باعث ذلت ہیں۔ اور بغیر ان کی مرضی کے میں اس صلح نامے کی تصدیق کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

۱۸۔ لہٰذا سردار صاحبان اپنے لوگوں میں واپس چلے گئے اور خان کے ایجنٹ خان کی فوج سنبھالنے چلے گئے تاکہ لڑائی کی تیاری کی جائے۔

۱۹۔ اس کے بعد یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ حقیقت میں کیا ہوا۔ خان کے کمانڈر کہتے ہیں کہ باغیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ باغی کہتے ہیں کہ ہمارے سرداروں کے پہنچنے سے قبل خان کی فوج ہم پر حملہ آور ہوئی۔ بہر حال جس میں ۳۰ سے ۴۰ بروہی مارے گئے۔

Marfat.com

۲۰۔ دو قافلے درہ بولان سے گزر رہے تھے۔ سرداروں نے بدلہ لینے کے لئے قافلے پر حملہ کر دیا۔ تقریباً ایک لاکھ روپے کا سامان لوٹ کر لے گئے۔ اور بارہ قافلے والے مارے گئے اور انیس زخمی ہوئے۔ جن میں ایک عورت بھی تھی جو بعد میں جیکب آباد ہسپتال میں مر گئی۔

۲۱۔ اس کے تھوڑے سے ہی دن بعد مکران سے بغاوت کی خبر ملی۔ وہاں سردار نورالدین مینگل نے خضدار میں میجر ہیریسن پر حملہ کرنے کی دھمکی دی۔ جاموٹوں نے ہندو بورپ کی تار برقی لائنوں کو اڑا دینے کی دھمکی دی۔ خان کی فوج کا سرداروں پر حملہ ناکام رہا اور وہ ڈھاڈر چلی گئی۔ یہ بھی پتہ چلا کہ مرلوں نے کھل کر لڑائی میں حصہ لیا۔ سردار مولا محمد مرلوں کے سردار سے ملا اور یہ فیصلہ ہوا کہ بڑے پیمانے پر لڑائی کی جائے۔

۲۲۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ حملہ کر کے خان کی فوج کو کچھی سے نکال باہر کیا جائے۔ اس کے بعد سردار نورالدین مینگل سے خضدار میں ملا جائے اور پورے ملک پر قبضہ کیا جائے۔ اور آخر میں قلات پر۔

۲۳۔ اگر لڑائی جاری رہتی تو اس کا نتیجہ یہی نکلتا۔

۲۴۔ سردار آپس میں متحد ہو گئے تھے اور اس اتحاد کے سربراہ سردار مولا محمد اور سردار نورالدین تھے۔ ان دونوں میں مستقبل کے بارے میں مکمل اتفاق تھا۔ دونوں کافی عرصہ تک شہر بدر رہے تھے۔ ان کا اندازہ تھا کہ اب عمل کا وقت آ گیا ہے۔

۲۵۔ مرلوں کے منصوبے کیا تھے۔۔ صرف وہ لوگ جو میرے اور مری قبیلے کے تعلقات کی نوعیت سے واقف ہیں۔ وہ میری معلومات پر شک نہیں کریں گے مجھے معلوم ہوا کہ نواب محمد خان بجرانی مرلوں سے ملا اور اس امید پر انہیں کافی رقم دی کہ وہ ان کا ساتھ دیں گے مگر مرلوں نے ان کے ساتھ لڑنے سے انکار کر دیا۔

Marfat.com

مرلوں نے ہرنذ کے قریب جو قتل و خون کیا اولاً تو وہ پرانی دشمنی کی بنا پر تھا مگر یہ سلسلہ جاری ہے اور مرلوں کی یہ خواہش کہ وہ سردار مولا محمد کا ساتھ دیں، تو یہ اس لئے ہے کہ میرے اور ان کے درمیان جو ایک سمجھوتہ ہے اسے ختم کر دیں۔

۲۷- جس زمانے کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اس وقت کے حالات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری ریاست قلات منجملہ پہاڑی قبیلوں کے خان کے خلاف بغاوت پر آمادہ تھی۔ مرلوں کا شامل ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ وبا بلوچوں میں بھی پھیل رہی تھی۔ کچھ سردار بادلِ نخواستہ خان کے فرمانبردار تھے۔ اگر لڑائی کچھ دن اور جاری رہتی تو یہ لوگ بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیتے۔

۲۸- اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صورت حال اتنی کیوں بگڑ گئی۔ میری رائے میں یہ اس لئے ہُوا کہ حکومت نے ایسی پالیسی اختیار کی ہے جس کے نتیجے میں ریاست قلات کا دستور ہی بدل دینا ہوگا مگر اس پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے کوئی مؤثر ذریعہ نہیں اختیار کیا گیا۔

۲۹- قلات میں صدیوں سے ایک طرح کی خان اور معززین ملک کی مشترکہ حکومت تھی اور موروثی حقوق اور روایات کی بنا پر آپس میں ایک سمجھوتہ تھا۔ یہ روایات اس قدر جڑ پکڑے ہوئے تھیں کہ ان کی ایک قانونی حیثیت ہوگئی تھی، خان، سردار اور معززین اور عوام سبھی اس کا لحاظ کرتے تھے۔

۳۰- ۱۸۳۷ء میں کابل پر قبضہ کے وقت ہم لوگوں نے قلات پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس جنگ میں خان قلات مہراب خان اور ان کے کئی ایک سردار مارے گئے۔

۳۱- حکومت برطانیہ نے اس خاندان کے ایک شہزادہ شاہ نواز کو قلات کے تخت پر بٹھا دیا مگر مختلف وجوہات کی بنا پر یہ انتظام کچھ مؤثر نہیں ہوا۔ پولیٹیکل ایجنٹ جو وہاں مقرر کیا گیا اسے قتل کر دیا گیا اور بروہیوں نے بغاوت کر دی۔

Marfat.com

۳۲ - قلات کے سرداروں نے مرحوم خان کے بیٹے نصیر خان کو تخت پر بٹھانا چاہا۔ کچھ ہیرا پھیری کے بعد حکومت برطانیہ نے یہ تجویز مان لی اور ۲۶ ستمبر ۱۸۴۱ء میں جنرل آؤٹ ریم نے نصیر خان کی تخت نشینی کی رسم ادا کی۔ اس رفت سے آج تک ہم لوگوں کی دلچسپی قلات سے کم نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ایک حد تک وہ حکومت برطانیہ کی محکوم ہے۔

۳۳ - اب میں ان نازک مسائل کی طرف آتا ہوں جنہیں بیان کرنے میں مجھے کچھ پس و پیش بھی ہے مگر اپنی رائے کا صاف صاف اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ وہ اس لئے کہ شائد کچھ حضرات کو اس سے فائدہ پہنچ جائے۔ میں ان وجوہات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں جن کی وجہ سے قلات ہمیشہ ہنگاموں سے دوچار رہا ہے اور اس کو سنبھالنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔

۳۴ - ہر پولیٹیکل افسر جس کا تعلق سرداروں اور بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ رہا ہے۔ اس نے ان لوگوں کو باوجود جنگجو ہونے کے بہت معقول پایا ہے۔

۳۵ - میں بہت سے سرداروں سے ملا ہوں۔ ان سے گفتگو اور تبادلہ خیال کیا ہے۔ سب کی یہی رائے ہے کہ سرداروں اور خان کے درمیان ہماری مداخلت سارے فسادات کی جڑ ہے اور سارے ہنگاموں کی یہی بنیاد ہے۔

۳۶ - میں نے یہ پتہ چلانے کی کوشش کی کہ مداخلت سے ان کا کیا مطلب ہے تو پتہ چلا کہ ان کا اشارہ اس عہدنامے کی طرف ہے جو خان اور حکومت برطانیہ کے درمیان ہوا ہے اور جو جاری و ساری ہے اور میرے خیال میں اس سے کوئی فائدہ کسی کو نہیں پہنچا نہ ہی اس کی کوئی افادیت ہے۔

۳۷ - میرے خیال میں جنرل آؤٹ ریم اور اس کے بعد جنرل جیکب نے قلات سے معاہدے کیئے مگر ان دونوں معاہدوں سے کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ کوئی ایک مثال

Marfat.com

مجھے ایسی نہیں ملتی کہ جس سے پتہ چلے کہ ان معاہدوں سے کچھ حاصل ہُوا ہو۔

۳۸۔ قلات کی حکومت رسم ورواج پر مبنی تھی۔ رسم ورواج اور روایات ایک قانون کی حیثیت رکھتی تھیں۔ اس لحاظ سے خان صرف ایک قانونی حکمران تھا اور رسم ورواج نے سرداروں کی ذمہ داری اس کے سر تھوپی تھی۔ اور خان پر سرداروں کی خاص ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ ہم لوگوں نے اپنے مفاد کی خاطر خان کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ جیسے وہ ایک جابر حکمران ہو۔ حالانکہ وہ پرانے رسم ورواج جو اسے وراثت میں ملے تھے کا پابند تھا۔ سردار اور عوام چونکہ اسی ماحول میں پلے تھے۔ اس لئے کسی کو خان سے کوئی شکایت نہیں تھی۔

۳۹۔ ہماری رائے صحیح ہے یا غلط اس کا اندازہ قلات کی موجودہ صورتِ حال سے لگایا جا سکتا ہے۔ موجودہ صورت حال میرے نظریئے کا ٹھوس ثبوت ہے اب دیکھئے کہ صورت حال اصل میں کیا ہے۔

۴۰۔ آخری معاہدے (ٹریٹی) کے وقت ہماری اس وقت کی پالیسی کے تحت یہ فیصلہ ہُوا کہ خان کو بطورِ امداد پچاس ہزار روپے سالانہ دیئے جائیں گے مگر اس وقت یہ شرط نہیں لگائی گئی کہ یہ روپیہ کس مد میں خرچ کیا جائے گا۔ ظاہری طور پر خان نے اس روپے کو فوج پر خرچ کیا۔

۴۱۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے اس سے قبل نہ تو مہراب خان کے پاس اور نہ ہی ان کے لڑکے نصیر خان کے پاس کوئی باقاعدہ فوج تھی۔ چند اسلحہ بردار ضرور تھے۔

۴۲۔ تخت وتاج کی پائیداری اور اس کا انحصار ملک کے "اُلوُز" پر تھا۔ جس کی کمان ان کے سرداروں کے ہاتھ میں تھی۔ تجربہ بتاتا ہے کہ جب کبھی بھی خان کو ضرورت پڑی ان لوگوں نے انہیں مایوس نہیں کیا۔ یہ وہ اصول تھا جس سے خان اور سرداروں کے درمیان ایک تعلق قائم ہو گیا تھا۔ ہماری امداد نے اس

Marfat.com

تعلق کو ختم کر دیا اور اس کا بدل کچھ نہ رہا۔

۴۳ میرا خیال ہے کہ خان کا مقصد یہ تھا کہ رفتہ رفتہ بڑے بڑے سرداروں کو قوت کے ذریعے ختم کر دیا جائے اور ان کی جایداد پر قبضہ کر لیا جائے۔ اور اس کے بعد فوج کے ذریعے بلا شرکت غیرے اپنی شخصی حکومت قائم کی جائے۔

۴۴۔ جھالاوان کے سردار تاج محمد قید خانے میں انتقال کر گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں زہر دیا گیا۔ ریاست کے خاص سردار مولا محمد اور دوسرے سردار شہر بدر کر دیئے گئے۔ کچھ ایسے سردار بھی ہیں جن کا نام میں جانتا ہوں اُن کو قید کر دیا گیا۔

۴۵۔ ہماری جو پالیسی رہی ہے اس کے بارے میں میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا اتنا کہنا کافی ہے کہ اس سے خان کو اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کافی مدد ملی۔ اور ہم سے خود کو ایک جابر حکمران کی حیثیت سے منوانا چاہتے ہیں۔ ہمارا تعلق صرف خان اور ان کے افسروں سے تھا۔ سرداروں اور عوام کی شکایتوں سے ہمیں براہِ راست کوئی تعلق نہیں رہا۔ یہ سب کچھ بحکم سرکار ہُوا ہے۔

۴۶۔ حکومت ہند کے حکم سے گزشتہ جنوری میں یہ پالیسی بالکل بدل گئی۔ اب ہماری حکومت اس بات پر رضا مند ہو گئی کہ اگر خان چاہیں تو ان کے اور باغی سرداروں کے درمیان ثالث کا کام کریں۔ ان کی شکائتیں سنیں، تحقیق کریں اور ان کا ازالہ کریں۔

۴۷۔ یہ تجویز دونوں نے مان لی اور مجھے امید ہے کہ سرداروں کی شکایتوں کی تحقیق کی جائے گی اور ان کو ان کا جائز حق دلانے کی کوشش کی جائے گی۔

۴۸۔ سب سے پہلے جس واقعہ کی تحقیق ہونی چاہیئے وہ سابق جام لسبیلہ کا ہے۔ میں نے اس واقعہ کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ ان کے بارے میں سرداروں کے بیانات لئے جائیں اور فیصلے کے لئے حکومت کو

Marfat.com

بھیج دیئے جائیں۔

۴۹۔ میرے خیال میں لسبیلہ میں امن وامان قائم نہیں ہو سکے گا اور نہ ہی بغیر فوجی طاقت کے خان اپنا قبضہ برقرار رکھ سکتے ہیں۔ موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ لسبیلہ کا ایک منصفانہ حل نکالا جائے تو سیاسی اعتبار سے یہ بہت بہتر ہوگا۔

۵۰۔ ہمارا خان کے ساتھ معاہدہ اور سرداروں سے عدل و انصاف کا وعدہ پورے بلوچستان کے سرداروں اور معززین کے لئے ہے۔

۵۱۔ اگر ہم اس معاہدہ کو فعال بنانا چاہتے ہیں تو مستقبل میں ہمیں صرف اپنا ہی مفاد نہیں دیکھنا ہوگا بلکہ سارے بلوچستان کے مفاد کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ ہم لوگوں کو یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ آیا ان شرائط پر عمل ہو رہا ہے اور اس کے اثرات کو سارا ملک محسوس کر رہا ہے۔

۵۲۔ ہم لوگوں کو خود بھی اس بات کا تجزیہ کرنا چاہیئے کہ آیا وہ ذمہ داریاں جو معاہدے کی رُو سے ہم پر عائد ہوتی ہیں انہیں ہم نے پورا کیا یا نہیں؟ اور اس کے تحت بلوچستان کے سرداروں اور عوام کی ہم نے کیا خدمت کی۔ اس سے بھی ہم انکار نہیں کر سکتے کہ معاہدے کے مطابق خان کو ہمارے مشورے پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس کے باوجود کچھ دنوں سے بلوچستان فسادات اور ہنگاموں کی آماجگاہ بن گیا ہے۔

۵۳۔ اگر معاہدے کی شرائط پر باقاعدہ عمل کیا جائے اور خان اور سرداروں کے ساتھ جو وعدے کئے گئے ہیں، انہیں پورا کیا جائے تو اس سے بلوچستان اور سندھ کی سرحد پر امن وامان کا امکان تو ضرور ہے مگر پنجاب کی سرحد پر جہاں مری رہتے ہیں پھر بھی حالات سدھرنے کے امکانات کم ہیں۔ مری قبیلہ بہت ہی سرپھرا اور جنگجو قبیلہ ہے۔ پڑوسی قبیلے اس سے خائف رہتے ہیں۔ اس پورے قبیلے کے

Marfat.com

ساتھ جب تک ایک بڑے پیمانے پر اور بہت ہی تفصیلی معاہدہ نہیں ہوگا۔ اس وقت تک پنجاب کی سرحد بلوچستان کے ساتھ محفوظ اور پُرسکون نہیں رہ سکتی۔

۵۴۔ مرلیوں کا علاقہ مغرب میں درہ بولان کے قریب سے کھیتران اور بگٹی کے علاقوں سے ہوتا ہُوا پنجاب میں گرچانی قبیلے تک مشرق میں پھیلا ہُوا ہے۔ یہ فاصلہ تقریباً ڈیڑھ سو میل کا ہے۔ جنوب میں ایک پہاڑ سر توف تک ہے اور شمال میں افغانستان کی حدود تک پہنچ جاتا ہے۔

۵۵۔ گزشتہ کئی..... سال سے خان قلات کے افسروں نے کسی دوسرے قبیلے سے مشورہ کئے بغیر مزیرانی قوم کو یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ درہ بولان سے گزرنے والے قافلوں کی حفاظت کریں۔ کرُد اور کاکڑ قبیلے اس سے بہت برہم ہوئے۔ مرلیوں کے ساتھ ان کی دشمنی پرانی ہے۔ جس کی تفصیل میں جانے کی یہاں ضرورت نہیں۔ مزیرانی مرلیوں کی ایک شاخ ہے لہٰذا جب کبھی بھی انہیں موقع ملتا ہے یہ قافلوں کو لوٹ لیتے ہیں۔

۵۶۔ مرلیوں کا قبیلہ بھی اس انتظام سے خوش نہیں ہے۔ اس لئے کہ صرف مزیرانیوں کو یہ کام سپرد کرنا اور باقی قبیلوں کو نظر انداز کر دینا مرلیوں کی قوت کو کمزور کر دیتا ہے۔ لہٰذا مزیرانیوں کو اپنے قبیلے میں واپس لانے کے لئے ان پر کئی دفعہ حملہ بھی ہو چکا ہے۔ ایسے ہی حملے میں مزیرانی سردار کا بیٹا اور ایک دوسرا نامور آدمی مارا جا چکا ہے۔ مختصر یہ کہ درہ بولان کا یہ انتظام شر و فساد کی جڑ نکلا۔ جس سے کرُدمری اور کاکڑ خان سے بدظن ہو گئے ہیں۔

۵۷۔ حالیہ واقعات سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہو گئی کہ سیاسی اعتبار سے پنجاب اور قلات کے عوام کس طرح آپس میں منسلک ہیں۔

۵۸۔ مرلیوں کا جغرافیائی محل وقوع ایسا ہے کہ قلات اور درہ بولان کو پنجاب

Marfat.com

سے ملتا ہے اور ہرنڈ کے قریب خود مرلوں کا علاقہ پنجاب سے ملتا ہے۔

۵۹۔ مزاری قبیلہ جو پنجاب کی سرحد پر رہتا ہے۔ اس کی مرلوں اور درہ بولان کے کردوں سے رشتہ داریاں ہیں۔

۶۰ میری رائے میں برطانوی سرحد کے اس حصے میں نظم و نسق قائم رکھنے کے لئے ان قبیلوں میں کوئی تفریق نہیں رکھنی چاہیئے۔ حقیقت میں وہ ایک قوم ہیں جو ایک ہی علاقے میں رہتے ہیں اور اگر ہماری موجودہ پالیسی نہ ہوتی تو ان میں آزادانہ رابطہ قائم رہتا اور اس سے یہ فائدہ ہوتا کہ قندھار پنجاب کی سرحد تک آ جاتا۔

۶۱۔ حکومت ہند کے ریزولیوشن ۲۲۴۸ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۷۱ء جہاں تک مرلوں کا تعلق ہے۔ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ جیکب آباد کے ماتحت ہے۔

۶۲۔ اسی ریزولیوشن کے تحت اس قبیلے (مرلوں) کے سرداروں کو تئیس ہزار روپے خان کے نام سے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ ہر سال دیتے ہیں۔

۶۳۔ اس قبیلے اور اس کے سرداروں سے جو میرے ذاتی تعلقات ہیں۔ اس کی بناء پر میں یہ کہنے کی جرأت کروں گا کہ یہ نہایت عمدہ موقع ہے کہ اس رقم سے اس پورے قبیلے کو مستقل طور سے آباد کر دیا جائے اور اس کے سرداروں کو اپنی طرف ملا لیا جائے تاکہ وہ ہمارے مفاد میں کام کریں۔ اس سے پنجاب کو بہت فائدہ پہنچے گا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ پنجاب اور قندھار کے درمیان رابطہ قائم کرنے میں بڑی آسانی ہو جائے گی۔

۶۴۔ اگر یہ تجویز ہے جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ اس قبیلے کی ایک یا دو شاخوں کو بولان جیکب آباد راستے کے تحفظ کے لئے ملازم رکھ لیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ اس سے بڑے سرداروں میں رشک و حسد اور جلن پیدا ہو جائے گی۔

Marfat.com

۶۵۔ اس قبیلے کے لوگ بہت غریب ہیں۔ ان کا ذریعہ معاش لُوٹ مار اور چوری ہے۔ انہیں باقاعدہ ملازمت دینے میں خاص احتیاط کی ضرورت ہے اور اس کے فوائد اور نقصان پر اچھی طرح غور کر لینا چاہیئے۔

۶۶۔ ہم ان کی لُوٹ مار کی عادتوں کو ایک دن میں نہیں چھڑا سکتے مگر رفتہ رفتہ یہ ہو سکتا ہے۔ ان کی زمینیں بہت زرخیز ہیں۔ اگر ان کو کاشتکاری پر لگا دیا جائے تو سارے قبیلے میں خوش حالی آ جائے گی۔ لہٰذا کوشش ایسی ہونی چاہیئے جس سے یہ صحیح راستے پر لگ جائیں نہ کہ ایسی کہ جس سے سردار صاحبان خواہ مخواہ ناراض ہو جائیں۔ گڑبڑ پھیلے اور سارا منصوبہ ناکام ہو جائے۔

۶۷۔ گزشتہ بغاوتوں میں جوان کا کردار رہا ہے اس کی وجہ سے اس قبیلے سے سرِدست میرے تعلقات منقطع ہو گئے ہیں مگر یہ ایک اچھا موقع پورے مری قبیلے کے معاملات کو طے کرنے کا ہاتھ لگا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے بجائے اس کے کہ قبیلے کی ایک یا دو شاخوں کو کچھ فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ اس سے ان کی لوٹ مار کی عادت تو نہیں چھوٹے گی۔ یہ عادتیں رفتہ رفتہ اسی وقت چھوٹیں گی جب کہ پورے مری قبیلے کے مفاد کو مدنظر رکھا جائے۔

۶۸۔ میرے خیال سے یہ کام خان قلات کی طرف سے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیر کو کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ معاہدے کے مطابق خان قلات نہ صرف درہ بولان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں بلکہ سندھ اور پنجاب کی سرحدوں کا تحفظ بھی ان کی ذمہ داری ہے۔

۶۹۔ میرا ارادہ تھا کہ کانفرنس میں کمشنر سندھ سے اس کا ذکر کروں۔ یہ تو معلوم ہی ہے کہ میں سیکرٹری محکمہ خارجہ کے حکم سے اس کانفرنس میں شرکت کے لئے آیا تھا۔ اس میں شرکت کا حکم مجھے تار کے ذریعے ملا تھا۔ یہ تار ایک خط کے

Marfat.com

ساتھ میں نے کمشنر سندھ کو . . . . جیکب آباد میں دیا۔ ان کا جواب یہ تھا کہ انہوں نے اس کے بارے میں حکومت بمبئی کو لکھا ہے۔

۷۰۔ اسی دوران ایک دوسرا تار حکومت ہند کا آیا۔ یہ تار بھی میں نے کمشنر سندھ کو دے دیا۔ اس کے جواب میں انہوں نے ۱۸ر جنوری کو ایک خط کے ذریعے قلات کی صورت حال پر ایک رپورٹ مانگی مگر کانفرنس پھر بھی نہیں ہوئی۔

۷۱۔ میں نے رپورٹ لکھنی شروع ہی کی تھی کہ کرنل فیری کا خط ملا۔ اس سے پتہ چلا کہ سر ولیم میری ویدر یہ چاہتے ہیں کہ مستقبل میں میں صرف مری اور بگٹی قبیلے کے معاملات سے تعلق رکھوں۔ قلات کے اور معاملات سے مجھے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیئے۔

۷۲۔ لہٰذا ہم نے رپورٹ لکھنے اور اس کے بھیجنے میں جلدی نہیں کی۔ خصوصاً جب کہ کرنل فیری نے ۲۴ر جنوری کو یہ حکم صادر کیا کہ . . . . سوائے مری اور بگٹیوں کے معاملے کے کسی اور واقعہ سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیئے۔ کانفرنس بھی ملتوی رہی۔ اب جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ میرے جیکب آباد آنے کا مقصد کیا ہے اور ہمارے فرائض کیا ہیں۔ اس وقت تک میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے ایک تفصیلی رپورٹ لکھنے کے لئے معاملات کا ہر پہلو سے جائزہ لینا ضروری ہے۔

۷۳۔ میں نے جب اس معاملے کو کہ میرے فرائض کی حدود کیا ہیں۔ حکومت ہند سے رجوع کرنے کو کہا تو کرنل فیری اور مجھ میں پورا اتفاق تھا۔ اب کمشنر سندھ نے اس بارے میں حکومت بمبئی کو لکھا ہے۔

۷۴۔ سیکرٹری محکمہ خارجہ کا گزشتہ اتوار کی شام کو ایک تار ملا۔ جس میں قلات کی موجودہ صورت حال پر میری رائے مانگی گئی ہے۔ یہ رپورٹ اس حکم کی تعمیل ہے اور کمشنر سندھ کے ۱۸ر جنوری ۱۸۷۲ء کے خط کا جواب بھی۔

Marfat.com

۵۔ تار میں مجھے تین دن میں رپورٹ بھیجنے کو کہا گیا تھا۔ آج تیسرا دن ہے وقت نہیں ملا کہ اس کی ایک نقل رکھ لی جائے۔ لہٰذا کمشنر سندھ سے گزارش ہے کہ اس کی ایک کاپی ریکارڈ کے لئے مجھے دی جائے۔

ضمیمہ

معاملات قلات پر کیپٹن سنڈیمن کی رپورٹ

مورخہ ۴ مارچ بنام کمشنر سندھ، حسب حکم بذریعہ تار

مورخہ ۴ مارچ ۱۸۷۲ء از سیکرٹری محکمہ خارجہ

۱۔ کیپٹن سنڈیمن کا خط نمبر ۲۲۹ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۷۲ء بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

۲ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کرنل فیری کی ڈائری ۲۸ فروری تا ۲۰ مارچ۔ وہ تاریخ جس دن وہ انگلستان چلے گئے۔

۳ ڈیرہ غازی خان اور اپر سندھ کی سرحدوں پر رہنے والے قبیلوں کی جائے رہائش کا نقشہ۔

۴ ڈیرہ غازی خان اور قندھار کے درمیان قافلوں کے پرانے راستوں کی تفصیل۔

۵ ترجمہ اس عرضی کا جو مولا محمد ریئسانی نے ۱ مارچ ۱۸۷۲ء کو کمشنر سندھ کو بھیجی اور اس عرضی کی ایک نقل۔

۶ اور مندرجہ ذیل سرداروں کی عرضیوں کے تراجم

سردار دوست محمد خان ولد سردار جہانگیر خان لہڑی مرحوم

سردار اللہ دینا کرد، سید خان محمد شہی۔ جندہ خان

سرہن رشید خان ولد ہاشم خان اور ان کے ساتھ دوسرے آٹھ سردار

شہدی خان بنگلزئی۔

Marfat.com

کرنل فیری کی ڈائری

از ۲۸ فروری تا ۲۰ مارچ ۱۸۷۲ء

۲۸ فروری۔ میجر ہیریسن نے کمشنر کو خط نمبر ۴۹۶ میں یہ اطلاع دی ہے کہ سراوان کے چند سرداروں کو مصالحت کے لئے بلایا گیا ہے مگر اس قسم کا دعوت نامہ نہ تو سردار نورالدین کو اور نہ ہی علی خان جاموٹ کو بھیجا گیا۔ کمشنر نے جواب نمبر ۹۰ میں یہ خواہش ظاہر کی کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اس خط کی ایک نقل ہز ہائی نس کو بھیج دی گئی اور ان سے استدعا کی گئی کہ اگر ان سرداروں کو نہیں بلایا گیا ہے تو اب بلایا جائے۔ اور میجر ہیریسن کو چاہیئے کہ شاہ غازی کو دعوت نامہ بھیجنے کے لئے کہیں۔

میجر ہیریسن نے یہ جواب دیا کہ وہ ہمارے ۲۴ جنوری کے خط کی نقل جھالاوان کے سردار کو بھیجنے ہی والا تھا کہ اس نے یہ سمجھا کہ ایسا کرنا کمشنر کے خط نمبر ۹۰ کے خلاف ہوگا۔

یکم مارچ شاہ غازی مندرجہ ذیل لوگوں کے ساتھ آج جیکب آباد پہنچے۔

شو نھر خان، کماندار فوج

پانچ دلیسی افسران

ایک بلوچ سردار نگسو، ایک دس سال کا لڑکا

ایک سردار رند بلوچ کا لڑکا عمر سات سال

ایک بلوچ ہڈبن۔ مغیرا

۹۰ بلوچ لیویز

۲۰ شتر سوار

۲۰۹ گھوڑ سوار

Marfat.com

۷۶ پیدل فوج

۲۹۷ روپے چار آنے

خان کے آدمیوں کے ساتھ کوئی بھی بروہی سردار نہیں تھا۔

۲ / مارچ سردار نورالدین کو دعوت نہ دینے کے بارے میں پھر کمشنر کو لکھا۔ کمشنر نے جواب نمبر ۲۰۸ میں یہ لکھا کہ جھالاوان کے سرداروں کو یہاں آنے کی اسی طرح اجازت ہے جس طرح کے سراوان کے سرداروں کو۔ اور نورالدین کو یہ کہہ دیں کہ تصفیہ کے فیصلہ کو قبول کرنے کے بعد اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔ کمشنر کے ساتھ شاہ غازی سے ملا میجر پریلسن کو احکامات جاری کر دیئے۔

۴ / مارچ سردار اپنے ساتھیوں کے ساتھ آج یہاں پہنچے۔

۱- سردار مولا محمد رئیسانی اور اس کے دو بیٹے اور دوسرے رشتہ دار۔

۲- سردار شادی خان بنگلزئی

۳- سردار جندہ خان شاہوانی (سردار عبدالقادر کی جگہ)

۴- سردار سید محمد خان اور اس کے بیٹے

۵- سردار اللہ دینا کرد اور اس کے پانچ بیٹے

۶- سردار دوست محمد لہڑی ولد جہانگیر خان لہڑی اور سمندر خان جو ۱۴ سال کا ایک نوجوان ہے۔

اور ان کے علاوہ تقریباً آٹھ سو دوسرے لوگ۔ دو سو پچاس روپے روزانہ ان سب کے کھانے کا خرچ مقرر کیا گیا۔ سرداروں کو کمشنر کے پاس سلام کے لئے لے گیا۔

۰ / مارچ کی دوپہر کو میں نے کمشنر سندھ کے دربار میں شرکت کی۔ یہ دربار سرداروں کی شکایات سننے کے لئے لگایا گیا تھا۔ مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت کی۔

Marfat.com

سر ولیم میری ویدر، کمشنر سندھ

کرنل فیری پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیر

میجر ہیریسن پولیٹیکل ایجنٹ، قلات

مسٹر وائلی، اسسٹنٹ کمشنر

شاہ غازی ولی محمد معہ فوج کے کمانداروں کے ساتھ

دربار کی کارروائی سر ولیم میری ویدر کی ایک تقریر سے شروع ہوئی۔ جس کے مخاطب سردار صاحبان تھے۔

سب سے پہلے سردار مولا محمد رئیسانی کو بلایا گیا اور ان سے کہا گیا کہ وہ اپنے موروثی حقوق اور جائیداد جو وہ سمجھتے ہیں کہ ضبط ہو گئی ہے کے بارے میں بتائیں۔

انہوں نے کہا:۔

میرے حقوق یہ ہیں۔

۱۔ زمین اور پانی کے وہ پرانے اور نئے حقوق جو سند کے مطابق ۱۸۶۵ء سے موجودہ خان کے دوبارہ تخت نشین ہونے کے بعد سے چلے آرہے ہیں۔

۲۔ سالانہ وظیفہ ایک ہزار روپے بحیثیت سہراوان کے سردار کے۔

۳ ریاست کے کسی کام پر اگر تعینات کیا جاؤں تو میں مندرجہ ذیل چیزوں کا مستحق ہوں گا۔ ایک روپیہ روز، چار سیر چاول، ایک سیر گیہوں، ایک سیر گھی، چنا بیس خسار۔ یہ میرا ذاتی بھتہ تھا۔ بیٹے بھائیوں وغیرہ کے لئے علیحدہ۔

۴۔ عزت بحیثیت سہراوان کے سردار کے امن و جنگ میں خان کا مشیر ہوتا اس کے علاوہ خلعت بھی ملتا تھا۔

Marfat.com

۵۔ درہ بولان کے شہرِ ڈھاڈر سے جو خراج وصول ہوتا ہے اس میں ہمارا حصہ۔

۶۔ بحیثیت سردار سراوان کے سالانہ دس "خورواز" گیہوں ڈھاڈر میں ملتا تھا۔

کرنل فیری نے دوران گفتگو یہ کہا کہ یہ سردار نے اپنے ذاتی حقوق کا ذکر کیا ہے اپنے قبیلے کے حقوق کا انہوں نے کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ اس کو بھی تحریر میں لانے کی ضرورت ہے اس نے کہا کہ اگر قبیلوں کے حقوق کا ذکر چھڑ جائے تو اس میں بہت وقت لگے گا۔ مگر مجھے ان وجوہات کو تحریر میں لانے پر کوئی عذر نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے سردار صاحبان نے خان کے خلاف بغاوت کی۔ دوسرا یہ کہ ان کی شہادت اور سند کی بنا پر یہ جاننا چاہوں گا کہ جن حقوق کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کی حقیقت کیا ہے۔

دوسرے سرداروں کی طرح سردار نورالدین مینگل کو کیوں نہیں اس کانفرنس میں دعوت دی گئی۔

مولا محمد نے بتایا کہ انہوں نے محمد خان کے پاس کرنل فیری کے خط کی نقل دو سواروں کو دے کر بھیجا۔ مگر علاقے میں بدامنی کی وجہ دیکھ کر دونوں سوار نال سے واپس آگئے۔ کمشنر نے کہا کہ اس موقعہ پر وہ سب سرداروں کے بیانات لیں گے۔ اور ان کے حقوق تحریر میں لائیں گے اور بعد میں دیکھیں گے کہ ان کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہے۔ کمشنر نے یہ بھی کہا کہ سردار نورالدین مینگل کو وہ خود دعوت نامہ بھیجیں گے۔

سردار شادی خان بنگلزئی کے بیانات۔

انہوں نے اپنے حقوق کے بارے میں یہ کہا کہ۔

۱ سند کے مطابق زمین اور پانی کے حقوق۔

۲ پانچ سو روپے سالانہ وظیفہ

۳ روزانہ گزارے کے لئے آٹھ آنے روز، دو سیر چاول، آدھ سیر گھی، چار خسار

گیہوں اور چار جو کے۔ یہ سب اس وقت واجب الادا ہیں۔ جب کسی سرکاری کام پر تعینات کیا جاؤں۔

۴۔ عزت۔ خلعت کا ملنا

۵۔ چار خہار گیہوں کچھی میں اور چار ہی خراسان ہیں۔

۶۔ دو گھوڑیاں جو خان ہی کے اصطبل میں رہیں گی۔

۷۔ پانی مارہ "بٹ" ڈھاڈر میں اور کچھی کے علاقے بتر میں زمینیں

۸۔ پانی کے آٹھ "بٹ" نوشہرہ میں

بنگلزئی قبیلوں کا کوئی ذکر نہیں آیا۔

شاہوانی قبیلے کی طرف سے جندو خان آئے۔ یہ مبارک خان شاہوانی کے بیٹے کے اتالیق ہیں۔ وہ لڑکا بھی سرداروں کے ساتھ آیا ہوا ہے۔ مبارک خان گزشتہ اکتوبر میں مستونگ کی لڑائی میں مارا گیا۔ شاہ غازی نے جندہ خان پر اعتراض کیا اور کہا کہ شاہوانی قبیلہ کا اصلی سردار عبدالقادر ہے اور یہ خان کا بہی خواہ ہے۔

مولا محمد نے جواباً یہ کہا کہ عبدالقادر ایک ضعیف العقل انسان ہے اور قبیلے نے مبارک خان کو سردار چن لیا ہے۔ مگر خان اسے سردار نہیں مانتے اور قبیلے میں بے چینی کی یہ ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ شاہ غازی نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کمشنر نے جندہ خان کو اپنے حقوق بیان کرنے کی اجازت دے دی۔

انہوں نے اپنے حقوق کے بارے میں یہ کہا۔

۱۔ سند کے مطابق زمینیں ملنی چاہیئں۔

۲۔ دو سال قبل باغ سوپار کے نائب نے ان کی بڑی بے عزتی کی اور یہ نائب شاہ غازی کا رشتہ دار ہے۔

۳ گزشتہ ستمبر میں جب خان مستونگ آئے تھے تو انہوں نے ہمارا گھوڑا لے لیا

Marfat.com

یہ گھوڑا ہمارا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں خان کے خلاف ہو گیا۔

۴۔ سنجر میں ہنگامے سے کچھ قبل جب خان مستونگ میں تھے تو انہوں نے مبارک خان کی مستونگ کی جائیداد ضبط کر لی تھی۔

اس کے بعد سردار سید خان محمد زئی بلائے گئے تو انہوں نے کہا۔

خان کی بڑی خدمت کی ہے اور گزشتہ تین سال تک ان کا میرے ساتھ بہت اچھا برتاؤ رہا۔

مگر جب خان ستمبر میں مستونگ آئے تو انہوں نے شاہ غازی سے شکایت کی کہ ان کا لوسن کا کھیت کسی نے کاٹ لیا ہے۔

شاہ غازی نے بعد میں بتایا کہ جب انہوں نے خان کو بتایا تو وہ خاموش رہے۔

اس آخری نکتے سے شاہ غازی نے انکار کیا اور اسے بہت غصہ آیا اور بحث مباحثہ چھڑ گیا۔

اس سردار نے پھر کہا کہ سند کے مطابق ~~مجھے~~ پیر میں زمین ملنی چاہیئے۔ اس کے علاوہ بارہ "بٹ" پانی زندالی دیہہ ڈھاڈر میں اور سالانہ پانچ سو روپے۔

ذاتی طور پر روزانہ جب کسی ڈیوٹی پر ہوں تو آٹھ آنے روز، دو سیر چاول، آدھ سیر گھی، چار خسار گیہوں اور چار ہی جو۔ اس کے علاوہ خلعت اور چار خوردار جو کچھی ہیں۔

اس نے یہ بھی کہا کہ ابھی حال ہی میں خان نے لال خان محمد شہی سے ایک ہزار روپے لے لئے اور اللہ دینا محمد شہی سے چار سو روپے نقد اور وہ زمینیں جو اسے سند کے ذریعہ ملی تھیں وہ ضبط کر لی گئیں۔ اور مستونگ میں ہماری کاریز تھی وہ خان نے لے لی۔ اور محمد قاسم محمد شہی سے اس کا پانی کا حصہ اور مستونگ کا باغ بھی لے لیا۔

پھر سردار اللہ دینا کرد آئے انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ:۔

۱۔ سند کے مطابق زمین اور پانی کا حق۔

Marfat.com

۲۔ ڈھاڈر میں بارہ "بٹ" پانی

۳۔ سند کے مطابق درہ بولان سے جو راہداری کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس میں ان کا حصہ۔

۴۔ ڈھاڈر اور فہسور کے بیچ میں نوشہرہ گاؤں میں ان کا حق جہاں انہوں نے پانی خریدا ہے۔

۵۔ سالانہ پانچ سو روپے

۶۔ ذاتی روزینہ جب کسی ڈیوٹی پر ہوں تو آٹھ آنے روز، دو سیر چاول، آدھ سیر گھی اور گیہوں۔

۷۔ کچھی اور خراسان میں سالانہ چار خسار گیہوں اور چار جَو کے۔ اور چار خوروار چنا

سردار دوست محمد عمر ۱۴ سال ولد سردار جہانگیر لہڑی جو اکتوبر میں مستونگ میں مارا گیا۔ اس کی طرف سے اس کے چچا سمندر خان نے اس کے یہ حقوق بتائے۔

۱۔ مواضع شہداد، دیہہ اور پلاکنڈہ میں پیداوار میں نصف حصہ۔ اور قبیلہ کا وہ حصہ جو اس کے باپ کو ملتا تھا اور اس گاؤں میں بیگاری نہیں لی جاتی تھی۔ بیگاری یعنی بغیر معاوضے کے مزدوری۔

۲۔ قلات کے قریب اسماعیل خان میں حسن خان نے اسے انعام دیا تھا جو خان نے چھین لیا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ بسّر کی زمین پر بھی اس کا حق ہے۔

۳۔ سند کے مطابق ڈھاڈر میں بارہ "بٹ" پانی اور سالانہ پانچ سو روپے وظیفہ۔

۴۔ روزانہ گزارے کے لئے آٹھ آنے روز، دو سیر چاول، آدھ سیر گھی، چار خسار گیہوں اور چار ہی جَو۔

لہڑی قبیلے کی کیا شکایتیں ہیں۔ اس کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔ سب سے سندیں مانگی گئیں۔

سراوان کے سرداروں کا بیان یہاں ختم ہوا۔

Marfat.com

اس کے بعد فتح خان بلنگل شرزئی نے بیان دیا۔ اس نے کہا کہ۔

چار سال قبل خان نے کانک میں اس کی زمین ضبط کر لی۔ اور کاہی دیہ
میں پانی کے حقوق لے لئے گئے اور زقلات میں اس کی مال گزار زمین بھی ضبط کر لی گئی۔ اور
نورالدین کے ساتھ جو اس کی زمین چھتر اور لولاجی میں تھی وہ بھی لے لی۔

اس کے بعد ایک بلوچ نبی بخش کو یاہ قبیلہ کا اپنے قبیلے کے دو آدمیوں ہزار خان اور
حیات خان جنہیں خان نے چار سو روپے ڈھاڈر میں جرمانہ کیا تھا کی طرف سے بولنے آیا۔ اس
نے کہا کہ یہ دونوں باغی اس لئے ہوئے کہ انہیں خان نے جرمانہ کیا تھا۔

ان کی شکایت نہیں سنی گئی لیکن پولیٹکل سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ شاید یہ انعام ہو۔
جو ان لوگوں کو نہ مل سکا۔

کمشنر نے کانفرنس کی روئیداد ختم کر دی اور کہا کہ کل وہ سردار مولا محمد اور
شاہ غازی سے ملیں گے۔ تاکہ مولا محمد کی شکایت کی تحقیق کی جائے۔ شاہ غازی نے معذرت
چاہی۔ لہٰذا طے پایا کہ ۸ مارچ کو دوپہر کے وقت سردار مولا محمد اور پولیٹکل سپرنٹنڈنٹ پھر
کانفرنس میں آئیں۔ میں اپنے کیمپ واپس آ گیا۔ چار بجے شام کو میں نے سب کو بلایا اور
کہا کہ وہ تمام شہادتیں اچھی طرح سے تیار کر کے رکھیں۔

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سردار صاحبان اپنے بیانات صاف طور پر دیتے ہیں
اور لگی پٹی بات نہیں کرتے۔ سردار محمد نے کمشنر کے خطبے کے جواب میں دربار میں یہ کہا کہ
حکومت برطانیہ کا ان کے متعلق جو فیصلہ ہوگا۔ وہ اسے بخوشی قبول کر لیں گے۔

۸ تاریخ ماہ ہذا کو میں نے تحقیقات میں پھر شرکت کی۔ اس میں سردار تاج محمد کی صاحبزادی
کی خان سے شادی کا ذکر اور اس کے نتائج بار بار بیان کئے گئے۔ اس سلسلہ میں اس تقریب کے
وہ کوائف جو جنرل جیکب نے مسٹر فریئر کو بتائے تھے۔ وہ بتانا چاہتا ہوں۔

Marfat.com

نمبر ۱۲۶ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۸۵۸

از میجر جنرل جیکب

بنام ایچ۔ بی۔ ای۔ فریئر کمشنر سندھ

میجر گرین نے خبر دی ہے کہ ہز ہائی نس خان قلات کی شادی جھالاوان کے سردار تاج محمد کی صاحبزادی سے ہو گئی اور ایسے موقعوں پر جو رسم و رواج ہیں ان کا پورا پورا خیال رکھا گیا۔

۲۔ گنداوہ میں ایک بہت بڑا دربار ۱۳ ماہ ہذا کو لگا۔ بلوچستان کے تمام سردار معہ مولا محمد (جو کچھ دن پہلے کھنچا کھنچا رہتا تھا) اور تاج محمد کے موجود تھے۔

۳۔ سبھی نے ہز ہائی نس خان قلات سے اپنی ماتحتی اور وفاداری کا اعلان کیا اور بلوچستان کے دو بڑے اور جدید جھالاوان اور سراوان کے سرداروں نے جاگیرداری نظام کے نمائندے کی حیثیت سے یہ گزارش کی کہ ہم لوگوں نے اپنی وفاداری کے بارے میں جو کچھ کہا ہے۔ اسے دستاویزی شکل دی جائے لہٰذا ان کی وفاداری کی حلف برداری تحریر میں لائی گئی جس کی ایک نقل رقعہ ہذا کے ساتھ بھیج رہا ہوں

۴۔ ۱۴ تاریخ ماہ ہذا کی شام کو میجر گرین نے مجھے اس دستاویز کی ایک نقل بھیجی اور ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا کہ میں اس کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا۔ اس لئے کہ یہ سرداروں کا ایک وقتی جذبہ تھا مگر کچھ باخبر لوگ جن کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک بہت اہم دستاویز ہے۔ یہ لوگ جنھوں نے شاہی دربار میں انگریز افسر کے سامنے برسر عام اپنی وفاداری کا اعلان کیا ہے وہ کبھی زبان سے نہیں پھریں گے۔ جان کی بازی لگا دیں گے مگر منحرف نہیں ہوں گے

۵۔ یہ تو وقت ہی بتلائے گا کہ یہ کہاں تک صحیح ہے۔ خان کے سردار آپس میں مل بیٹھے ہیں اور ان میں بھائی چارہ قائم ہو گیا ہے۔ خان نے سب کی منظوری سے بلوچستان

Marfat.com

کے دوسرے بڑے گھرانے میں شادی کر لی ہے۔ گنگارام غدار سے ان کی جان چھوٹ گئی ہے۔ اچھے اور پرخلوص لوگ ان کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اور کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ ان کی مالی حالت بہتر ہو جائے۔ اب اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے ہز ہائینس کو منصفانہ اور حق کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہمت اور جوانمردانہ رویہ بھی چاہیئے۔ تب جا کر ہر موڑ پر حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں رہے گی۔

۶ مگر نہ ہی مجھے اور نہ میجر گرین کو یہ توقع ہے کہ خان اس قسم کی پالیسی اختیار کریں گے۔ اس جوان نے آج تک کبھی بلند حوصلگی، شرافت یا سخاوت اور جوانمردی کا اظہار نہیں کیا۔ اس کی فطرت میں ذلالت ہے۔

۷۔ اختیارات کے راستے میں جتنے روڑے تھے ہٹا دیئے گئے۔ اچھے اور وفادار وزراء مقرر کر دیئے گئے۔ مالی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ بڑے بڑے سرداروں میں ملاپ ہو گیا ہے اور وہ وفاداری کا اعلان کر چکے ہیں۔ اور شادی کے ذریعے معزز خاندانوں سے خان کی رشتہ داریاں قائم ہو گئی ہیں نواب میجر گرین کی خواہش ہے کہ خان اب ایک شہزادے کی طرح باوقار طریقے سے حکومت کریں مگر یہ خواہش اُن کی پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ اس لئے کہ خان بالکل بے حس اور بے حرکت ہیں اور ہاتھ پاؤں مارنے کے اہل نظر نہیں آتے لہٰذا ان کے جاگیردار سردار یہ کیفیت دیکھ کر ان سے نفرت کرنے لگے ہیں اور ہر معاملے میں میجر گرین سے مدد کی امید رکھتے ہیں۔

۸۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خان کا برتاؤ اپنے سرداروں کے ساتھ اچھا نہیں ہے۔ میجر گرین سے تخلیہ میں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب لُچّے بدمعاش ہیں۔ مگر وہ جو کچھ بھی ہوں خان ان کے بغیر حکومت بھی نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ جفاکش، بہادر، فعال اور جوانمرد اور خوددار ہیں۔ ان پر حکومت

Marfat.com

بھی ایسے ہی لوگ کر سکتے ہیں۔ نہ کہ ایک کمزور، چھوٹا اور بیوقوف لڑکا۔

۹۔ جب میجر گرین سرداروں کو خان کے سامنے ان کی بے وفائی پر تنبیہہ کرتے ہیں تو وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ انگریز آفیسر خان کے بارے میں کیا سوچتا ہوگا جو کرسی پر گم سم بیوقوفوں کی طرح بیٹھا ہُوا ہے۔

۱۰۔ سردار صاحبان جب کبھی ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ ان کے ساتھ اخلاق سے پیش آیا جائے۔ خان انہیں جھڑک دیتے ہیں اور جا اور بیجا مخالفت پر اتر آتے ہیں۔ ان کے اس رویہ سے میجر گرین کا کام بہت مشکل ہو گیا ہے۔

۱۱۔ اس وقت ان معززین سے مخالفت یا بغاوت کا کوئی خطرہ نہیں ہے جیسا کہ خان کے وزراٗ کہتے ہیں کہ گویا میجر گرین نے ان کے منہ میں لگام لگا دی ہے جس طرف وہ چاہیں انہیں موڑ دیں۔

۱۲۔ ہم لوگ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ یہ کام خان خود کریں۔ یہ سردار اگرچہ وحشی، آزاد منش اور غیور ہیں پھر بھی اپنائے جا سکتے ہیں ایک ذرا ہوشمندی اور ہمدردانہ رویہ کی ضرورت ہے۔ میجر گرین مثال کے طور پر ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ۱۳ ماہ ہذا کے دربار میں انہوں نے سردار مولا محمد کو بہت ڈانٹا اور یہ مولا محمد بہت ہی بدتمیز مگر بہادر سردار رہے۔ دربار کے بعد جب میجر گرین جانے لگے تو وہ آیا اور ان سے ہاتھ ملایا۔ اور اپنے قصور کا اعتراف کیا۔ یہ لوگ خود بہادر اور غیور ہیں وہ حکمران بھی اپنے ہی جیسا چاہتے ہیں۔

۱۳۔ گنگا رام جو پہلے وزیر تھا اس کے بارے میں میجر گرین لکھتے ہیں۔

محمد خان کل خان کا سالانہ وظیفہ لانے جائے گا۔ گنگا رام اس کے ساتھ جائے گا۔ اس بدمعاش نے ان چند دنوں میں جوئیں نے ٹھہرنے کی اجازت دی

Marfat.com

تھی بہت نقصان پہنچایا۔ پہلے اس کے نکالے جانے کا کچھ افسوس بھی تھا مگر اب بالکل نہیں ہے۔ یہ ہماری کمزوری تھی کہ اس پر مجھے رحم آگیا اور اسے ایک ہفتہ ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔

۱۴۔ گامن خان کی غیر حاضری میں مرلیوں نے پھر لوٹ مار شروع کر دی۔ اب گامن خان اپنے قبیلے میں واپس چلا گیا۔

۱۵۔ حکومت قندھار کے تین افسر مالیہ وصول کرنے گنداوہ آئے۔

۱۶۔ یہ پارٹی جو قندھار سے آئی ہے بہت چھوٹی ہے۔ ان کے افسر کو شک ہے کہ یہ چھوٹی سی پارٹی شاید کرزی قبیلے سے مالیہ وصول نہ کر سکے۔ لہٰذا اس نے خان قلات سے مدد مانگی ہے مگر میں نے یہ رائے دی کہ اس معاملے میں حکومت قلات کو مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔ لہٰذا ان کی کوئی مدد نہیں کی گئی۔ یہ سن کر قندھار کے افسران بہت مایوس ہوئے۔

حکومت بمبئی کا خط ۲۷۸۰ مورخہ ۱۰ مئی ۱۸۵۸ء

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اوپر کی کارروائیوں کی تصدیق کرتے ہیں۔

اس خط میں جنرل جیکب صاف صاف کہتے ہیں کہ خان بغیر سرداروں کے تعاون کے حکومت نہیں کر سکتے۔ ایک مہینے کے بعد انہوں نے خان کو ایک خط لکھا کہ یہ سردار صاحبان آپ کے ملک کی اصلی قوت ہیں۔

ریاست قلات میں حکومت کی نوعیت ہمیشہ یہی رہی ہے اور جب ہم لوگوں سے پہلا رابطہ قائم ہوا تو اس وقت بھی یہی صورت حال تھی۔ جنرل جیکب نے اپنی تحریروں میں ہر جگہ یہی لکھا ہے۔

Marfat.com

۸ مارچ کی کارروائی

حاضرین میں وہی افسران تھے جو پہلے روز تھے

شاہ غازی موجود نہیں تھے اور سوائے مولا محمد کے کوئی سردار بھی نہیں تھا۔ مولا محمد کے ساتھ اس کے ایک یا دو ساتھی تھے۔ جب مولا محمد کی شکایت پر غور و خوض اور جرح شروع ہوئی تو یار محمد ولد اللہ دینا کرد اور دو دوسرے بااثر حضرات بھی تشریف لائے۔ مگر کمشنر نے انہیں شرکت کی اجازت نہیں دی۔ مولا محمد کی کل کی شکایات کے بارے میں کمشنر نے کہا کہ وہ نصیر خان کے دور میں کیوں جانا چاہتے ہیں۔ اس پرانے دور میں لوٹنے میں بڑی دشواریاں ہیں۔ اس وقت یکے بعد دیگرے دو نصیر خان گزرے ہیں تو بعد کے نصیر خان کے دور کو بنیاد کیوں نہ بنایا جائے۔ خصوصاً جب کہ بعد کے نصیر خان موجودہ حکمران سے بالکل پہلے گزرے ہیں یعنی موجودہ خان نصیر خان کے فوراً بعد خان ہوئے ہیں اور نصیر خان کے زمانے میں بھی تو آپ کے حقوق ہوں گے۔ سردار نے یہ جواب دیا کہ اس وقت وہ چھوٹے تھے۔ اور ان کے حقوق ان کے سرپرست محمد خان شاہوانی نے حاصل کئے تھے اور ہماری سندیں پرانے نصیر خان کے زمانے سے چلی آ رہی ہیں۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے یہ رائے ظاہر کی کہ سردار کو ان سرداروں کی طرف سے بولنے کا حق نہیں ہے جو یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ بہرحال سردار مولا محمد اس بات پر راضی ہو گئے۔ عام طور سے ۱۸۱۷ء میں جب بعد کے نصیر خان تخت پر بیٹھے تو اس وقت کو ہمارے حقوق کی جانچ پڑتال کے لئے بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔

تب کمشنر نے ان سے مندرجہ ذیل سوالات کئے۔

سوال ۱۔ جب چھوٹے نصیر خان تخت پر بیٹھے تو آپ کے جو حقوق تھے۔ آپ ان سے مطمئن تھے۔ اب اگر آپ کو وہی حقوق مل جائیں تو کیا یہ کافی نہیں ہونگے؟

Marfat.com

جواب۔ جو سند میرے پاس ہے اگر اس کے مطابق میرے حقوق مل جائیں تو مجھے کوئی شکایت نہیں ہو گی مگر ان سے دستبردار نہیں ہوں گا جو مجھے سند کے ذریعے موجودہ حکمران خداداد خان سے بھی اس کے بعد ملے ہیں۔

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں اشارہ راہداری کے حصے کی طرف ہے۔ موجودہ معاہدہ (ٹریٹی) جو حکومت برطانیہ سے ہوا تو خان نے راہداری سے حصہ دینا بند کر دیا اور اس نقصان کی تلافی خان نے اس پچاس ہزار روپے سے جو حکومت برطانیہ خان کو بطور عطیہ سالانہ دیتی ہے نہیں کی اسی طرح اور دوسری سالانہ آمدن جو سرداروں کو خان سے حاصل ہوتی تھی اس معاہدے کی وجہ سے بند ہو گئی۔ اس مسئلے پر بعد میں غور کیا جائے گا۔ موجودہ خان نے سردار کو جو نئی جاگیریں دیں۔ وہ اس لئے دیں کہ اول تو ان کو تخت پر بٹھانے کے صلے میں اور دوسرا بہت سی ایسی زمینوں کے بدلے میں دیں جو بالکل بنجر تھیں۔ اب چھوٹے نصیر خان کے شروع کے دور کو مدنظر رکھتے ہوئے سوال کیا گیا۔

سوال۔ آپ کے پاس ان حقوق میں سے ابھی کیا ہیں؟

جواب۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ گزشتہ سات سال سے خان سب کچھ لے لیتے ہیں۔ ۱۸۶۸ء میں گیہوں کی ایک فصل مجھے خراسان میں ملتی تھی۔ اب ان زمینوں میں سے رئیسانی قبیلے کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

سوال آپ سے یہ زمینیں کیوں لے لی گئیں اور خان نے اپنے پاس کیوں رکھ لیں؟

جواب۔ چونکہ میں نے خان سے یہ کہا کہ مجھے سراوان کا سردار مانا جائے اور میرے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے جو ہمارے آباؤ اجداد کے ساتھ کیا جاتا تھا اور ہمارے مشوروں پر بھی آپ غور کریں۔ پہلے پہل اس بات پر اختلاف پیدا ہوا کہ خان کی

تاج محمد کی لڑکی سے منگنی کے باوجود وہ تاج محمد کی بہن سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ خان نے اس معاملے میں میرا مشورہ نہیں مانا اور بہت برہم ہوئے اور کہا کہ میرا جو جی چاہے گا کروں گا۔ یہی وجہ تھی کہ شیر دل نے خان پر حملہ کیا اور انہیں زخمی کر دیا۔ یہ واقعہ مارچ ۱۸۶۳ء کا ہے۔ ان کو دوبارہ تخت پر بٹھانے کے بعد سے ہمدی اور شاہ غازی میں اَن بَن ہو گئی۔ خان کے ساتھ دو سال تک ہمارے تعلقات بہت اچھے رہے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب خان زخمی ہوئے اور تاج محمد قید میں تھے۔ اس کے بعد جھگڑے شروع ہو گئے اور بعد ازاں ۱۸۶۵ء میں تاج محمد کو بھاگ میں گرفتار کیا۔ اس کے بعد میں قندھار بھاگ گیا۔ اور خان نے ہماری ذاتی ملکیت جو چھ سو اونٹ، سو گھوڑیاں اور سو مویشی تھی ضبط کر لی۔ انہوں نے ہمارے بھائی حبیب خان کو بھی قید کر دیا۔ میرے قندھار جانے کی وجہ خان کا صرف وہ رویہ تھا جو انہوں نے تاج محمد کی بہن اور لڑکی کے بارے میں اختیار کیا۔ مجھ میں اور تاج محمد میں ایکائی تھی اس لئے میں اپنی جان بچانے کے لئے قندھار بھاگ گیا۔ ہم دونوں نے ان کے خلاف کوئی سازش نہیں کی تھی۔

سوال۔ کیا آپ کے علم میں کوئی ایسی بات ہے جس سے ... پتہ چلے کہ تاج محمد خان کے خلاف کچھ کرنا چاہتا تھا؟

جواب نہیں۔

سوال آپ نے جانے کی جو وجہ بتائی ہے کیا اس کے علاوہ بھی کوئی وجہ تھی؟

جواب۔ کوئی اور وجہ نہیں تھی۔ تاج محمد کی گرفتاری سے قبل میں مٹھڑی گیا ہوا تھا۔ اور جب فوج میرے پیچھے بھیجی گئی تو میں بھاگ گیا (یہ ۱۸۶۵ - ۱۸۶۶ کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرا اشارہ ۱۸۶۹ کے واقعہ کی طرف ہے جبکہ سردار کیپٹن ہیریسن کے ساتھ قلات گئے)

Marfat.com

سوال۔ جب آپ قندھار سے واپس آئے تو باوجود اس کے کہ انگریز افسران آپ کی سفارش کرنے کو تیار تھے۔ آپ نے خان کی شرائط کو کیوں منظور نہیں کیا۔

جواب۔ میں اس وقت جو کچھ کہنا چاہتا ہوں نہیں کہہ پا رہا۔ للہذا میں ایک عرضی کی شکل میں آپ کو لکھ کر پیش کروں گا۔

سوال۔ سردار سے یہ کہا گیا کہ اس وقت ان کو ان سوالوں کا جواب دینا ہو گا۔ بعد میں لکھ کر وہ جو کچھ دینا چاہتے ہیں دے سکتے ہیں۔

جواب۔ میں نے خان کی شرائط کو اس وقت اس لئے قبول نہیں کیا کہ وہ مجھے وہ زمینیں دے رہے تھے جو پہلے سے میری تھیں۔ ہماری جائداد اور زمینیں جو ضبط کی تھیں۔ اس کے تین سال کا نقصان کا معاوضہ وہ دینے کو تیار نہیں تھے۔ حبیب خان جو کانک میں مارا گیا اس کے خون بہا کا بھی مطالبہ کیا گیا اور بحیثیت سرادان کے سردار کے میں نے تاج محمد جو قتل کیا گیا تھا۔ اس کے بھی خون بہا کا مطالبہ کیا۔ دوسرے سرداروں کے حقوق بھی مانگے۔ مگر خان نے ان تمام مطالبات کو رد کر دیا۔

سوال۔ کیا آپ نے خان کے سامنے ان کی شرائط کو منظور نہیں کیا تھا؟

جواب۔ میں نے کچھ منظور نہیں کیا اور کہا کہ میں.... دوسرے سرداروں سے مشورہ کروں گا۔ جب میں ان سرداروں سے ملا تو وہ خان کی شرائط ماننے پر راضی نہ ہوئے تب کیپٹن ہیریسن نے کہا کہ اگر وہ خاموشی سے اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں تو وہ تحریری ضمانت دینے کو تیار ہیں کہ انہیں تین مہینے کی مہلت دی جائے اس دوران وہ معاملات کو سلجھانے کی کوشش کریں گے۔ یہ واقعہ مئی ۱۸۶۹ء کے آخر کا ہے مگر اس دوران جام صاحب کا واقعہ پیش آگیا۔ جب یہ ہوا تو میں قندھار بھاگ گیا۔

Marfat.com

سوال۔ یہ جھگڑا کس نے شروع کیا؟

جواب۔ اس کی ابتدا خان نے جام کے خلاف فوج بھیج کر کی۔

(پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کا نوٹ۔ کمال خان کی جائیداد کے بارے میں کیپٹن ہیرسن کا خط بنام جام یہ لکھا کہ جام اپنے آدمی وہاں سے فوراً واپس بلا لیں۔ یہ خط مئی کے آخر کا ہے اور کمشنر نے اس کی منظوری ۳ جون ۱۸۶۹ء کو دی۔ جبکہ سردار صاحبان قلات سے چلے گئے تو پولیٹیکل ایجنٹ کی ضمانت کے باوجود پندرہ دن کے اندر ہی خان نے اپنے افسران بھیج کر گاؤں پر قبضہ کر لیا۔ بعد کے واقعات اس وجہ سے رونما ہوتے۔ اس لئے کہ سرداروں نے اس حرکت کو وعدہ خلافی سمجھا۔)

سردار سے پھر پوچھا گیا۔

سوال۔ موجودہ بغاوت کس طرح وجود میں آئی؟

جواب۔ میں قندھار میں تھا۔ بروہیوں نے مجھے لکھا کہ خان ہم لوگوں پر ظلم کر رہے ہیں میں یہ تمام باتیں لکھ کر دینا چاہتا ہوں لیکن مجھے اس وقت ساری باتیں یاد نہیں آ رہی ہیں۔

سردار جہانگیر خان لہڑی، مبارک خان شاہوانی، سید خان محمد شہی اور جند خان بنگلزئی نے لکھا کہ خان جب مستونگ آئے تو زمینیں ضبط کر لیں اور خان بذاتِ خود شاہوانی سردار عبدالقادر کے گھر اس لئے گئے کہ ایک شخص مبارک خان (حاصل خانزئی) جو خان کا آدمی تھا اسے عبدالقادر نے گرفتار کر لیا تھا۔ اور اسے زبردستی معافی دلوانا چاہتے تھے۔ مبارک خان کا قصور یہ تھا کہ چودہ سال پہلے اس نے عبدالقادر کی بیوی کے ساتھ زنا کیا تھا۔

مبارک خان شاہوانی (رانوت خانزئی) جو عبدالقادر کا رشتہ دار تھا اور جو مستونگ کی لڑائی میں مارا گیا اور اس کا تعلق اس مجرم مبارک خان سے کچھ

Marfat.com

نہیں تھا۔ اس نے اور دوسرے سرداروں نے خان کا وہاں جانا اور زنا کے مجرم کو چھڑانے کی کوشش کو بہت بُرا مانا اور انہوں نے اس حرکت کو اپنی بے عزتی سمجھا۔ اب تک کسی خان نے اس طرح ان کے پرانے قانون کی خلاف ورزی نہیں کی تھی۔ یہ تو سرداروں کا کہنا ہے مگر قبیلے والوں نے جو واقعہ بتایا وہ یہ ہے۔

شاہوانی قبیلے کا سردار عبدالقادر ایک ضعیف العقل انسان ہے اور مستونگ میں رہتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ خان کے انتقال سے کچھ پہلے مبارک خان حاصل خان زئی نے اس سردار کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ زانیہ فوراً قتل کر دی گئی مگر زانی برطانوی حدود میں بھاگ گیا اور اس کو کوئی سزا نہیں ملی۔ مگر خان نصیر خان نے اس کی جائیداد ضبط کر لی اور قانون کے مطابق قبیلے کو دے دی۔ جب موجودہ خان تخت نشین ہوئے تو زانی مبارک خان قلات آیا اور خان سے امان چاہی۔ خان نے نہ صرف اسے قلات کے قریب "کولہو" میں رہنے کی اجازت دے دی بلکہ اس کی جائیداد کا کچھ حصہ بھی اسے دیا۔ اس وقت وہ خان کی پناہ میں مزے کر رہا تھا۔ جیسے کہ اس نے کوئی جرم کیا ہی نہیں۔ یہی نہیں بلکہ اس مجرم کے رشتہ داروں کی جاگیروں کی میعاد جب ختم ہوگئی تو خان نے اسے ضبط کر لیا۔ شاہوانی قبیلے نے خان اور ان کے شاہ غازی کے پاس اکثر گزارش کی کہ ایسے مجرم کو پناہ دے کر ہماری بڑی بے عزتی کی جا رہی ہے۔ اگر اسے ہمارے حوالے نہیں کر سکتے تو اسے برطانوی حدود میں شہر بدر کر دیں۔ خان نے ان کی کچھ نہ سنی۔ قبیلے کو اس رویے سے بہت صدمہ ہوا۔ ستمبر میں جب خان مستونگ آئے تو مبارک خان حاصل خان زئی نے خان کو بقول قبیلے کے اس معاملے کو طے کرنے کے لئے دو ہزار روپے دیئے۔ اس لالچ میں خان تمام اصولوں اور قانون کی پرواہ نہ کرتے ہوئے زانی مبارک کے ساتھ سردار

Marfat.com

عبدالقادر کے گھر گئے۔ اس کے گھر پہنچ کر ہز ہائی نس نے مبارک خان رامت خانزئی (جو بعد میں مستونگ میں مارا گیا) کو بلا بھیجا۔ اور اس کی موجودگی میں اس بیوقوف عبدالقادر کو کہا کہ اسے اس کے قصور کو معاف کرنا ہوگا۔ سردار کے رشتہ دار نے کہا کہ یہ ہمارے وقار کے خلاف ہے اور ہماری بے عزتی ہے اور یہ ہم پر ظلم ہے۔ خان نے ان کی ایک نہ سنی۔ اور کہا کہ اب تم اس معاملے کو ختم سمجھو اور اس کی جان بخشی ہوگئی۔ اب میں اس معاملے کے متعلق کچھ نہیں سننا چاہتا۔ عبدالقادر اور اس کے رشتہ دار مبارک خان نے ہز ہائی نس سے کہا کہ چونکہ آپ ہمارے غریب خانے تشریف لائے ہیں تو اخلاقاً آپ ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ خان نے معذرت چاہی اور کہا کہ اس مہمان نوازی کے بدلے انہیں اگر دو سو روپے دے دیئے جائیں تو وہ قبول کرلیں گے۔ عبدالقادر اور مبارک خان نے ڈر کے مارے انہیں روپے دے دیئے۔ اور شکایت کی کہ یہ آخری کڑی تھی کہ مبارک خان شاہوانی نے دوسرے سرداروں کے ساتھ مل کر بغاوت کردی۔

سوال۔ آپ کو کبھی "مواجب" ملا ہے؟

جواب میر نصیر خان کے زمانے میں مجھے کبھی آٹھ سو اور کبھی ایک ہزار روپے سالانہ ملا کرتے تھے۔ جب میں قندھار چلا گیا تو موجودہ خان نے ادائیگی بند کردی۔ میں نصیر خان کے زمانے میں بہت چھوٹا تھا۔ اس لئے میں ٹھیک سے نہیں بتا سکتا کہ مجھے روزینہ کتنا ملتا تھا۔ یہ روزینہ مجھے اس وقت ملتا تھا جب میں نصیر خان اور موجودہ خان کی خدمت میں سلام کرنے حاضر ہوتا تھا۔ یا جب کبھی کسی ڈیوٹی پر لگا دیا جاتا تھا۔ پہلے کسی خان کے پاس فوج نہیں ہوتی تھی۔ وہ سرداروں اور ان کے ساتھیوں سے فوج کا کام لیتے تھے۔ پہلے پہل نصیر خان نے ایک فوج تیار کی جو صرف سو آدمیوں کی تھی۔ اب اس کی تعداد بہت بڑھ

Marfat.com

گئی ہے۔ اور اس پر اخراجات بھی بہت ہیں۔

نصیر خان اور موجودہ خان کے زمانے میں جب میں ان کے سلام کے لئے حاضر ہوتا تھا تو ہمارے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے تھے۔ اور بحیثیت سراوان کے سردار کے مجھ سے امن و جنگ میں مشورہ کرتے تھے اور یہی نہیں بلکہ ملکی انتظام اور وزیروں اور نائبوں کی تقرری میں بھی وہ ہماری رائے لیتے تھے۔ سراوان کا مقام کونسل میں اوّل ہے اور جھالاوان کا دوسرا۔ یہ سلسلہ نصیر خان کے زمانے میں تو ہمیشہ ہی چلتا رہا۔ اور موجودہ خان کے زمانے میں صرف شروع میں اس قسم کے تعلقات رہے۔ خان جب دوبارہ تخت پر بیٹھے تو رسم و رواج کی پابندی کی۔ اس کے بعد اپنی من مانی کرنے لگے اور میں قندھار چلا گیا۔ ان کو غلط راستے پر چلانے والا گنگا رام تھا۔ موجودہ شاہ غازی ولی محمد کی تقرری کی جنرل جیکب سے میں نے سفارش کی تھی۔

سوال۔ کیا یہ رواج ہے کہ بلوچستان میں وزیر کی تقرری مشورے سے ہو یا یہ ایک موروثی عہدہ ہے؟

جواب یہ موروثی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سرداروں کے مشورے سے تقرری ہوتی ہے۔

سوال۔ کیا محمد حسین کا باپ وزیر تھا یا اسے وراثت میں ملی؟

جواب اس کے باپ عبدالرحمان کو چنا گیا تھا اور عبدالرحمان کا باپ "اگوبز" اس سے پہلے وزیر تھے۔ اور مہراب خان نے انہیں قتل کر دیا تھا۔ داؤد محمد گلزئی کو محمد حسین نے قتل کیا۔ جو بعد میں میرے باپ حسد خان کے مشورے سے وزیر بنا۔

سوال کیا یہ وزیر کا کام نہیں ہے کہ نائب مقرر کرے؟

جواب نہیں۔ سرداروں کے مشورے کے بغیر وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

سوال۔ اگر کسی معاملے میں خان اور سرداروں میں اتفاق نہیں ہے تو پھر کیا ہوتا ہے؟

Marfat.com

جواب۔ تو نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ جب تک خان راضی نہ ہوں ہم لوگ کیا کر سکتے ہیں۔

نوٹ۔ اس معاملہ پر آدھ گھنٹہ بحث رہی مگر کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملا۔

۹ر مارچ کی کارروائی

صبح کو سردار صاحبان میرے خیمے میں آئے اور کمشنر کے اس حکم پر کہ صرف وہ سردار موجود رہیں گے جن کی شکائتوں کا ہم تجزیہ اور تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ سرداروں نے دو عرضیاں دیں۔

۱۔ ایک میں یہ کہا کہ ..... تحقیق کے دوران سب سرداروں کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دی جائے اور

۲۔ سردار مولا محمد نے کہا کہ ہر سردار کی شکایت کی چھان بین کے وقت انہیں موجود رہنے کی اجازت دی جائے۔ اس لئے کہ یہ معاملات اجتماعی ہیں اور یہ ہمارے رسم و رواج کے خلاف ہے کہ جب قبیلوں کے مفاد کا معاملہ درپیش ہو تو سرداروں کو علیحدہ کر دیا جائے۔

پہلے سوال کے جواب میں کمشنر نے کہا کہ وہ کارروائی کے اس طریق کار کو نہیں بدل سکتے اور یہ کہ وہ سردار مولا محمد کو بھی دربار میں تحقیق کے وقت موجود رہنے کی اجازت نہیں دے سکتے

مندرجہ ذیل عرضی سب سرداروں نے دی۔

جیکب آباد، مورخہ ۹ر مارچ ۱۸۷۲ء

از سردار مولا محمد ریئسانی، وڈیرا شادی خان بنگلزئی، جندہ خان شاہوانی، سید خان محمد شئی، اللہ دینا کرد، سمندر خان لہڑی۔

بنام کمشنر سندھ

میں آپ کو اور حکومت برطانیہ کو صورت حال سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ حالات

Marfat.com

یہ ہیں کہ :۔

قدیم زمانے سے یہ دستور چلا آرہا تھا کہ ہمارا کوئی حکمران اگر ظلم وستم ڈھاتا۔ اور سرداروں کے مشورے پر عمل نہ کرتا تو ہم لوگ قندھار کے حاکم کے پاس شکایت کرتے اور وہ اس کی تحقیق کرتے۔ اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ ہمارا حاکم غلط راستے پر چل رہا ہے تو قندھار کا حاکم ہمیں دوسرا خان دیتا (یعنی اس حاکم کو بدل دیتا) ہم سرداروں نے آپس میں مشورہ کر کے میر احمد کو تخت پر بٹھایا۔ جب وہ مطلق العنان ہو گیا اور ہمارے مشورے پر نہ چلا تو ہم نے قندھار جا کر شکایت کی۔ میر احمد ہٹا دیئے گئے اور ان کی جگہ میر عبدل خان احمدزئی بادشاہ بنا دیئے گئے۔ ان کا جب انتقال ہو گیا تو ہم لوگوں نے محبت خان کو بادشاہ بنایا۔

محبت خان نے جب ظلم وستم شروع کیا تو سرداروں نے قندھار میں شکایت کی اور وہ ہٹا دیئے گئے۔ ہم لوگوں کے مشورے سے نصیر خان اعظم تخت پر بیٹھے۔ وہ بے مثل حکمران تھے۔ انہوں نے عرصۂ دراز تک حکومت کی اور ان کی وفات کے بعد ان کا لڑکا میر محمد خان تخت پر بیٹھا۔ ان کا برتاؤ ہم لوگوں کے ساتھ بہت اچھا تھا۔ مگر ان سے ایک غلطی ہو گئی۔ انہوں نے بیزنگ سردار اور اس قبیلے کے کچھ لوگوں کو قتل کروا دیا۔

ہم لوگ محمد خان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اس قتل کی وجہ سے بیزنگ قبیلہ بغاوت کر گیا ہے۔ اور اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو سارے ملک میں بغاوت پھیل جائے گی۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آپ اس سردار کے بدلے خون بہا ادا کریں۔ خان کو ہماری بات سمجھ میں آ گئی۔ اور انہوں نے کچھی میں بیزنگ قبیلے کو چار گاؤں عطا کر دیئے۔ جو اب تک ان کے قبضے میں ہیں۔

اس کے بعد میر محمد خان کا انتقال ہو گیا اور ہم لوگوں نے ان کے بیٹے مہراب خان کو گدی پر بٹھایا۔ کچھ دنوں تک ہم لوگ بہت امن وامان میں رہے مگر اس کے بعد انہوں نے بھی اپنی من مانی کرنا شروع کر دی۔ انہوں نے رئیسانی سردار مہر دلا خان کو دوسرے رئیسانیوں کے ساتھ قتل کر دیا۔ سردار مولا محمد کے والد سردار حسن خان رئیسانی نے قندھار

جا کر شکایت کی۔ اس دوران سردار حسن خان کے بھائی میر عبدالکریم رئیسانی نے دوسرے سرداروں کے ساتھ مل کر کچھی کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد مہراب خان کی والدہ بی بی سانی کو قندھار مصالحت کے لئے بھیجا گیا۔ مہرولا خان کے قتل کے بدلے سردار کو ایک لاکھ روپیہ اور دو باتین گاؤں کچھی میں ملے۔

قلات پر جب انگریزوں نے حملہ کیا تو مہراب خان مارے گئے اور سردار مولا محمد کے چچا میر عبدالکریم بھی مارے گئے۔ اس کے بعد انگریزوں نے شاہ نواز کو قلات کا حاکم بنایا اس نے ہم لوگوں پر ظلم وستم شروع کیا اور ہم لوگوں کے مشورے پر کبھی عمل نہیں کیا۔ چھوٹے نصیر خان اس وقت خاران میں تھے۔ وہ ایک فوج لے کر مستونگ پہنچے۔ ہم لوگ کچھ فوج لے کر ان کے ساتھ قلات گئے۔ برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ مسٹر راس بل نے حسن خان اور دوسرے سرداروں کو بلایا اور کہا کہ وہ شاہ نواز خان کو بادشاہ مان لیں۔ ہم لوگوں نے کہا کہ ہمارے اصلی بادشاہ نصیر خان ہیں۔ مسٹر بل نے ہماری بات مان لی۔ ہم لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر کوئی حاکم ظلم وستم پر اتر آئے تو اسے ہم بادشاہ نہیں مان سکتے ہیں مسٹر بل نے نصیر خان کو دعوت دی مگر اس دوران مسٹر بل کا کوئٹہ میں انتقال ہو گیا۔ اور میجر آؤٹرم آ گئے۔ وہ قلات آئے اور نصیر خان کو تخت پر بٹھا دیا۔ جب تک وہ زندہ رہے ہم لوگ بڑے امن وامان میں رہے۔

ان کے انتقال کے بعد میر خداداد خان بادشاہ بنے اور برطانوی حکومت اچھی طرح واقف ہے کہ ان کے دور میں کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے۔ ان سے ملک وقوم کو کیا فائدہ پہنچا؟

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جب سردار مہرولا خان مارا گیا اور ہم لوگوں نے قندھار جا کر شکایت کی تو حاکم قندھار نے مہراب خان سے یہ کہا کہ اگر وہ عدل وانصاف برتتے تو سردار کچھی پر حملہ نہ کرتے۔ اس وقت حاکم قلات کو سلطنت قندھار سے سالانہ

Marfat.com

ایک لاکھ روپے ملتے تھے جن میں نصف حصہ ہم لوگوں کا ہوتا تھا۔

پہلے جو حالات تھے وہ ہم لوگوں نے بتا دیئے۔

نوٹ۔ یہ بھی دستور تھا کہ سرداروں کے بھائی بھتیجے، بیٹے اور دوسرے رشتہ داروں کو خان کے ہاں ملازمت ملتی تھی۔

۹ مارچ کی دوپہر کو تحقیقاتی کارروائی پھر شروع ہوئی۔ وہی انگریز افسران جو پہلے تھے اب بھی موجود تھے۔ خان قلات کے کوئی نمائندے نہیں تھے۔ سردار مولا محمد اور سردار شادی خان بنگلزئی موجود تھے۔ سردار مولا محمد پر جرح شروع ہوئی۔

سوال۔ جھگڑنے سے پہلے وہ کون سی بات تھی جس کے بارے میں خداداد خان نے آپ سے مشورہ نہیں کیا؟

جواب۔ ایک تو یہ کہ یہ بالکل نئی بات تھی کہ وہ غلے پر راہداری محصول وصولنے لگے۔ جو پہلے کبھی نہیں لیا جاتا تھا۔ پھر لوسن کے اوپر باقاعدہ نقدی لگان لینے لگا۔ اور بعد میں ساتھ ساتھ لوسن بھی۔ یہ ظلم اس لئے ہو رہا تھا کہ سرداروں کے مشورہ پر عمل نہیں کرتے تھے۔ نصیر خان اعظم نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے نہ تو کسی کا قتل و خون کیا نہ ہی کسی کی زمین ضبط کی۔

سوال۔ کیا یہ رواج تھا کہ وزیر کے علاوہ جتنی تقرریاں ہوں ان کے بارے میں سرداروں سے مشورہ کیا جاتے؟

جواب جی ہاں اور پہلے زیادہ تر نائب بروہی تھے۔ مہراب خان اور نصیر خان کے زمانے میں کچھ نائب غلاموں میں سے بھی تھے۔

سوال چھوٹے نصیر خان کے زمانے سے آج تک کوئٹہ کے نائب کون کون تھے؟

جواب مصری مینگل (بروہی)

۲۔ رحیم داد، یہ خان کا غلام تھا (خانہ زاد)

Marfat.com

۳۔ نور محمد ریئسانی (براہوی)

۴۔ اللہ دینا کرد (براہوی) موجودہ خان کے زمانے میں دو سال تک ملازمت کی۔

۵۔ محمد خان رستم زئی (براہوی) موجودہ خان کے دور میں مستعفی ہوگیا چونکہ اس سے خان وہ کام لینا چاہتے تھے جسے وہ انصاف کے خلاف سمجھتا تھا۔

۶ عبدالعزیز، یہ غلام (خانہ زاد) تھا۔

۷ عبدالسنل (خانہ زاد)

نوٹ۔ اور وزیر کچھی کے نائب ہیں۔

محمد حسن بنگلزئی تھا۔

نصیر خان کے زمانے میں باغ (کچھی) کا نائب محمد حسین وزیر کا بھائی محمد ابن (براہوی) تھا۔ اس کے بعد جب گنگو بنیا وزیر بنا تو اس نے اپنے بھائی پورس رام کو وہاں کا نائب بنایا۔

جب شاہ غازی ولی محمد وزیر بنے تو انہوں نے اپنے بھائی تاج محمد کو نائب بنایا۔ اس کے بعد داد محمد بنگلزئی (براہوی) نائب بنے۔

اس کے بعد ایک شخص سوگان (خانہ زاد) جو موجودہ شاہ غازی کا رشتہ دار تھا نائب بنا۔

ڈھاڈر

۱۸۴۱ء میں ڈھاڈر کا نائب خبک داد (خانہ زاد) تھا۔

پھر خان محمد مینگل (براہوی)

پھر محمد خان شاہوانی (براہوی)

پھر نصیر اللہ دلوارہ (براہوی)

پھر ولی محمد منگو

Marfat.com

مستونگ

جبار - ایک پٹھان

محمد خان شاہوانی (بروہی)

عبدالعزیز (خانہ زاد)

اور موجودہ عبدالرحمان دیوارہ (بروہی)

خضدار

شاہ غازی ولی محمد بذات خود

گنداوہ

نصیر خان کے دور میں داروغہ گل محمد (خانہ زاد)

پھر اس کا بیٹا عطا محمد (خانہ زاد)

پھر کمبر (خانہ زاد)

پھر اِتوبا (خانہ زاد)

میرے قندھار جانے سے قبل تک نائب سرداروں کے مشورے سے مقرر کئے جاتے تھے اور ان کی منظوری ضروری ہوتی تھی۔ نصیر خان اعظم کا وزیر محمد حسن کا دادا اجالی بنگلزئی تھا۔ وزیر کی جگہ موروثی نہیں ہے۔

نصیر خان اعظم کے زمانے میں میرا حصہ محصول راہداری میں فی باربردار گھوڑا اور اونٹ ایک روپیہ ہوتا تھا اور باربردار گدھے پر چار آنہ۔ جو چھوٹے نصیر خان کے زمانے میں آٹھ آنہ ہو گیا تھا۔ آپ لوگوں سے معاہدے (ٹریٹی) کے وقت تک یہ جاری رہا۔ نصیر خان نے مرنے سے قبل مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ پچاس ہزار روپے سالانہ جو انگریزوں سے انہیں ملے گا۔ تو انہیں (سردار صاحب کو) چار سو یا چھ سو روپے دیں گے۔ جب روپے ملے تو میں نے اپنا حصہ مانگا۔ مجھے دو روپے آٹھ آنے کا ساتواں حصہ وصول لینے کا حق دیا گیا۔ یہ

Marfat.com

مجھے موجودہ خان سے قندھار بھاگنے سے قبل تک ملتا رہا۔ ڈھاڈر میں جو قلعے کا عطیہ ملا تھا وہ مجھے مہراب خان اور نصیر خان کے زمانے تک ملتا رہا۔ یہ اصل میں میرے والد کا خون بہا تھا۔

سوال۔ مختصراً بتائیے کہ خان سے آپ کے مطالبات کیا ہیں؟

جواب۔ میری زمینیں اور تاج محمد کے خون بہا کا روپیہ۔

یہاں پر کمشنر نے سردار سے کہا کہ خان سے خون بہا مانگنا نہایت نامناسب ہے۔ تاج محمد کو یقیناً قتل کیا گیا مگر سر ایچ گرین کے بیان کے مطابق اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے کہ خان نے قتل کروایا۔ سردار نے جواب دیا کہ جب تاج محمد مرا ہے تو وہ خان کی قید میں تھا۔ مرنے سے قبل کی رات کو اس کے قریبی محافظ ہٹا لئے گئے اور باوجود اچھی صحت کے وہ دوسرے روز اچانک مرا ہوا ملا۔ اس لئے اس کا اور بروہیوں کا خیال ہے کہ اسے خان نے مروایا۔ لہٰذا قانوناً انہیں خون بہا کا روپیہ ملنا چاہیئے۔ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ وہ قندھار بھاگ گیا ورنہ خان مجھے بھی قتل کروا دیتے۔

تب کمشنر نے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سے کہا کہ بغیر کسی شہادت کے اس قسم کا لغو بیان نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ اگر خان خون بہا کا روپیہ دیں تو دوسرے الفاظ میں وہ یہ قبول کرتے ہیں کہ تاج محمد کے قاتل وہ ہیں۔ اس قسم کے لغو مطالبات آئندہ مصالحت میں حائل ہوں گے۔

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ انہوں نے سرداروں سے صرف زمین کا تذکرہ کیا تھا۔ خون بہا کا مطالبہ کوئی نیا نہیں ہے مگر انہوں (پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ) نے انہیں کوئی شہ نہیں دی کہ یہ بیان دیں یا وہ بیان دیں۔ میرے خیال میں ان سرداروں کا اصل مطلب یہ ہے کہ ان کی تمام شکایات کو واضح طور پر بیان کر دیا جائے اس کا فیصلہ کمشنر پر چھوڑ دیا جائے۔ جہاں تک تاج محمد کے قتل کا سوال ہے تو

Marfat.com

جن حالات میں وہ مرا ہے اگر یہ معاملہ کسی عدالت میں لے جایا جائے تو پھر بری ہونا مشکل ہو جائے گا۔ پہلے تو خان نے تاج محمد کی لڑکی کے سلسلے میں جو اس کے ساتھ زیادتی کی اس سے وہ انکار نہیں کر سکتے۔ پھر بدلہ لینے کے لئے قسم کھانا پھر اسے گرفتار کرنا پھر ان کے محافظ سپاہیوں کے پہرے میں رہتے ہوئے اس کی موت، اور ابھی کمشنر نے یہ مان لیا ہے کہ وہ قتل ہوا۔ اب خان کے سپاہیوں کے پہرے میں رہتے ہوئے بغیر خان کی مرضی کے اسے کون مار سکتا ہے؟ وہ آخر شہنشاہی قیدی تھا۔ پھر بھی پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کا خیال ہے کہ اگر سرداروں کو اپنی زمینیں مل جائیں تو وہ مطمئن ہو جائیں گے۔ اور یہ سارے بیانات سردار نے اس لئے دیئے ہیں تاکہ کمشنر کو معلوم ہو جائے کہ بغاوت کی اصل وجہ کیا تھی۔

تحقیقات کے دوران جو کچھ ہوا اس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ یہاں میں جنرل جیکب کے خط نمبر ۲۹۴ مورخہ ۲۰ جون ۱۸۵۸ء بنام مسٹر فریئر کے کچھ اقتباسات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو لوگ خان کو بچپن سے جانتے تھے ان کی رائے خان کے کردار کے بارے میں کیا ہے۔ تاج محمد کی گرفتاری ۱۸۶۵ء کے آخر میں اور پھر بعد میں اس کی موت۔ لوگ کہتے ہیں کہ خان کے کردار سے یہ کوئی بعید نہیں ہے۔

"بسلسلہ سابقہ خطوط کے مجھے قلات کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ

۲۔ قلات کے معاملات کو طے کرنے میں جو مشکلات سامنے آ رہی ہیں وہ خان کا اپنا کردار اور رویہ ہے۔

۳۔ ہز ہائی نس نے خفیہ طور پر میجر گرین کی ہمیشہ مخالفت کی اور اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ مری سردار گامر خان نے خان کو گنداوہ میں یہ مشورہ دیا کہ وہ میجر گرین کو قتل کر دیں اور پہاڑوں میں جا کر چھپ جائیں۔ جس پر خان ذرا

Marfat.com

مسکرائے اور ایسی حرکت سے منع کیا۔ مگر یہ مسکراہٹ ایسی تھی کہ جیسے بجائے ممانعت کے آپ قاتل کو شہ دے رہے ہیں۔ اور یہ بالکل ممکن ہے کہ خان کے وکیل اور وزیر محمد خان کی وجہ سے میجر گرین کی جان بچ گئی ورنہ وہ اس وقت بہت خطرے میں تھے۔ محمد خان کو اس سازش کا علم ہو گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے مری سردار کو وہاں سے فوراً رخصت کر دیا۔

۴۔ نور اللہ جو مرحوم وکیل مولا محمد کا بھائی ہے۔ وہ کچھ دنوں بعد میجر گرین سے ملا اور ان سے گزارش کی کہ وہ قلات نہ جائیں۔ اس نے کہا کہ بروہیوں سے آپ کو کوئی خدشہ نہیں ہے مگر خان کی دھوکہ بازی سے مجھے خطرہ ضرور ہے۔

۵۔ ایسے وقت میں میجر گرین نے اپنے آپ کو تن تنہا اور بے یار و مددگار پایا۔ حتیٰ کہ ان کا اپنا منشی بھی ان کے ساتھ باہر جانے کو تیار نہیں تھا۔ اور قلات میں وہ وحشی داروغہ گل محمد کہنے لگا کہ ہم نے پہلے بھی صاحبوں کو قید کیا ہے اور اس نے مسٹر لوڈے کی مثال دی۔

۶۔ میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ حالات جو ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں اور آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

کمشنر نے سردار مولا محمد سے کہا کہ وہ اپنے مطالبات مختصراً بیان کریں۔

اس نے کہا۔

۱۔ پرانی اور نئی زمینیں

۲۔ تاج محمد اور حبیب خان کے خون بہا کا روپیہ

۳۔ کانک میں ملکیت اور جائیداد کا نقصان

۴۔ وہ جائیداد جو ۱۸۶۷ء میں بدوزئی گنجاب میں لی گئی

۵۔ لہڑیوں کی وہ جائیداد جو ہرموک میں ضبط کی گئی اور تباہ و برباد کر دی گئی۔

Marfat.com

۶۔ مٹھڑی، باغ اور حاجی کے شہر میں ہماری جائیداد کا نقصان

سوال گزشتہ ۲۴ر دسمبر کو حاجی کے شہر میں کس نے پہلے لڑائی شروع کی؟

جواب۔ خان کی فوج نے ہم پر پہلے حملہ کیا۔ میں وہاں نہیں تھا اس لئے۔۔ میں جیکب آباد نہیں آیا تھا۔ یہ خبر جب مٹھڑی پہنچی تو وہاں سے خان کی فوج کا مقابلہ کرنے حاجی کے شہر آ گئے۔

سوال۔ آپ نے اپنے لوگوں کو قافلہ لوٹنے اور تاجروں کو زخمی کرنے کی اجازت کیوں دی؟

جواب۔ ایسا اس لئے ہُوا کہ لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ ہز ہائی نس کے وکیل محمد خان نے ان کے سرداروں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا۔ میں تو کرک میں تھا۔ یہ سب کچھ میں نے بعد میں سنا۔ اس لڑائی میں ہمارا جانی اور مالی نقصان بہت ہُوا اور ہماری عورتیں بے عزت کی گئیں۔ یہ سب کچھ مجھ سے انتقام لینے اور مجھے بدنام کرنے کے لئے کیا گیا۔

یہاں پر مولا محمد کے سوال وجواب کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ سرداروں نے کمشنر سے یہ درخواست کی کہ سردار بختیار خان بارکزئی جنہیں حالات سے زیادہ واقفیت ہے ان کی گواہی لی جائے۔ اس پر کمشنر راضی نہیں ہوئے۔

سردار مولا محمد کے بعد سردار احمد خان بنگلزئی مرحوم کے لڑکے سردار شادی خان بنگلزئی کو بلایا گیا۔

سوال۔ جن حقوق اور مطالبات کا ذکر آپ نے کیا ہے۔ کیا یہ حقوق موجودہ خان نے آپ کے والد کو دیئے تھے؟

جواب جی ہاں۔ یہ سب کچھ میرے والد کو نصیر خان نے دیا تھا اور پھر خداداد خان نے اس کو جاری رکھا۔ ۱۸۶۷ء میں جب کہ خان نے کانک پر حملہ

Marfat.com

گیا اور حبیب خان مارے گئے۔ تو اس کے بعد یہ حقوق میرے والد سے واپس لے لئے گئے۔ میرے والد آدم خان جو قبیلے کے سردار تھے۔ خان نے میرے چچازاد بھائی شہداد خان سے کہا کہ انہیں قتل کر دے۔ اس پر آدم خان، حبیب خان اور اللہ دینا کرد وغیرہ نے آپس میں مشورہ کیا اور طے پایا کہ یا تو لڑا جائے یا حکومت برطانیہ سے فریاد کی جائے۔ انہوں نے قندھار میں سردار مولا محمد کو خط بھی لکھا۔ ۱۸۶۷ء کے بعد سے آج تک مجھے میرے وہ حقوق نہیں ملے جو میرے والد اپنا حق سمجھتے تھے اس لئے مجھے یہ شکایات ہیں۔

سوال — بُتر کی زمین میں کن کن لوگوں کا حصہ ہے؟

جواب — چار سرداروں کا۔ اللہ دینا کُرد، آدم خان بنگلزئی، جہانگیر خان لہڑی، سید خان محمد شئی (اس کے بعد ۹ / مارچ کی کارروائی ختم ہو گئی)

کمشنر نے کہا کہ وہ پیر مورخہ ۱۱ کو..... صرف سردار اللہ دینا سے ملیں گے۔

---

۱۱ / مارچ ۱۸۷۲ء کی کارروائی

سوائے مسٹر واٹلی کے پہلے والے انگریز افسران موجود تھے۔

سردار اللہ دینا سے سوال کیا گیا۔

سوال — کیا بُتر کی زمین میں آپ کا ایک چوتھائی حصہ ہے؟

جواب — جی ہاں۔ شیر دل خان جب بادشاہ تھے تو انہوں نے مجھے زمین دی تھی۔ موجودہ خان نے دوبارہ تخت نشینی کے بعد مجھے کانک میں زبانی زمین دی اور بعد میں اس زمین کے متعلق مجھے قلات میں سند دی اور ڈھاڈر میں پانی کے حقوق مجھے کانک میں سند سے ملے۔

سوال — مواجب میں آپ کو کیا ملتا تھا؟

Marfat.com

جواب نصیرخان کے زمانے میں چونکہ میں شال (کوئٹہ) کا نائب تھا تو مجھے مندرجہ ذیل مواجب ملتا تھا۔ چار آنہ فی اونٹ اور یہ مجھے موجودہ خان کے زمانے میں ۱۸۵۹ء تک ملتا رہا۔ پھر جب کرنل گرین نے مجھے مری کی پہاڑیوں میں ایک مہم پر بھیجا تو میرا لڑکا یار محمد میری جگہ کام کرتا رہا۔ مگر مجھے نائب کے عہدے سے ہٹانے کی آخری وجہ یہ ہوئی کہ خان نے مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں نے چار ہزار روپے غبن کر لیے ہیں جو بالکل غلط تھا۔ کرنل گرین نے یہ روپے اپنی جیب سے دیئے۔

کمشنر کو یہاں پر سردار کی حق گوئی پر شبہ ہوا۔ ان کا خیال تھا کہ اگر سر گرین نے اس وقت یہ روپیہ دیا ہوتا اور یہ واقعہ ۱۸۵۹ء کا ہے جب وہ قلات میں پولیٹیکل ایجنٹ تھے تو وہ یعنی کمشنر خود اس وقت جیکب آباد میں پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ تھے سر گرین ضرور اس کا ذکر ان سے کرتے۔ جب اس کے بارے میں سردار سے مزید سوال کئے گئے تو انھوں نے کہا کہ ان کے پاس باقاعدہ سند (تحریری ثبوت) اس بات کی موجود ہے کہ گرین صاحب نے یہ روپے اپنی جیب سے دیئے اس لئے کہ جب مجھ سے روپے لینے پر اصرار کیا گیا تو میں نے گرین صاحب سے یہ کہا کہ میں مریوں کی پہاڑی پر بھاگ جاؤں گا۔

سند منگوائی گئی اور یہ بات صحیح نکلی۔

کمشنر کو اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ اپنے بیان کے ثبوت میں سردار صاحب نے تحریری دستاویز پیش کی۔

سوال آپ کو اور "مواجب" کہاں ملے؟

جواب گنداوہ میں جب کہ شیر دل زخمی ہوا۔

سوال کوئٹہ میں نائب ہونے سے قبل آپ کو کبھی "مواجب" ملا؟

جواب نصیرخان مجھے پانچ سو روپے سالانہ دیا کرتے تھے۔ شیر دل کے زمانے

Marfat.com

میں مجھے اس لئے نہیں ملا کہ میں نے شاہ غازی کا ساتھ دیا اور شیردل کو سلام کرنے نہیں گیا اور خداداد خان کے زمانے میں اس وقت سے ملا جب وہ دوبارہ گدی نشین ہوئے اور کانک کے واقعہ میں جب کہ حبیب خان مارا گیا۔ اس وقت تک ملتا رہا۔

سوال آپ کو روزینہ کب ملتا تھا؟

جواب جب مواجب ملتا تھا۔

سوال آپ پہلی بار کب سردار بنے؟

جواب نصیر خان اعظم مجھے سرداروں میں شمار کرتے تھے۔

سوال آپ کو درہ بولان سے مال واسباب گزرنے پر راہداری محصول کیوں دی جاتی تھی؟

جواب کوئٹہ سے سربولان تک قافلہ کی حفاظت کی اجرت مجھے ایک روپیہ فی اونٹ ملا کرتی تھی۔ ساتک زئی جو میرے ماتحت تھے۔ انہیں سربولان سے آب گم تک لے جانے کے آٹھ آنے ملتے تھے۔ اور رقند وائے کو آب گم سے بی بی نانی تک کے لئے آٹھ آنے ملتے تھے۔ کوئٹہ بلوچ (کوچک) کو ایک روپیہ دو آنہ ملتا تھا بی بی نانی سے ڈھاڈر تک کے لئے۔

(یہ وہ بلوچ ہیں جن کا ذکر، مارچ تک کی کارروائی میں آیا ہے۔ سنا گیا ہے کہ ان کے حقوق ضبط کر لئے گئے ہیں۔ اور انہیں چار سو روپے جرمانہ کیا گیا ہے انہوں نے اس کے متعلق ایک عرضداشت بھی پیش کی ہے۔)

پھر آخری وصولی ایک روپیہ کے حساب سے ریئسانی سردار مولا محمد کو ملا کرتی تھی ڈھاڈر سے بذریعہ کچھی لے جانے کے عوض۔

خان خود دو روپیہ فی اونٹ کے حساب سے ڈھاڈر یا کوئٹہ میں وصول تے

تھے اور حاجی کے شہر میں شاہوانیوں کو آٹھ آنہ کے حساب سے ملا کرتا تھا۔

نصیر خان اعظم کے وقت تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ مہراب خان کے زمانے میں ایک یا دو سال تک جاری رہا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ واجبات دینے بند کر دیئے۔ اس وقت سے مجھے بھی نہیں ملا۔ رئیسانیوں اور شاہوانیوں کے بقایا جات بھی انہیں نہیں دیئے گئے۔

اس راستے (درہ بولان) پر آمد و رفت بہت تھی۔ اب بہت کم ہے اس لئے کہ جب واجبات بند کر دیئے گئے تو حسنی، کاکڑا اور مرلوں نے بہت لوٹ مار مچائی۔

سوال — جب مہراب خان نے یہ الاؤنس بند کر دیا تھا تو آپ موجودہ خان سے اس کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں؟

جواب — اس لئے کہ ہم لوگ غریب ہیں۔ چھوٹے نصیر خان ہم لوگوں کو بہت کچھ دیا کرتے تھے مگر یہ ہم لوگوں کو کچھ نہیں دیتے۔ اس لئے ہم نے گزارش کی کہ پرانا نظام بحال کیا جائے۔ مہراب خان کے زمانے میں یہ تمام واجبات کیوں بند کر دیئے گئے۔ یہ مجھے صحیح معلوم نہیں ہے۔ محمد خان کے زمانے میں میرے والد کو ایک ہزار روپے ملتے تھے۔

سوال — یہ معاملہ آپ نے موجودہ خان کے خلاف بطور شکایت کیوں پیش کیا؟

جواب — میرا مقصد شکایت کرنا نہیں تھا۔ صرف یہ بتانا تھا کہ ہمارے یہ حقوق موجودہ خان کے والد نے چھین لئے اور تمام واجبات دینا بند کر دیئے۔

جب تک بولان کے کچھ حصہ کی ذمہ داری مجھ پر رہی کبھی کوئی چیز ضائع نہیں ہوئی۔ اور اگر کوئی یہ ثابت کر دے تو میں ایک ہزار روپے دینے کو تیار ہوں۔

(یہ بیان اتنا مبہم تھا کہ کسی کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔)

Marfat.com

سوال — درہ بولان میں کوئٹہ سے سرِ لوبلان تک کی حفاظت کبھی آپ کی ذمہ داری تھی ؟

جواب — جی نہیں ۔ میں کوئٹہ کا نائب تھا اور صرف قافلہ وہاں سے گزرتا تھا ۔

سوال — آپ کو نوشہرہ میں پانی کا حصہ کیسے مل گیا ۔ (اصل سوال یہ ہے کہ آپ کو نوشہرہ دس "فنگر" (انگلی) پانی کیسے مل گیا ۔)

جواب — تقریباً نو سال قبل میں نے غلام نبی شاہوانی سے یہ خریدا تھا ۔ خان نے ۱۸۶۷ء میں اسے ضبط کر لیا ۔ ۱۸۶۹ء میں یہ حکم دیا کہ میں اس زمین سے ایک فصل لے سکتا ہوں ۔ مجھے دو "خوردوار" غلہ ملا ۔ اس کے بعد سے کچھ نہیں ملا ۔ اس صلح کے بعد میں نے اپنا آدمی وہاں بھیجا کہ شاید کچھ غلہ مل جائے (یہاں پر کمشنر نے سردار کو بہت ڈانٹا)

سوال — جب انگریز فوج ڈھاڈر میں تھی تو درہ بولان میں آپ کی کیا ذمہ داری تھی ؟

جواب — میں افسروں کو چالیس پچاس آدمیوں کی نگرانی میں کوئٹہ لے جاتا تھا ۔ مجھے مختلف وقتوں میں چار سو سے آٹھ سو روپے ملے تھے ۔ محافظ پیدل یا گھوڑ سوار ہوتے تھے ۔ وہ ہمارے آدمی تھے ۔ میرے پاس ڈھاڈر سے کوئٹہ تک کا چارج تھا ۔ لک پاس میں میں اکیلا ہوتا تھا اور سب کو واپس کر دیتا تھا ۔ لک پاس کے قریب میری زمین پر میجر آؤٹ رم نے "کلوان" کھدوایا اور مجھے دے دیا اور اس سے مجھے بعد میں بہت فائدہ پہنچا ۔ مختصر یہ کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں نے ان لوگوں کی بہت خدمت کی ۔

۱۱ مارچ کی کارروائی یہاں پر ختم ہو گئی ۔

شاہوانی ، لہڑی اور محمد شہی سرداروں کو نہیں بلایا گیا ۔ کمشنر نے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سے کہا کہ سرداروں کو کہیں کہ جو کچھ انہیں کہنا ہے ۔ لکھ کر دیں ۔ ان سرداروں نے لکھ کر ۱۵ مارچ

Marfat.com

تک داخل کر دیا اور کچھ نے تین روز بعد لکھ کر دیا۔ ان سب کے نام یہ ہیں۔

سردار مولا محمد رئیسانی

سردار شادی خان بنگلزئی

سردار جند خان اور دس دوسرے شاہوانی

سردار سید خان محمد شہی

سردار اللہ دینا کرد

سردار دوست محمد خان لہڑی

۱۷ مارچ۔ سردار نورالدین مینگل کے پاس جو قاصد کمشنر کا خط لے کر گیا تھا وہ آج جواب لے کر واپس آیا جو کمشنر کے پاس فوراً بھیج دیا گیا۔

اور ایک خط جو سردار نورالدین نے مولا محمد کو لکھا تھا۔ وہ مولا محمد نے مجھے بھیج دیا۔ جس کی نقل اپنے خط نمبر ۲۶۵ مورخہ ۱۸ مارچ کیساتھ کمشنر کو بھیج دی۔ سرداروں کو اس خط سے پتہ چلا کہ سردار نورالدین نے ابھی تک فوجیں جمع کر رکھی ہیں۔ اور اگر کمشنر اجازت دیں تو ہم انہیں یہ لکھیں کہ وہ اپنی فوج کو اپنے اپنے گھروں میں واپس کر دیں۔ اور اگر نورالدین نے کوئی گڑبڑ پھیلائی تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

سب سرداروں نے اس خط کے سلسلے میں قبل اس کے کہ وہ نورالدین کو لکھیں۔ کمشنر سے ملنا چاہا۔ دوسرے دن صبح کو پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے ایک اور خط کی نقل جو نورالدین نے سرداروں کو لکھا تھا وہ بھی کمشنر کو بھیج دی۔

مورخہ ۱۹ مارچ ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری، پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ قلات

بنام کمشنر سندھ

Marfat.com

بلحاظ خط نمبر ۲۶۵ مورخہ ۱۸ مارچ، ایک خط جو کل کے خط سے قبل لکھا ہوا ہے۔ آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ یہ مجھے انوار ۱۷ مارچ کو ملا۔ یہ خط مولا محمد خود لایا تھا۔

اس خط کے سلسلے میں سردار صاحبان آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ چونکہ وہ پریشان ہیں کہ نورالدین پتہ نہیں کیا کر بیٹھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے اور آزاد خان نے اگر کچھ کیا، کوئی ہنگامہ اٹھایا تو اس کی ذمہ داری ہم لوگوں پر نہیں ہوگی۔

اسی روز پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو اپنے خط نمبر ۲۶۵ کا جواب ملا۔

نمبر ۲۷۰، مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۷۲ء

ازسر ولیم میری ویدر، کمشنر سندھ

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ، قلات

آپ کے خط نمبر ۲۶۵ کے جواب میں مجھے یہ کہنا ہے کہ آپ سردار مولا محمد کو یہ بتا دیں کہ نورالدین مینگل کو شروع ہی سے معلوم ہے کہ حکومت نے مجھے ان کے معاملات میں ثالث مقرر کیا ہے مگر وہ (نورالدین) عموماً بغاوت پر تلا ہوا ہے اور ہنگامہ کر رہا ہے خصوصاً جب اس کو یہ معلوم ہو گیا کہ سراوان کے سرداروں نے کیا قبول کر لیا ہے اور یہاں کیا ہو رہا ہے اور مجھے خوشی ہو گی اگر سردار مولا محمد نورالدین مینگل کو ان تمام باتوں کے بارے میں خود لکھیں۔

سرداروں سے ملنے کی تاریخ جلد مقرر کر دی جائے گی۔

---

۱۹ ماہ ہذا کو یہ جب یہ خط ملا تو میں نے سب سرداروں کو اپنے خیمے میں بلایا۔ میں نے ان سے کہا کہ کمشنر کو سارے حالات معلوم ہیں۔ نورالدین کو پہلے ہی سے خبر ہو گئی

Marfat.com

تھی کہ حکومت برطانیہ نے جو کمشنر ثالث مقرر کیا ہے۔ اسے سراوان کے تمام سرداروں نے مان لیا ہے۔ اس پر بھی نورالدین ہنگامہ اور افراتفری مچائے ہوئے ہے۔ اور خود کو تمام سرداروں سے علیحدہ کر لیا ہے۔ کمشنر صاحب چاہتے ہیں کہ آپ لوگ اس سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کریں۔ اور آج سے اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔

سرداروں کو اس سے کچھ بے چینی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ ممکن ہے کہ اس قسم کے خط سے وہ اور شر پھیلائے اور ہنگامہ فساد کرے۔

میں نے ان سے جواباً کہا کہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ آپ لوگ وہ کریں جیسا کہ کمشنر نے کہا ہے۔ نورالدین جانتا تھا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ اور آپ لوگوں نے کس حد تک تعاون کیا ہے۔ یہ جانتے ہوئے اس نے حکومت برطانیہ کی حکم عدولی کی اور قصداً ایسا کیا۔ اب آپ لوگوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ وہ کریں جو آپ کو کہا جا رہا ہے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ یہ بھی یاد رہے کہ اگر آپ لوگ پھر جنگ پر آمادہ ہوئے تو حکومت برطانیہ سخت اقدام کرے گی تو اس پر سب کمشنر کا حکم ماننے پر راضی ہو گئے میں نے یہ بھی کہا کہ اب چونکہ حکومت نے آپ لوگوں کو یہ آزادی دے دی ہے کہ آپ اپنی شکائیتیں پولیٹیکل ایجنٹ قلات اور پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر تک پہنچائیں تو بجائے تلوار کے اب آپ لوگ قلم استعمال کریں۔

کمشنر کے کہنے کے مطابق ایک خط جھالاوان کے سردار نورالدین کو لکھا گیا جس پر سب سرداروں کے دستخط اور مہر تھی مگر اس کے بھیجنے سے پہلے کمشنر کی رضامندی کے لئے اس کے پاس بھیج دیا۔ جس کا جواب یہ آیا۔

---

۲۷۴ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۸۷۲ء

از سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ

Marfat.com

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیر

"سرداروں کو آپ خبردار کردیں کہ جو خط انہوں نے سردار نورالدین مینگل کو لکھا ہے وہ مجھے پسند آیا اور اسے فوراً اس کے پاس بھیج دیں۔ اس میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔"

یہ خط مجھے ۲ / مارچ کی صبح کو ملا۔ میں نے کرنل منوہر نگ جیکب آباد کے سنیئر آفیسر اور پولیٹیکل ایجنٹ قلات میجر ہیرسن کو فوراً بلا بھیجا۔ پھر میں نے انہیں سارے معاملات سے آگاہ کیا اور سرداروں سے یہ خدشہ بھی ظاہر کیا کہ ان کے خط کا معلوم نہیں نورالدین کیا اثر لے۔ وہ خط میجر ہیرسن کو دیا کہ وہ ایسا انتظام کریں کہ مولا محمد کا ایک آدمی اور کچھ لوگ شاہ غازی کے اس خط کو لے کر جائیں اور نورالدین کے ہاتھ میں دیں۔ اور اس طرح کمشنر کے حکم کی تعمیل کریں۔

یہ انتظامات میں نے چھٹی پر جانے سے دو تین گھنٹے پہلے کر دیئے اور یہ واقعہ ۲۰ تاریخ کا ہے۔ اب پیر ۱۸ / مارچ کے واقعات ملاحظہ ہوں۔

اب تک یہ تو معلوم ہو ہی گیا ہو گا کہ قبیلے کے سرداروں نے جو بیانات دیئے تھے وہ ۱۷ / مارچ تک کمشنر کو بھیج دیئے گئے تھے اور مجھے امید تھی کہ جس طرح سے تحقیقات اور تجزیہ کا سلسلہ ۷ / مارچ کو شروع ہوا تھا اسی طرح شاہ غازی اور سرداروں کی موجودگی میں پھر پیر ۱۸ / مارچ کو شروع ہو جائے گا۔ یہ امید مجھے اس لئے بندھی تھی کہ بحیثیت سرحد پر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ ہونے کے اور کمشنر کی اجازت سے میں نے سرداروں کو یقین دلایا تھا کہ سارے معاملات کی تحقیق کی جائے گی اور ان کے ساتھ انصاف برتا جائے گا اور کمشنر نے کہا تھا کہ میں خود بھی اس وقت موجود رہوں اور مجھے رائے دہی کا بھی حق دیا گیا تھا مگر ۱۸ / مارچ کی صبح کو مجھے گورنر بمبئی کا تار ملا۔ جس کا متن یہ ہے۔

میں یہ لکھنے پر مجبور ہوں کہ مفاد عامہ کے حق میں آپ کے لئے بہتر ہے کہ آپ فوراً چھٹی پر چلے جائیں۔ میری نگاہ میں آپ کی بڑی قدر ہے مگر بدقسمتی سے چونکہ آپ کے

Marfat.com

اور کمشنر کے تعلقات اچھے نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کا وہاں ٹھہرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا
جواب سے فوراً مطلع کریں۔

میں نے فوراً جواب دیا۔

"۱۸ مارچ بسلسلۂ تار، ہزایکسیلینسی کے حکم کی تعمیل ہو گی۔"

میں اپنی روانگی کے انتظام میں لگ گیا۔ اصل میں گزشتہ اکتوبر سے میری صحت بہت خراب ہو رہی تھی۔ سول سرجن جیکب آباد نے مجھے یہ رائے دی تھی کہ میں ۱۵ مارچ تک جیکب آباد سے چلا جاؤں۔ یہ جانے کا موقع اچھا ہاتھ آیا۔ ورنہ کام کا الجھاؤ ایسا تھا کہ چھٹی پر جانا مشکل ہو گیا تھا۔

ضروری انتظامات کرنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ "ہیولک" کشتی ملتان سے ۱۸ مارچ کو روانہ ہو گئی ہے اور شاید ۲۴ تک سکھر پہنچ جائے گی۔ لہٰذا میں نے ۲۱ تاریخ کو جیکب آباد سے چلنے کا فیصلہ کیا تاکہ "ہیولک" پر سکھر میں سوار ہو سکوں۔

۱۸ مارچ کی شام کو گورنر کا دوسرا تار ملا۔

"آپ چھٹی کی باقاعدہ عرضی دینے اور اس کے جواب کا انتظار نہ کریں
آپ کو ابھی ایک ماہ کی چھٹی دی جاتی ہے۔ بعد میں جتنی چھٹی کی ضرورت پڑے
اس کی درخواست بھیج دیں۔ اور کرنل میریوزنگ کو آپ فوراً چارج دے دیں۔"

۱۹ مارچ کی صبح کو میں نے یہ جواب دیا۔

"بسلسلۂ تار شب گزشتہ۔ جب آپ کا پہلا تار ملا تو ۲۱ کو یہاں
سے جانے کا بندوبست کر لیا تھا تاکہ ۲۴ کو میں اسٹیمر پکڑ سکوں۔ آج سے
میں اپنا کیمپ یہاں سے اٹھا لوں گا اور ۲۰ کو چارج دے دوں گا۔"

میں نے ایمانداری سے ان تمام واقعات کا ذکر کر دیا ہے جو مجھ پر گزرے۔ گورنر کے دوسرے تار سے مجھے تاثر ملا کہ شاید کسی کی شکایت پر ان کو یہ شبہ ہوا کہ میں جانے میں

Marfat.com

شائد تاخیر کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو پہلے تار کے جواب میں مَیں یہ نہ کہتا کہ "آپ کی خواہش پوری کی جائے گی۔"

یقیناً جیکب آباد میں جو کچھ ہو رہا تھا اس سے مجھے دلچسپی تھی اور میں چاہتا تھا کہ اس کا انجام دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے۔ مگر دوسرے تار سے مجھے یہ شبہ ضرور ہُوا کہ گورنر کے پاس کچھ ایسی شکایات پہنچی ہیں کہ میری کارکردگی پر انہیں شک ہے۔

یہ بیان کر چکا ہوں کہ میں نے کرنل میلویزنگ اور میجر ہیریسن سے یہ انتظام کرا چکا تھا کہ سراوان کے سرداروں کا خط نورالدین مینگل کو بھیج دیا جائے۔ اس کے بعد میں کمشنر سے رخصت ہونے چلا گیا اور شاہ غازی سے بھی رخصت لی۔ انہوں نے مجھے تحفے میں ایک گھوڑا اور ایک اونٹ دیا تھا لہٰذا میں نے بھی انہیں کچھ تحفہ بھیج دیا۔ میں دربار میں گیا اور کرنل میلویزنگ کو چارج دے دیا اور سکھر کے لئے روانہ ہو گیا۔ ۲۱ تاریخ کو تین بجے صبح وہاں پہنچا اور اسٹیمر پر سوار ہو گیا۔

مقامی زبان میں ایک خط جو میں پہلے بھیج چکا ہوں۔ اس کے متعلق یہ کہنا ہے کہ وہ خط ہزہائی نس خان کے کچھی کے وکیل نواب محمد خان کے نام ہے۔ اس میں ان چھ سراوان کے سرداروں کا ذکر ہے جو کچھی میں بغاوت کر رہے تھے۔ جھالاوان محمد خان کی حدود کے اختیار سے باہر تھا۔

کمشنر اور پولیٹیکل ایجنٹ قلات کے درمیان جو خط و کتابت ہُوئی ہے وہ ڈائری کے پہلے حصے میں درج ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی نقلیں ہزہائی نس اور میجر ہیریسن کو بھیجی گئی تھیں۔ اور اس کا مقصد یہ تھا کہ جھالاوان کے سرداروں کے خلاف کارروائی کی جائے مگر میجر ہیریسن نے اس معاملے میں کچھ نہ کیا۔ نہ ہی نورالدین مینگل کو کچھ لکھا اور عذر یہ تھا کہ یہ کمشنر کے حکم کے خلاف ہوتا۔ کمشنر کا خط نمبر ۹۳ اور پیرا ۳ ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

۷ر مارچ ۱۸۷۲ء تک جبکہ کمشنر نے خود سردار نورالدین کو لکھا۔ اس سے کوئی گفت وشنید نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی اسے کوئی شرائط پیش کی گیئں۔ وہ بغاوتیں کرتا رہا اور فساد پھیلاتا رہا۔
جہاں تک مجھے معلوم ہے یہی آزاد خان اور علی خان جاموٹ کے ساتھ ہُوا۔ ان کی طرف بھی صلح کی کوئی پیش قدمی نہیں کی گئی۔ اس لئے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب تک کسی سردار کو یہ نہ لکھا جائے کہ وہ جنگ بند کرے اور برطانوی کمشنر کو اپنے اور خان کے درمیان حکومت برطانیہ کے حکم کے مطابق ثالث مان لے۔ تب تک اسے ذمہ دار کیسے ٹھہرایا جا سکتا ہے۔

جھالاوان، لسبیلہ اور مکران میں بدامنی کا سلسلہ اسی لئے جاری ہے۔

ملک میں امن وامان قائم کرنے میں کیا حائل ہے۔ اس کا اندازہ مجھے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ میری رپورٹ نمبر ۲۲۴ پیرا ۵۳ مورخہ ۱۵ر فروری ۱۸۷۲ء ملاحظہ ہو۔

چونکہ مجھ سے کوئی مشورہ نہیں لیا گیا اس لئے مجھے نہیں معلوم کہ نورالدین اور علی خان جاموٹ کو کوئی شرائط پیش کی گئی ہیں یا نہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے حکومت نے ان کے اور سرداروں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی ہے اور یہ میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ جب تک کہ مکران، لسبیلہ اور کچھی کے تمام مسائل ایک ساتھ حل نہ کئے جائیں گے۔ اس وقت تک مکمل امن وامان کی توقع کرنا بے سود ہے۔

حکومت برطانیہ کی منشا ملک کی حالت کو درست کرنا ہے اور روز روز کے خون خرابے کو ختم کرنا ہے۔ لہٰذا پولیٹیکل ایجنٹ اور خان کا یہ فرض تھا کہ ان شرائط کو جو ۲۴ر جنوری ۱۸۷۲ء کو سب کو پیش کی گیئں جھالاوان کے سرداروں کو بھی پیش کی جاتیں۔ مگر مارچ تک کچھ نہیں کیا گیا۔ اگرچہ اس دوران سرداروں اور خان کے درمیان جو اختلافات ہیں ان کو دور کرنے کے لئے خان نے برطانیہ کو ثالث مان لیا تھا۔ مگر ابھی تک نورالدین اور علی خان جاموٹ، اور آزاد خان جھالاوان اور لسبیلہ میں آزاد پھر رہے تھے۔

Marfat.com

خان کے ان خطوط کی نقلیں جن میں انہوں نے ثالثی کو قبول کر لیا ہے۔ بھیج رہا ہوں۔ اور اس پر "ای" اور "ایف" کا نشان لگا دیا ہے۔ اس میں جھالاوان کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ چار اعلانات سراوان کے نائبوں کے نام ہیں۔ سراوان کے سرداروں نے اس سلسلے میں کمشنر سے ملنے کی درخواست دی مگر یہ درخواست منظور نہیں ہوئی۔ بہرحال میں نے انہیں بتانے کی کوشش کی کہ جب انہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے مال و دولت کو حکومت برطانیہ کے انصاف پر چھوڑ دیا ہے تو اس کے معنی کیا ہیں اور ان کی ذمہ داریاں کیا ہوں گی۔ اس کے نتیجے میں انہوں نے احکام کی تعمیل کی اور بغیر چون و چرا اپنے پرانے دوست نورالدین سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اگرچہ یہ ان کی سمجھ سے باہر تھا کہ اس سے امن و امان کیسے قائم ہو جائے گا۔

حکومت کی ہدایات اور میری معلومات کے مطابق ریاست قلات میں حالیہ گڑبڑ اور فسادات کی کیا وجہ ہے اور اس کے اثرات برطانوی مفادات پر کیا پڑے ہیں یا آئندہ کیا پڑیں گے۔ اس کے متعلق اپنی رپورٹ نمبر ۲۲۴ مورخہ ۱۵ ماہ گزشتہ میں میں نے ذکر کر دیا ہے۔

اس کے بعد سے اس ڈائری اور جو بیانات اس میں شامل ہیں ..... سے پتہ چلتا ہے کہ وہ وجوہات جن کی بنا پر ۶۴-۱۸۶۳ء کا انقلاب آیا۔ وہ ابھی تک کارفرما ہیں۔ بلکہ ان کی شدت بڑھ گئی ہے اور ان کا زور اتنا بڑھا کہ امن و امان بالکل ہی تباہ ہو گیا۔

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ دو سال یا کچھ زیادہ سے خان اور ان کے غلاموں نے مستقل یہ کوشش کی ہے کہ ریاست کو اس کے شرفا اور موروثی مشیروں اور صلاح کاروں سے ان کے جائز حقوق غصب اور جائیدادیں ضبط کر کے ملک کو پاک کر دیا جائے اور اگر ہو سکے تو انہیں گرفتار کر لیا جائے اور اس طرح ایک استبدادانہ شخصی حکومت قائم کر کے ملک کی تباہی مکمل کر دی جائے۔

سردار تاج محمد، ریاست کے نمبر ۲ مشیر اور جھالاوان کے سردار، ان کے معاملے میں یہ پالیسی نہایت کامیاب ہے۔ جام صاحب لسبیلہ کے معاملے میں بھی خان کی پالیسی

Marfat.com

کامیاب رہی ہے مگر سردار مولا محمد جو ریاست کے مشیرِ خاص ہیں اور سراوان کے سردار ہیں ان کے معاملے میں ابھی پوری کامیابی نہیں ہوئی۔ خان نے انہیں صرف ملک بدر کیا اور ان کی جائیدادیں ضبط کی ہیں۔ بقیہ سردار صاحبان سراوان اور جھالاوان کے اور مکران کے فقیر محمد سرِ دست خطرے سے دوچار ہیں۔

اگر ملک کا نظم و نسق درست کرنا ہے اور امن و امان قائم کرنا ہے تو ان کے ساتھ انصاف برتنے کی ضرورت ہے۔

تقریباً تین سال قبل پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو یہ ممانعت کر دی گئی تھی کہ قلات کی رعایا سے وہ کوئی براہ راست تعلق نہ رکھیں اور نہ ہی ان کی کسی قسم کی کوئی شکایت سنیں۔ اب سردار سید محمد خان محمد شہی، سردار دوست محمد لہڑی اور دوسرے سرداروں کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ اس ممانعت کے بعد خان کو اپنی رعایا کو لُوٹنے کا موقع اچھا ملا۔ پہلے تو سرداروں کو لُوٹا، ان کی جائیدادیں ضبط کیں.... اور دولت کمائی۔ اس سے بھی جب تشفی نہ ہوئی تو لوگوں کے شہری اور مذہبی حقوق پر چھاپہ مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ تجار، مویشی پالنے والے چھوٹے دکانداروں بطور چھوٹے کاشتکاروں کو بھی نہ چھوڑا۔ اس ظلم کا یہ نتیجہ نکلا کہ گزشتہ ستمبر میں مستونگ اور کوئٹہ کے لہڑی، شاہوانی، محمد زئی سب خان کے خلاف بغاوت پر تُل گئے۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہُوا ہے کہ مکران اور لسبیلہ میں بھی یہ ستم ڈھایا گیا اور اس کے نتائج بالکل یہی نکلے۔

یہ عام بے چینی اور باغیوں کی ہر جگہ شاندار کامیابی، خان کی فوج کی بے بسی، لوگوں میں احساس ظلم و بے انصافی۔ ان تمام واقعات نے ہماری سرحدوں کو جو ڈیرہ غازی خان سے کراچی تک پھیلی ہوئی ہیں متاثر کیا ہے۔ کیونکہ سرحدی اضلاع ان کے دوستوں اور رشتہ داروں سے بھرے پڑے ہیں۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حکومت برطانیہ اس

Marfat.com

صورت حال سے کیوں نہیں نپٹ سکتی یا یہ کہ وہ اس کی اہل نہیں ہے کہ امن و امان قائم کرسکے یا عوام کو تحفظ دے سکے۔ اس سے ہمارے وقار پر اثر پڑا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ خان نے اپنی رعایا کو اپنے آپ سے منحرف کر دیا ہے۔ اگر ہم خان کی اسی طرح حمایت کرتے رہے جیسا کہ ہر حال میں کرتے رہے ہیں تو یہ لوگ ہم سے بھی برگشتہ ہو جائیں گے۔

قومی اور جنگی نقطۂ نظر سے یہ ہمارے لئے بہت نقصان دہ ثابت ہوگا۔ یہ قبائل پشاور سے سمندر تک ہمارے دوست ہیں اور ہمارے مفاد میں کام کرنے کو تیار ہیں۔ اگر ان کو دشمن بنا لیا گیا تو بیرونی حملہ آور ایران، مکران اور سیستان کی طرف سے نہایت آسانی سے برطانوی ہند پر حملہ کر سکتے ہیں۔ اور ان کو کسی قسم کی مزاحمت پیش نہیں آئے گی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے جائز اخلاقی دباؤ کو بروئے کار لائیں، قبیلوں کی ضبط شدہ زمینیں انہیں واپس دلائیں، ظلم و ستم کا دور ختم کرائیں اور ناانصافیوں کا ازالہ کریں۔ تجارت کو ترقی اور تحفظ دیں اور خان کی حکومت انصاف اور قانون کی بنیاد پر قائم کریں۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ ہم تمام قبیلوں کے محسن کہلائیں گے۔ وقت پڑنے پر وہ ہمارا ساتھ دیں گے۔ اگر روس اور ایران نے کبھی حملے کی سوچی تو اس سے بہتر جنگجو قبیلہ ہمیں نہیں ملے گا لہٰذا وادی انڈس کو خصوصاً بیرونی حملے سے بچانے کے لئے اس سے بہتر مدافعت کی صورت نہیں نکل سکتی۔

یہ تجویز کہ خان کو پچاس ہزار روپے سالانہ اور دیئے جائیں میرے نزدیک غلط ہوگی۔ خان نے لوٹ کھسوٹ سے یونہی ناجائز دولت بہت جمع کر لی ہے۔ اب اگر اسے اور روپے دیئے جائیں تو خود غرض اور کرائے کے ٹٹوؤں کی تعداد اور بڑھ جائے گی۔ ظلم و ستم کا دائرہ اور وسیع ہو جائے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ قبائل ہمیشہ کے لئے ہمارے اور برطانوی مفاد کے خلاف ہو جائیں گے۔

Marfat.com

کاغذ ملفوف I (اے)

مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ، اپر سندھ فرنٹیئر

بنام نواب محمد خان وکیل ہز ہائی نس خان قلات

سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ کے کہنے پر میں یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ اطلاع یہ دینی ہے کہ موجودہ فتنہ فساد جو بلوچستان میں جاری ہے۔ اس کے متعلق وہ خان سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ حکومت ہند کی ہدایات کے مطابق وہ خان اور سرداروں کے درمیان صلح کرانے کے لئے ثالث بننے کو تیار ہو گئے ہیں۔

مجھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو یہ کہہ دوں کہ آپ سب سرداروں کو اس کے بارے میں مطلع کر دیں اور یہ بھی کہ اگر وہ فوراً اطاعت قبول کر لیں اور کسی قسم کی ہنگامہ آرائی نہ کریں اور اپنی فوجوں کو سبکدوش کر کے ان آدمیوں کو اپنے اپنے گھروں کو بھیج دیں تو سر ولیم میری ویدر خود اس کی تحقیق کریں گے کہ سرداروں کے کیا کیا حقوق چھینے گئے ہیں اور ان کے ساتھ کیا کیا ناانصافیاں ہوئی ہیں اور اس کے بعد ان کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا

یہ بھی ضروری ہے اور اس بات کو اچھی طرح گوش گزار کر لیجئے کہ ثالثی کے لئے بہت ضروری ہے کہ آپ اور سردار صاحبان دونوں میں مکمل جنگ بندی ہو اور سردار صاحبان اپنے معاملات سر ولیم میری ویدر کے سپرد کر دیں۔ اور جو سردار یہ شرائط مان لیں تو خان کی فوج کو ان کے خلاف فوجی کارروائی سے باز رکھا جائے اور فوج وہاں سے ہٹا لی جائے تحقیقات شروع ہونے سے قبل سرداروں کو یہ حق دیا جائے کہ وہ کچھی میں جہاں چاہیں رہیں۔ جب انہیں بلایا جائے گا تو وہ برطانوی علاقے میں آئیں گے اور نہ انہیں صرف آمد و رفت کی مکمل آزادی ہو گی بلکہ ان کو پورا تحفظ دیا جائے گا۔

Marfat.com

آپ اس معاملے پر فوراً توجہ دیجئے اور مجھے مطلع کریں کہ آپ نے اس سلسلے میں کیا کیا اور اس کے نتائج کیا نکلے۔

ملفوف ا (i) [اے I]

ڈھاڈر مورخہ ۳۱ر جنوری ۱۸۷۲ء

از نواب محمد خان، ایجنٹ ہز ہائی نس خان قلات

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ، اپر سندھ فرنٹیئر

(خط کا لفظی ترجمہ)

آپ کا ۲۴ر تاریخ کا خط موصول ہوا۔ اس میں کمشنر صاحب کے خان اور سردار صاحبان کے درمیان ثالث بننے کا تذکرہ ہے تاکہ دونوں طرف سے جنگ بندی ہوجائے اور اس سلسلے میں سرداروں کو خبر کر دی جائے۔ میں نے آپ کے حکم نامہ کی ایک ایک نقل سرداروں کو بھیج دی ہے اور اصل خط خان کو بھیج دیا ہے۔ اس سے قبل میں آپ کو بروہیوں کا حال بتا چکا ہوں۔ سرداروں نے اپنی سمجھ کے مطابق آپ کے خط کا جواب مجھے بھیجا ہے جو میں آپ کو بھیج رہا ہوں اور اس کی ایک نقل میں نے خان کو بھیج دی ہے۔ خان مالک ہیں۔ اب وہ جو حکم کریں اور آپ جو کچھ حکم دیں گے وہ بجا لاؤں گا۔ کچھ سردار سنّی میں ہیں اور کچھ دُمن پہاڑ پر۔

ملفوف ا (ii) [اے II]

سردار کا جواب

ترجمہ اس خط کا جو سرداران مولا محمد رئیسانی، جندہ خان شاہوانی، سمندر خان لہڑی، اللہ دین خرد (کرد) سید خان محمد زئی نے بنام نواب محمد خان اور کمانداز سنر خان لکھا۔

Marfat.com

سلام و تسلیم کے بعد عرض ہے کہ آپ کا خط معہ کرنل فیری کے احکامات کے ملا۔
اور اس سے صحیح حالات کا اندازہ ہُوا۔ اس سے قبل ہم لوگوں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ امن کی
خاطر فیری صاحب ثالث بن جائیں۔ اب کرنل فیری کے احکامات پہنچ گئے ہیں اور ہم لوگوں
کو یہ منظور ہے اور ہمیں ان کی رائے سے پورا پورا اتفاق ہے۔ یہ ہم لوگوں کے پاس ۳ر جنوری کو
پہنچا اور ہم نے سراوان اور جھالاوان کے لوگوں کو اس کی اطلاع دے دی ہے۔
اور اس تاریخ سے وہ لوگ لڑائی بند کر دیں گے۔ اس کے بعد اگر ہمارے لوگوں میں سے کوئی
اس کی خلاف ورزی کرے گا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ وہ کون ہے تو اسے گرفتار کر کے
کرنل فیری کے حوالے کر دیں گے۔ ہمارا اور آپ کا بادشاہ اس وقت انگریزی حکومت
ہے۔ کرنل فیری سرحد پر بڑے حاکم ہیں اور امن و امان کی شرائط ان کے سامنے طے پانی
چاہئیں۔ ہم لوگوں نے انگریزی حکومت اور کرنل فیری کے احکامات مان لئے ہیں اور
ہم لوگوں نے اپنی فوجوں کو سبکدوش کر دیا ہے۔ کیا آپ اپنی فوج بھاگ یا گنداوہ لے جا رہے
ہیں؟ یہ جگہ شاہی اقامت گاہیں ہیں۔ آپ ہم لوگوں کی طرف سے مطمئن رہیں۔

قلات مورخہ ۶ر فروری ۱۸۷۲ء

از ہز ہائی نس خان قلات

بنام کمشنر سندھ

سلام تسلیم کے بعد عرض ہے کہ آپ کے خط سے بڑی مسرت ہوئی۔ یہ خط مجھے
میجر سیر لین کے توسط سے ملا۔ اس سلسلے میں مَیں اور شاہ غازی ولی محمد آپ سے ملنا چاہتے
ہیں۔ میں آپ کے خط کا انتظار کر رہا ہوں اور امید ہے کہ چند روز میں آ جائے گا۔ آپ جو
کچھ مجھے کرنے کا حکم دیں گے۔ وہ بجا لاؤں گا۔ اگر حالات نے مجھے آنے کی اجازت نہ دی
اور اگر آپ کا جواب چند دن میں نہ آیا تو میں اپنے وزیر شاہ غازی کو آپ کے پاس بھیجوں

گا۔ اور آپ کو اور ولی محمد کو پورے اختیارات سونپ دوں گا کہ اس معاملے میں ہماری طرف سے آپ جیسا مناسب سمجھیں کریں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ جو کچھ کریں گے وہ میرے فائدے کے لئے کریں گے۔

آپ نے قافلوں کے لوٹے جانے کا ذکر کیا ہے تو میں نے اپنے ملازمین کو یہ ہدایت دے دی ہے کہ چونکہ درہ بولان باغیوں کی وجہ سے غیر محفوظ ہے لہٰذا قافلوں کو دوسرے محفوظ راستوں سے لے جایا جائے مگر قافلہ والے یہ نہیں مانتے اور لکھ کے دے دیا ہے کہ وہ بولان کے راستے جائیں گے۔ لہٰذا جو کچھ ہوا وہ اس کے خود ذمہ دار ہیں۔ یہ تحریر میرے پاس ہے۔ جب ملنے آؤں گا تو لیتا آؤں گا اور اگر میں نہ آسکا تو شاہ غازی ولی محمد کو دے دوں گا۔ میں ان اعلانات شاہی کی چار نقلیں بھیج رہا ہوں جو میں نے کچھی اور کوہستان کی رعایا کے سامنے کئے۔ ان میں سے ایک آپ کے لئے ہے۔ ایک نواب مولا محمد اور شونزخان کے لئے۔ ایک ملا صاحب داد ناظم بھاگ کے لئے اور چوتھا نائب گنداوہ کے لئے ہے۔ یہ سب میں آپ کے پاس اس لئے بھیج رہا ہوں کہ انہیں جلد مل جائے اور راستے میں کہیں کھو نہ جائے۔ مہربانی فرما کر ایک آپ رکھ لیں اور بقیہ متعلقہ حضرات کو بھیج دیں۔

اسی ڈاک سے اور اسی روز مندرجہ ذیل خط بھی کمشنر کے نام ملا۔

قلات مورخہ ۸ر فروری ۱۸۷۲ء

از خداداد خان، خان قلات

بنام کمشنر سندھ

آپ کا ۲۵ر جنوری ۱۸۷۲ء کا خط موصول ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بروہیوں نے کچھی میں غارت گری اور بولان میں لوٹ مار کی ہے۔ آپ نے نشان دہی کی ہے کہ یہ اس معاہدے کے خلاف ہے جو حکومت برطانیہ اور نصیر خان کے درمیان ہوا ہے۔ صوبہ

Marfat.com

کچھی کے معاملات کو درست کرنے کے لئے آپ نے مجھ سے اختیارات مانگے ہیں۔ مجھے وہ پروانہ بھی ملا جو کرنل فیری نے ہمارے نائب کو عارضی صلح کے بارے میں بھیجا ہے۔ مجھے یہ کاغذات وصول کر کے بڑی خوشی ہوئی۔ مختصراً میرا جواب یہ ہے۔

میرے اسلاف کے ساتھ جو آپ کے عہدنامے ہیں میں ان کا پابند ہوں۔ موجودہ صورت حال کو سنبھالنے کے لئے مجھ سے جو کچھ ہو سکا کیا۔ نہ میری خواہش ہے اور نہ کبھی تھی کہ حالات اس حد تک ناگفتہ بہ ہو جائیں۔ اپنی رعایا کی بہتری ہمیشہ میرے پیش نظر رہتی ہے۔ آپ نے جو اختیارات کچھی کے لئے مانگے ہیں۔ وہ میں بخوشی دیتا ہوں۔ ہر وہ اقدام جو آپ سمجھتے ہیں کہ میری بھلائی کے لئے ہوگا۔ وہ مجھے منظور ہے۔ آپ نے جو احکامات کرنل فیری کے ذریعے مورخہ ۲۴ جنوری میرے وکیل کو بھیجے ہیں۔ ان پر میں بخوشی راضی ہوں میں دو تین دن کے اندر شاہ غازی کو بھیجنے والا ہوں اور وہ ۲۳ تک بھاگ پہنچ جائے گا۔

ڈیرہ غازی خان اور قندھار کے درمیان قافلے کے راستے کی تفصیل مع نقشے کے۔ جس میں ڈیرہ غازی خان اور اپر سندھ فرنٹیئر سے بعید ممالک اور قبیلے دکھائے گئے ہیں

پہلی منزل ڈرگری سے لوبا تک بذریعہ درہ چاچر ۱۸ میل، باربردار اونٹ اور اسلحہ لے جانے کے لئے اچھا راستہ ہے۔ لوبا میں پانی، گھاس اور ایندھن کی لکڑی کی افراط ہے۔

دوسری منزل لوبا سے بٹ بکشا ۱۰ میل، بٹ بکشا سے پل کانی ۸ میل، ایک فوجی دستہ لوبا اور پل کانی کے درمیان آسانی سے سفر کر سکتا ہے۔ بردست باربردار اونٹ اس پر چلتے ہیں۔ پانی، گھاس اور لکڑی کی کسی مرحلے پر کمی نہیں ہے۔ پل کانی ایک خوبصورت چھوٹی سی وادی ہے۔ یہ مری

Marfat.com

پہاڑ کے دامن میں وادیٔ شم کے کنارے ہے۔

تیسری منزل پل کانی سے بوہر پندرہ میل۔ یہ راستہ کل چاٹ اور کوپ پہاڑ کے آخری حصہ کی سے ہوتا ہوا گزرتا ہے۔ کل چاٹ میں پانی کی افراط ہے۔ بوہر نالہ کو کھودنے سے بھی پانی نکل آتا ہے۔ گھاس اور ایندھن کی لکڑی بھی کافی ہے۔ اس کے لئے معقول راستہ ہے۔

چوتھی منزل بوہر سے وُتاکیری، ۱۷ میل۔ یہ راستہ باروگ کی چڑھائی دہ، نرگل کالا کوہ کی بھن، بڑا وزان، سفید کوہ، دمن، اور انونگا کانڈک سے گزرتا ہے۔ یہاں پر دو مشکل مقامات ہیں۔ بڑا وزان اور انونگا کانڈک گاڑیوں کا راستہ دشوار گزار ہے مگر باربردار جانوروں کے لئے آسان۔ انونگا کانڈک کے قریب سے ایک اچھی سڑک بھی ہے۔ جس پر سے پرانے زمانے میں قافلے گزرتے تھے۔

پانچویں منزل وتاکیری سے کوٹ میرحاجی (بارخان) وتاکیری ایک خوبصورت وادی ہے۔ یہ اسی نام کی ندی پر واقع ہے۔ اس میں مہاشیر اور دوسری قسم کی مچھلیاں کثرت سے ملتی ہیں۔ اور اس میں چھوٹے مگرمچھ بھی ہیں جسے بلوچی میں "بوغان" کہتے ہیں۔ یہ سڑک وتاکیری سے سفید کی وڈ لگاری بارخان اور کھیتران بارخان کے میدانی علاقے سے گزرتی ہے۔ راستے میں صرف ایک پہاڑی سفید کی وڈ ہے۔ جسے آسانی سے عبور کیا جا سکتا ہے۔ کوٹ میرحاجی کھیتران کے وسط میں واقع ہے۔ اور یہ سردار کی جائے رہائش ہے۔ کھیتران ایک میدانی علاقہ ہے۔ بہت زرخیز ہے۔ بارکھان ایک خوبصورت جگہ ہے اور گندم کی پیداوار کے لئے بہت مشہور ہے۔

Marfat.com

چھٹی منزل — کوٹ میر حاجی سے ملک زئی ۲۵ میل یہ سڑک جندران میں درہ ہم سے گزر کر کوٹ کولو اور کوٹ عمر خان جاتی ہے۔ کولو مرلیں اور زرکان کا علاقہ ہے۔ یہ سڑک باربردار جانوروں کے لئے بہت اچھی ہے۔ پانی گھاس اور لکڑی کی افراط ہے۔

ساتویں منزل — ملک زئی سے زیرین ۱۲ میل۔ زیرین تیرم (کھار پٹھان) کے علاقے میں ہے۔ یہ زرخیز علاقہ ہے۔ مگر مرلیوں کی لوٹ مار کی وجہ سے ویران ہے۔

آٹھویں منزل — زیرین سے چوٹیالی ۱۲ میل۔ یہ کھلا میدان ہے۔ چوٹیالی میں قبیلے کا سردار بلند خان رہتا ہے۔

نویں منزل — چوٹیالی سے ٹل ۱۶ میل۔ یہ راستہ کوٹ شاہ دوزئی اور کوٹ استرین ہو کر جاتا ہے۔ یہ دونوں مقام قبیلے کی رہائش گاہ ہیں۔ شاہ دوزئی پٹھانوں کا قبیلہ ہے۔ علاقہ زرخیز ہے۔ ترین امیر کابل کو نذرانہ دیتے ہیں۔

دسویں منزل — ٹل سے عمرزئی ۱۵ میل۔ یہ کھلا میدانی علاقہ ہے اور سڑک اچھی ہے

گیارھویں منزل — عمرزئی سے شوجازئی ۱۲ میل۔ یہ میدانی علاقہ ہے اور سڑک اچھی ہے۔

بارھویں منزل — شوجازئی سے شوجاوی ۲۲ میل۔ یہ کاکڑوں کا علاقہ ہے۔

تیرھویں منزل — شوجاوی سے پاہی۔ ۱۲ میل۔ یہ کاکڑوں کا علاقہ ہے۔

چودھویں منزل — پاہی سے زاگنج۔ ۱۵ میل۔ پہاڑی علاقہ ہے۔ باربردار جانوروں کے لئے راستہ اچھا ہے۔

پندرھویں منزل — زاگنج سے زرگائی اسپیزندا۔ ۱۸ میل۔ یہ علاقہ کھلا اور زرخیز ہے۔

Marfat.com

سولھویں منزل	زرگائی اسپیزندا سے ایسولی کچھ ۱۵ میل۔ علاقہ میدانی اور زرخیز ہے	
سترھویں منزل	ایسولی کچھ سے ناگندہ ۱۲ میل	
اٹھارھویں منزل	ناگندہ سے پاشین (پشین) ۱۵ میل۔ ناگندہ قندھار کا علاقہ ہے اور کاکڑ پٹھانوں کے قریب واقع ہے۔	
انیسویں منزل	پشین سے خوجک ۱۰ میل۔ کھلا میدانی علاقہ ہے۔	
بیسویں منزل	خوجک سے مل (یا مل) ۱۲ میل۔ یہاں پر بولان کا راستہ ملتا ہے۔	
اکیسویں منزل	مل سے قندھار ۱۸ میل	

راستوں کی یہ تفصیل کچھ تو ذاتی مشاہدے کی بنا پر ہے اور کچھ مقامی لوگوں کی زبانی جو کیپٹن سنڈیمن نے سن کر بھیجی ہے۔ اس تفصیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے جیسے آپ مغرب کی طرف جاتے ہیں۔ علاقہ میدانی اور راستے آسان ہوتے جاتے ہیں۔

ہرند سے قندھار تک کا فاصلہ ۳۰۰ (تین سو میل) ہے۔

ڈیرہ غازی خان سے قندھار تک ایک دوسرا راستہ بھی ہے۔ یہ راستہ مندرجہ ذیل جگہوں سے گزرتا ہے۔ سخی سرور، کوٹ پنڈ دان خان (سونی پٹھانوں کا علاقہ) کوٹ عمر جیل، اور ساہوزئی۔ مگر یہاں کچھ جگہیں بہت دشوار گزار ہیں۔

دستخط۔ آر جے۔ بروس

اسسٹنٹ کمشنر

راجن پور مورخہ ۲ مارچ ۱۸۷۲ء

مولا محمد ریئسانی کی عرضی، مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۷۲ء

بنام کمشنر سندھ

(ترجمہ)

Marfat.com

مودبانہ گزارش ہے کہ میں آپ کو تفصیل سے اپنے اور ملک کے حقوق کے بارے میں لکھ چکا ہوں۔ اس موجودہ خان کے دور حکومت میں سرداروں کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

چودہ سال قبل خان کی شادی جھالاوان کے سردار تاج محمد کی لڑکی سے گنداوہ میں ہوئی۔ اس موقع پر کوہستان کے چھوٹے بڑے سب سردار موجود تھے اور انہیں امید بندھی کہ مستقبل میں امن و امان اور خوشحالی کا دور ضرور آئے گا۔ مگر ہوا یہ کہ خان قلات نے اسلامی قانون اور رواج کے بالکل برعکس اور سرداروں سے بغیر کسی مشورے کے یہ رشتہ توڑ ڈالا۔ اور تاج محمد کی بہن جو مرحوم خان قلات کی بیوہ تھی۔ اس سے شادی کر لی جو ہمارے قانون کے بالکل خلاف تھی۔ اس روز سے ہماری مشکلات شروع ہو گئیں۔

دو تین سال بعد شیر دل خان نے بغاوت کر دی اور خان کو معزول کر کے خود خان بن گیا۔ وہ ایک سال تک خان رہا۔ تاج محمد کی بہن کا انتقال ہو گیا اور میرے مشورے سے خان نے تاج محمد کی لڑکی سے شادی کر لی۔ اس سے امید بندھی کہ اب شاید ملک کی حالت کچھ بہتر ہو جائیگی۔ مگر خان کو مجھ سے اور تاج محمد سے دشمنی ہو گئی۔ دشمنی اتنی زیادہ بڑھی کہ تاج محمد کو گرفتار کر لیا اور مجھے قید کرنے کی کوشش کی۔ تاج محمد خان کا حفاظتی دستے کے زیر سایہ انتقال ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسے قتل کیا گیا۔ اس کے اپنے ذاتی ملازمین کو اس رات ایک دوسرے قیدی میر ہیبت کی نگرانی کے لئے بھیج دیا گیا تھا۔ خان نے اس کے بعد تاج محمد کی ساری جائیداد ضبط کر لی۔ تھوڑی سی جائیداد اس کی ماں اور بھائی کے گزارے کے لئے چھوڑ دی۔

جب کانک والا میں لڑائی چھڑ گئی تو خان نے اس کی ماں کو قلات بلالیا۔ جہاں وہ ابھی رہ رہی ہے۔ ایک یا دو سال قبل خان نے اپنے بیٹے کو جھالاوان کا سردار بنا دیا۔ یہ ہم لوگوں کے قانون کے خلاف تھا۔ بہرحال اس کا لڑکا تھوڑے ہی

Marfat.com

دنوں بعد مرگیا۔ جس وقت تاج محمد کو گرفتار کیا گیا میں مریوں کے ہاں تھا۔ جب میں نے سنا کہ خان کی فوج مجھے گرفتار کرنے آرہی ہے تو میں قندھار چلا گیا۔ تب خان نے میری ساری جائیداد اور زمین ضبط کرنی شروع کردی۔ اور میرے بھائی ہیبت خان کو جس کے ذمے میری جائیداد تھی..... قید کر دیا۔ اس کے بعد میری جتنی جائیداد شال (کوئٹہ) مستونگ، کانک اور منگوچر میں تھی سب ضبط کرلی۔

اس وقت حبیب خان اور محمد خان کانک میں تھے۔ خان نے ان پر مظالم ڈھانے شروع کر دیئے اور اس کے علاقے پر بھی۔ حبیب خان نے وڈیرہ آدم خان بنگلزئی، سردار اللہ دینا خرد (کرد) محمد خان لہڑی اور جہانگیر خان لہڑی کو اطلاع دی کہ وقت آگیا ہے کہ ہم سب لوگ اکٹھے ہو جائیں اور خان کے خلاف حکومت برطانیہ سے شکایت کریں۔ اور مجھے بھی قندھار سے بلایا۔ اس تجویز کے تحت وہ سب لوگ کانک روانہ ہو گئے۔ اسی روز خان کی فوج نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس فوج میں گھوڑ سوار بھی تھے اور پیدل سپاہی بھی۔ اس جھڑپ میں حبیب خان معہ اپنے سات آدمیوں کے مارے گئے۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا اور سرداروں سے ملا۔ ایک مہینہ کے بعد شاہ غازی نے ٹکاری میں ہم لوگوں پر فوجی حملہ کیا۔ اسے شکست ہوئی۔ جب اس لڑائی میں ہم لوگوں کے پاس گولہ بارود نہ رہا تو ہم لوگ مری کی پہاڑی پر چلے گئے۔

خان کی فوج نے گمبادوزہ کے قبیلے کو خوب لوٹا۔ وہ دو سو اونٹ، چار سو دنبے اور اسّی بیل لوٹ کر لے گئے۔ اور ان کے سارے زیورات بھی لوٹ کر لے گئے۔ اس کے بعد شاہ غازی گرماف چلا گیا۔ وہاں سے اس نے ایک کانفرنس کرنے کے بہانے میر محمد خان لہڑی، سردار جہانگیر خان لہڑی اور جہانی خان کُرد کو اپنے پاس بلایا۔ جب وہ آگئے تو انہیں قید کر لیا۔ جہانگیر خان لہڑی اور جہانی خان کُرد کو اور دوسرے پانچ ایسے ہی قیدیوں کے ساتھ قلات بطور قیدی بھیج دیا۔

Marfat.com

میر محمد کو اپنے ساتھ رکھا اور اس کے بعد اسے میرے پاس بات چیت کے لئے بھیجا۔ میں نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ شاہ غازی نے ہم لوگوں کے ساتھ دھوکا کیا ہے اور دھوکے سے لوگوں کو بلا کر قید کر دیا ہے۔ میر محمد لہڑی میرا جواب لے کر جب شاہ غازی کے پاس گیا تو اسے پھر قید کر دیا۔ وہ تین مہینے کے بعد قید میں مر گیا۔ میں نے یہ ساری باتیں ۱۸۶۸ء میں کرنل گرین کو بتائیں۔ انہوں نے شاہ غازی کو اور مجھے جیکب آباد بلایا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ اور مجھے سبّی جانے کو کہا گیا۔

اس کے بعد کرنل فیری سندھ فرنٹیئر پر آ گئے۔ ۱۸۶۹ء میں میں قلات گیا۔ میں جام لسبیلہ، سردار نورالدین، سردار آزاد خان اور دوسرے سردار کیپٹن ہیریسن پولیٹیکل ایجنٹ قلات سے ملے۔ وہ ان دنوں باغبانہ میں تھے۔ ان کو سارے واقعات بتائے۔ میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ جب تاج محمد کو گرفتار کیا گیا تو خان نے مجھ سے سو گھوڑیاں، چھ سو اونٹ اور سو گائیں لے لیں۔ اور گزشتہ تین سال سے ہماری زمین کی آمدنی الگ کھا رہے ہیں۔ میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ وہ خان سے مجھے تاج محمد اور میر حبیب خان کا خون بہا دلوائیں

کیپٹن ہیریسن نے جواب میں یہ کہا کہ وہ اپنی فوجوں کو سبکدوش کر دیں۔ ہم لوگوں نے ان سے یہ کہا کہ ہم لوگ لڑنے نہیں آئے ہیں۔ یہ فوج صرف ہماری حفاظت کے لئے ہے۔ تب کیپٹن ہیریسن نے ہم لوگوں کو قلات جانے کو کہا۔ ہم لوگ قلات چلے گئے۔ دوسرے روز کیپٹن ہیریسن کے خیمے میں میری شاہ غازی سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کیپٹن ہیریسن سے کہا کہ میں شاہ غازی سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے جو کچھ کہنا ہے خان سے کہہ دوں گا کیپٹن ہیریسن نے کہا کہ آپ پہلے شاہ غازی سے بات کر لیں۔ اس کے بعد میں خان کو خود سمجھاؤں گا۔ اس کے بعد میں خان کے پاس گیا اور تاج محمد کی موت سے لے کر اس وقت تک کے واقعات بتلائے۔ میں نے ان سے یہ بھی گزارش کی کہ آپ میرے ساتھ وہی برتاؤ روا رکھیں جو آپ کے والد مرحوم مہراب خان رکھتے تھے۔ خان نے کہا کہ تین سال

Marfat.com

تک جو میں نے تمہاری زمین سے غلہ وصولا ہے۔ وہ واپس نہیں کر سکتا۔ تمہاری موروثی زمین نہیں واپس کر دوں گا۔ انہوں نے وہ زمینیں جو قبیلے کے ساتھ ملتی ہیں دینے سے انکار کر دیا میری بہت سی پرانی اراضی بنجر ہے مجھے نئی زمینیں ملنی چاہیئے تھیں۔

اس کے بعد میں نے سرنجان کے سرداروں کی زمین کے بارے میں کہا۔ پھر میں نے یہ بھی گزارش کی کہ جام صاحب، سردار نورالدین، آزاد خان اور محمد حسینی کی زمینیں انہیں واپس کر دی جائیں۔ خان نے انکار کر دیا۔ میں نے اعتراض کر دیا۔ مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آخر میں ہم سرداروں کے پاس کبوتر واپس آگیا ایک روز کیپٹن ہیریسن کبوتر آئے اور ہم سب سے کہا کہ آپ لوگ اپنے اپنے گھر جائیں۔ اس لئے کہ تین مہینے کے لئے عارضی صلح کر رہے ہیں۔ سب سردار یہ سن کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ میرا ارادہ جیکب آباد جاکر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ سے ملنے کا تھا۔ مگر وہ ملنے پر راضی نہیں ہوئے۔ اس لئے میں بستی چلا گیا۔ جب جام صاحب کا واقعہ پیش آیا تو میں مرلوں کے پاس چلا گیا۔ وہاں سے قندھار۔

میری موروثی زمینوں کو ضبط ہوئے سات سال ہو چکے ہیں۔ میرا خاندان بہت بڑا ہے اور میری حالت ایسی ہو گئی ہے کہ میں ان کی کفالت نہیں کر سکتا۔ ہمارا قبیلہ بھی بہت پریشان ہے۔ تلاش معاش میں تتر بتر ہو گیا ہے۔ لوگ روزی کی تلاش میں بمبئی تک چلے گئے ہیں۔ میں نے اپنی موروثی جائیداد کی فہرست آپ کو دے دی ہے اور دوسرے رئیسانیوں کی بھی جو خراسان اور کچھی میں رہتے ہیں۔ یہ وہ موروثی زمینیں ہیں جو ہمارے آباؤ اجداد کے قبضے میں تھیں۔ میرے پاس کوئی سند نہیں ہے مگر میرے آباؤ اجداد کے پاس یہ جائیداد احمد زئی کے زمانے سے بھی قبل کی ہے۔ اب میرا فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

مولا محمد رئیسانی کی مہر

ترجمہ سنڈیمن نے کیا

Marfat.com

ایک عرضی کا ترجمہ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۸۷۲ء

از سردار دوست محمد خان ولد سردار جہانگیر خان لہڑی مرحوم

بنام کمشنر سندھ

میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ لہڑی قبیلہ نارموک میں رہتا ہے۔ جو مستونگ سے بیس میل پر واقع ہے۔ یہ ہمارا ہمیشہ کا دستور رہا ہے کہ موسم سرما میں ہم لوگ کچھی چلے جاتے ہیں اور مویشیوں کے چارے کی بھی آسانی ہے۔ اس لئے کہ فصل کٹنے کے بعد کھیتوں میں جو غلہ رہ جاتا ہے وہ ان کا چارہ بن جاتا ہے۔ اس کی اجازت محبت خان نے پانچ برس قبل سب بروہیوں کو دی تھی۔ لہٰذا حسب معمول ہم لوگ مویشی چرانے سردیوں میں آئے۔ اس وقت ہمارے والد جہانگیر خان کی ملازمت میں قلات میں تھے۔ بھاگ ناڑی کا نائب اس وقت عبدالرحمان تھا۔ نائب نے کہا کہ وہ انہیں پرانی رعایت نہیں دے سکتے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر مویشیوں کو کھیت کا گرا ہوا غلہ کھلاؤ گے تو ٹیکس ادا کرنا ہوگا۔ میرے دادا میر محمد خان نے کہا کہ جب سے کچھی بروہیوں کو ملا ہے۔ ہم مویشی اسی طرح چَرانے چلے آرہے ہیں اور کبھی ٹیکس نہیں دیا۔ تب میرے دادا نے میرے والد کو قلات خط لکھا۔ والد نے جواب دیا کہ انہوں نے خان سے اس کا ذکر کیا۔ مگر وہ اس قسم کی رعایت دینے کو تیار نہیں ہیں۔ اب ہمیں ٹیکس دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

اس کے دس روز کے بعد نائب عبدالرحمان کے دس سوار آئے۔ اور بیس دنبے ذبح کرکے لے گئے۔ اس پر لہڑیوں نے سواروں سے کہا کہ ایک تو ہماری چراگاہ کے حقوق غصب کیئے اور پھر ہمارے دنبے چُرانے ہو۔ اس پر سواروں کو بہت غصہ آیا اور نصیر آباد کے قریب لہڑیوں کے دو گھر لوٹ لئے۔ لہڑیوں نے انہیں لاٹھی سے پیٹا۔ اس لڑائی میں ایک سوار کی گھوڑی ماری گئی۔ اس کے بعد ہم لوگ خراسان چلے گئے۔ ہم جب مرو کا پہنچے تو وہاں میرے والد سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ وہ قلات میں چھ مہینے رہے مگر انہیں خان نے

Marfat.com

تنخواہ نہیں دی۔

ہم لوگ تب وڈیرہ آدم خان کے ہاں یہ مشورہ کرنے گئے کہ خان کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجیں یا نہیں۔ اس وقت سردار اللہ دینا اور آفتر خان میں جھگڑا تھا۔ وہ دونوں وڈیرہ آدم خان کے پاس آئے۔ وڈیرہ آدم خان، حبیب خان ریکسانی، دوست محمد، اللہ دینا کُرد کا لڑکا اور میرے چچا عارف خان، خان کے پاس گئے اور انہیں حالات سے آگاہ کیا۔ عارف خان کی شکایت پر انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ وہ سب واپس آ گئے۔ اور سوچا کہ اب سندھ جا کر حکومت برطانیہ سے شکایت کی جائے۔ اس مقصد سے سب سردار صاحبان حبیب خان کو لانے کانک گئے۔ خان کی فوج نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس لڑائی میں حبیب خان مارے گئے۔ سب سردار نرا کا چلے گئے۔ اس کے تقریباً پانچ روز بعد مولا محمد بھی قندھار سے واپس آ گئے۔ سب نے رائے دی کہ حکومت برطانیہ کو درخواست دینا چاہیئے۔ ایک عرضی لکھ کر بھیج دی گئی مگر شمنی میں خان کی فوج نے قاصد کو روک لیا۔ اس سے عرضی لے لی۔ وہ خالی ہاتھ واپس آ گیا۔ ہم لوگوں نے کوئی فتنہ فساد نہیں پھیلایا اور نوگونگ پہاڑ پر چلے گئے۔

شاہ غازی نے نرا کا پر حملہ کر دیا۔ ہمارا شہر جلا دیا۔ ہزاروں من غلہ اور ہم لوگوں کا جو کچھ اثاثہ تھا وہ سب لے کر چلا گیا۔ جب ہم پر ڈاکہ پڑا تو ہم لڑے۔ دونوں طرف سے دو تین آدمی مرے۔ اس کے بعد ہم لوگ کفنارا چلے گئے۔ جہاں پھر لڑائی ہوئی۔ اس میں ہمارے دو آدمی مارے گئے۔ اور آٹھ زخمی ہوئے۔ خان کی فوج کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ سب سردار مری کی پہاڑیوں پر چلے گئے اور میرے والد اور دادا اپنے قبیلے کے پاس نوگونگ چلے گئے۔

بھاگ کا نائب محمد خان لہڑیوں کے سات سو دنبے لوٹ کر لے گیا۔ اس طرح خان کی فوج نے لہڑیوں کو لوٹا اور تباہ و برباد کر دیا۔ دو روز بعد شاہ غازی نے ایک روہیلہ قبیلہ

Marfat.com

اور ایک اون کے تاجر جان محمد کو لوٹا۔ جان محمد مارا گیا اور اس کی اون، گھی، دس دنبے اور بہت سے اونٹ لے گئے۔ اس کے علاوہ فوجوں نے بدوزئی قبیلے کے پچاس گھروں کو لوٹا۔ اور لورانی چلے گئے۔ تب شاہ غازی نے ایک پیغام میر محمد کو بھیجا کہ وہ ان سے آکر ملے اور سرداروں کی مشکلات کے بارے میں ان سے گفتگو کرے۔ میر محمد، میرے والد جہانگیر خان اور اللہ دینا کُرد کا بیٹا جانی خان اور دس دوسرے سردار شاہ غازی سے ملنے گئے۔

جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو شاہ غازی نے سب کو قید کر دیا۔ اور بھاگ لے آیا۔ اس کے بعد شاہ غازی ڈھاڈر آیا اور وہاں سے میرے والد کو اور جانی خان کو معہ دوسروں کے قیدی بنا کر قلات بھیج دیا۔ میرے دادا میر محمد کو سردار مولا محمد کے پاس بھیج دیا۔ مولا محمد نے کہا کہ برطانوی حکومت جب تک بیچ میں نہ پڑے وہ شاہ غازی پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ میرے دادا میر محمد نے یہی باتیں شاہ غازی کے پاس جا کر اسے بتا دیں۔ شاہ غازی نے انہیں پھر قید کر دیا۔ بھاگ واپس آنے کے کچھ ہی دن بعد میر محمد کا انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی نہ ہی یہ معلوم ہو سکا کہ کیا بیماری تھی۔ شاہ غازی نے ان کی لاش کو سانی بھیج دیا۔ میرے چچا مراد خان کو وہاں تین دن میں تجہیز و تکفین کرنے کو کہا گیا۔ اس کے بعد شاہ غازی نے میرے چچا مراد خان کو بلایا اور کہا کہ وہ قلات جا رہے ہیں اور سب سرداروں کو رہا کرا دیں گے۔ لہٰذا وہ اطمینان رکھیں۔

انہوں نے میرے چچا سے یہ بھی کہا کہ وہ سردار سمندر خان کو سبّی سے بلائیں اور انہیں نارا کا میں مولا محمد کے ہاں ٹھہرا دیں۔ ان لوگوں کا باقاعدہ کوئی انتظام کیا جائے گا میرے چچا اور سردار سمندر خان کرک سے نارا کا مولا محمد کے ہاں پہنچے۔

جب شاہ غازی قلات پہنچے تو انہوں نے میرے والد جہانگیر خان کو بلایا اور کہا کہ اگر سمندر خان سے وہ تلوار، بندوق اور اونٹ خان کو واپس دلا دے جو مرحوم خان اور شیر دل خان نے اسے دیا تھا۔ تو وہ انہیں رہا کرا دیں گے۔ میرے والد نے یہ چیزیں سمندر

Marfat.com

خان سے واپس دلا دیں مگر وہ رہا نہیں کیے گئے۔

میرے چچا سمندر خان نے محمد خان لہڑی کی طرف سے شاہ غازی کو یہ لکھوایا کہ۔

"میرے والد میر محمد خان کا انتقال ہو گیا اور میرا بھائی جہانگیر ایک سال سے قید میں ہے اگر اب بھی تم اسے رہا کرنے سے انکار کرتے ہو تو ہم لوگ پہاڑوں پر چلے جائیں گے اور تم پر حملہ کر دیں گے۔"

اس کے بعد شاہ غازی نے خان سے مشورہ کیا اور جہانگیر خان کو رہا کر دیا۔ ہماری ساری زمینیں واپس کر دی گئیں۔ ہم لوگوں نے دو سال تک مطمئن زندگی بسر کی۔ اور خان کی فرمانبردار رعایا بنے رہے۔ گزشتہ سال خان گنجابا آئے اور کچھی کی ہماری تمام زمینیں ضبط کر لیں۔ میرے والد جہانگیر خان، خان کے پاس گئے اور اس ضبطی کی وجہ دریافت کی۔ خان نے کوئی وجہ نہیں بتائی اور صرف یہ کہا کہ ان کی جائیدادیں واپس نہیں کی جائیں گی۔ جہانگیر واپس گھر آ گیا۔

غلام محمد لہڑی نے چھوٹے نصیر خان کے زمانے میں شوروں میں کچھ زمین خریدی تھی گزشتہ سال خان نے یہ زمین ضبط کر لی۔ اور اسے ۱۳۴۵ روپے جرمانہ کیا۔ میرے چچا مراد خان نے شاہ غازی سے اس کا ذکر کیا مگر خان نے اس کی ایک نہ سنی۔

شورندی کے کنارے میر سید خان کو ایک گاؤں ماچی نام کا انعام میں ملا تھا۔ یہ گاؤں اس نے ۲۲۰۰ روپے کے عوض حیات خان کے پاس رہن رکھ دیا۔ اور میر سید خان نے سند کے لئے ایک ہزار روپے دیئے۔ جب خان گنجابا آئے تو میر کریم خان ولد سید خان کو حکم دیا کہ وہ حیات خان کا حساب کتاب جانچے اور حیات خان سے کہا کہ وہ اپنی سند پیش کرے۔ حیات خان ایک زمیندار عمر ماچی (جو ماچی کا رہنے والا تھا) کے ساتھ گنجابا گیا اور سند پیش کی۔ تب خان نے اسے حکم دیا کہ وہ کوڑا بی بی فتح خاتون کے پاس جائے اور کرم خان کو اپنا حساب کتاب دکھائے۔ حیات کوڑا گیا۔ گھوڑے کے زین کے تھیلے

Marfat.com

بیں اس نے اپنی سند رکھ لی ۔ یہ تھیلہ وہ دلو کرار کی دکان پر رکھ کر کھانا کھانے گیا۔ اس دوران میں بی بی کا ملازم اعتبار خان دکان پر آیا اور تھیلے سے سند نکال کر بی بی کے پاس لے گیا۔ دلوکرار کے ایک لڑکے نے یہ بات حیات کو بتا دی۔ حیات خان اعتبار کے مکان پر گیا مگر وہ وہاں نہیں تھا۔ اس کے بعد حیات خان توپ خانے کے ایک کپتان شیر خان لہڑی کو لے کر اعتبار خان سے ملا اور سند کا مطالبہ کیا۔ اعتبار خان نے سند واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ حیات خان نے میرے والد کو ساتی جا کر ساری باتیں بتائیں۔

اس کے بعد خان بھاگ آئے۔ میرے والد اور حیات خان دونوں خان سے ملے اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ خان نے اس معاملے میں کچھ نہیں کیا۔ اس طرح حیات خان کو روپے زمین اور جائیداد سے ہاتھ دھونا پڑے اور انصاف کا تو ذکر ہی نہیں ہے۔ گزشتہ سال جب خان ڈھاڈر آئے تو انہوں نے بالک خان لہڑی کی زمین ضبط کر لی۔ یہ زمین اس نے مبارک خان شاہوانی اور حاصل خان زئی سے خریدی تھی۔ بالک خان نے بار بار خان کو درخواست دی مگر کچھ نہ ہوا بلکہ بالک خان کے پاس ایک گھوڑی تھی انہوں نے وہ بھی اس سے مانگی جب انہوں نے دینے سے انکار کیا تو بالک خان کو تین مہینے کے لئے قید کر دیا مستونگ کی لڑائی سے ذرا پہلے بالک خان نے خان کو پانچ اونٹ اور پانچ سو روپے نقد دیئے۔ تب جا کر بالک خان کو قید سے نجات ملی۔ اس لڑائی میں بالک خان زخمی ہو گیا۔ اسے مجبوراً برنگا باد جانا پڑا۔ جب وہ صحتیاب ہو گیا تو خان نے اسے گولی سے اڑا دیا۔ ایک گھوڑی بھی لے گیا اور لہڑیوں کے پانچ چھ گاؤں بھی لوٹے۔

بہار خان کے واقعات یہ ہیں۔

شیر دل کی حکومت کے دور میں پندرانی اور لہڑیوں میں ایک لڑائی ہوئی۔ جس میں دو لہڑی مارے گئے۔ دوسرا لہڑی موجودہ خان کے دور میں مارا گیا۔ اس وقت ایک پندرانی خان کی ملازمت میں تھا۔ بہار خان، خان کے پاس ان تین لہڑیوں کے قتل کی شکایت

کرنے گیا اور استدعا کی کہ اس کی تحقیق کی جائے اور ان کے ساتھ انصاف برتا جائے مگر
محمد حسن نے اس معاملے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ اب وہ پندرانی جو خان کی ملازمت میں
تھا وہ چھٹی لے کر تمبو کی طرف چلا گیا اور خان بھاگ میں تھا۔ جمانی شہر کے قریب یہ
پندرانی اور بہار خان ملے۔ پندرانی نے بہار خان کو گالیاں دیں اور کہا کہ خان سے کیوں
شکایت کی۔ اگر تم ہمت والے ہو تو لڑلو۔ تب بہار خان نے اپنی تلوار نکالی اور اس پر
حملہ کر دیا۔ اس پندرانی نے دو پستول، ایک تلوار اور ایک اونٹ چھوڑ کر پانی میں چھلانگ
لگادی۔ بہار خان یہ سب سامان لے کر تمبو کے نائب کے پاس پہنچا اور بتایا کہ یہ سب
چیزیں اسے کیسے ملیں۔ اس پندرانی نے خان سے شکایت کی۔ بہار خان سندھ چلا
گیا۔ میرے والد جہانگیر خان نے خان سے کہا کہ اس میں بہار خان کا کوئی قصور نہیں ہے
اس پندرانی نے بہار خان کو گالیاں دیں اور اس سے قبل پندرانیوں نے تین لہڑیوں کو قتل
کیا ہے۔ لہٰذا خان کو اسے معاف کر دینا چاہیے۔ اس وقت وہ سندھ میں ہے۔ جب وہ
واپس آئے گا تو وہ بہار خان کو خان کی خدمت میں حاضر کر دے گا۔ خان نے اسے
معاف کر دیا۔ میرے والد جہانگیر خان نے اسے سندھ میں یہ خبر پہنچا دی کہ خان نے اسے
معاف کر دیا ہے۔ بہار خان نڑاکا آ گیا۔ خان نے میرے والد کے پاس چھ گھوڑ سوار
بھیجے کہ بہار خان کو میرے پاس بھیج دیا جائے اور ساتھ ہی یہ یقین بھی دلایا کہ ڈرنے
کی کوئی بات نہیں ہے۔ بہار خان کو بھیج دیا گیا۔ خان اس وقت کانک میں تھے۔ خان
کے ایک ملازم مستی خان نے بہار خان کو گالیاں دیں اور اس کی تلوار اس سے چھین لی۔ بہار
خان نے کہا کہ خان نے اسے معاف کر دیا ہے اور اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی
تلوار اس سے چھین لے۔ تب بہار خان کے ایک دوست نے بتایا کہ خان اسے قتل
کر دینا چاہتا ہے۔ اس پر بہار خان نے اپنی تلوار اس سے چھین لی۔ اسے اور تین دوسرے
آدمیوں کو زخمی کر دیا۔ خان نے اسے گولی سے اڑوا دیا۔

Marfat.com

ایک یا دو سال قبل جب خان قلات میں تھے تو کرم خان نے یہ دیکھ کر کہ محمد خان لہڑی کے اس کی بیوی کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں۔ دونوں کو قتل کر دیا۔ خان نے کرم خان کو اس جرم میں قید کر دیا۔ سردار جہانگیر خان نے خان کو یہ سمجھایا کہ جب کرم خان نے اپنی بے عزتی دیکھی تو اسے بہت غصہ آیا اور اسلامی قانون کے تحت اس نے دونوں کو قتل کر دیا۔ مگر خان نے ایک نہ سنی اور بعد میں پانچ سو روپے جرمانہ وصول کر کے کرم خان کو رہا کر دیا۔

اسی زمانے میں بھاگ کے نائب شاہو خان نے چندرام لہڑی سے ایک اونٹ اور ایک سو بیس روپے وصول لے۔ الزام یہ تھا کہ اس نے ایک اونٹ کسی تاجر کا چرایا ہے۔ اگرچہ یہ صرف شبہ تھا۔ اس کا پیسے وصول لینے کا جرم ثابت نہ کر سکا۔ آٹھ یا دس دن بعد وہ چوری شدہ اونٹ کسی اور کے پاس سے ملا۔ چندرام نے نائب سے اپنے روپے واپس مانگے۔ مگر اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

گزشتہ سال جب خان شال (کوئٹہ) آئے تو انہوں نے لہڑیوں کی ساری زمینیں زبردستی ضبط کر لیں۔ قطب خان لہڑی نے سید محمد امین سے ایک "انعامی" زمین خریدی جس کی آمدنی ایک لاکھ روپے سالانہ تھی۔ یہ زمین بھی خان نے ضبط کر لی۔ قیصر خان ولد کابل خان نے خان کے پاس عرضی دی کہ یہ زمین سید محمد امین سے خریدی گئی ہے تو خان نے جواب دیا کہ سید محمد امین کے پاس جاؤ اور اپنے روپے واپس لے لو۔ قیصر خان سید محمد امین کو خان کے پاس لے آیا۔ خان نے ان کی کچھ مدد نہیں کی۔ نواب خان لہڑی ساکن شالکوٹ ابھی یہاں موجود نہیں ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو ان کے معاملات کی تفصیل پیش کر دوں گا۔

اگست ۱۸۷۱ء کو خان مستونگ آئے مگران کے آنے سے قبل مستونگ کے نائب عبدالرحمان نے قادر بخش ولد چندرام سے جس سے اسے پرخاش تھی تین سو روپے جرمانے کے وصول لے سفر خان کے قبضے میں آبپاشی کے لئے پانی کا ایک نالہ تھا۔ اس کا نام لگانی تھا۔ یہ چھوٹے

Marfat.com

میر خان نے انہیں انعام دیا تھا۔ اس کی سند سفر خان کے لڑکے شاہ بانغ خان کے پاس ہے۔ یہ بھی خان نے ضبط کر لیا ہے۔ پڑنگا باد میں قیصر خان کا ایک ایسا ہی پانی کا چشمہ تھا جسے نصیر خان نے بذریعہ سند اسے دیا تھا۔ وہ بھی خان نے ضبط کر لیا مگر اس سے بھی جب انہیں اطمینان نہیں ہوا تو انہوں نے قیصر خان سے ایک سو چالیس روپے بھی چھین لیے۔ ایک پانی کا چشمہ (نالہ) مستونگ میں ہے۔ چھوٹے میر نصیر خان نے غالی لہڑیوں کو ان کی خدمات کے عوض یہ اجازت دی تھی کہ وہ اس سے ہفتہ میں ۲۴ گھنٹے پانی لے سکتے ہیں۔ اس کی باقاعدہ سند موجود ہے۔ خان نے اسے ضبط کر لیا اور اسے ساٹھ روپے جرمانہ کیا۔

رحمت خان کے لڑکے قیصر خان نے جمعہ سے کچھ زمین اور ایک چشمہ پانی کا خریدا۔ یہ جائیداد انعام کی تھی۔ نائب عبدالرحمان نے اسے ضبط کر لیا۔ اور رحمت خان کو تین سو روپے جرمانہ کیا۔ اس کے بعد رحمت خان ایک لڑائی میں مارا گیا۔ غلام نبی شاہوانی کے پاس نوشہرہ میں زمین اور پانی تھا جو قیصر خان کے چچا عبد علی لہڑی کے پاس پندرہ سال کے لئے سولہ سو روپے میں رہن تھا۔ جب خان مستونگ آئے تو [illegible] وہ دیکھیں کہ معاملہ کیا ہے۔ عبد علی سند لے آیا۔ سلطان محمد رئیسانی کے لڑکے غلام نبی نے خان کے حکم سے عبد علی کے سارے کاغذات پھاڑ کر پانی میں پھینک دیئے۔ خان کے حکم سے سلطان محمد نے عبد علی کو تین سو روپے جرمانہ بھی کیا۔ سلطان محمد کے پاس کافی بڑی جائیداد ہے۔ وہ گزشتہ سال سے خان کی ملازمت میں رہے۔ اس کے باپ کی کافی جائیداد رہن پر ہے۔ اور سلطان محمد خان کی مدد سے اسے واپس لینا چاہتا ہے یہ سلطان محمد کا درجہ مجھے پسند نہیں ہے۔ سر کالی لہڑی کہتا ہے کہ وہ شیر دل کی زندگی میں اس کا ملازم تھا۔ گزشتہ سال نائب مستونگ عبدالرحمان نے اسے جرم قرار دیا۔ اور ساٹھ روپے جرمانہ کیا۔ سر کالی نے جرمانہ دے دیا۔

مستونگ کے لہڑی تاجروں کو تجارتی سامان کراچی یا دوسری جگہوں پر لے جانے

Marfat.com

کے لیے اونٹ کرائے پر دیتے ہیں۔ جب خان آئے تو انہوں نے ساربانوں کو بلایا اور کہا کہ آئندہ سے اگر کرائے پر اونٹ دو گے تو فی اونٹ ایک روپیہ چار آنہ ٹیکس دینا ہوگا۔ سات نسلوں سے اس قسم کا ٹیکس کبھی نہیں وصولا گیا۔ اور یہ بھی قابل غور ہے کہ یہ ٹیکس صرف لہڑیوں سے وصولا گیا۔ اسی طرح سارے ملک میں ظلم و ستم کا دور دورہ ہے۔ پوری قوم پریشان ہے اور وہ اس پر تلے ہوتے ہیں کہ ان مظالم کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔

میرے والد جہانگیر خان مستونگ میں تھے خبر ملی کہ لوگوں نے مستونگ پر قبضہ کر لیا ہے اور نبی بخش نے رستم شاہ کے گھر پناہ لی ہے۔ میرے چچا سمندر خان نے مجھے مستونگ بھیجا۔ اس کے بعد خبر ملی کہ خان کی فوج مستونگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ بروہی جو کُرد کی پہاڑیوں میں موجود تھے نے خان کی فوج پر حملہ کر دیا اور خان کی فوج کو بھاگنا پڑا۔ دوسرے روز شاہ غازی اپنی فوج لے کر خُند آیا۔ خُند مستونگ سے چھ کوس کے فاصلے پر ہے میرے والد جہانگیر خان بھی مستونگ آ گئے۔ خان کی فوج چشمہ امان اللہ پر آئی۔ بروہیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ یہ لڑائی بارہ بجے دن سے چار بجے شام تک جاری رہی۔ میرے چچا سمندر خان دس آدمیوں کے ساتھ شاہ غازی سے ملنے گئے۔ وہاں اختر خان کرد، شربت خان سیدزئی اور دوسرے لوگ پہلے سے موجود تھے۔ میرے والد نے شاہ غازی کو زخمی کر دیا تھا سمندر خان نے میرے والد جہانگیر خان سے کہا کہ تم نے شاہ غازی کو قتل کیوں نہیں کیا۔ میرے والد نے کہا کہ شاہ غازی نے مجھ سے پناہ مانگ لی۔ اس لئے اسے چھوڑ دیا میرے چچا سمندر خان نے شاہ غازی سے کہا: "میری گھوڑی حاضر ہے۔ تم اس کو استعمال کر سکتے ہو۔" شاہ غازی نے کہا کہ میں اتنا اہم آدمی نہیں ہوں کہ تمہاری گھوڑی استعمال کر لوں۔ تم اپنی فوجیں واپس بلا لو تو ہم لوگوں نے اپنی فوجیں واپس بلا لیں۔ شاہ غازی کے ساتھ شربت خان سیدزئی، نواب خان بنگلزئی اور اختر خان کرد، دس بارہ اور بھی لوگ تھے۔ یہ سب پیدل تھے۔ میرے والد گھوڑے پر سوار اپنے ساتھی چار

Marfat.com

پانچ آدمیوں سے باتیں کر رہے تھے۔ خان کی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور پناہ مانگ لی تھی۔ کسی نے ایک توپ چلادی اور گھوڑے کی اگلی ٹانگیں ٹوٹ گئیں اور گھوڑا گر پڑا۔ شاہ غازی کے آدمیوں نے میرے والد کو نشانہ بنایا اور انہیں مار ڈالا۔ نائب عبدالرحمان خان نے لہڑیوں کو لوٹا اور انہیں تخت و تاراج کیا۔ میں نے اپنا بیان مکمل کر لیا۔ اب یہ آپ پر ہے کہ میرا فیصلہ کریں۔

(دوست محمد خان ولد جہانگیر خان کی مہر، ترجمہ از سنڈیمن)

ایک عرضی، مورخہ ۱۲ر مارچ ۱۸۷۲ء

از سردار اللہ دینا کرد

بنام کمشنر سندھ

(ترجمہ)

حضور والا کو معلوم ہے کہ جب برطانوی فوج پہلی مرتبہ درہ بولان میں آئی تو میں اپنی زمینوں پر مرو میں رہتا تھا۔ یہ جگہ بولان کے سرے پر ہے۔ میں اس وقت بیس سال کا تھا۔ اب میرے نو بیٹے ہیں۔ میجر آوٹ رم نے میرے ذمے یہ کام ..... کیا تھا کہ میں افسروں اور ان کے سامان کو ڈھاڈر سے شال (کوئٹہ) لے جاؤں۔ ہمارے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہوتے تھے۔ اور ہم سب کو اس خدمت کے بدلے بارہ روپے فی کس ملتے تھے۔ یہ ہمیں حکومت برطانیہ دیتی تھی۔ مجھے ماہانہ تین سو پچاس سے چار سو روپے تک ملتے تھے۔ ایک دفعہ میں انگریز افسروں کو سلام کرنے کے لئے رحمت اللہ، برخوردار کاکڑ اور دریاب خان مری کو لے گیا۔ مجھے اس صلے میں حکومت نے ایک ہزار روپے انعام دیا۔ اس وقت درہ بولان میں ایک بہت خطرناک جگہ تھی۔ حکومت برطانیہ نے مجھے ایک کنواں کھودنے کے لئے روپے دیئے تاکہ برطانوی فوج اور دوسرے مسافروں کو پانی کی تکلیف نہ ہو۔ جب تک

Marfat.com

برطانوی فوج کی آمدورفت جاری رہی میں حکومت برطانیہ کی ملازمت میں رہا۔ جب میجر آؤٹ ریم جانے لگے تو انہوں نے مجھے انعام میں ایک لنگی اور پانچ سو روپے نقد دیئے۔ اور ایک سرٹیفکیٹ بھی دیا جو اتفاق سے کھو گیا۔ اس کے بعد سے کوئی حفاظتی انتظام درہ بولان سے گزرنے کے لئے نہیں کیا گیا۔

جب میر نصیر خان جنرل جیکب سے ملنے جیکب آباد آئے تو درہ بولان میں حسب ذیل انتظامات کئے گئے۔

شال کوٹ اور ڈھاڈر کے نائب قافلوں کو درہ بولان سے گزارنے کا انتظام کرتے تھے۔ ملا رحیم داد (خانہ زاد) اس وقت شال کوٹ کا نائب تھا۔ جام سانکزئی کرد دو سو آدمیوں کے ساتھ درہ بولان سے قافلہ کو حفاظت سے پہنچانے کے لئے مامور کیا گیا۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا قافلہ جب بی بی نانی پہنچا تو تقریباً سات سو مریوں نے اسے لوٹ لیا۔ جام معہ بارہ آدمیوں کے مارا گیا۔

تاج محمد زرکی کی گرفتاری تک بروہی درہ بولان کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد یہ ذمہ داری شیر دل اور قطب خان مزارانی مری کو ..... سونپی گئی۔ یہ مزارانی مری ہماری اور بنگلزئی کی زمین پر مویشی چرایا کرتے تھے اور اس کے عوض فی گلّہ ایک دُنبہ دیا کرتے تھے۔

جب خان نے کانک شہر پر حملہ کیا اور جہاں حبیب خان رستم زئی مارا گیا تو اس وقت ہم سب سردار وہاں موجود تھے۔ خان نے مزارانی مریوں سے کہا کہ اب سے وہ جہاں چاہیں اپنے مویشی چرائیں اور اس کے عوض انہیں دنبہ دینے کی ضرورت نہیں ہے اور جہاں چاہیں وہ بود و باش اختیار کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے سرداروں سے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا ہم اور مزارانی علیحدہ ہو گئے۔

جب برطانوی فوج سندھ پہنچی تو اس وقت شال کوٹ کا نائب ملا رحیم داد تھا

Marfat.com

اس کے بعد نور محمد ریشانی دو سال کے لئے نائب ہوا۔ اور اس کے بعد میری تقرری ہوئی اور میں نے پانچ سال کام کیا۔ ایک روز ملا رحیم داد کا ایک سوار خان کا پروانہ لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ "تم سردار اللہ دینا کو بحیثیت نائب برخاست کیا جاتا ہے اور تمہاری جگہ پر ملا رحیم داد کو مقرر کیا جاتا ہے۔" خان اس وقت گنجابا میں تھے۔ میں فوراً ڈھاڈر پہنچا۔ میرے جانے کے دوسرے روز رحیم داد شال کوٹ آیا اور نائب کا عہدہ سنبھال لیا۔ میں نے ڈھاڈر سے خان کے پاس ایک عرضی بھیجی کہ مجھے برخاست کرنے کی کیا وجہ ہے۔ خان نے جواب دیا کہ تمہیں کسی نے دھوکا دیا ہے اور تمہیں برخاست نہیں کیا گیا ہے۔ تم فوراً اپنی جگہ پر واپس جاؤ۔ میں اپنے سات سو آدمیوں کے ساتھ شال کوٹ گیا۔ میں نے ملا رحیم داد کو مطلع کیا کہ وہ فوراً شہر سے چلا جائے مگر وہ نہیں گیا۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ دس روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ ملا رحیم داد رات کے وقت کرانی بھاگ گیا۔ اس نے کرانی کے سیدوں کو جمع کیا اور خان کے پاس گیا اور گزارش کی کہ وہ اس کی مدد کریں۔ سیدوں کی جب سفارش ہوئی تو خان نے اسے معاف کر دیا۔

ان دنوں دیوان گنگارام خان کا وزیر تھا۔ اس کے بعد میں چھ سات مہینے تک شال کوٹ کا نائب رہا۔ خان جب مریوں کے خلاف مہم چلانے چلے تو مجھے بلا لیا۔ میں اپنے پانچ سو آدمیوں کے ساتھ خان کے ہمراہ مریوں کی پہاڑی پر گیا اور میں اپنے لڑکے یار محمد کو اپنی جگہ نائب کا کام کرنے چھوڑ آیا۔ جب مری کی پہاڑیوں سے واپس آیا تو خان سے رخصت ہو کر شال کوٹ نائب کی حیثیت سے واپس آ گیا۔ چند روز بعد خان نے مجھے برخاست کر دیا اور میر محمد خان رستم زئی کو میری جگہ مقرر کیا۔ اس وقت ملا عبدالعزیز مستونگ کا نائب تھا۔ وہ ملا رحیم داد کا رشتہ دار تھا۔ اس نے شال کوٹ کے حساب کتاب کا کھاتہ مجھ سے لے لیا اور خان سے کہا کہ اللہ دینا نے خان کا چار ہزار روپیہ غبن کر لیا ہے۔ میں نے خان سے کہا کہ یہ روپے ملا رحیم داد سے جب لڑائی ہوئی تھی تو

Marfat.com

خرچ ہوئے تھے۔ اور میرے پاس اس کی وصولی کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اس وقت کرنل
گرین مستونگ میں تھے۔ انہوں نے مجھے بلایا اور واقعہ کی تفصیل پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ و
خان سے اس معاملے کو طے کروا دیں گے۔ انہوں نے مجھے تحفے میں ایک رائفل دی میں
کرنل گرین کے مشورے سے ڈھاڈر چلا آیا۔ اس کے بعد خان کا ایک خط جس پر باقاعد
ان کی مہر تھی مجھے ملا۔ اس کی نقل یہ ہے۔

"اللہ دینا کو معلوم ہو کہ چار ہزار روپے جن کے نصف دو
ہزار روپے ہوتے ہیں جو تمہاری طرف بطور مالیہ حکومت کو واجب الادا
تھا۔ وہ کرنل گرین نے وصول کر لیا۔ لہٰذا تم مطمئن رہو۔"

مورخہ ۱۲ جمادی الاوّل ۱۲۷۷ھ ، خان کی مہر

میں شروع سے خان کا دوست اور ملازم رہا ہوں۔ میں نے کوئی قصور نہیں کیا۔
تقریباً پانچ سال پہلے میرے چچازاد بھائی افتر خان نے غیر قانونی طور پر ہماری کچھ زمین
لے لی۔ میں نے اپنے لڑکے یار محمد اور بھائی قادر دینا کو قلات بھیجا کہ میرے ساتھ انصاف
کیا جائے اور میری چیز مجھے واپس دلائی جائے۔ خان نے دونوں کو عبدالعزیز نائب مستونگ
کے پاس جانے کو کہا اور لکھا کہ قاضی سے یہ معاملہ طے کرالو۔ حسب ہدایت ہم لوگ ملا عبدالعزیز
کے ہاں گئے اور اسے سند دکھائی۔ تحقیق کے بعد فیصلہ ہوا کہ افتر خان کا مطالبہ غلط ہے
اور فیصلہ ہمارے حق میں ہو گیا۔ افتر خان نے یہ فیصلہ نہیں مانا اور خان کے ملازم نواب
بنگلزئی کے پاس چلا گیا اور اس نے زبردستی زمین پر قبضہ کر لیا۔ میں نے ملا عزیز کے
پاس اس کی شکایت کی۔ نائب نے کچھ نہیں کیا۔ لہٰذا ہم دونوں میں بغض و عداوت شروع
ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے پھر اپنے لڑکے دوست محمد کو خان کے پاس بھیجا کہ وہ ہمارے
ساتھ انصاف کریں مگر انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی اور افتر خان سے کہا کہ وہ مجھ سے
لڑے اور یہی نہیں بلکہ خان نے اسے اور بنگلزئی کو ایک نیا قلعہ بنوا کر دیا۔ صاف ظاہر تھا

Marfat.com

کہ خان میرے دشمنوں کی مدد کر رہے تھے لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ افتخار خان کے معاملے کو نہ چھیڑا جائے۔ میں نے انصاف چاہا مگر انصاف نہ ملا۔ جب دوسرے سرداروں نے یہ سنا تو انہوں نے رائے دی کہ میں حکومت برطانیہ سے اس کی شکایت کروں۔ حاجی محمد ریئسانی میرے پاس آئے اور کہا کہ وہ اس ظلم وستم کو روکنے میں ان سے جو کچھ ہو سکے گا کریں گے۔

میں اور سرداروں کے ساتھ کانک چلا گیا۔ دوسرے روز صبح کو خان کی فوجیں کانک آگئیں اور لڑائی ہوئی۔ محمد خان کا بھتیجا حبیب خان اور پانچ دوسرے لوگ ہم لوگوں کی طرف سے مارے گئے۔ اس کے بعد خان کی فوجیں مستونگ چلی گئیں۔ ہم لوگ نرا کا چلے گئے اور ایک قاصد ملا محمد خان ریئسانی کے پاس بھیجا۔ وہ قندھار سے واپس آیا تھا۔ سارے سردار ہمارے ساتھ مل گئے اور ہم لوگ درہ بولان پہنچے۔ شاہ غازی بھی درہ بولان سے ہوتا ہوا آیا۔ اپنی فوجیں بھی لایا۔ کندلان اور کرتا کے درمیان ہم دونوں میں جنگ ہوئی۔ جس میں خان کے بہت سے فوجی مارے گئے۔ ہم لوگوں کے پاس گولہ بارود ختم ہو گیا لہٰذا ہم لوگ دوسرے روز واپس آ گئے۔

خان کی فوجوں نے گاروان قبیلے کے بیس گھر لوٹے اور بہت سے مویشی اور زیورات لے کر چل دیے۔ سب سردار پہاڑوں پر چلے گئے اور میرے گھر والے ان دنوں سیستان میں رہ رہے تھے۔ اس دوران پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کرنل گرین کا ایک خط مولا محمد ریئسانی کے نام ملا۔ انہوں نے سب سرداروں کو جیکب آباد بلایا تھا۔ یہ بھی لکھا تھا کہ انہوں نے شاہ غازی کو بھی بلایا ہے۔ اس حکم کے مطابق مولا محمد اور شاہ غازی جیکب آباد پہنچے لیکن کچھ فیصلہ نہ ہو سکا۔ مولا محمد اپنے گھر سیستان چلے گئے اور شاہ غازی بھی واپس چلے گئے۔

موسم گرما ختم ہوا اور موسم سرما شروع ہوا۔ خان نے جام اور سردار نورالدین کی زمینیں جو بگوانی اور خضدار میں تھیں ضبط کر لیں۔ دونوں سردار جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ خان کی فوجوں

Marfat.com

سے بگوانی میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس کے بعد سردار مولا محمد نے مجھے بلایا اور کہا کہ جام اور سردار نورالدین کو لڑنے سے منع کرو اور یہ بھی کہا کہ حکومت برطانیہ سارے معاملات کا فیصلہ کر دے گی۔ اس لئے کہ بغیر ان کی مداخلت کے یہ جھگڑا کبھی بھی طے نہیں ہو سکتا۔ میں بگوانی گیا اور ان سے یہی کہا۔ سرداروں نے کہا کہ خان نے ان کی زمینیں ضبط کر لی ہیں۔ اگر وہ واپس کر دیں تو لڑائی بند کر دیں گے۔ خان اس پر راضی نہیں ہوئے لہٰذا لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ خان نے بطور سفیر اپنی والدہ بی بی کنجن کو جام اور سردار نورالدین کے پاس بھیجا۔ بی بی صاحبہ نے یہ کہا کہ جو زمین، سراوان کی ہے وہ سراوانیوں کو اور جو جھالاوان کی ہے وہ جھالاوانیوں کو دے دی جائے۔ اور جو باقی بچے وہ خان کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خان کا یہ وعدہ ہے اور وہ یہ ذمہ داری لیتی ہیں کہ یہ وعدہ پورا ہوگا جام اور سردار نورالدین نے بی بی صاحبہ کی یہ بات مان لی اور اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ خان کی فوجیں بھی واپس چلی گئیں۔ ہر سردار نے اپنے اپنے آدمیوں کو گھر پر رہنے کی ہدایت کر دی۔

کچھ دن بعد جام صاحب اور سردار نورالدین نے سردار مولا محمد کو یہ اطلاع دی کہ خان نے وعدہ پورا نہیں کیا ہے اور ہمارے آدمیوں کو گھروں سے نکال کر اپنے آدمی وہاں بٹھا دیئے ہیں۔ جب انہوں نے یہ سنا تو انہوں نے مجھے کرنل فیری کے پاس جانے کے لئے کہا اور یہ کہا کہ کرنل فیری سے یہ کہو کہ وہ مولا محمد کو بلائیں۔ چونکہ انہیں ان سے ضروری باتیں کرنی ہیں۔ میں کرنل فیری کے پاس گیا اور انہوں نے مولا محمد کو بلایا۔ ہم سب سردار حبیب آباد جانے کی نیت سے بیلہ آئے۔ سب سردار جام صاحب اور سردار نورالدین سے ملنے گئے۔

رات کو ایک آدمی نے میرے ایک بیٹے کو قتل کر دیا اور مجھے اور میرے دوسرے دو بیٹوں کو زخمی کر دیا۔ میں نے قاتل کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ وہ کون ہے۔ اس نے کہا کہ وہ ایک قاتل ہے اور اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ پھر ہم لوگ کرنل ہیریسن کے پاس گئے اور

Marfat.com

ان کو اپنی روئیداد سنائی۔ مجھے اور کچھ نہیں کہنا ہے۔

سید خان محمد شہی کی عرضی کا ترجمہ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۸۷۲ء
بنام کمشنر سندھ

مجھے آپ سے یہ عرض کرنا ہے کہ خان نے ہم لوگوں کو بڑی مصیبتوں میں ڈال دیا ہے۔ قصہ یوں ہے کہ ہم لوگوں کے پاس زمینیں، پانی، باغ، پانی کے چشمے اور دوسری جائیدادیں مستونگ، شال (کوئٹہ) کانک، اسپری اور منگوچر میں ہیں۔ اس کے علاوہ کچھی میں بھی ہماری املاک ہیں۔ ان املاک میں کچھ تو ہمارے پاس سات نسلوں سے چلی آ رہی ہیں۔ اور کچھ بطور انعام خان خداداد خان نے دی ہیں اور کچھ ہم لوگوں نے خریدی ہیں۔

ہم محمد شہی تین چار نسلوں سے نسل کشی کے لئے گھوڑیاں پالتے ہیں اور اچھی نسل کے گھوڑے ہرات سے خریدتے ہیں۔ یہ ہمارا کاروبار ہے پھر ہم بچھڑے اور گھوڑے بمبئی، مدراس، بنگال، ناگپور وغیرہ کے بازاروں میں بیچتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہم نہ صرف کاشت کاری کرتے ہیں بلکہ گھوڑوں کی خرید و فروخت بھی کرتے ہیں۔ ہم لوگوں میں بہت سے نسل کشی کے لئے اونٹ بھی رکھتے ہیں۔ تاجر حضرات ہمارے اونٹ کرائے پر لیتے ہیں اور اون لاد کر کراچی لے جاتے ہیں۔ واپسی پر پنجگور سے کھجوریں لاتے ہیں۔ یہ ہماری تجارت ہے۔

۱۔ ہماری پہلی شکایت یہ ہے کہ ہماری موروثی زمینیں ضبط کر لی گئیں اور یہ نہایت غیر منصفانہ طریقہ ہے۔

۲۔ وہ زمینیں اور ملکیت جو ہم نے خریدی ہے اس پر اتنے بھاری محصول لگا دیئے گئے ہیں کہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

۳۔ وہ گھوڑے جو ہم تجارت کے لئے پالتے ہیں۔ وہ خان زبردستی لے

Marfat.com

لیتے ہیں اوران کی قیمت آدھے سے بھی کم دیتے ہیں۔

۴۔ ایک نیا قانون یہ نافذ کیا گیا ہے کہ ہر وہ شخص جو اونٹ رکھتا ہے چاہے وہ کرائے پر دے یا نہ دے۔ اسے فی اونٹ ساڑھے تین روپے سالانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

۵۔ جب خان ہمارے اونٹ کرائے پر لیتے ہیں تو ہمیں آدھا کرایہ بھی نہیں دیتے۔

۶۔ اگر ٹیکس کی ادائیگی میں کچھ تاخیر ہو جائے تو خان کے سپاہی ہمیں مارتے ہیں اور بے عزت کرتے ہیں اور کبھی کبھی اتنا ظلم ڈھاتے ہیں کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ تین سال سے ہم یہ مظالم برداشت کرتے چلے آرہے ہیں۔ لوگ پریشان اور بدحال ہیں اوران میں بے چینی بڑھ رہی ہے۔

مستونگ میں ایک باغ ہے۔ اسے سیراب کرنے کے لئے بڑے میر نصیر خان نے ہمیں چوبیس گھنٹے پانی استعمال کرنے کی اجازت دی تھی مگر خان نے اسے روک دیا۔ منگوچر اور کردگاپ کے درمیان زمین کا ایک ٹکڑا ہے جسے کنڈی دشت کہتے ہیں۔ یہ ہم دوگوں کے قبضے میں سات سال سے ہے۔ گزشتہ بغاوت سے ایک ماہ قبل خان نے ہم سے چھین لیا۔ پیروالا شہر کا ایک چوتھائی حصہ مجھے انعام میں ملا تھا۔ چار پانچ سال قبل یہ بھی مجھ سے لے لیا گیا۔ ڈھاڈر میں میرا بارہ فٹ پانی تھا۔ اسے بھی ضبط کر لیا گیا منگوچر میں میری موروثی ملکیت ہے۔ اس میں تھوڑی سی زمین رئیسانیوں کی ہے۔ اس پر ہم سے کبھی مالگزاری نہیں لی گئی۔ خان نے اب اپنے اونٹوں کو وہاں چرنے کے لئے بھیج دیا ہے۔

مستونگ میں ایک سوداگر ہے لال خان محمد شہی ۔ اس سال جب خان مستونگ آئے توان کے ایک ملازم نے لال خان سے کہا کہ چونکہ وہ ایک دولت مند آدمی ہے لہٰذا

Marfat.com

سے خان کو ایک ہزار روپے دینا چاہیئے۔ اس نے تین سو چوہتر روپے دے کر جان چھڑائی اس کے تھوڑے ہی دن بعد یہاں وہ بغاوت ہوئی۔ اللہ دینا محمد شہی بھی مستونگ میں ایک سوداگر ہے۔ اس نے پانی کا ایک چشمہ خریدا۔ جس کی سند میر نصیر خان نے دی۔ خان نے یہ کہہ کر کہ اس نے اس سے کافی نفع کمایا ہے اس سے چار سو روپے وصول لے۔ اور سند پھاڑ ڈالی۔ اور چشمہ ضبط کر لیا۔ اس واقعہ کو تقریباً ایک سال ہوا۔

خان نے بادل خان محمد شہی سے بغیر کسی معقول وجہ کے تہتر روپے اور ایک گھوڑا لے لیا۔ اور دو بوری اون ایک ہندو سے لے لی۔ پہلے رواج یہ تھا کہ اگر چوبیس گھنٹے پانی آب پاشی کے لئے ملتا تھا تو اس پر ایک روپیہ چار آنے نقد اور ڈیڑھ من وہ غلہ جو اس پانی سے پیدا کیا جائے ہم لوگ بطور ٹیکس دیتے تھے اور اگر پانی میں کمی بیشی ہو گئی تو اس حساب سے ٹیکس میں بھی کمی بیشی ہو جاتی تھی۔ گزشتہ تین سال سے ہم لوگوں سے ایک روپیہ چار آنے تو وصول ہی جاتا ہے۔ اس کے علاوہ لدی ہوئی گھاس کا ایک اونٹ ہر ماہ لیتے ہیں۔ اور اگر یہ فوراً نہ ادا کیا جائے تو فی بوجھ پانچ روپے جرمانہ بھی دینا پڑتا ہے اور اگر جرمانہ ادا کرنے میں دیر ہو جائے تو خان کے ملازم ہمارے لوگوں کو مار پیٹ اور بہت بے عزت کرتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ پہلے والے خان اپنی ضرورت کے مطابق جانور رکھتے تھے مگر ان کے پاس لاتعداد جانور ہیں۔ اب ان کے کھلانے کے لئے گھاس اور دوسری چیزوں کی ضرورت ہے لہٰذا خان گھاس وغیرہ ہم سے زبردستی چھین لے جاتے ہیں۔ ہم لوگوں کے پاس اپنے جانوروں کے لئے کچھ نہیں رہتا۔ یہاں اس زمین کی ایک فہرست دے رہا ہوں جس پر محصول بڑھا دیا گیا ہے۔

دس پانی کے چشمے جنہیں بہرام شاہی نے مستونگ میں خریدا تھا۔

آدھا پانی کا چشمہ جسے خاسام نے خریدا تھا۔

ساڑھے تین پانی کا چشمہ مستونگ میں

Marfat.com

ڈیڑھ نیا پانی کا چشمہ

ایک پانی کا چشمہ جسے غلام پوگر نے خریدا تھا۔

دو پانی کا چشمہ جسے لنا نے خریدا تھا۔

ساڑھے تین پانی کا چشمہ جسے کلڑی اور خوش کا ہانے خریدا تھا

تین بند گلومن ہیں

تین پانی کا چشمہ اخوند ہیں

تین پانی کا چشمہ فاطمہ ہیں

چھ پانی کا چشمہ لوکی ہیں

بیس بند خوشش کالا کی سراب ہیں

ایک پانی کا چشمہ پڑنگاباد میں خوش دل کا

ساڑھے سات پانی کا چشمہ رسولاباد میں

ایک پانی کا چشمہ پوری ہیں

دس پانی کا چشمہ جلاوا ہیں

سات پانی کا چشمہ سرخ گز اور بٹری ہیں

بارہ پانی کا چشمہ خوشش رود ہیں

عبدو والا کے سارے چشمے

زمینوں کے بارہ پلاٹ معہ پانی کے چشمے کے تیرا اور شول کوٹ ہیں جو محمد حسین کی ملکیت ہیں۔

ایک پانی کا چشمہ چمن والا ہیں

دو پانی کا چشمہ سرکی ہیں

آٹھ پانی کا چشمہ سلھوزئی ہیں

Marfat.com

چار پانی کا چشمہ اور بیس بند ٹیری میں

بارہ پانی کے چشمے کلندر میں

ساڑھے چار چشمے سردی میں

ایک چشمہ ماص کھنک میں

بارہ بند ٹیری میں

بارہ بند شموزئی میں

بیس باغ مستونگ میں

پانچ باغ ٹیری میں

چار باغ پڑنگاباد میں

ہم لوگوں کی بغاوت کی اصل وجہ خان کا ظلم و تشدد ہے۔ اس بغاوت میں ہم لوگوں کی جائیدادیں لوٹی گئیں۔ ایک سو اکتیس مکانات مستونگ اور منگوچر میں تباہ کر دیئے گئے اور ملک کو ویران کر دیا گیا۔ مویشی، روپیہ اور گھر کا سامان جو ضائع ہوا۔ اس کا تو کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ تین سو بوری غلے کی، ایک سو بیس دُنبے اور بکریوں کے دس گلّے ہم لوگوں کے بھاگ سے لے گئے۔ جنگ کے بعد بیس گھوڑیاں غائب تھیں۔ مکانوں کو گرا دیتے تھے۔ اور ملبہ خان کی فوج لے جاتی تھی۔ اگر ہم پر ظلم نہ ہوتا تو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

ترجمہ ایک عرضی کا مورخہ ۱۴ر مارچ ۱۸۷۲ء

از جندہ خان، شربت رشید خان ولد عظیم خان، عطا محمد کبشانی، شاہ میر خان، ولی محمد سہری زئی، ظریف خان عمرانی، چاکر خان، رحیم دل ولد مبارک خان سہری زئی، سہراب خان اور گازن خان

بنام کمشنر سندھ

Marfat.com

ہم لوگ خوراسانی، شال کوٹ، مستونگ، سریاب، علاقہ کچھی اور حاجی شہر میں ہم شاہوانی لوگ گھوڑوں کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔ اونٹ بھی کرائے پر چلاتے ہیں اور کاشتکاری کرتے ہیں۔ اب خان کے مظالم سنیئے۔

ہم لوگوں کے پاس شال کوٹ اور سریاب میں موروثی زمینیں معہ چودہ پانی کے چشموں کے ہیں۔ جو مسلسل ہمارے پاس رہی ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس سات چشمے اور ہیں جو ہم لوگوں نے کانسی زمینداروں سے خریدے تھے۔ ان سات چشموں کی مالگزاری کانسی زمیندار لیتے تھے۔ گزشتہ سال خان میر خداداد خان شال کوٹ آئے اور ہماری ساری فصل مفت لے گئے۔ اور ہم لوگوں کو ایک پیسہ نہ دیا۔ اس طرح ہمارا بہت نقصان ہوا۔ خان نے بعد میں ہم لوگوں سے سند مانگی جو دکھا دی گئی۔ تب خان نے کہا کہ فی پانی کا نالہ (چشمہ) اگر مجھے بائیس روپے اور دو پالتو دُنبے دو تو سند واپس کر دوں گا۔ ہم لوگوں کو اپنی سند لینے کے لئے یہ دینا پڑا۔ ان خریدے ہوئے چشموں میں سے ایک سفری خان شاہوانی کا تھا۔ خان نے جب اس کی سند دیکھی تو نامنظور کیا۔ اور اس پر چھ سو روپے جرمانہ کیا۔ اور دوسرا سند دی۔ اس چشمے میں ساتک شاہوانی کا بھی حصہ تھا۔ اس کی سند بھی منسوخ کیا گیا اور دوسری سند تین سو روپے لے کر جاری کی گئی۔

ایک روز سید خان اور عبدالوہاب خان میں کچھ گھریلو جھگڑا ہوا۔ خان اس وقت شال کوٹ میں تھے۔ انہوں نے دونوں کو بلایا اور ہر ایک کو ساٹھ روپے جرمانہ کیا۔ گزشتہ سال ڈھاڈر میں کسی تاجر کے تین خچر چوری ہو گئے۔ خان نے مہر دل خان ولد عظیم خان کو بلاوجہ ساٹھ روپے جرمانہ کر دیا۔ بعد میں خچر مرلوں کے پاس سے ملے اور خان کے سامنے لائے گئے۔ مہر دل نے خان سے روپے واپس مانگے۔ خان نے واپس کرنے سے انکار کیا۔ اور مرلوں کو پچاس روپے جرمانہ کیا۔ ہم لوگ جب شال کوٹ آئے تو شال کے نائب نے پھر بارہ روپے فی خچر جرمانہ کیا۔ خان کے بھتیجے میر کرم خان نے جندہ خان سے ایک گھوڑی

Marfat.com

لے لی۔ اور ایک پیسہ نہ دیا۔ جب خان مستونگ آئے تو ہماری مستونگ اور ٹیڑ لنگا بادک ساری فصل اپنے مویشیوں کے لئے کاٹ کر لے گئے اور ہمیں اس کی قیمت کچھ نہیں دی۔ کوچہ گند میں شاہوانی رہتے ہیں وہاں سے خان نے چار سو روپے جرمانے وصول کئے۔ کوچہ گند میں دو سو بند ہیں۔ یہ ہماری موروثی ملکیت ہے۔ چار سال قبل خان نے یہ جائیداد ضبط کر لی۔ مبارک خان نے جو مستونگ میں مارا گیا۔ بہت دفعہ خان سے ان زمینوں کی واپسی کی استدعا کی۔ مگر خان نے بالکل انکار کر دیا۔ درہ بولان سے جو قافلہ گزرتا تھا وہ ہمیں آٹھ آنہ فی بوجھ فیس دیتے تھے۔ سردار عبدالقادر یہ فیس وصول تے تھے۔ اور ہم سب کو اچھی آمدنی ہو جاتی تھی خان نے کہا کہ یہ سب غلط ہے۔ سالانہ آٹھ سو روپیہ دے دیا جائے جو گھٹتے گھٹتے چار سو اور گزشتہ سال دو سو روپے ہو گئے۔ مبارک خان نے بہت دفعہ خان کو اس کے بارے میں عرضی دی مگر خان خاموش رہے۔

اس کے علاوہ میرے دادا جندہ خان کو فی بوجھ چار آنے ملتے تھے۔ ان کے پاس اس کی سند پچھلے خان کی موجود تھی۔ یہ وصولی مہراب خان کے زمانے میں بند کر دی گئی پہلے یہ دستور تھا کہ خان کی اونٹ کی ضروریات باربرداری یا فوج کے لئے کچھی کے نگوسی پورا کرتے تھے۔ اب خان ہمارے اونٹ زبردستی لے جاتے ہیں۔ نہ قیمت دیتے ہیں اور نہ کرایہ۔ اس طرح ہمارے روزی کمانے کے ذرائع مارے جاتے ہیں۔ اب اگر کوئی اونٹ دینے سے انکار کرے تو اسے تین روپے آٹھ آنے جرمانہ کیا جاتا ہے۔

جب خان مستونگ سے قلات جا رہے تھے تو فضل خان شاہوانی کے ساتھ اپنے اونٹ تھے۔ خان کے ایک سپاہی نے انہیں بندوق سے مارا۔ ان کی پسلی ٹوٹ گئی اور بعد میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ہر سوداگر جب اونٹ کرائے پر لیتا ہے اور اس پر اُون لادتا ہے تو اسے معمولی محصول کے علاوہ اس کا ایک چوتھائی اور دینا ہوتا ہے۔ جب ہم لوگ خراسان سے کچھی

Marfat.com

اونٹوں پر غلہ لاد کر لاتے ہیں تو خان ہم سے ایک روپیہ فی اونٹ ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ پہلے کسی خان نے ہم سے ٹیکس نہیں لیا اور نہ کبھی ایسا ظلم کیا۔ مبارک خان شاہوانی اور حاصل خان زئی نے سردار عبدالقادر کے گھر کوئی جرم کیا۔ مبارک سندھ بھاگ گیا۔ ایک دوسرے مبارک خان راوت زئی نے اس کی ساری جائیداد پر قبضہ کر لیا۔ جب مبارک خان سندھ سے خان کے پاس آیا تو خان نے اس کی ساری جائیداد لے لی۔ اور تھوڑی سی زمین اس کے گزارے کے لئے چھوڑ دی۔ جو قصور وار تھا اس کو خان نے سزا دینے سے انکار کر دیا۔ بعد میں خان نے اس مجرم سے دو ہزار روپے رشوت لئے اور سردار عبدالقادر کے گھر جا کر کہا کہ اس مجرم کو معاف کر دے۔ اور اپنی خاطر مدارات کے صلے میں عبدالقادر سے دو سو روپے بھی وصول لئے۔ شاہوانیوں کو بہت تعجب ہوا۔ اس لئے کہ کسی خان نے آج تک اس قسم کا چھچھورا پن نہیں دکھایا تھا۔ جب ہمیں اس قدر ذلت اور ظلم دیکھنا پڑا تو ہم لوگ بغاوت پر اتر آئے۔ اب استدعا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ انصاف برتیں گے۔

ترجمہ ایک عرضی مورخہ ۱۵ / مارچ کا

از شادی خان بنگلز ئی

بنام کمشنر سندھ

ہم لوگ بہت زمانے سے شال (کوئٹہ)، مستونگ، کچھی اور مول میں رہ رہے ہیں پانچ سال قبل وڈیرا آدم خان بنگلز ئی نے مندرجہ ذیل چار باتوں کے بارے میں خان کو عرضی دی۔

پہلا نکتہ — شیر دل خان اور کاچے خان مزارانی مری کو خان نے چودہ ہزار روپے جرمانہ کیا۔ ہر دونوں اس وقت آدم خان کی رعایا تھے۔

دوسرا نکتہ — ہماری تنخواہ کا پانچ سو روپیہ باقی رہ گیا جو ابھی تک نہیں ملا۔

تیسرا نکتہ — خان کے ملازم .... زبردستی ہماری گھاس کاٹ کر لے گئے۔

Marfat.com

چوتھا نکتہ بنگلزئیوں کی آمدنی کا واحد ذریعہ اونٹوں کا کرایہ ہے۔ خان ان کے اونٹ جب چلہتے ہیں بغیر کرائے کے استعمال کر لیتے ہیں۔

ان سب باتوں پر غور کیا جائے اور ہمارے ساتھ انصاف برتا جائے۔ مگر خان نے اس کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی۔ اور وڈیرہ گھر واپس آ گیا۔ سب سردار صاحبان سر جوڑ کر بیٹھے اور طے پایا کہ حکومت برطانیہ کو ایک عرضداشت پیش کی جائے اور بتایا جائے کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں حبیب خان کو لانے کے لئے سب سردار کانک گئے تاکہ اسے اپنے ساتھ لے جائیں۔ خان کی فوجوں نے ان پر حملہ کر دیا اور حبیب خان مارا گیا۔

تقریباً پانچ سال قبل سردار اللہ دینا خان، جہانگیر خان اور دوسرے بہت سے سردار نرا کا آئے اور مولا محمد ریئسانی کو قندھار سے بلایا اور نرا کا کے راستے کچھی کی پہاڑیوں پر پہنچے۔ شاہ غازی بھی نرا کا سے درہ بولان پہنچا اور خبر یہ ملی کہ وہ جنگ کرنے آ رہا ہے ہم لوگ بھی اس کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔ شاہ غازی بی بی نانی سے آیا۔ خبر ملی کہ قادر بخش بدوزئی اور عادل خان بہارزئی ڈھاڈر سے خان کی فوج کے لئے رسد لے جا رہے ہیں۔ ہم لوگوں نے اسے لوٹ لیا۔ ڈھاڈر کے نائب ولی محمد نے قادر بخش اور عادل خان کو اس بنا پر ایک ہزار روپے جرمانہ کیا۔

گزشتہ سال جب خان مستونگ آئے تو انہوں نے اپنے جانوروں کو پیر دل خان اور ایک ہندو کی زمینوں پر کھڑی فصل کو چرنے کے لئے بھیج دیا۔ یہ زمینیں ان لوگوں نے خریدی تھیں۔ خان ایک رات کی آبپاشی کے بدلے ہفتے میں ایک گانٹھ گھاس وصول کرتے تھے۔ اور اگر کسی نے نہیں دیا تو اس سے پانچ روپیہ فی بوجھ جرمانہ وصول کرتے تھے اگر وہ آدمی غریب ہوتا تو خان کے ملازم اسے بہت مارتے پیٹتے اور جب تک جرمانہ وصول نہ کر لیتے اسے نہیں چھوڑتے تھے۔

Marfat.com

خان کے ملازم ہر پانی کے چشمے پر ایک سو چالیس روپیہ ٹیکس وصولتے۔ ہم لوگوں نے یہ ٹیکس باقاعدگی سے تین سال تک دیئے۔ گزشتہ سال جب خان آئے تو یہی ٹیکس گزشتہ تین سال کے دوبارہ وصول کئے۔

ہم لوگوں کی تھوڑی سی جائیداد اسپلانجی میں ہے۔ ہم اس کا مالیہ لینے شہداد خان بنگلزئی کے پاس گئے۔ اس نے خان سے ہماری شکایت کی۔ اس پر مستونگ کے نائب عبدالرحمان نے ہم سے پانچ سو روپے وصول کئے۔ یہی نہیں بلکہ ہمارے اونٹ جو ہماری اپنی زمینوں پر چرتے ہیں۔ اس پر بیس روپے جرمانہ بھی وصول کیا اور جب ہم لوگ اپنے اونٹ کراچی، قلات یا کچھی لے جانے کے لئے کرائے پر دیتے ہیں تو فی اونٹ ایک روپیہ چار آنے ہم سے ٹیکس وصولا جاتا ہے۔ مستونگ میں لڑائی کے دوران خان کی فوجیں ہمارے آٹھ گھوڑے، دو گھوڑیاں، بارہ اونٹ، آٹھ بوجھ تمباکو اور گیہوں کا ایک ڈھیر لے گئے اور گزشتہ سال خان نے ہم سے دس اونٹ اور دو لدے ہوئے اونٹ اور ایک من کرم دانہ اور دو سو پچاس روپے جرمانہ وصولا اور کہا کہ یہ سب اس کے بدلے ہے جو تم نے میر شیر دل خان کے زمانے میں وظیفے لئے تھے۔ جنگ سے چند روز پہلے نائب شاہو خان نے نارٹی میں ہم سے کرائے کے اونٹوں پر سو روپے ٹیکس وصولا۔ یہ اس کے علاوہ تھا جو عام طور پر ہم سے اونٹوں پر ٹیکس لیا جاتا ہے۔ ہم لوگوں نے ایسے مظالم پہلے کبھی نہیں دیکھے نہ ہی کرائے کے اونٹوں پر کبھی ٹیکس دیا۔

مستونگ کی لڑائی کے بعد خان کی فوجوں نے سید خان شیرزئی کو اچھی طرح لُوٹا۔ اس کے چار ہزار روپے نقد، سونے کے زیورات، بھیڑ کی کھالیں اور گھریلو سامان سب لے گئے۔ مستونگ میں عبدالرحمان خان ایک گھوڑا اور ایک گھوڑی لے کر بھاگ گیا۔ بھاگ کا نائب شاہو خان گیہوں سے لدے ہوئے نو اونٹ چھین کر لے گیا۔ اور خان کی فوجوں نے شاہ ولی بدوزئی کے گھوڑے گھوڑیاں اور گھریلو سامان لوٹ لیا ۔ گزشتہ

Marfat.com

سال جب خان خراسان سے کچھی جا رہے تھے تو ہمارے اونٹ باربرداری کے لئے زبردستی ضبط کئے گئے۔ بہت سے اونٹ مر گئے اور کرایہ تو خیر دیا ہی نہیں۔ پچاس روپے جرمانہ اور وصول کیا۔

احمد خان اور مبارک خان نے مستونگ میں کچھ جائیداد خریدی تھی۔ تین سال کا ٹیکس ادا کر دینے کے باوجود تین سال کا محصول پھر ادا کرنا پڑا اور جائیداد بھی ضبط کر لی۔ اشکونی میں حاجی نانی کا چھ گھنٹے کا نہری پانی ہے۔ نائب عبدالرحمان نے اسے دو سو روپے جرمانہ کیا۔ تین سال قبل نائب عبدالرحمان نے صاحب خان گرانی سے سو روپے میں ایک گھوڑا خریدا۔ آج تک اس کی قیمت نہیں دی۔ بکشا کچھی میں یار محمد گرانی کی دس بند انعامی زمینیں تھیں۔ خان اسے تین سال سے ضبط کئے ہوئے ہیں۔ یار محمد کی بیوی مبارک خان شاہوانی کی بھتیجی ہے۔ اسے پانچ "انگلیاں" پانی کی ملی ہوئی تھیں۔ مبارک خان، خان کی ملازمت میں ہے۔ پھر بھی یہ پانی گزشتہ چار سال سے بند کر دیا گیا ہے اور یار محمد کی بیوی میرے ساتھ رہتی ہے۔

میں اور لشکر خان دونوں وڈیروں کے پاس کچھی کے علاقے میں حبیب خان، شیرا، اور چاند شہر میں کچھ انعامی زمینیں ہیں۔ اس کے علاوہ پانچ بند زمین بھی ہے۔ پانچ سال قبل یہ سب ضبط کر لی گئیں۔ جانو شہر لہڑی میں جدل خان کی چودہ بند انعامی زمین باوجود سند کے ضبط کر لی گئی۔ یہ زمین موروثی چلی آ رہی تھی۔ اسی طرح قادر بخش بدوزئی کی بھی چودہ بند موروثی زمین ضبط کر لی گئی۔ گزشتہ سال خان مستونگ آئے۔ قادر بخش سے آٹھ اونٹ باربرداری کے لے لئے۔ اور پھر اس پر تین سو روپے جرمانہ کر دیا۔ گزشتہ سال ہمت خان بدوزئی لہڑی میں اپنے اونٹ چرا رہا تھا۔ لہڑی کے جانشین نے بغیر کسی وجہ کے اس پر ایک سو بیس روپے جرمانہ کر دیا۔ مستونگ کے نائب عبدالرحمان نے ہمت خان سے خان کی باربرداری کے لئے قلات بھیجنے کو چند اونٹ مانگے۔ ہمت خان کے پاس

Marfat.com

اونٹ نہیں تھے۔ تو اسے تیس روپے جرمانہ کردیا گیا۔

ہمت خان کا ایک پانی کا چشمہ مستونگ میں ہے۔ پڑنگا باد میں یہ بات مشہور تھی کہ پیر اس کا ایک موروثی انعام ہے۔ اس کی سالانہ مالگزاری وہ باقاعدگی سے ادا کرتا تھا۔ گزشتہ سال نائب نے بطور جرمانہ ... اسے ضبط کر لیا۔ بھاگ کے نائب میر شاہو خان نے اسے اس بنا پر کہ وہ مول میں رہ کر درانیوں کی زمین کاشت کرتا ہے اسی روپے جرمانہ کردیا۔ حاجی کی لڑائی میں بدوزئیوں کو خان نے تباہ و برباد کر دیا۔ ایک سو چھہتر اونٹ، دُنبوں کے سات گلے، گھوڑے، چوبیس ڈھیریاں گیہوں کی اور گھریلو سامان سب لوٹ کر لے گئے۔

قادر خان دیناری نے غلام شاہوانی سے کچھ بنجر زمینیں خریدیں۔ انہیں قابل کاشت بنایا۔ قادر خان ہمیشہ خان کی ملازمت میں رہا اور اس زمین کی اس کے پاس سند موجود ہے۔ نائب ولی محمد نے اس کی فصل ضبط کر لی۔ اسی طرح فتح علی خان ... کچھ بنجر زمین خرید کر اس پر کاشت کرتا تھا۔ گزشتہ سال اس کی فصل بھی ولی محمد نے ضبط کر لی۔ خراسان میں پانی کا ایک نالہ یعنی چشمہ ہے۔ جسے ہر شخص جانتا ہے یہ میرے قبضے میں ہمیشہ سے رہا۔ گزشتہ سال خان نے اسے ضبط کر لیا۔ گزشتہ ہنگامے میں خان کی فوج نے میرے دو سو پچاس اونٹ، ایک ڈھیر گیہوں کا۔ سامان سے لدے ہوئے ساٹھ بیل، چالیس خچر اور دوسری چیزیں لوٹ لیں۔

خان نے جو ظلم و ستم مجھ پر ڈھایا ہے وہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم لوگ بغاوت پر اتر آئے۔ اور خان سے لڑے۔ میں نے اپنا معاملہ آپ کے حضور پیش کر دیا ہے۔ امید ہے کہ حکومت انصاف کرے گی۔

نوٹ:۔ اوپر کی ملحقہ رپورٹ کے چھپنے میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی۔ اس لئے خط نمبر ۶۸م کے ساتھ ۲۶ جون کو سیکرٹری محکمہ خارجہ حکومت ہند کو بھیجی گئی۔

بدا فلات اور سرحدی معاملے پر کیپٹن سنڈیمن کی رپورٹ اور ملحقہ کاغذات حکومت ہند کو بھیج رہا ہوں۔ صرف جس نقشے کا ذکر رپورٹ میں ہے وہ بعد میں جائے گا۔

نمبر ۵۳۸ - ۸۵۲ مورخہ ۲۹ جون ۱۸۷۲ء

از لیپل گریفن، سیکرٹری حکومت پنجاب

بنام سیکرٹری حکومت ہند، محکمہ خارجہ

بسلسلہ خط نمبر ۸۶۴ مورخہ ۲۶ ماہ ہذا جس کے ساتھ کیپٹن سنڈیمن، ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کی رپورٹ فلات اور سرحدی علاقے کے بارے میں بھیجی گئی ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ:-

لیفٹیننٹ گورنر کا خیال ہے کہ خان فلات اور سراوان اور جھالاوان کے بروہی قبیلوں کے قبل کے تعلقات کے بارے میں کیپٹن سنڈیمن نے جو کچھ لکھا ہے وہ مجموعی طور پر صحیح نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اصولی طور پر ریئسانی اور لہڑی شاخ کے سردار موروثی اعتبار سے خان کے باضابطہ مشیر تھے۔ اور جب تک کہ خان کی عملداری سوستان کی بنجر پہاڑیوں تک محدود تھی اور سیاست صرف یہ تھی کہ اب کون سے ضلع کو تاخت و تاراج کیا جائے۔ اس وقت ممکن ہے کہ یہ نظام خوش اسلوبی سے چل رہا ہو لیکن تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ کچی، پنجگور، کیچ، گنداوہ اور ہرانبد، داجل پر قبضہ کرنے کے بعد سلطنت میں توسیع ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ جانشینی کا نزاعی مسئلہ جو مہابت خان کے خان بننے سے پیدا ہوا ان سب واقعات نے متضاد مفاد کو جنم دیا اور خان اور سرداروں کے تصادم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ریاست کا پرانا دستور ناقابل عمل ہے۔ نئے حالات سے نپٹنا اس دستور سے ممکن نہیں' نہ ہی پرانے الجھے ہوئے اور مبہم دور کو واپس

Marfat.com

لا کر حکومت برطانیہ جو چاہتی ہے اسے حاصل کیا جا سکے گا۔

کیپٹن سنڈیمن اور کرنل فیری دونوں کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ سرداروں کو اس کا بہت دکھ ہے کہ پچاس ہزار روپے جو حکومت برطانیہ نے خان کو دیئے ان میں سے انہیں کچھ نہیں ملا۔ یہ پچاس ہزار روپے حکومت برطانیہ نے درہ بولان میں جو راہداری ٹیکس وصول ہوتا تھا۔ اس کے بدلے میں دیئے سرداروں کا کہنا ہے کہ پہلے وہ بھی اس میں سے حصہ لیتے تھے۔ جہاں تک کہ بروہی سرداروں کا تعلق ہے لیفٹیننٹ گورنر کا خیال ہے کہ کمشنر سندھ نے ان کا فیصلہ کر دیا ہے مگر کیپٹن سنڈیمن مریوں کے حق میں خاص دلیل پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اس قبیلے کی ایک شاخ مزارانی کو بولان سے گزرنے والے قافلوں کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس سے نہ صرف کرد اور کاکڑوں میں بلکہ باقی مری قبیلوں میں جن کا سردار غازان خان ہے۔ رشک و حسد پیدا ہو گیا ہے۔ یہ بات عجیب ہے کہ بلوچستان میں اگر ایک کو کچھ دیجئے تو باقی ماندہ لوگوں کو شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ خان کے لئے عجیب معمہ ہے اور ہم لوگ اس معاملے میں کوئی مفید مداخلت نہیں کر سکتے۔

کیپٹن سنڈیمن کے اس بیان پر کہ بلوچستان میں برطانوی مداخلت سے پہلے مری قبیلہ نہایت پرامن زندگی بسر کرتا تھا۔ لیفٹیننٹ گورنر کو یقین نہیں آتا۔ ان کا خیال ہے کہ ان بنجر پہاڑیوں میں رہنے والے ہمیشہ سے موقع بموقع زرخیز میدانی علاقوں میں لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ کبھی کبھار کوئی انہیں سختی سے کچلنے کی کوشش کرتا جیسا کہ مصطفیٰ خان کی کچھی اور ہراند، داجل کی گورنری کے زمانے میں ہوا تو انہیں بہت ناگوار گزرا۔ مجموعی طور پر وہ اسی زندگی کے عادی ہیں۔ لوٹ مار ان کا پیشہ ہے جب کبھی ان کے اپنے پہاڑوں پر فصل خراب ہوئی اور میدانی علاقوں کی مدافعت کمزور پڑی۔ ان مریوں کو لوٹ مار کا فوراً موقع مل جاتا ہے۔ ان کا جغرافیائی محل

Marfat.com

وقوع ایسا ہے کہ بلا خوف و خطر جب چاہیں گے ، گنداوہ کے میدانی علاقوں پر دھاوا بول دیں۔

کیپٹن سنڈیمن کی بہت سی دلیلوں سے متفق نہ ہونے کے باوجود لیفٹیننٹ گورنر کی رائے یہ ہے کہ کیپٹن سنڈیمن کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مری اور بگٹی قبیلوں کے حقوق کی تحقیق ہونی چاہیئے اور جلد سے جلد اس کا کچھ تصفیہ ہو جانا چاہیئے۔ ان کی رائے ہیں کیپٹن سنڈیمن کی یہ صلاحیت قابل تعریف ہے کہ مری بگٹی جیسے آزاد قبیلے پر اس حد تک حاوی ہو گئے ہیں کہ انہیں اپنے مشورے پر چلنے اور ان کا کہا ماننے پر آمادہ کر لیا۔ لیفٹیننٹ گورنر کو توقع ہے کہ حکومت ہند کے جو احکام جاری ہو چکے ہیں۔ ان سے کمشنر سندھ کو خان اور مری بگٹی قبیلے کے درمیان مستقبل کے تعلقات طے کرنے میں کافی مدد ملے گی۔ اور یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ ان مشکلات کو حل کرنے میں کیپٹن سنڈیمن کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔ اگر یہ معاملات جلد طے نہ ہوئے اور مریوں اور بگٹیوں کے اس احساس کہ ان کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں۔ ممکن ہے کہ ڈیرہ غازی خان کی سرحد پر جو کچھ عرصے سے پر امن ہے پھر فتنہ فساد شروع ہو جائے۔

اس درمیان میں مندرجہ ذیل خط ملا۔

برقیہ نمبر ۱۱۳ مورخہ ۲۸ ماہ ہذا

از کیپٹن سنڈیمن جیکب آباد

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

کرنل میری نے کل کمشنر سے ملاقات کی۔ کمشنر نے کہا کہ یہ نئی پالیسی کامیاب نہیں

Marfat.com

ہو سکتی۔ کرنل فیری نے جواب دیا۔ اگر صحیح معنوں میں اسے نافذ کیا جائے تو ضرور کامیاب ہو گی۔ آج کی خبر یہ ہے کہ ہیم سن شاہ غازی کے ساتھ گنداوہ میں ہیں۔ ان کی رپورٹ ہے کہ نورالدین بیلہ میں فوجیں جمع کر رہا ہے۔ نورالدین اور علی خان جاموٹ مجوزہ ثالثی میں نہیں بلائے گئے لہٰذا موجودہ کارروائی کی کامیابی مشکوک ہے۔

کیمپ جیکب آباد، مورخہ ۲۸ فروری ۱۸۷۲ء
کیپٹن سنڈیمن

ہم لوگ یہاں پرسوں شام کو پہنچے اور کرنل فیری دوسرے روز صبح کو سر ولیم میری ویدر سے ملنے گئے۔ ملاقات دوستانہ رہی۔ ان دونوں نے آپس کی خط و کتابت کے متعلق گفتگو کی۔ کرنل فیری نے بتایا کہ کسی معاملے پر ان سے بحث کرنا یا تبادلۂ خیال کو وہ نافرمانی سمجھتے ہیں۔ کمشنر نے یہ بھی کہا کہ ان کا خیال ہے کہ وہ جو احکام صادر کریں۔ ان کی بجاآوری ضروری ہے۔ حتیٰ کہ اگر وہ احکامات حکومت ہند کے احکامات کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ نئی پالیسی کے بارے میں انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس کی کامیابی کی امید بالکل نہیں ہے۔ کرنل فیری نے کہا کہ اگر حکمت عملی سے کام لیا جائے تو ضرور کامیاب ہو گی۔ اس کے متعلق میں نے آپ کو آج تار دے دیا ہے اور یہ بھی کہ جب تک علی خان جاموٹ اور نورالدین مینگل کو اس ثالثی میں دعوت نہیں دی جائے گی تو موجودہ کارروائی غالباً کامیاب نہیں ہو گی۔ کرنل فیری نے کہا کہ ذاتی طور پر سر ولیم مجھ سے خفا نہیں ہیں۔ مگر ان کو میری یہاں موجودگی پسند نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میں پنجابی ہوں اور میرا خیال یہ ہے کہ پرانے تجربے کی بنا پر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب سے کوئی بھلائی ہو ہی نہیں سکتی۔ آج میں ان کو سلام کرنے گیا تھا مگر کوئی کام کی بات نہیں ہوئی۔ ماحول دوستانہ تھا مگر مجھے یہ محسوس ہوا کہ خان اور سرداروں کے درمیان جو ثالثی کی تجویز ہے وہ موجودہ ذہنیت کی وجہ

Marfat.com

سے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ حقیقت ہے جو میں محسوس کرتا ہوں اور میں نے صاف صاف اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے اور چونکہ آپ نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔

ہیرسن کا خط جو میں بھیج رہا ہوں اس میں وڈھ کے مینگل سردار کے خط کا ذکر ہے۔ یہ وہ سردار ہے جسے خان نے نورالدین کی جگہ مقرر کیا ہے۔ سردار کا نام میر محمد خان ہے مگر خط جس نے لکھا ہے اس کا نام میر عطا محمد ہے۔ اس کے دو اور ساتھی بھی ہیں جو شاہ غازی کے جاسوس کہلاتے ہیں اور جن کا کوئی مقام نہیں ہے۔ نورالدین کا قائم مقام سنا ہے کہ وہ اسی کے ساتھ ہے۔

جیکب آباد، ۲۸ فروری ۱۸۷۲ء

از پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ، فرنٹیئر اپر سندھ

بنام کمشنر سندھ

میں آپ کو دو خط بھیج رہا ہوں۔ ایک وہ جو میجر ہیرسن نے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو معہ ملحقہ خط کے جو سرداروں نے شاہ غازی کو لکھا تھا۔

خط سے پتہ چلتا ہے کہ سردار نورالدین بیلہ میں فوجیں جمع کر رہا ہے اور مینگل سردار میر محمد نے خط وصول نہیں کیا۔

۲۔ اس ثالثی کی تجویز میں سردار نورالدین اور علی خان جاموٹ کو شامل نہیں کیا گیا ہے اندیشہ ہے کہ جلد انہیں شامل کرنے کی کوشش کی جائے نہیں تو بلوچستان میں امن و امان قائم کرنا مشکل ہو جائے گا اور حکومت کی اپنی پالیسی ناکام ہو جائے گی۔

میجر ہیرسن کے خط کی نقل

نمبر ۳۰۔ گنداوہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۷۲ء

از میجر ہیرسن، پولیٹیکل ایجنٹ قلات

Marfat.com

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ، فرنٹیئر اپر سندھ

وڈھ سے مینگل سردار نے جو خط بھیجا ہے اس کی ایک نقل بھیج رہا ہوں۔

کمشنر سندھ کو مندرجہ بالا خط بھیج دیا۔ یہ مینگل سردار میر محمد خان ہے جو نورالدین کی جگہ پر ہے۔ اس نے اس پر دستخط نہیں کئے ہیں۔ یہ اس خط کی نقل ہے۔

وڈھ از سردار عیسیٰ خان، میر مراد، میر عطا محمد شیرازی مینگل

بنام شاہ غازی ولی محمد

(نقل)

بعد تسلیم کے عرض ہے کہ الحمدللہ یہاں سب خیریت ہے۔ ہم لوگ آپ کی بھلائی بہبود کے لئے دست بدعا ہیں۔ سنا ہے کہ آپ خضدار پہنچ گئے ہیں۔ نورالدین ابھی تک بیلہ میں ہے اور ہر طرف فوجیں جمع کر رہا ہے۔ بیلہ میں لوگ کہتے ہیں کہ وہ عید کے دوسرے روز سے جنگ شروع کرے گا۔ ہمارے آدمی اس کے پاس ہیں۔ لہٰذا ہم خبر دیتے رہیں گے۔ ہم لوگ آپ کے حکم کے تابع ہیں۔ کہیں تو آپ کے پاس آجائیں یا کسی جگہ بھیجنا ہو تو ہم لوگ وہاں چلے جائیں۔

ڈائری نمبر ۷، ۱۸۷۲ء

از پولیٹیکل ایجنٹ قلات، اختتام ہفتہ ۲۴ فروری ۱۸۷۲ء

گندون، مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۷۲ء

اپنے محافظین ڈاکٹر لوبین اور شاہ غازی ولی محمد کے ساتھ بروز اتوار مورخہ ۱۸ کو گنداوہ روانہ ہوا اور آج ۲۴ کو یہاں پہنچا۔ درہ مولہ میں بہت سے بلوچوں سے ملاقات

Marfat.com

ہوئی جو نواب محمد خان کے کیمپ سے اپنے اپنے گھروں کو واپس جا رہے تھے۔ انہی میں سردار قیصر خان موسانی بھی تھے۔

موسانی سردار قیصر خان اور پنڈ کے سردار کے لڑکے سردار خان سے شاہ غازی کی پیر چھتر اور کوٹڑا کے درمیان ملاقات ہوئی۔ ان کے ساتھ تقریباً آٹھ سو آدمی تھے انہوں نے ہمیں کیمپ تک پہنچا دیا۔ سہ پہر کو دونوں سردار مجھ سے ملنے آئے۔

بہت سے غریب بروہی جو پہاڑوں میں رہتے ہیں بہت دور دور سے شاہ غازی کو دیکھنے آئے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔ سب نے انہیں تحفے تحائف دیئے۔ جس سے پتہ چلا کہ وہ شاہ غازی کو کس قدر عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

نواب محمد خان نے مجھے اور شاہ غازی کو یہ لکھا کہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے انہیں گنداوہ جانے کو کہا ہے مگر جب انہوں نے جانوروں کے چارے کی قلت اور دوسرے سامان و رسد کی کمی کی نشاندہی کی اور یہ تجویز پیش کی کہ سردست بھاگ میں ٹھہرنا مناسب رہے گا تو وہ راضی ہو گئے۔ اور یہ کہا کہ ہم ان کے جواب آنے تک یا شاہ غازی جیسا حکم دیں ہم یہاں ٹھہرے رہیں۔ شاہ غازی نے انہیں ٹھہرنے کی اجازت دے دی ہے اور پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے جواب کا انتظار ہے۔

ہز ہائی نس نے داروغہ عطا محمد کا ایک خط بھیجا ہے اور یہ اطلاع دی ہے کہ باغیوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ مکران میں علی جان کو نائب بنایا جائے یا سردار فقیر محمد کو تو ان لوگوں نے علی جان کو پسند کیا۔ داروغہ عطا محمد نے میجر سینٹ جان اور ان کے ساتھیوں کے لئے بھی انتظامات مکمل کر دیئے ہیں۔ خط کی نقل اس کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔

سردار فقیر محمد نے مجھے ایک دوستانہ خط لکھا ہے کہ وہ جاؤ جا رہا ہے مگر اس کا لڑکا میاں کیرانال میں ہے۔ اور اس سے آپ جو خدمت لینا چاہیں لے سکتے ہیں۔

Marfat.com

موسم یک بیک گرم ہو گیا ہے۔ اس سے محافظوں کی صحت پر اثر پڑا ہے لیکن ڈاکٹر بومین کہتے ہیں کہ چند دنوں میں یہ لوگ جو بیمار پڑ گئے ہیں تندرست ہو جائیں گے۔

دار وغہ عطا محمد کے خط

بنام ہز ہائی نس خان قلات

کا ترجمہ

سلام و تسلیم کے بعد عرض ہے کہ آپ کا خط موصول ہوا۔ خدا آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ میاں باہی خان اور کچھ کے دوسرے بلوچ ۲۷ جنوری بمطابق ۱۵ ذوالحجہ کو میرے پاس آئے اور آپ کی اطاعت قبول کر لی ہے اور مالگزاری دینے پر راضی ہو گئے ہیں۔ میں نے سرداروں اور دوسرے لوگوں سے پوچھا کہ وہ سردار فقیر محمد اور علی جان میں سے کس کو اپنا نائب بنانا چاہیں گے تو ان لوگوں نے یک زبان علی جان کو پسند کیا۔ میں نے علی جان کو نائب مقرر کر دیا اور تربت قلعہ اس کے سپرد کر دیا۔

میں نے علی جان اور سرداروں کو تاکید کر دی ہے کہ وہ میجر سینٹ جان کی دیکھ بھال میں کسی شکایت کا موقع نہ دیں اور جب وہ مہرا سے چلیں تو ان سے اس بات کا سرٹیفکیٹ لے لیں کہ انہیں کسی قسم کی شکایت نہیں ہے۔

آپ کے حکم کے مطابق میں ۲۹ جنوری بمطابق پہلی ذوالحجہ کو توپ خانے کے بیڑے کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اور اسے پنجگور بھیج دیا ہے تاکہ وہ مجھے مشکہ میں ملیں۔ میں نے پنجگور سردار غازی خان کو بھی لکھ دیا ہے اور وہ آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ میں نے پنجگور میں جو سوار بھرتی کئے تھے وہ ابھی تک وہیں ہیں۔ مہربانی فرما کر بیس سوار مجھے بھیج دیجئے اور کولینا اور نوشکی کے نائب کو یہ لکھ دیں کہ ہمارے لئے رسد کا سامان کریں۔ گزشتہ ہنگامے کے دوران وہ جو ہمارے ماتحت تھے اور فوجی بیڑا دونوں کا برتاؤ

Marfat.com

قابلِ تحسین ہے۔

نمبر ۱۹۰ جیکب آباد مورخہ ۲۸ر فروری ۱۸۷۲ء

از کمشنر سندھ

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر

آپ کا خط نمبر ۳۹۴ موصول ہُوا۔ میرے خط نمبر ۷، مورخہ ۲۴ر جنوری کے پہلے حصے سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ ثالث کی تجویز بلوچستان کے عام فسادات کے متعلق تھی۔ اور خان کے وکیل کو جو خط لکھا گیا تھا وہ ضرور جھالاوان اور سراوان کے سرداروں تک پہنچا دیا گیا ہو گا۔ وکیل کو جو خط لکھا گیا تھا اس کی نقل میں نے خود ہز ہائی نس خان کو ان کی اطلاع کے لئے بھیجی تھی۔ اگر خان نے جھالاوان کے سرداروں کو اب تک یہ خط نہیں بھیجا ہے تو انہیں فوراً بھجوایا جائے اور میجر ہیریسن سے کہیں کہ اس کے بارے میں خان کے وزیر سے پتہ چلائیں کہ آیا جھالاوان کے سرداروں کو وہ خط پہنچا دیا گیا یا نہیں اگر نہیں تو فوراً پہنچایا جائے۔

کیمپ جیکب آباد، مورخہ ۲۹ر فروری ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈمین

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

بسلسلہ شمولیت سرداران جھالاوان بہ ثالثی مابین خان اور ان کے سردار۔ یہ خط حکومت پنجاب کو بھیجا جا رہا ہے۔

برقیہ نمبر ۱۱۵ مورخہ ۲۹ر فروری ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈمین

Marfat.com

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

نورالدین اور علی خان جاموٹ کے بارے میں کمشنر کا جواب کرنل فیری کو ملا۔ ان کو اتفاق ہے کہ مجوزہ ثالثی خان اور ان کے سب سرداروں کے درمیان ہے۔ بیلہ اور وڈھ کے سرداروں کے بارے میں خان کے وکیل کو لکھا جائے۔

برقیہ نمبر ا مورخہ یکم مارچ ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈمین، جیکب آباد

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

شاہ غازی آ گئے۔ کرنل فیری کے سوال کرنے پر ہیریسن نے کہا کہ حکومت کی ثالثی کی تجویز کی کوئی اطلاع نورالدین کو نہیں دی گئی۔ نورالدین کے متعلق خبر ہے کہ وہ آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ بیلہ سے ۲۳ تاریخ کو چل پڑا ہے۔ مقصد معلوم نہیں۔

نمبر ۳۵ جیکب آباد، مورخہ ۲ مارچ ۱۸۷۲ء

از ہیریسن

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر

خط نمبر ۹۵۴ معہ ملحقہ کاغذوں کے موصول ہوا۔ میں نے سراوان کے سرداروں کے پاس آپ کا خط اور اس کا جواب بھیجنے کا سوچا تھا مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے کہ شاید یہ کمشنر سندھ کے احکامات کے خلاف نہ ہو جائے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے خط ۹۷ کے پیرا نمبر میں اس کا اظہار کیا ہے۔

مورخہ ۲ مارچ ۱۸۷۲ء

Marfat.com

از پولیٹیکل ایجنٹ قلات

بنام پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ فرنٹیئر

سردار نورالدین کی نقل و حرکت کے بارے میں خطوط کی نقلیں اور ان کا ترجمہ بھیج رہا ہوں۔

از جانشین آف جھالاوان

بنام شاہ غازی ولی محمد

سلام و تسلیم کے بعد عرض ہے۔

میں نے ابھی ابھی سنا کہ نورالدین نے گوہر زہری اور دین محمد کے بھائی کو قافلہ لوٹنے کے لئے بھیجا ہے۔ گوہر اس وقت مرلوں کی سرحد پر ہے۔ قیصرانیوں کے تحفظ میں ابھی ایک قافلہ پہنچا ہے۔ میں نے لشکر خان اور شفیع محمد کو بلایا۔ ان سے کہا کہ چونکہ ان کو قافلے کی حفاظت کے لئے روپے ملتے ہیں اور پانچ سو آدمی جمع کر سکتے ہیں لہٰذا وہ فوراً ہب ندی جائیں اور قافلے کی حفاظت کریں اور اگر وہ نہیں جائیں گے تو ہز ہائی نس ان کو سزا دیں گے۔

وہ فوراً ہب ندی روانہ ہو گئے۔ یہ میں نے آپ کو اطلاعاً عرض کر دیا ہے۔

(صحیح ترجمہ)

از منگلی رام

بنام شاہ غازی ولی محمد

سلام کے بعد عرض ہے۔

میں نے سنا ہے کہ آپ بخیر و عافیت گنداوہ پہنچ گئے۔ اللہ آپ کی ہمیشہ

Marfat.com

مدد کرے۔ اطلاعاً عرض ہے کہ عید کے بعد سردار نورالدین مینگل بیلہ سے وڈھ کے لیے روانہ ہو گیا۔ علی خان ابھی تک بیلہ میں ہے۔ نورالدین نے شومریوں سے مدد مانگی مگر کوئی بھی وڈھ جانے پر راضی نہ ہوا۔ میں آپ کے پاس سلام کرنے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو حاضر ہو جاؤں۔ میں کراچی میں آپ کے جواب کا انتظار کروں گا۔

(صحیح ترجمہ)

جیکب آباد، مورخہ ۲ مارچ ۱۸۷۲ء

ازکیپٹن سنڈمین ڈپٹی کمشنر

دوسری رپورٹوں سے بھی یہ خبر صحیح معلوم ہوتی ہے کہ سردار نورالدین مینگل وڈھ روانہ ہو گیا ہے۔ وہ اس وقت سردار مولا محمد کے ساتھ جلا وطنی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ عطا محمد پر جو مکران سے قلات آ رہا ہے حملہ کرے گا۔

کیپٹن ہیریسن نے سردار نورالدین کو اطلاع دے دی ہے اور ساتھ ساتھ خطوط کی نقلیں بھی بھیج دی ہیں۔ جن میں سردار مولا محمد اور دوسرے سراوان کے سرداروں کو خان اور ان کے درمیان ثالثی کی تجویز ہے۔

شاہ غازی ولی محمد یہاں پہلی کو پہنچے۔ سراوان کے سردار توقع ہے کہ ۴ مارچ کو آجائیں گے۔ ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ہیں۔

نمبر ۳۶ مورخہ ۶ مارچ ۱۸۷۲ء

ازمیجر ہیریسن

بسلسلہ خط نمبر ۳۴۔ سردار نورالدین کے بارے میں جن کا ابھی خضدار سے خط ملا ہے وہ بھیج رہا ہوں۔

Marfat.com

ازجانشین، جھالاوان

بنام شاہ غازی

سلام وتسلیم کے بعد عرض ہے کہ

یہاں سے پہلے جو خبر بھیجی تھی۔ امید ہے کہ وہ مل گئی ہوگی۔ سردار نورالدین ۲۸ ر فروری کو وڈھ میں داخل ہو جائے گا۔ لاسی ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ بیلہ میں جو بزنجو تھے وہ ان کے ساتھ ہیں۔ اس نے مینگلوں کو جمع کرنے کے لئے بھی آدمی دوڑائے ہیں۔ خدا کی مہربانی اور ہز ہائی نس کی خوش قسمتی سے یہاں معاملات بالکل ٹھیک ہیں۔

ابراہیم رودنجھا معہ سو آدمیوں کے نورالدین کے ساتھ ہے۔ نورالدین نے سردار آزاد خان کے پاس بھی ایک قاصد بھیجا ہے۔

ازجانشین۔ جھالاوان

بنام مولوی دوست محمد

۲۸ ر فروری بمطابق ۱۸ ذوالحجہ نورالدین وڈھ پہنچ جائے گا۔ ابراہیم رودنجھا معہ سو ...) واحد لاسی اس کے ساتھ ہے۔ لسبیلہ کے بزنجو بھی اس کے ساتھ ہیں۔ اس کے ... اور ایک "مارٹر" ہے۔ کیول مستری بھی اس کے ساتھ ہے۔

نورالدین غالباً شاہ غازی کی کانفرنس کے نتیجے کا انتظار کرے گا۔ اس نے سردار ... بھی آدمی بھیجا ہے۔ یہاں سب خیریت ہے۔

(صحیح ترجمہ)

جیکب آباد، مورخہ ۶ ر مارچ ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈیمن

Marfat.com

بنام سیکرٹری، حکومت پنجاب

سب سردار ۲۴ تاریخ کو یہاں پہنچ گئے۔ جہاں تک میں نے ان لوگوں کو سمجھا ہے۔ یہ بہت معقول ہیں۔ مگر انہیں اچھی طرح سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے معاملے اور شکایتوں کی تحقیق بڑے صبر و تحمل سے کی جائے۔

میں نے اپنی رپورٹ آج کمشنر کو پیش کر دی ہے۔ انہوں نے مجھے ۲۴ تاریخ کو بلایا ہے میری موجودگی سے بہت ناراض تھے۔ میں نے کہا کہ مجھے یہاں حکومت ہند نے بھیجا ہے اور میں نے صرف اپنا فرض ادا کیا ہے۔

ملاقات ختم ہونے پر انہوں نے کہا کہ اگر غلط کے بارے میں کچھ کہنا ہے تو کہیئے۔ میں نے کہا کہ میں لکھ کر دینا پسند کروں گا۔

اس کے بعد میں نے انہیں ہم لوگوں کی گفتگو کا جو لب لباب تھا۔ وہ لکھ کر دے دیا۔ میں آپ کو اس کی نقل بھیجوں گا۔

میں ان سے کسی بحث میں الجھنا نہیں چاہتا تھا۔ اتنا ہی بولا جتنا کہ ضرورت تھی۔ یہ ملاقات بہت ہی تکلیف دہ تھی۔

انہوں نے مجھے جیکب آباد سے ۲۴ گھنٹے کے اندر چلے جانے کو کہا۔ میں نے انہیں محکمہ خارجہ کا تار بھیج دیا اور کہا کہ میں وہ کروں گا جس کا مجھے اس میں حکم دیا گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں آج سہ پہر تک ٹھہر سکتا ہوں۔

یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جو ان کی ناراضگی کا باعث ہو۔ میں اور کرنل فیری نے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک یہ معاملات طے نہ پا جائیں ہم لوگ میس (MESS) نہیں جائیں گے اور میں نے کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

یقیناً میں آپ کو بہت آزادانہ طور سے ساری باتیں لکھتا رہا ہوں مگر ان حالات کے تحت ضروری تھا کہ آپ سے بہت صاف صاف اظہار خیال کیا جائے۔

Marfat.com

یہی نورالدین کا واقعہ لے لیجئے۔ میں جانتا تھا کہ کیا ہونے والا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے سوا کسی کو آزاد ذرائع سے خبریں نہیں ملتیں۔

۲۴ جنوری کے خط میں جو ہدائتیں دی گئی تھیں اگر ان پر عمل کرتا تو میں اپنی رپورٹ نہیں لکھ سکتا تھا۔ اور کرنل فیری نے بالکل سچ کہا کہ ۱۸ جنوری کے خط میں جو ہدائتیں دی گئی تھیں ان پر عمل ناممکن تھا اگر ۲۴ تاریخ کے خط کا لحاظ رکھا جاتا۔

آپ کو شائد یاد ہو کہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں کرنل فیری کے عوض کام کرنا پسند کروں گا۔ یہ میں نے کہا تھا کہ اگر کبھی ایسا موقع نکلے مگر کمشنر راضی نہیں ہوں گے۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح ...... یہاں کام ہو رہا ہے۔ اس طرح آپ لوگوں کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ سرداروں کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں کیا جاتا ہے جو ہم کہتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ دونوں نظام کا مقابلہ ہی بیکار ہے۔ یہ تو پورا نظام ہی غلط ہے۔

یہاں کے کمانڈنگ آفیسر پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ بھی رہ چکے ہیں اور وہ اپنی مرضی سے جو چاہتے تھے کرتے تھے۔

کرنل فیری نے جب اس نظام کا غور سے جائزہ لیا تو وہ بھی اسی نتیجے پر پہنچے کہ یہ سارا نظام بوسیدہ اور متعفن ہے۔

اس واقعہ کے اظہار سے سرولیم میری ویدر بہت خفا ہوئے اور اسی لئے وہ میرے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں۔

سرولیم نے یہاں مستبدانہ حکومت کی ہے لہذا اختلاف و تنقید سے وہ برہم ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے یہاں تک کہہ دیا کہ مجھے اپنی کوئی رائے رکھنے کا حق نہیں ہے میری رائے وہی ہونی چاہیئے جو ان کی ہے یعنی جب ان کی رائے معلوم ہو گئی تو پھر اپنی رائے کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔

ان کا خیال ہے کہ ایسی وحشی اور سرکش سرحد پر انگریز سیاستدان بننے کی ضرورت

Marfat.com

ہے۔ یعنی ثابت قدمی، انصاف اور لطف و عنایت سے کام لیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ خان اور سرداروں کے ساتھ کچھ رعایت، مروّت اور مصالحت پر عمل کیا جائے۔ سارا معاملہ ٹھیک ہو جائے گا مگر یہ جو پالیسی اب اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔

میں اس خط کی معافی چاہتا ہوں۔ یہ جلدی میں لکھا گیا۔

نمبر ۶۸۴۔ لاہور مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۷۲ء

از لیپل گریفن، سیکرٹری حکومت پنجاب

بنام ڈپٹی کمشنر، ڈیرہ غازی خان

آپ کے گزشتہ ۲۰ فروری کے خط کے حوالے سے میں آپ کی اطلاع اور رہنمائی کے لئے خط نمبر ۶۶۶ مورخہ ۱۸ مارچ جو محکمہ خارجہ سیکرٹری حکومت ہند سے آیا ہے بھیج رہا ہوں۔ اس سے آپ کو قلات کے معاملے میں آپ کے فرائض کیا ہیں معلوم ہو جائیں گے۔

نمبر ۶۶۶ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۷۲ء

از سی۔ یو۔ ایچیسن، سیکرٹری حکومت ہند محکمہ خارجہ

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

آپ کے خط نمبر ۱۰۶۵ مورخہ ۲۹ فروری ۱۸۷۲ء جس کے ساتھ آپ نے کیپٹن سنڈیمن کے خطوط بھیجے ہیں اور جس میں قلات کے معاملے میں ان کی حیثیت کا ذکر ہے تو مجھے یہ کہنا ہے کہ انہوں نے ریزولیوشن نمبر ۲۲۴۸۵ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۷۱ء کو غلط سمجھا ہے۔ وہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ کے ماتحت رہیں گے اور ان کا تعلق صرف مری اور بگٹی قبیلوں کے معاملے سے رہے گا نہ کہ

Marfat.com

سارے قلات کے معاملوں سے۔

۲۔ اب جب کہ کیپٹن سنڈیمن جیکب آباد سے واپس آ گئے ہیں آپ انہیں بتا دیں کہ انہیں قلات کے معاملے میں مداخلت کی اجازت نہیں ہے۔ ان کا تعلق ان معاملات سے رہے گا جن سے کہ مری اور بگٹی قبیلہ براہ راست متاثر ہو رہا ہو۔ جہاں تک قلات کا تعلق ہے تو انہیں اس کی اجازت ہے کہ اگر انہیں کوئی خبر کہیں سے خان یا سرداروں کے بارے میں ملے تو پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر کو خبر کر دیں وہ اگر چاہیں تو اس پر اپنی رائے یا تنقید بھی کر سکتے ہیں۔ بس یہاں پر ان کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر کمشنر سندھ یا حکومتِ ہند ان سے کچھ اور مطالبہ کرے تو اور بات ہے۔ کیپٹن سنڈیمن کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ مولا محمد یا خان کے کسی سردار سے بالواسطہ یا بلا واسطہ کسی قسم کی خط وکتابت نہیں کریں گے سوائے ان قبیلوں کے سرداروں کے جو ڈیرہ غازی خان اور پنجاب کی سرحد پر ہیں۔

۳۔ آپ کے لکھنے کے مطابق حکومت ہند کے اس محکمہ کے ریزولیوشن نمبر ۲۲۴۸ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۷۱ء جس کا تعلق قلات کے معاملات سے ہے کی دو نقلیں بھیج رہا ہوں۔ اس کی ایک کاپی حکومت پنجاب کو پہلے ہی بھیج دی ہے۔

ڈیرہ غازی خان مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

ملحقہ کاغذات میں جیکب آباد کی اب تک کی خبریں ہیں۔ مجھے مری کے زمیندار غازیا خان سے بھی اطلاع ملی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبیلے کی ایک میٹنگ کاہان میں ہوئی۔ یہ فیصلہ کرنا تھا کہ گورچانی قبیلے کے قاتلوں کو ان کے حوالے کر دیا جائے یا نہیں۔ فیصلہ یہ ہوا کہ

Marfat.com

حوالے کر دیا جائے۔ لہذا غازیا کا بھائی میر دلا انہیں لے کر یہاں آرہا ہے۔

یں مے سرحد کا ایک نقشہ تیار کرایا تھا۔ جس میں یہاں سے قندھار اور جیکب آباد تک مختلف راستے دکھائے گئے تھے۔ اس سے آپ کو دونوں سرحدوں کی جغرافیائی حالت کا پتہ چل جائے گا کہ سارے ملک کی راہیں کس طرح کھل سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں اس سے یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ

مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا کروں گا اور میں کوشش کروں گا کہ سر ولیم میری ویدر کو اس بات کا قائل کروں کہ اگر تمام ملک کی راہیں کھل جائیں تو خان اور ہماری سرحد کے مفاد میں ہوگا اور میں جانتا ہوں کہ یہ کام میں کر سکتا ہوں۔

بروہی سرداروں نے جو عرضیاں سر ولیم کو دی ہیں ان کی نقل کرنل فیری نے مجھے بھیج دی ہے۔ ان کے اندراجات وہی ہیں جو میں نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے۔ کاپیاں اس کے ساتھ ملاحظہ کے لئے بھیج رہا ہوں۔

کیا میں ان وجوہات کا تجزیہ آزادانہ طریقہ سے کروں جو سرحد پر تصفیہ میں رکاوٹ پیدا کر رہی ہیں۔ اگر آپ اس پر راضی ہیں تو مجھے اپنی رائے سے آگاہ کریں۔ یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں تنقید نہیں کروں گا۔ صرف واقعات بیان کر دوں گا۔

مورخہ ۲۴ مارچ ۱۸۷۲ء

مسٹر بروس اسسٹنٹ کمشنر راجن پور کو مندرجہ ذیل اطلاع مزاری سردار امام بخش خان سے ملی۔

" شاہوالی کے غازی کرد نے یہ خبر دی ہے کہ بروہی سرداروں نے یہ طے کیا ہے کہ اگر جیکب آباد میں ان کی شکایات کا ازالہ نہ ہو سکا تو وہ یا تو بمبئی یا پنجاب جا کر حکومت سے فریاد کریں گے مگر وہ وطن واپس

Marfat.com

نہیں جائیں گے۔"

مزاریوں کی ایک شاخ خرد یا کرد ہے۔ غازی اس کا سردار ہے۔ وہ شاہوالی اور کن میں رہتا ہے جو پنجاب میں ہیں۔ وہ سردار اللہ دینا کرد جو درہ بولان میں رہتا ہے اس کا قریبی رشتہ دار ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ درہ بولان اور شاہوالی کے کرد ایک ہی لوگ ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد ایک تھے۔ اور ان کے آپس میں شادی بیاہ ہیں۔ مسٹر بروس نے مجھے فوراً اطلاع دی اور میں نے ان کو ہدایت کی کہ آپ سردار امام بخش خان کے ذریعہ غازی خان کرد کو یہ خبر کر دیں کہ بروہی سرداروں کو پنجاب میں داخلے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ کمشنر سندھ کے احکام کی تعمیل کریں۔ اور انہیں یقین ہے کہ کمشنر ان کے معاملات طے کر دیں گے۔

میرے حکم نامے کی ایک نقل جو غازی کو مسٹر بروس کے ذریعہ بھیجی ہے۔ وہ شامل رقعہ ہے۔

مزاری سردار کے خط کا ترجمہ

بنام کیپٹن سنڈیمن

آج قادر بخش اور داؤد کرد راجن پور پہنچے انہوں نے کہا کہ ڈومر خان ریئسانی چند سواروں کے ساتھ جیکب آباد سے نورالدین کے پاس گئے تھے۔ وہ ۱۸ مارچ کو اس کا جواب لے کر واپس آگئے۔ اس واقعہ کو تقریباً ایک ماہ ہو چکا ہے۔ نورالدین نے جیکب آباد آنے سے انکار کر دیا۔ اور سراوان کے سردار مولا محمد کو کہا ہے کہ وہ اس کی نمائندگی کرے۔ ان لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ نورالدین نے ایک عرضی جنرل میری ویدرا در کرنل فیری کو بھیجی ہے۔ اس نے مولا محمد کو بھی لکھا ہے۔ دونوں صاحبوں نے مولا محمد کو بلایا اور کہا کہ یا تو وہ نورالدین کو کہیں کہ جیکب آباد آئے یا پھر اس سے بالکل قطع تعلق کر لیں۔ اس حکم کے تحت سردار مولا محمد نے ایک قاصد

Marfat.com

نورالدین کے پاس بھیجا۔ اسی کے ساتھ شاہ غازی ولی محمد کا خط لے کر ایک اور قاصد اس کے ساتھ گیا۔ صاحب بہادر نے بھی ایک پروانہ کے ذریعہ نورالدین کو جیکب آباد بلایا۔ قادر بخش اور داؤد نے امام بخش کو یہ بھی خبر دی کہ پہلے خط کے پہنچنے سے دو روز قبل نورالدین نے خضدار روڈ پر ایک قافلہ لوٹا۔ یہ قافلہ کپڑا اور اسلحہ لے کر قندھار جا رہا تھا۔ یہ بھی کہا کہ ۲۰ تاریخ کرنل فیری انگلستان چلے گئے اور مراوان کے سرداروں کے معاملات کو ولیم میری ویدر اور اپنے جانشین کے سپرد کر گئے۔ انہوں نے مراوان کے سرداروں کو خلعتیں بھی دیں۔

نمبر ۱۹۸ ڈیرہ غازی خان مورخہ ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈیمن، ڈپٹی کمشنر

برائے اطلاع سیکرٹری حکومت پنجاب رقعہ ہذا بھیج رہا ہوں۔

برقیہ ۵۱۳، مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

کرنل فیری کا خط، وہ فرلو پر چلے گئے۔ سردار صاحبان مجھے اور کرنل فیری کو خطوط بھیج رہے ہیں۔ کرنل فیری نے ہدایت کی کہ میں ان کے خطوط وصول کر لوں۔ آپ کی ہدایت کے منتظر ہیں۔ مری سرداروں کا کردار ہرا ند قتل میں غیر تسلی بخش ہے۔ وہ لوگ جیکب آباد کی کانفرنس کے نتائج کا انتظار کر رہے ہیں۔ نورالدین نے خضدار پر اور سردار آزاد خان نے باغیانہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

برقیہ ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء

Marfat.com

از سیکرٹری حکومت پنجاب

بنام کیپٹن سنڈیمن

قلات کے سرداروں سے آپ خط و کتابت نہ کریں۔ اگر کوئی آپ کو خط بھیجے تو وہ کمشنر سندھ کو بھیج دیں۔ اور اس کی نقل میرے پاس حکومت کی اطلاع کے لئے بھی بھیجیں۔ مری سرداروں سے جو خبریں آپ چاہیں جمع کریں۔

برقیہ ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری حکومت پنجاب

بنام سیکرٹری محکمۂ خارجہ، حکومتِ ہند، کلکتہ

کیپٹن سنڈیمن نے تار دیا ہے کہ سردار نورالدین نے خضدار پر اور سردار آزاد خان نے باغبانہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

نمبر ۳۹۸ مورخہ ۳ اپریل ۱۸۷۲ء

از لیپل گریفن، سیکرٹری حکومت پنجاب

بنام سیکرٹری حکومت ہند، محکمہ خارجہ

بسلسلہ برقیہ ۲۸ مارچ۔ قلات کے معاملات پر ایک خط کی نقل جو مجھے کیپٹن سنڈیمن کے میمورنڈم مورخہ ۲۸ مارچ کے ساتھ ملا بھیج رہا ہوں۔

۲۔ کیپٹن سنڈیمن نے تار کے ذریعے یہ خبر دی کہ نورالدین خضدار میں اور آزاد خان باغبانہ میں ہے۔ کیپٹن سنڈیمن کے میمورنڈم کی تاریخ سے لیفٹیننٹ گورنر کے خیال میں ان کے پاس اس خبر کو تار سے بھیجنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ موجودہ خط نامکمل ہے۔

Marfat.com

مورخہ ۳ محرم

از سردار نورالدین، عبدالسید خان

بنام سردار مولا محمد اور دوسرے سردار صاحبان

میرے بھائی۔ مجھے کمشنر کے ۲ محرم کے خط سے پتہ چلا کہ انہوں نے مجھے جیکب آباد سمجھوتہ اور صلح کے لئے بلایا ہے۔ آپ کا خط بھی اس سلسلے میں تھا۔ میں نے ایک عرضی کمشنر کے نام بھیجی ہے اور ان سے یہ کہا کہ مولا محمد ہمارے مالک ہیں۔ اور تمام بروہیوں کے سردار، وہ شاہ غازی ولی محمد اور صاحب کے سامنے جام صاحب اور بروہیوں کے متعلق جن شرائط پر سمجھوتہ کرلیں گے وہ مجھے منظور ہو گا۔ میرے بھائی! کمشنر کے خط ملنے سے پہلے کچھ جائیدادیں لوٹی گئی ہیں۔ یہ گزشتہ باتیں ہیں مگر اس تاریخ کے بعد سے لوٹ مار اور بغاوت کا سلسلہ ختم سمجھیے۔ یہ بات آپ یقینی سمجھیں۔ ہم لوگ زیرِّر اور خضدار میں اپنی فوجوں کے ساتھ ہوں گے اور میں آپ کے فیصلے کا انتظار کروں گا۔ جیسے ہی تصفیہ ہو جائے مجھے فوراً اطلاع دیں تاکہ مجھے حالات سے آگاہی ہو جائے۔

اس کے علاوہ خبر ملی ہے کہ آزاد خان عنقریب باغبانہ پہنچنے والا ہے۔ سردار میر آزاد خان اور مینگلوں کی چار ہزار فوجیں یہاں موجود رہیں گی۔ اس کے بعد ان کے اخراجات کے لئے روپے بھیجئے۔ میں جانشین غلام محمد سے لے لوں گا آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔

(مُہر)

سردار نورالدین

عبدالسید خان

عبدالکمال خان

نمبر ۶۵۲ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری، پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ، اپر سندھ فرنٹیر

بنام کمشنر سندھ

سردار نورالدین کا خط جو مولا محمد کے نام آیا ہے۔ اس کی نقل ملاحظہ کے لئے بھیج رہا ہوں سردار مولا محمد کہتے ہیں کہ نورالدین نے اب تک اپنی فوج کو سبکدوش نہیں کیا اور یہ کہ جب حکومت برطانیہ نے اس سارے معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے تو جو فیصلہ بھی ہو اسے مان لینا چاہیے اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر اس کے بعد نورالدین نے کوئی گڑبڑ کی تو وہ اس سے بالکل قطع تعلق کر لے گا۔ کیونکہ نورالدین کی یہ حرکت آپ کے حکم کے منافی ہوگی۔

سب سردار اس سلسلے میں پیشتر اس کے کہ وہ نورالدین کو اس کے خط کا جواب دیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

اس خط کی ایک نقل کیپٹن سنڈیمن کو اطلاع کے لئے بھیجی جا رہی ہے۔

نمبر ۱۹۱ ڈیرہ غازی خان، مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۷۲ء

ایک نقل سیکرٹری حکومت پنجاب کو برائے اطلاع بھیجی جا رہی ہے۔

میمورنڈم

از کیپٹن رابرٹ سنڈیمن

مورخہ ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء

سردار نورالدین کو جیکب آباد کانفرنس میں دعوت دینے سے قبل میری معلومات یہ ہیں کہ اس نے ایک قافلہ کو جو کراچی سے قندھار جا رہا تھا لوٹا۔ سر ولیم میری ویدر کے حکم سے ایک مشترکہ قاصد سردار مولا محمد اور شاہ غازی کی طرف سے نورالدین کے پاس اسے

Marfat.com

جیکب آباد کی ثالثی کانفرنس میں بلانے کے لئے گیا۔

سردار مولا محمد نے کرنل فیری سے وعدہ کیا کہ اگر نورالدین نے کمشنر کا حکم نہ مانا تو وہ اس سے قطع تعلق کر لے گا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سردار نورالدین اور آزاد خان سابق جام صاحب بیلہ کے مفاد میں کام کر رہے ہیں۔

سردار صاحبان کو کمشنر سے ملاقات کی اجازت مل گئی۔

نمبر ۶۱۶ لاہور مورخہ ۱۰ مئی ۱۸۷۲ء

از لیپل گریفن، سیکرٹری حکومت پنجاب

بنام سیکرٹری حکومت ہند محکمہ خارجہ

کیپٹن سنڈیمن نے جو خبروں کی رپورٹ اور خطوط بھیجے ہیں۔ وہ حکومت ہند کی اطلاع کے لئے بھیج رہا ہوں۔

خبرنامہ

ایک ذاتی خط کا اقتباس

از سید میر اورنگ شاہ، چراغ شاہ، اور بہادر شاہ ساکن ڈھاڈر

بنام

سید سلطان شاہ، ساکن جام پور، ضلع ڈیرہ غازی خان

یہ دونوں فریق آپس میں قریبی رشتہ دار ہیں۔

خبر یہ ہے۔

حکومت برطانیہ کے حکم کے مطابق سرادان کے سردار صاحبان کمشنر کی موجودگی

Marfat.com

ہیں جیکب آباد شاہ غازی ولی محمد سے ملنے گئے۔ کچھ بحث مباحثہ کے بعد دونوں فریقوں میں صلح ہو گئی۔

انگریز حضرات کی خواہش یہ تھی کہ سردار نورالدین مینگل جو کہ اس وقت جھالاوان کا واحد نمائندہ ہے۔ قبیلے کے چند شریر آوارہ لوگوں کے ساتھ جیکب آباد آئے تاکہ انگریز حضرات کی موجودگی میں خان اور جھالاوان اور سراوان کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔ ان ہدایات کے تحت سراوان کے خاص خاص سرداروں نے مولا محمد کے ساتھ مل کر نورالدین کو خط لکھا کہ وہ جیکب آباد آجائیں۔ انگریز حضرات اور شاہ غازی نے بھی علیحدہ علیحدہ بلاوے کا خط لکھا۔ چار گھوڑ سوار یہ خطوط لے کر سردار نورالدین کے پاس گئے مگر انہوں نے جیکب آباد آنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ سردار مولا محمد میری نمائندگی کریں گے۔ یہ جواب لے کر سوار جیکب آباد واپس آگئے۔ انگریز حضرات کی رائے یہ بنی کہ سراوان کے سرداروں کے ساتھ تو فیصلہ ہو جائے اور جھالاوان اپنی نمائندگی خود کرے۔ جھالاوان اور سراوان علیحدہ ہو جائیں۔ سراوان کے سرداروں نے تحریری طور پر جھالاوان سے قطع تعلقی کا وعدہ کیا۔ تب انگریز افسران نے فیصلہ کیا کہ قبیلوں کو اور کچھی کو لوٹنے میں جو نقصان ہوا ہے۔ اس کی تلافی بروہی کریں۔ اور سردار مولا محمد کو اس کی ذمہ داری سونپی گئی۔ سراوان سرداروں کے پاس نصیر خان کے زمانے میں جتنی جاگیریں تھیں وہ ان کو اور سرداروں کو واپس کر دی جائیں۔ جب یہ فیصلہ ہو گیا تو سردار صاحبان واپس چلے گئے۔ سردار صاحبان سبی چلے گئے اور چار روز بعد کیپٹن ہیریسن اور شاہ غازی گنداوہ چلے گئے۔ آج (یعنی ۷ اپریل) سراوان کے سب سردار سوائے اللہ دینا کرد کے کیپٹن ہیریسن اور شاہ غازی کے پاس قلات خان کے پاس جانے کے لئے گنداوہ گئے ہیں۔ جھالاوان کے بارے میں یہ خبر ہے۔

سردار نورالدین مینگل ڈھائی ہزار فوج اور قبیلوں کے سرداروں کے ساتھ خضدار پہنچا۔ قلعہ میں خانہ زاد عبدالعزیز اور تھوڑی سی فوج تھی۔ دونوں طرف سے گولہ باری جاری ہے

Marfat.com

خان کی فوج قلعے میں تھی اور جھالاوان کی باہر۔ شاہ غازی اور سراوان کے سردار کیپٹن ہیریسن کے ساتھ قلات روانہ ہو گئے ہیں۔ اب دیکھیں مستقبل میں کیا ہوتا ہے۔ درہ بولان قافلوں کے لئے بند نہیں ہے۔ خان نے شیر دل کو جو مزارانی مری کا سردار ہے درہ بولان میں قافلوں کی حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے۔ ڈومرد (کاکڑ پٹھان) اب خاموش ہیں اور لوٹ مار نہیں کرتے۔ سراوانیوں کا خاندان عنقریب سبی سے درہ بولان ہوتا ہوا خراسان جانے والا ہے۔

منشی انور (حکومت کا منشی) کا قاصد جو بولان سے گزرا ہے۔ اس نے خبر دی ہے کہ پولوک صاحب سیستان پہنچ گئے ہیں اور پولوک صاحب کے کہنے پر شاہ ایران.... علاقہ میر شیر علی کے حوالے کرنے پر راضی ہو گئے ہیں۔ امیر کے وزیر سید نور محمد شاہ نے جو پولوک صاحب کے ساتھ گیا تھا قندھار لکھا ہے کہ کوئی معقول آدمی بھیجا جائے جو علاقے کے انتظام کو سنبھال لے۔

کیپٹن سنڈیمن ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کا میمورنڈم

یہ خبر صحیح ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مزارانی مری کے سردار شیر دل نے پھر خان قلات کی ملازمت کر لی ہے مگر اللہ دینا کرد کا سرداروں کے ساتھ کیپٹن ہیریسن کے پاس گنداوہ نہ جانا ظاہر کرتا ہے کہ جیکب آباد میں جو فیصلے ہوئے وہ سارے معاملات پر مبنی نہیں ہیں۔ مثلاً کرد اور مریوں کی شکایت درہ بولان کے انتظامات کے بارے میں۔ اس سے پنجاب اور مری قبیلے کے تعلقات متاثر ہوتے ہیں۔

درہ بولان کے آس پاس زمینوں کے حقیقی مالک کرد اور ڈومر پٹھان ہیں۔ اور وہاں مزارانی مریوں کو لانا میرے نزدیک سراسر ناانصافی ہے۔ اس لئے کہ مری قبیلے کو درہ بولان سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ سردار اللہ دینا کرد کا بھی یہی خیال ہے۔ اسی لئے

Marfat.com

وہ اور سرداروں کے ساتھ قلات نہیں گئے۔

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ مزارانی مری، مری قبیلے کی ایک شاخ ہے۔ یہ لوگ اصل میں کھیتران قبیلے کے لوگ ہیں۔ تقریباً سو سال قبل کچھ کشیدگی کی وجہ سے یہ لوگ مریوں میں شامل ہو گئے اور ان کے رسم و رواج کو اپنا لیا ہے۔

جہاں تک خان قلات کا تعلق ہے۔ درہ بولان کا یہ انتظام ان کے لئے بہت مفید رہے گا۔ اس لئے کہ قافلوں کی حفاظت کی اجرت کردوں سے کم لیں گے مگر مجھے شک ہے کہ یہ بندوبست زیادہ دن تک نہیں چل سکے گا اور قبل کا تجربہ بتاتا ہے کہ یہ نہ صرف ناکام ہو جائے گا بلکہ اس سے تباہی کے بھی امکانات ہیں۔

یہ انتظامات قبیلے کے رواج کے خلاف ہیں اور غالب امکان ہے کہ سارے مری قبیلے رشک و حسد سے جل اٹھیں گے اور ان کا امن وامان تباہ ہو جائے گا۔ وہ کبھی اس بات پر راضی نہیں ہوں گے کہ تومان دار اور دوسرے سرداروں کے مشورے کے بغیر اس کی ایک شاخ کے سردار کے ساتھ یہ انتظام کر لیا جائے۔

مری سردار کو اس کے انتظام کے متعلق کچھ معلوم نہیں تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ وہ یہاں تھے اور پندرہ روز قبل پہاڑوں پر سے چلے گئے تھے۔ جب انہوں نے یہ خبر سنی تو وہ نہایت پریشان ہوئے اور اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔

خبروں کا ترجمہ

از سہراب خان ڈومکی تومان دار، کچھی

بنام مزاری سردار

وزیر اور بروہیوں نے کمشنر کے سامنے اپنے معاملات کا تصفیہ کر لیا ہے اور واپس چلے گئے ہیں۔ وہ لوگ گنداوہ پہنچ گئے تھے کہ انہیں خبر ملی کہ سردار نورالدین مینگل

Marfat.com

اور سردار آزاد خان ... خضدار اور باغبانہ کی فصل لوٹ کر لے گئے۔ قلعہ پر حملہ نہیں ہوا۔ جبکہ جھالاوان فوج نے یہ سنا کہ وزیر گنداوہ پہنچ گئے ہیں تو نورالدین اپنے گھر بھاگ گیا۔ آزاد خان بھی چلا گیا۔ اس واقعہ سے قبل وزیر اور بروہی امراء گنداوہ سے جا چکے تھے۔ اب معلوم نہیں کہ وہ لوگ قلات جا رہے تھے یا ان دونوں کا پیچھا کر رہے تھے۔

از میر شیر محمد خان مزاری

بنام سردار امام بخش خان مزاری

صاحب خان راجن پور پہنچ گئے ہیں۔ میں نے ان سے قلات اور بروہیوں کے بارے میں سب کچھ سنا۔ انہیں اپنے دوستوں سے معلوم ہوا کہ سردار مولا محمد خان ریئسانی بروہی، شاہوانی اور خان کے وزیر میں کمشنر کے سامنے مندرجہ ذیل شرائط پر فیصلہ ہو گیا۔

وہ گاؤں جو نصیر خان کے زمانے میں بروہیوں کو ملے تھے۔ وہ انہی کے پاس رہیں گے۔ وہ زمینیں جو شیر دل خان اور خداداد خان کے زمانے میں بطور عطیہ دی گئی تھیں۔ وہ دوبارہ دے دی جائیں گی۔ بروہی اور شاہوانی دونوں ... کمشنر کے سامنے ان شرائط پر راضی ہو گئے۔

وہ پٹھان قافلہ جسے بروہیوں نے لوٹا تھا۔ اس کی تلافی کی ذمہ داری مولا محمد نے اپنے سر لے لی۔ اس نے یقین دلایا کہ وہ اس کی کوشش کریں گے کہ لوٹا ہوا مال واپس ہو جائے۔ اس کے بعد کمشنر نے وزیر کو مندرجہ ذیل تحفے دیئے۔

ایک عربی گھوڑا جس کی قیمت ایک ہزار روپے ہے۔

ایک زین جس کا کنارہ چاندی کا ہے۔

دس چغے

چھ لنگیاں

Marfat.com

اس کے علاوہ انہوں نے بہت سی قیمتی چیزیں خان کے لئے دیں۔

انہوں نے مولا محمد ریئسانی کو بھی ایک خلعت دی جس میں مندرجہ ذیل چیزیں تھیں۔

آٹھ چغے

چھ لنگیاں

کمشنر اس کے بعد کراچی چلے گئے، کیپٹن ہیریسن، وزیر، مولا محمد ریئسانی اور دوسرے سردار گنداوہ چلے گئے۔ جب وہ روانہ ہو رہے تھے تو وزیر کو خبر ملی کہ نورالدین مینگل نے خضدار اور باغبانہ پر حملہ کر دیا ہے لیکن قلعہ پر قبضہ نہیں کر سکا۔ مگر اطراف کے علاقے کو ویران کر گیا۔

وزیر نے نورالدین پر دھاوا بولنے کی ٹھانی۔ اور کہا کہ ایک نہ ایک روز وہ اسے ضرور گرفتار کر لیں گے۔ مولا محمد ان کے ساتھ جانے کو تیار ہو گئے۔

اس کے علاوہ سردست اور کچھ معلوم نہیں ہے۔

ڈومکی مہاجرین

برقیہ نمبر ۳، مورخہ یکم اپریل ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈیمن، ڈیرہ غازی خان

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے اطلاع دی ہے کہ ڈومکیوں نے سندھ میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر خان قلات کی گزارش پر انہوں نے ڈومکیوں کو سندھ جانے کی اجازت نہیں دی۔ مجھے انہوں نے کہا ہے کہ میں یہ کوشش کروں کہ کسی طرح وہ لہڑی (جو کچھی میں ہے) چلے جائیں۔ سردار امام بخش کو میں نے اس کام پر تعینات کر دیا ہے کہ وہ کوشش کریں اور ہدایت کر دی ہے کہ انہیں پنجاب بھی نہ آنے دیں۔ کیا میں نے صحیح قدم اٹھایا ہے۔؟

Marfat.com

کیپٹن سنڈیمن کو جواب آیا

مورخہ یکم اپریل

امام بخش کو ہدایت دی جائے کہ وہ مہاجروں کو واپس کرنے کی کوشش کرے مگر انہیں پناہ دینے سے انکار نہ کیا جائے۔ امام بخش نے کیا کیا۔ اس کی فوراً اطلاع دی جائے۔

دونوں برقیہ کی نقل محکمہ خارجہ اور کمشنر کو بھیج دی گئی

برقیہ نمبر ۱۸ مورخہ ۳ اپریل ۱۸۷۲ء

از کمشنر سندھ

بنام لیفٹیننٹ گورنر، پنجاب

ڈومکیوں کے بارے میں تار ملا۔ ان ڈومکیوں کو اپنے سردار سہراب خان سے شکایت ہے۔ ان کی نااتفاقیوں کو دور کرنا ضروری ہے۔ میں نے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو اس بارے میں ہدایت کر دی ہے۔ اس دوران انہیں یہ بتانا ضروری ہے کہ انہیں سندھ میں آباد ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے کیپٹن سنڈیمن سے کہا ہے کہ انہیں پنجاب جانے کی بھی اجازت نہ دی جائے۔ یہ صرف قبائلی جھگڑا ہے اور جو طریقہ سندھ میں اختیار کیا گیا اگر وہی پنجاب کے ضلع میں بھی اختیار کیا جائے تو میں بہت مشکور ہوں گا۔

برقیہ نمبر ۲۲ مورخہ ۳ مئی ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈیمن، ڈیرہ غازی خان

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

م بخش جب روانہ ہو رہا تھا تو جیون خان جسے میر محمد نے بھیجا تھا۔ یہاں پہنچا۔

میں نے اسے امام بخش کے ساتھ راجن پور واپس بھیج دیا ہے۔ تاکہ وہ مہاجروں کی لہڑی واپسی کا انتظام کرے۔ ان لوگوں نے شاہ غازی اور پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کی بڑی منت سماجت کی ہے۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ انہیں سندھ سے نکالنے کے سوا میرے پاس اور کوئی صورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ شاہ غازی یہی چاہتے ہیں۔ ان کی ظاہراً خواہش یہ تھی کہ اگر کچھ نہ ہوا تو وہ مری کی پہاڑیوں پر چلے جائیں گے۔

میں نے پوری رپورٹ دے دی ہے۔ ڈاک سے کل جائے گی۔

خبروں کی رپورٹ

از شیر محمد خان (مزاریوں کا تومان دار) ساکن راجن پور

بنام کیپٹن سنڈیمن، ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان

جیون خان ڈومکی ساکن لہڑی۔ کچھی۔ آج ۲۵ اپریل کو میرے پاس آیا۔ اس نے بتایا کہ سردار نورالدین مینگل نے کچھ روز ہوئے۔ سوراب پر حملہ کر دیا۔ خان قلات کی فوج کے ایک سو بیس آدمی وہاں موجود تھے۔ وہ لوگ لنگھا قوم کے تھے۔ جب لڑائی ہوئی تو ان میں سے پچاس مارے گئے۔ سردار نورالدین کے بارہ آدمی کام آئے۔ اس کے بعد خان کی فوج بھاگ گئی اور نورالدین نے سوراب (سہراب)، باغبانہ، خضدار اور زودی کو اچھی طرح لوٹا۔

یہ گاؤں کچھ عرصے سے خان کے قبضے میں تھے۔ اور اب ان پر نورالدین قابض ہے شاہ غازی نے ان باغیوں سے جنگ کرنے کے لئے ڈومکیوں، رند، اور مگسیوں سے مدد مانگی ہے بلکہ حکم دیا ہے کہ وہ ان کے ساتھ چلنے کو تیار رہیں۔

سردار امام بخش خان مزاری نے ایک رپورٹ کیپٹن سنڈیمن کو بھیجی ہے۔ اس کا ایک اقتباس مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمائیں۔ ان خبروں کی رپورٹ کی جا چکی ہے۔ میں

Marfat.com

ایک اقتباس کا ترجمہ بھیج رہا ہوں۔

اقتباس

کچھی میں ڈومکیوں کے سردار میر محمد خان سے تومان دار سوراب خان کا جھگڑا ہو گیا ہے اور وہ دو سو سواروں اور پیدل کے ساتھ کچھی سے نکل گیا ہے۔ وہ سندھ کی سرحد پر گوران اری میں مقیم ہے۔ مگر وہ راجن آنا چاہتا ہے۔ میر محمد نے جیون خان کو راجن انتظام کرنے کو بھیجا ہے۔

مندرجہ ذیل تار کیپٹن سنڈیمن نے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ کو ۲۹ اپریل ۱۸۷۲ء کو بھیجا۔

میر محمد ڈومکی اپنے دو سو سواروں اور پیدل کے ساتھ راجن میں پناہ چاہتا ہے۔ کچھی میں ہنگامے کی وجہ سے وہ بھاگ نکلا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے اور اس معاملے میں آپ کیا کریں گے۔

مریوں کے ساتھ اب تک کوئی باقاعدہ سمجھوتہ نہیں ہوا۔ اس وجہ سے اب خبریں نہیں مل رہی ہیں۔ جیسا کہ پہلے پہاڑوں پر سے ملتی تھیں۔ سردار نورالدین کا حملہ شائد کچھ روز قبل ہوا۔

رابرٹ سنڈیمن ڈپٹی کمشنر

مزید یہ لکھنے کے بعد مسٹر بروس اسسٹنٹ کمشنر راجن پور کا مندرجہ ذیل تار ملا۔

مریوں نے خبر دی ہے کہ نورالدین اور جھالاوانیوں نے خضدار اور باغبانہ پر حملہ کر کے وہاں لوٹ مار مچائی۔

رابرٹ سنڈیمن ڈپٹی کمشنر

Marfat.com

ڈیرہ غازی خان مورخہ ۲۹ اپریل ۱۸۷۲ء

رابرٹ سنڈیمن ڈپٹی کمشنر

سیکرٹری حکومت پنجاب کو برائے اطلاع بھیج رہا ہوں

برقیہ نمبر ۷۴ مورخہ ۷ مئی ۱۸۷۲ء

از کیپٹن سنڈیمن

بنام سیکرٹری حکومت پنجاب

گزشتہ جنوری میں جو ایک گورچانی کا قتل ہوا تھا۔ اس سلسلے میں مریوں نے اس کے لیڈر غازی کو معہ تین آدمیوں کے میرے حوالے کر دیا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ کسی قبیلے نے قبیلے کے مجرم کو کسی کے حوالے کر دیا ہو۔ سرداروں کا برتاؤ بہت شریفانہ رہا۔ قبیلے کے لوگوں کے ساتھ مشکلات پیش آئیں۔ یہ کافی مشکل کام تھا۔

سرداروں کے حقوق کے فیصلے کے بارے میں سر ولیم میری ویدر کی رپورٹ

- - - - - - - - - - -

نمبر ۲۳۱۳ بمبئی کاسل مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۷۲ء

از سی گوتن، سیکرٹری حکومت بمبئی

بنام سی۔ یو۔ ایچیسن۔ سیکرٹری حکومت ہند، محکمہ خارجہ

قلات کے متعلق حالیہ خط و کتابت کے سلسلے میں کمشنر سندھ کا خط نمبر ۴۰۳ مورخہ ۵ ماہ ہذا آپ کے پاس، حکومت ہند کے پاس بھیجنے کے لئے ارسال کر رہا ہوں۔ یہ بلوچستان کے سرداروں کے متعلق ہے جو کچھ عرصہ پہلے بغاوت پر تلے ہوئے تھے۔

Marfat.com

نمبر ۳۴ جیکب آباد مورخہ ۵ اپریل ۱۸۷۲ء

از کرنل سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ

بنام ہز ایکسیلینسی سر فلٹنز جرالڈ، گورنر بمبئی

بصد ادب عرض ہے کہ شاہ غازی ولی محمد، ہز ہائی نس خان قلات کے وزیر، یہاں یکم مارچ کو تشریف لائے۔ ان کے ساتھ میجر ہیریسن پولیٹیکل ایجنٹ قلات بھی تھے۔ شاہ غازی اسی روز باقاعدہ رسماً ملاقات کو آئے۔ دوسرے روز میں نے بھی ایسا ہی کیا۔

۲- سراوان کے سردار جنہیں ہم نے باقاعدہ کانفرنس میں طلب کیا تھا۔ وہ چار تاریخ کی سہ پہر کو آئے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

سردار مولا محمد ریئسانی

سردار شادی خان بنگلزئی

سردار جندو خان شاہوانی

سردار سید خان محمد شہی

سردار دوست محمد لہڑی

سردار اللہ دینا کرد اور اس کے دو بیٹے

(۱) دوست محمد

(۲) یار محمد

میں نے انہیں چھ تاریخ کی صبح کو ایک رسمی دربار میں خوش آمدید کہا اس دربار میں مندرجہ ذیل حضرات بھی موجود تھے۔

کرنل فیری۔ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر

ہز ہائی نس کے وزیر شاہ غازی ولی محمد

Marfat.com

میجر ہیرسن پولیٹیکل ایجنٹ قلات

مسٹر ایف۔ آر۔ ایس وائلی اسسٹنٹ کمشنر

۳۔ ، تاریخ کو باقاعدہ دربار لگا۔ مندرجہ بالا آفیسران بھی موجود تھے۔ سردار صاحبان دربار میں حاضر تھے۔ میں نے انہیں مندرجہ ذیل الفاظ میں خطاب کیا۔

بلوچستان میں فتنہ و فساد اور ہنگامہ آرائی کو حکومت برطانیہ تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور اس سے ملک کی ترقی اور بہبود کافی متاثر ہوئی ہے۔

حکومت برطانیہ اور بلوچستان کے حکمران کے ساتھ ایک معاہدہ ہے حکومت ان کو، ان کے سرداروں کو اور ان کی رعایا کو ایک اچھا پڑوسی سمجھتی ہے، اس لیے حکومت کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ ہر اس کام میں مدد دی جائے۔ جس میں حکمران، ان کے سرداروں اور ان کی بھلائی ہو۔

بدقسمتی سے ہز ہائی نس خان اور ان کے سردار اور معززین میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ حکومت برطانیہ کا خیال ہے کہ دوستانہ صلاح و مشورے اور بات چیت سے یہ اختلافات دور ہو سکتے ہیں۔

مجھے یہی ہدایت ملی ہے اور ہز ہائی نس خان نے بھی اور سراوان کے سردار صاحبان نے بھی مجھے اس کا اختیار دے دیا ہے کہ میں ثالث کی حیثیت سے آپ حضرات کی مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کروں۔

اب میں آپ حضرات سے یہ کہوں گا کہ آپ کو جو شکائتیں ہیں اور جو حقوق آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے ہیں یا آپ کو ملنے چاہیئں وہ فرداً فرداً مجھے بتائیں۔

یہ یاد رہے کہ حکومت برطانیہ یہ چاہتی ہے کہ آپ کی شکایات حق و صداقت اور انصاف پر مبنی ہوں۔ اور آپ کے ملک کے رسم و رواج پر بھی۔ جو کچھ بھی آپ بیان دیں۔ اس میں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ بے بنیاد باتوں کی

Marfat.com

طرف توجہ نہیں دی جا سکتی۔ بحیثیت سردار کے آپ پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ حکومت کو بہتر سے بہتر بنایا جائے جس میں عوام کی فلاح و بہبود کا راز ہے۔ امن و امان ہو کہ ملک ترقی کرے اور لوگ خوشحال اور مطمئن رہیں۔ نہ صرف یہ کہ آپ حضرات صرف اپنے مفاد کے لئے من گھڑت شکایتوں اور حقوق ہی کو ہمیشہ مد نظر رکھیں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ یہ ذمہ داریاں محسوس کرتے ہیں اور جو کچھ میں نے کہا ہے اس سے آپ کو اتفاق ہے۔ ان میں سب سے پہلے سردار مولا محمد ریئسانی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنا بیان دیں اور بتائیں کہ وہ کن کن باتوں کا تصفیہ چاہتے ہیں۔

۴۔ اس کے بعد میں نے ایک ایک سردار کو الگ الگ بلایا اور ان کے بیانات لئے۔ ان بیانات پر بعد میں ہز ہائی نس کے وزیر کی جو رائے تھی وہ بھی لے لی۔ قبل اس کے کہ میں اور کچھ کہوں۔ ان سرداروں کا صحیح مقام کیا ہے یہ بتانا چاہتا ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قائد مانے جاتے ہیں اور انہی لوگوں نے گزشتہ اکتوبر میں مستونگ کی بغاوت میں یا تو خود حصہ لیا اور اس میں مدد پہنچائی۔

۵۔ سردار مولا محمد بروہی قبیلہ ریئسانی کا سردار ہے۔ اس کے پاس مستونگ کے نزدیک کانک میں، کچھی میں اور مٹھڑی میں زمینیں ہیں۔

ریئسانی سراوان کے اہم قبیلوں میں سے ایک ہے مگر یہ سرغنوں میں سے نہیں ہیں۔ جیسا کہ لوگوں کا پہلے خیال تھا کہ شاہوانی سب سے پرانے ہیں اور بہت ہی مقتدر۔ مہراب خان کے والد محمد خان کے زمانے تک لڑائیوں میں سراوان کا جھنڈا انہی کے ہاتھوں میں ہوتا تھا۔ ان کے اس وقت کے سردار عبدالقادر سے خان ناراض ہو گئے تو جھنڈا ان سے لے لیا گیا اور ہیبت خان ریئسانی جو

Marfat.com

مولا محمد کے دادا تھے۔ ان کو یہ قیادت دے دی گئی۔ مہراب خان کے دورِ حکومت میں ہیبت خان کے لڑکے میر ولا خان نے بغاوت کر دی تو جھنڈا پھر شاہوانیوں کو دے دیا گیا۔ میر نصیر خان کے زمانے میں شاہوانیوں سے جھنڈا پھر واپس لے لیا گیا اور مولا محمد ریسانی کو دے دیا گیا۔ مولا محمد نے بغاوت کی تو پھر شاہوانیوں کو جھنڈا مل گیا۔ جو اَب بھی ان کے پاس ہے۔ سراوان اور جھالاوان کا جھنڈا ہمیشہ خان کے پاس رہتا ہے۔ جب ان کے حلقہ بگوش لڑائی پر جاتے ہیں تو انہیں دے دیا جاتا ہے اور سالار قبیلہ کے آگے آگے لے جایا جاتا ہے۔ ریسانی اصل میں پٹھان تھے۔ جب یہ بروہیوں کے ساتھ آباد ہوئے تو ان کے سردار کا نام رئیس تھا۔ اس لئے ریشانی کہلانے لگے۔

۶۔ شادی خان بنگلزئی اس وقت بنگلزئی قبیلے کا سردار ہے۔ اس کے والد وڈیرہ آدم خان کا گزشتہ سال انتقال ہو گیا تو سرداری اُسے مل گئی۔ سراوان کے قبیلوں میں بنگلزئیوں کا مقام اہمیت کے لحاظ سے تیسرا ہے۔ ان کے پاس مستونگ اور مُل جو کچھی میں ہے زمینیں ہیں۔ خانوں کے نزدیک آدم خان کی بڑی عزت تھی۔ ۱۸۶۳ء میں کچھ ایسا ہُوا کہ اس نے شیر دل خان کا ساتھ دیا۔ موجودہ خان نے اسے بعد میں معاف کر دیا۔ اور اس کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ ہوتا تھا۔ مگر یہ مولا محمد اور اللہ دینا کرد کے بہکاوے میں آ گیا۔ کچھ بنگلزئی خان کے وفادار رہے۔ یہ لوگ شہداد خان کی سرداری میں قلات میں ہیں۔ شہداد خان آدم خان کا چچا زاد بھائی ہے۔

۷۔ جندو خان شاہوانی اس قبیلے کا ایک معمولی سردار ہے اور جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں۔ یہ قبیلہ کافی با اثر اور مقتدر ہے۔ اور سراوان میں پھیلا ہوا ہے۔ حقیقت میں یہ بروہیوں کا قبیلہ نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ایرانی نژاد ہیں۔ مگر عرصے سے یہ بروہیوں میں شامل ہیں۔ اس قبیلے کا اصلی سردار عبدالقادر ہے مگر

Marfat.com

یہ ضعیف العقل اور احمق سا انسان ہے۔ کچھ دنوں سے قبیلہ والوں کی کوشش ہے کہ کسی دوسرے سردار کو قبیلے کا سردار بنا دیا جائے مگر خان اس پر راضی نہیں ہوئے بارک خان شاہوانی جو مستونگ کی لڑائی میں مارا گیا۔ وہ اس قیادت کا خواہاں تھا۔ شاہوانیوں کی زمینیں مستونگ اور حاجی کے شہر میں ہیں۔

۸۔ سید خان محمد شہی —— ان کا قبیلے میں چوتھا درجہ ہے۔ ان کی زمینیں مستونگ اور بھاگ (کچھی) میں ہیں۔

۹۔ دوست محمد لہڑی، مستونگ اور ڈھاڈر کے درمیان میں لہڑیوں کی زمینیں ہیں۔ خاص کر نارمک اور کچھی میں بھاگ کے نزدیک دوست محمد کے والد جہانگیر خان کی شہرت اچھی تھی۔ مگر لوگوں نے اسے بھی بہکا دیا۔ بغاوت کے ایک جرم میں وہ قید کر دیا گیا تھا۔ خان نے اسے معاف کر دیا اور جیل سے رہا کر کے اس کی ساری جائیداد واپس کر دی تھی۔ مگر باوجود اس رحمدلی اور عنایات کے اس نے اکتوبر میں مستونگ کی لڑائی میں باغیوں کا ساتھ دیا اور مارا گیا۔ اس کی جیب سے ایک خط ملا۔ خیال ہے کہ یہ خط مولا محمد نے قندھار سے اسے لکھا تھا کہ جلاوطن سرداروں مولا محمد اور نورالدین مینگل کی طرف سے ہنگامہ آرائی کرے۔ اس خط پر کوئی مہر نہیں تھی۔ مگر چونکہ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد مولا محمد باغیوں سے جا ملا اور نورالدین بغاوت کے لئے جھالاوان چلا گیا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مولا محمد کا جہانگیر خان سے رابطہ تھا خصوصاً جب کہ اسی دوران خان قلات کو قندھار سے یہ خبر ملی کہ بروہی سردار مولا محمد اور نورالدین، جہانگیر خان لہڑی اور مستونگ کے سید علی احمد سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔

۱۰۔ اللہ دینا کرد۔ کردوں کی زمینیں درہ بولان کے سرے پر دشت بیدولت میں ہیں اور درہ سے ذرا بائیں طرف ہٹ کر پہاڑوں میں موراسں میں ہیں اور

Marfat.com

ان کی کچھ زمینیں بھاگ (کچھی) میں ہیں۔ دشت اور مور اس کی پیداوار بہت کم ہے اس لئے کرد بہت پریشان رہتے ہیں اور ان کا کردار بھی مشکوک ہے۔ چونکہ ان کو کسی قسم کے نقصان کا خوف نہیں ہے۔ اس لئے ہنگاموں کا ساتھ دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ اللہ دینا خصوصاً اسی قسم کا آدمی ہے۔ نہایت کایاں، چالاک اور مکار ہے اور قول و فعل کا بے اصولا اور پرلے درجے کا بے ایمان۔ اس کو خان نے بار بار معافی دی ہے اور اس کی جائیداد بھی اس کے پاس ہے مگر اس رعایت و مروت کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ گزشتہ نو سال کے اندر اس کا ایک لڑکا یار محمد قافلوں پر حملہ کرنے میں سب سے آگے تھا۔ کرد برو ہی نہیں ہیں۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ صرف ایک عرصے سے ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس قبیلے کا ایک حصہ جس کا سردار افطار خان ہے وہ خان کا وفادار رہا۔ لیکن افطار خان کا ابھی حال ہی میں انتقال ہوگیا۔ اس کے کچھ لوگ شاہ غازی کے ساتھ ہیں۔

۱۱۔ پہاڑی علاقوں میں موسم سرما میں کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے شروع سے یہ رواج چلا آرہا ہے کہ سرداروں کو کچھی میں جاگیردارانہ خدمات کے لئے زمینیں دی جاتی ہیں۔ یہ کچھی کا علاقہ پہلے سندھ کے کلہوڑوں کا تھا۔ نادر شاہ کے ہاتھوں جب خان قلات عبداللہ خان مارے گئے تو نادر شاہ نے اس کی تلافی یوں کی کہ کچھی کو کلہوڑوں سے لے کر خان قلات کو دے دیا اور اس وقت سے یہ رواج چلا آرہا ہے کہ سرداروں کو وہاں زمینیں دی جاتی ہیں اور خان کی خدمت کے عوض دی جاتی ہیں۔

۱۲۔ آپ یہ دیکھیں گے کہ سراوان کے یہ مخالف اور منحرف سردار جن کی تعداد صرف ۸ ہے۔ سب کے سب یا تو مستونگ کے ہیں یا اس کے گرد و نواح کے اور یہیں سردار مولا محمد رئیسانی بھی رہتے ہیں۔ یہ سب سے زیادہ ذی اثر شخصیت

Marfat.com

ہے اور ملحقہ دستاویزوں سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ۱۸۶۷ء کی شورش و بغاوت (وہ بھی مستونگ سے شروع ہوئی) سے آج تک لوگوں نے آنکھیں بند کر کے اس کی قیادت قبول کر لی ہے۔ سرداروں کے بیانات پر تبصرہ کرنے سے قبل حالات کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے مولا محمد کے حالات زندگی کا مختصر بیان ضروری ہے۔

۱۳- چھوٹے نصیر خان کی بادشاہت کے زمانے میں مولا محمد کو ایک خاص مرتبہ حاصل تھا۔ اور یہ خارج از امکان نہیں ہے کہ نصیر خان کے اس طاقتور اور مقتدر سردار کی طرف غیر معمولی رجحان کی وجہ سے داروغہ گل محمد نے انہیں زہر دلوا دیا۔ چونکہ اسے خوف تھا کہ سردار کے مقابلے میں اس کا اثر و رسوخ کچھ باقی نہیں رہے گا ستمبر ۱۸۵۷ء میں اور سرداروں کے ساتھ مولا محمد معہ جام صاحب لسبیلہ کے موجودہ خان کی تاجپوشی کے وقت قلات آیا۔ ظاہراً تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ اپنی اطاعت اور وفاداری کا اظہار کرنے آیا ہے مگر مسٹر بارٹلے فریئیر کی زبان میں "اس نے اس موقع کو اپنے حقوق کے مطالبے کے لئے بہت سازگار سمجھا۔ کچھ مطالبات معقول اور جائز تھے۔ مگر بیشتر نہایت نامعقول اور جن کا کوئی جواز نہ تھا"۔ یہ لوگ ایک جتھے کی شکل میں اس لئے آئے تھے کہ خان کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو جائے اور وہ ان سے مرعوب ہو جائیں۔ تو جو مطالبات ہیں وہ پورے ہو جائیں گے مگر داروغہ نے نہایت کامیابی سے ان کا مقابلہ کیا اور حالات پر حاوی رہا۔ قلعہ پر بھی قابض رہا اور خان جن کی عمر اس وقت سترہ اٹھارہ سال سے زیادہ نہ تھی۔ ان کو بھی بہکنے سے بچایا۔ تھوڑے دنوں تک تو معاملات ٹھیک رہے مگر خان اور ان کے سرداروں کے دل صاف نہیں تھے۔ جیسا کہ سر ہنری گرین کی ۱۸۶۳ء کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے۔ "خان سے سرداروں کی بدگمانیاں اس کے وہمی اور متلون مزاج ہونے کے باعث تھیں لیکن سرداروں کے نامعقول مطالبات

Marfat.com

اور خان سے ان کی بدتمیزیوں نے معاملات بد سے بدتر کر دیئے اور کسی طرح کا سمجھوتہ مشکل ہو گیا۔ سرداروں پر خان کے اختیارات بہت خفیف ہیں۔ زمینیں ان کی جاگیریں ہیں جو قابل ضبطی ہیں۔ اس پر بھی خان اگر کسی مجرم کو گرفتار کرنا چاہیں۔ تو وہ سب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور ہز ہائی نس کی مخالفت پر تل جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے ایک سال قبل جھالاوان کے سردار تاج محمد زہری کو ایک شادی کے سلسلے میں خان نے بہت ذلیل کیا۔ مولا محمد نے اس واقعہ کو ذاتی معاملہ بنا لیا۔ اور تاج محمد کے ساتھ مل گیا اور ۱۸۶۳ء کی بغاوت اس کے بعد ہی ہوئی۔ جس میں خان کے سوتیلے بھائی شیر دل نے خان کو گنداوہ میں زخمی کر دیا اور خان کو اپنی جان بچانے کے لئے بھاگنا پڑا۔ سرداروں نے شیر دل کو قلات کے تخت پر بٹھا دیا۔ اور جب تک اس کے پاس روپے یا اختیارات رہے اس کا ساتھ دیا۔ حکومت کا خزانہ جو قلات میں تھا اور کہا جاتا ہے کہ تقریباً نو لاکھ روپے تھے۔ اسے لوٹ لیا اور خوب اڑایا۔ مئی ۱۸۶۴ء میں شیر دل قتل ہوا اور میر خداداد خان۔ خصوصاً سردار مولا محمد ریئسانی کی کوششوں سے دوبارہ تخت پر بٹھائے گئے۔ دوبارہ تخت نشینی کے بعد مولا محمد اور تاج محمد بہت طاقتور ہو گئے اور جو چاہتے تھے کرتے تھے۔ اپنی مرضی کے مالک تھے۔ دوسرے سرداروں کو بہت رشک و حسد پیدا ہوا اور خان سے اس کی شکایت کی۔ مولا محمد اور تاج محمد کو اپنی قوت و اثر کے زائل ہونے کا اندیشہ پیدا ہوا اور تاج محمد کی ذاتی پرخاش تو خان سے تھی ہی۔ مارچ ۱۸۶۵ء میں جب خان بھاگ (کچھی) میں تھے تو ان دونوں سرداروں نے انہیں قتل کرنے کی سازش کی اور ان کے چھوٹے معصوم بچے کو تخت پر بٹھانا چاہا۔ تاکہ کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہ ہو سکے۔ وزیر شاہ غازی ولی محمد کو اس سازش کا پتہ چل گیا اور سازش ناکام ہو گئی۔ مولا محمد اپنے گھر مٹھڑی جو بھاگ کے شمال میں ۲۰ میل پر واقع ہے چلا

Marfat.com

گیا۔ تاج محمد وہیں رہا۔ مگر اس کو کچھ نہیں کہا گیا۔ لہٰذا اس نے کوشش کی کہ وہ تنہا خود ہی خان کو قتل کر دے۔ یہ راز بھی فاش ہو گیا تب تاج محمد کو قید کر لیا گیا۔ اور وہ اگست ۱۸۶۷ء تک اپنی موت تک قید میں رہا۔ ۱۸۶۹ء میں باغی سرداروں نے ایک مطالبہ یہ بھی کیا تھا کہ تاج محمد کا خون بہا انہیں ملنا چاہیئے۔ ان کے کہنے کا یہ مطلب تھا کہ وہ قدرتی موت نہیں مرا۔ بلکہ خان نے اسے قتل کیا ہے۔ سر سنڈی گرین کہتے ہیں "میں نے اس کی تحقیق کی ہے اور میں یہ الزام غلط سمجھتا ہوں"۔ وزیر شاہ غازی ولی محمد نے فیصلہ کن لہجے میں کہا کہ تاج محمد قدرتی موت مرا ہے۔ یہ بھی کہا کہ انہوں نے لاش کا خود معائنہ کیا اور بہت سے لوگوں نے بھی دیکھا۔ جسم پر کسی قسم کا نشان ایسا نہیں تھا جس سے معلوم ہو کہ اس پر کوئی زیادتی ہوئی ہے۔ اگر اسے قتل کرنا ہوتا تو دو سال انتظار کی کیا ضرورت تھی۔ یہ خون بہا کا سوال سرداروں نے پھر اٹھایا ہے لیکن یہ نہایت توہین آمیز اور گستاخانہ مطالبہ ہے۔ تاج محمد کے چلن کے بارے میں سر ہنری کہتے ہیں "یہ بات شبہے سے بالاتر ہے کہ اتنا بڑا خطرناک سازشی یا غدار اور نمک حرام شخص کسی ایشیائی دربار یا ریاست میں نہیں دیکھا۔ اور جب تک وہ آزاد رہتا۔ ہز ہائی نس خان کبھی محفوظ نہیں رہتے۔" مولا محمد نے جب یہ سنا کہ تاج محمد گرفتار ہو گیا ہے تو وہ قندھار بھاگ گیا۔ مارچ ۱۸۶۵ء سے اکتوبر ۱۸۶۷ء تک یعنی جب تاج محمد کو گرفتار کیا گیا اور مولا محمد بھاگ گیا تھا بلوچستان میں مکمل امن وامان رہا۔ اس امن وامان میں اس وقت خلل پڑا۔ جب مولا محمد قندھار سے ۱۸۶۷ء میں واپس آیا۔ اور مستونگ کے فتنہ و فساد میں دوسرے باغیوں کا ساتھ دیا۔ اور جس میں ایک رئیسانی سردار حبیب خان مارا گیا۔ حبیب خان موسیٰ محمد کی بیوی کا بھائی تھا۔ خان حبیب خان کو بہت چاہتے تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ اس کو لوگ بہکا رہے ہیں تو خان نے اسے ان لوگوں سے

Marfat.com

علیحدہ رہنے کی ہدایت کی مگر وہ نہ مانا اور اپنے بہنوئی مولا محمد کا ساتھ دیا۔ حالانکہ مستونگ کی بغاوت کی کوئی خاص وجہ نہیں تھی۔ صرف یہ کہ مولا محمد نے یہ کہا کہ ایسا کرو۔ شاہ غازی نے باغیوں کو شکست دی۔ باغی منتشر ہو گئے۔ اور مولا محمد نے مری کی پہاڑیوں میں بھاگ کر پناہ لے لی۔ تب سر ہنری گرین نے مداخلت کی اور مولا محمد کو خان سے معافی دلانے کا وعدہ کیا مگر وہ نہ آیا۔ اور اس دوران بدقسمتی سے سر ہنری گرین یورپ چلے گئے اور معاملہ وہیں کا وہیں رہا۔ مولا محمد خاموشی سے سبی میں بیٹھا رہا۔ ۱۸۶۸ء میں جام بیلہ نے بغاوت کی اور مولا محمد کو اپنی مدد کے لئے بلایا مگر اس دفعہ وہ چپ چاپ رہا اور کچھ نہ کیا۔ سر ہنری گرین کے وعدے کے مطابق میں نے کرنل فیری سے کہا کہ وہ مولا محمد اور خان کے درمیان مصالحت کرا دیں۔ یہ واقعہ مارچ ۱۸۶۹ء کا ہے۔ میں نے مولا محمد کو ہدایت کی کہ وہ کیپٹن ہیریسن (اس وقت کے پولیٹیکل ایجنٹ) کے ساتھ قلات جائے۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ وہ بیلہ گیا۔ وہاں سے جام صاحب بیلہ، نورالدین مینگل اور خاران کے آزاد خان کے ساتھ معہ ایک بہت بڑے مسلح جتھے کے قلات گیا اور بجائے معافی مانگنے کے ایسے ایسے مطالبات خان سے کئے کہ ان کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ ان مطالبات کو مان لیں۔ بایں ہمہ خان نے کیپٹن ہیریسن کا مشورہ مان لیا۔ مولا محمد کے پرانے حقوق اور رعایات بحال کر دیں۔ اس موقع پر خان نے وڈیرہ آدم خان اور اللہ دینا کرد کو معاف کر دیا۔ ان کی زمینیں ان کو واپس کر دیں۔ مگر خان کا یہ غیر متوقع برتاؤ جام لسبیلہ اور آزاد خان کو پسند نہ آیا۔ چونکہ ان رعایات سے مولا محمد ان سے الگ ہو جاتا اور ان کے مفاد کو نقصان پہنچتا۔ لہٰذا انہوں نے مولا محمد پر زور دیا کہ وہ خان کی ان مراعات کو قبول نہ کرے۔ مولا محمد کو غلط فہمی یہ رہی کہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ ان کی پشت پناہی کریں گے لہٰذا مولا محمد نے خان کی اس پیشکش کو ٹھکرا دیا اور سبی

اوراس کے بعد قندھار چلا گیا اور وہاں اکتوبر تک رہا اور پھر بغاوت میں حصّہ لینے کے لئے واپس آ گیا۔

اس مختصر بیان سے یہ بات صاف ہو گئی کہ مولا محمد نے مخالفت کی ٹھان لی تھی اور ہمیشہ مخالفوں کا ساتھ دیتا رہا اور خان پر اپنے جائز ناجائز مطالبات منوانے کے لئے دباؤ ڈالنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اب تاریخ وار صورتحال یہ ہے کہ پہلی دفعہ ۱۸۵۰ء، دوسری دفعہ ۱۸۶۳ء، تیسری دفعہ ۱۸۶۵ء، چوتھی دفعہ ۱۸۶۷ء، پانچویں دفعہ ۱۸۶۹ء، چھٹی دفعہ ۱۸۷۱ء تک وہ مسلسل باغیانہ حرکتوں میں مشغول رہا اور ہے۔ اگرچہ خان ہمیشہ اس کے قصور کو معاف کرنے اور اسے اس کے پرانے حقوق و رعایات دینے کو تیار رہے۔

۱۴۔ اہم سرداروں میں جو اس وقت منحرف ہے۔ وہ جھالاوان کا نورالدین مینگل ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ اسے خان سے کوئی خاص شکایت نہیں ہے مگر وہ سردار امیر خان سابق جام بیلہ کا شریک بن گیا ہے۔ ان دونوں میں رشتہ داریاں ہیں۔ خان نے اسے بغاوت میں شریک ہونے کے باوجود کئی بار معافی دے دی ہے مگر اس پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ اسے اس ثالثی کی بھی خبر دی گئی اور جیسا کہ سب سرداروں کو کہا گیا کہ اگر انہیں منظور ہے تو اپنی فوجی کارروائیوں سے دستبردار ہو جائیں اور فوجیوں کو سبکدوش کر دیں مگر وہ نہیں آیا۔ اور خان کے خلاف مخالفانہ رویہ اختیار کئے ہوئے ہے۔ قلات اور بیلہ کی سڑک پر کافی مظالم ڈھائے ہیں اور یہ جانتے ہوئے کہ سب سرداروں نے ثالثی قبول کر لی ہے اور کانفرنس ہو رہی ہے۔ لہٰذا اب اس کی کوئی شنوائی نہیں ہو سکتی۔ نہ اس کا وہ حقدار ہے۔ جیسا کہ ملحقہ خط سے پتہ چل جائے گا (انڈکس۔ لے)

۱۵۔ سردار امیر خان جام بیلہ کی حیثیت اور سرداروں سے مختلف تھی۔ وہ

Marfat.com

تقریباً آزاد تھے۔ جاگیردارانہ نظام کے تحت صرف یہ تھا کہ حکمران خان کو جب کبھی ان کی خدمات کی ضرورت پڑتی تھی تو وہ خدمات انہیں انجام دینا ضروری تھا۔ ان کی عمر اس وقت تقریباً ۴۲ سال ہے۔ اس کی ایک بہن کی شادی مہراب خان سے ہوئی تھی اور موجودہ خان کی سوتیلی بہن سے اس کی اپنی شادی ہوئی ہے۔ وہ فطرتاً بہت سازشی واقع ہوا ہے۔ میر نصیر خان کے عہد میں نورالدین مینگل کو جس نے خان محمد مینگل کو قتل کیا تھا، بچانے کے لئے اس نے بغاوت کر دی۔ موجودہ خان کے زمانے میں اس نے خان کے خلاف سات دفعہ بغاوت کی اور دو دفعہ وہ قید ہو چکا ہے۔ اس کا مقصد خان کی برطرفی تھا۔ مگر ہز ہائی نس خان اسے ہر دفعہ معاف کرتے رہے۔ اس معافی کی محرک ان کی سوتیلی ماں بی بی گنجا تھیں۔ یہ میر خان کی پہلی بیوی کی ماں بھی ہیں۔ اس نے نورالدین مینگل کی بہن سے بھی شادی کی ہے اس کی پہلی بیوی اس سے علیحدہ ہو گئی ہے اور ان دنوں اپنی ماں اور خان کے ساتھ قلات میں رہتی ہے۔ دوسری بیوی میر خان کے ساتھ حیدرآباد میں ہے۔ پچھلی بغاوت میں شاہ غازی ولی محمد سے شکست کھانے کے بعد میر خان سندھ بھاگ گیا۔ اسے اس شرط پر پناہ دی گئی کہ وہ خان قلات کے معاملے میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرے گا اور کراچی میں رہنے لگا۔ بیلہ کی قربت کی وجہ سے اسے پھر شرارت کی سوجھی۔ اس لئے اسے حیدرآباد منتقل کر دیا گیا مگر یہاں بھی وہ چین سے نہیں بیٹھا۔ اس کا ایک خط پکڑا گیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بلوچستان کے اس وقت کے فتنہ فساد سے کسی طرح اپنا پرانا مقام حاصل کرنا چاہتا تھا۔ معاہدے کی کھلی خلاف ورزی سے یہ ثابت ہو گیا کہ اس کا خان قلات کی ریاست سے اتنا قریب رہنا ہنگامے اور سازش کو دعوت دینا ہے لہٰذا اسے دکن بھیج دیا گیا۔

۱۶۔ علی خان ایک معمولی سردار ہے اور میر خان کا دودھ کا رشتہ دار۔ اس کا

Marfat.com

کہیں بھی کچھ اثر و رسوخ نہیں ہے۔ اس کے حامی صرف دو سو آدمی ہیں۔ اسے مولا محمد اور نورالدین مینگل سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس نے بڑی ہوشیاری سے نورالدین کو اپنے سے علیحدہ رکھا اور بیلہ میں داخل نہیں ہونے دیا۔ اگرچہ نورالدین جب گزشتہ نومبر میں قندھار سے واپس آیا تو اس کا مقصد بیلہ جانا تھا۔ علی خان میر خان سے رشتہ داری کی وجہ سے اس کے لئے کام کر رہا تھا اور وہ چاہتا ہے کہ میر خان واپس آجائے۔ اور اس کو وہی مقام حاصل ہو جائے جو اسے پہلے حاصل تھا۔ اور اس کام میں بیلہ کا ایک بنیا جس کے میر خان بہت مقروض ہیں۔ علی خان کی مدد کر رہا ہے۔ اس لئے کہ اگر میر خان واپس نہ آیا تو اس بنیئے کو اپنے قرض کی واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ یہ تاجر میر خان کو مالی امداد دیتا رہا اور علی خان کو بھی اتنی مالی امداد دی کہ خان کی فوج کو رشوت دینے میں مدد ملی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خان کی فوج نے لڑنے سے انکار کر دیا اور علی خان جاموٹ بغیر کسی مزاحمت کے بیلہ میں داخل ہو گیا۔ بیلہ کے دوسرے قبیلے مثلاً رونجھا و عبرہ علی خان کے حامی نہیں ہیں۔ اور ان لوگوں نے خان کو کہا ہے کہ کوئی دوسرا حاکم وہاں بھیجا جائے مسلسل ہنگاموں سے ان قبائل نے کافی نقصان اٹھایا ہے اور علی خان سے بھی وہ خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ علی خان کو وہاں نہیں چاہتے۔ گزشتہ مئی میں میجر ہیریسن صرف تین آدمیوں کے ساتھ سونمیانی سے قلات آئے۔ انہوں نے لوگوں کو بہت پرامن اور مطمئن دیکھا۔ صرف علی خان اور ان کے ساتھی ان سے علیحدہ رہے۔ ملنے نہیں آئے۔

۱۷۔ مکران کے فسادات مقامی تھے۔ اس کا تعلق مالیہ وصول کرنے سے تھا اور مولا محمد کے معاملات سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا نہ ہی وہاں کے سردار صاحبان کو مولا محمد کے ساتھ کوئی ہمدردی ہے۔

Marfat.com

ب ان بیانات کا ذکر کروں گا۔ جن کا ذکر پیرا ۱۴ میں کیا جا چکا ہے۔ ان سب کی نوعیت ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ سبھی یہ چاہتے ہیں کہ چھوٹے نصیر خان کے زمانے میں جو زمینیں انہیں پہاڑی علاقوں (جسے وہ خراسان کہتے ہیں) اور کچھی میں ملی تھیں۔ وہ انہیں واپس مل جائیں۔ سالانہ رقم جو انہیں جاگیردارانہ خدمات کے عوض ملا کرتی تھی وہ جاری ہو جائے۔ جب خان کی خدمت میں حاضر رہیں تو روزینہ ملے۔ اور جب واپس جانے لگیں (یعنی جب حضوری ختم ہو جائے) تو انہیں خلعت ملے۔ اور وہ عطیات جو موجودہ خان نے اپنی دوبارہ تخت نشینی پر یعنی ۱۸۶۴ء میں دیئے تھے اور اب لے لئے گئے ہیں۔ وہ انہیں واپس دیئے جائیں۔

ان سب کا جواب ہز ہائی نس خان کے وزیر شاہ غازی ولی محمد نے دیا ہے۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ پہلی چار چیزوں کا جو ذکر کیا ہے۔ وہ موجودہ خان اس وقت تک دیتے رہے جب تک کہ سرداروں نے بغاوت نہیں کی تھی۔ اور پانچویں کے متعلق یہ کہا کہ یہ مراعات سرداروں نے دھوکہ دے کر لی تھیں۔ اور انہیں اس لئے بند کر دیا گیا کہ اس کے عوض یہ وہ خدمات خان کو نہیں دیتے جس کا وعدہ ان لوگوں نے کیا تھا۔ میری جب وزیر سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ سرداروں نے جو سالانہ اور روزینہ الاؤنس کا ذکر کیا ہے۔ وہ اتنا نہیں ملتا تھا۔ جتنا کہ انہوں نے مطالبہ کیا ہے۔ اور وہ اسے ریاست کے حساب و کتاب سے ثابت کر سکتے ہیں۔ اس کی تحقیق کی میں نے ضرورت نہیں سمجھی۔ اس لئے کہ اگر سرداروں کو ان کے حقوق دیئے گئے تو یہ لکھنا کافی ہوگا کہ چھوٹے نصیر خان کے زمانے میں انہیں جو کچھ ملتا تھا۔ وہ انہیں دے دیا جائے۔ جہاں تک کہ فاضل زمینوں کا تعلق ہے جو سردار مولا محمد، شادی خان، سید خان، دوست محمد اور

Marfat.com

اللہ دینا کرد کی طرف سے سمندر خان مطالبہ کرتے ہیں تو اس کے متعلق وزیر نے بتایا کہ اس قسم کی زمینیں ان سرداروں کو شیر دل خان نے دی تھیں ۔ چونکہ ان سرداروں نے ان کی مدد کی تھی مگر جب موجودہ خان دوبارہ واپس آئے تو انہوں نے اس کی توثیق کر دی سوائے مولا محمد کی زمین کے جو ۱۸۶۴ء میں میری موجودگی میں قلات آیا اور ان سے خود دستبردار ہو گیا اور مولا محمد اس سے انکار نہیں کر سکتا ہے ۔ دوسرے چار دعویداروں نے دیہہ بسر کی زمینوں کا جو ذکر کیا ہے ۔ اس کا قبضہ کبھی نہیں لیا ۔ اور اگر وہ لئے ہوئے بھی ہوتے تو بغاوت کرنے کی بنا پر ان کا حق ختم ہو گیا ۔

۱۹ ۔ ۸ ، ۹ اور ۱۱ تاریخ کو سردار مولا محمد ریئسانی ، شادی خان بنگلزئی اور اللہ دینا کرد سے ان کے زبانی بیانوں پر سوالات کئے گئے ۔ سوال و جواب معہ حاشیے پر نوٹ کے اس رپورٹ کے ساتھ ہیں ۔ دوسرے سرداروں سے اس قسم کے سوال و جواب کو ضروری نہیں سمجھا اور میں نے فیصلہ کیا کہ دوسرے لوگ یا تو فرداً فرداً یا اجتماعی طور پر اپنے بیان لکھ کر داخل کر دیں اور ان بیانات پر شاہ غازی اپنی رائے لکھیں ۔ ہر مرضی جو سرداروں نے دی وہ وزیر کو ان کو اپنی رائے دینے کے لئے دے دی گئی اور پھر سب کا ترجمہ کیا گیا اور وہ خط بھی جو وزیر نے میجر ہیریسن پولیٹیکل ایجنٹ کو لکھا ۔ اس کا بھی ترجمہ کرایا ۔ اس خط کی طرف میں آپ کی خاص توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ چونکہ اس میں سرداروں کے چال چلن اور کردار کا ذکر ہے اور یہ بھی کہ وزیر کے آقا خان قلات اپنی رعایا کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں ۔

۲۰ ۔ میں ان بیانات پر تبصرہ غیر ضروری سمجھتا ہوں ۔ بیانات اور شاہ غازی کے جوابات سے بات واضح ہو جاتی ہے ۔ جا بجا جہاں مبہم باتیں کہی گئی ہیں وہاں پر

Marfat.com

ہیں نے حاشیے پر اپنا نوٹ لکھ دیا ہے۔ وہ بھی اسی اہم سردار مولا محمد کے بیان پر اور شاہ غازی نے جو جواب دیا ہے اس پر۔ ان دستاویزات سے قطعی طور پر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ خان کے خلاف جو شکائتیں ہیں وہ کس قدر بے بنیاد ہیں۔ بہت سی شکائتیں غیر سنجیدہ اور نامعقول ہیں۔ وہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ساتھ ناانصافی اور ظلم ہوا ہے وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ مصیبت ان کی اپنی لائی ہوئی ہے۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ قانون اور رسم و رواج کا مطالبہ یہ تھا کہ وہ اپنے حکمران کے تابع رہتے اور وفادار رعایا رہتے۔ نہ کہ خواہ مخواہ کی مخالفت پر تل جاتے۔ بادشاہ کی غیر قانونی مخالفت مصیبت کے سوا اور کیا لائے گی۔ حکومت اور وفاداری کے بارے میں ان کا نقطہ نظر کسی حد تک مبہم ہے۔ ان سرداروں کے نقطہ نظر سے بادشاہ وقت کو حکومت ان کی مرضی کے مطابق کرنی چاہیئے۔ بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حاکم وقت کی ذات یا اس کے اقتدار کے خلاف سازش بالکل جائز ہے۔ بلکہ یہ ان کا فرض ہے کہ وہ ان کی مخالفت کرتے رہیں۔ ایسے لوگ جن کا خیال یہ ہے کہ ان کے ساتھ حقیقی یا خیالی زیادتیاں ہوئی ہیں۔ ان کی تعداد کتنی ہی کم ہو (اس خاص موقع پر صرف آٹھ سردار ہیں) ان کے خیال میں انہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ اپنے حاکم وقت سے جبراً من مانی کروائیں۔ مفاد عامہ کا خیال انہیں کبھی نہیں آیا۔ اور جب من مانی نہیں کرپاتے تو وہ بغاوت اور لوٹ مار سب کو جائز سمجھتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں سوچا کہ عوام کو ان کی ان حرکتوں سے کتنی اذیت پہنچتی ہے اور ان کا کتنا نقصان ہوتا ہے۔ اور وہ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ان کو ان فسادات سے جو نقصان ہوتا ہے اس کی ذمہ داری ان پر کچھ بھی نہیں ہے۔ بادشاہ کا اقتدار اعلیٰ ہونا ان کی سمجھ سے باہر ہے۔ وہ تو صرف یہ جانتے ہیں کہ حاکم وقت ذاتی طور پر برائیوں اور غلطیوں کا ذمہ دار ہے۔ غلطیاں ہوئیں یا نہیں۔ اس کا فیصلہ بھی وہی لوگ

Marfat.com

کریں گے یعنی سردار صاحبان۔ ان حالات میں کوئی حکومت ٹھہر نہیں سکتی۔ ان کا یہ کہنا کہ ہمیشہ سے رسم و رواج یہی رہا ہے۔ بالکل مہمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بجائے ظلم کرنے کے خان ضرورت سے زیادہ رحم دل اور رواداری سے کام لیتے رہے ہیں ایسے کرتوت جنہیں دوسرے ممالک میں ناقابل معافی سمجھا جاتا انہیں نظرانداز کر دیا گیا اور مجرموں کو پھر دوبارہ عنایات سے نوازا گیا۔ ہز ہائی نس نے بغاوت کرنے والوں کو اتنی دفعہ معاف کیا کہ اب یہ ایک رواج ہو گیا ہے کہ جب موقع ملے تو بغاوت کر دو۔ حکومت ہند کا وقار ان کے نزدیک بہت ہے اور وہ ہر معاملے میں ہماری طرف انصاف کے لئے دوڑتے ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ ان کو حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے کہ حکومت، قانون اور وفاداری کیا ہے۔ انہیں بتایا جائے اور متنبہ کیا جائے کہ جو حرکات ان سے سرزد ہوتی رہی ہیں۔ وہ فلاح و بہبود کے منافی ہیں۔ اور آئندہ یہ حرکتیں برداشت نہیں کی جائیں گی۔ جب تک ایسا نہیں ہوگا بلوچستان میں کوئی حکومت ہی باقی نہیں رہے گی۔

۲۱۔ گزشتہ گرمیوں میں جب خان دورے پر نکلے تو بعض جگہوں پر انہوں نے کسانوں سے بہت سا چارہ (لوسن) بغیر قیمت ادا کیئے لے لیا۔ اس قسم کی حرکت قابل اعتراض ہے اور ان کی اپنی رعایا کے مفاد کے خلاف۔ میں نے وزیر سے بات کی جو اس معاملے میں کچھ زیادہ نہ بتا سکے۔ صرف اتنا کہا کہ شائد ایسا ہُوا ہو لیکن خان کا آٹھ سال کے اندر یہ پہلا سفر تھا۔ اور والیانِ ریاست جب اپنے علاقے میں سفر کرتے ہیں تو یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ کوئی جائز طریقہ ہے مگر یہ کوئی اتنا بڑا جرم نہیں ہے کہ اس کی تلافی کے لئے بغاوت کی جائے۔

۲۲۔ ان تمام کاغذات کو ریکارڈ پر لے آنے میں ایک فائدہ ضرور ہوگا۔ وہ

Marfat.com

یہ کہ جو حضرات حالات سے پوری طرح واقف نہیں ہیں اور یک طرفہ بیان سن کر ایک رائے قائم کر لیتے ہیں۔ ان کو معلوم ہو جائے گا کہ سرداروں کے بیان میں حقیقت کتنی ہے اور دھاندلی کتنی۔ میرا اشارہ اس وقت کرنل فیری کی طرف ہے۔ بدقسمتی سے ان کی رائے غیر جانبدارانہ نہیں ہے۔ انہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ سرداروں کے فرائض کیا ہیں۔ وہ سمجھتے رہے کہ ساری غلطی خان کی ہے اور سردار بہت مظلوم ہیں۔

۲۳- ان بیانات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں مندرجہ ذیل نتیجے پر پہنچا ہوں اور جسے میں نے دربار میں ۲۸ تاریخ کو سرداروں کو پڑھ کر سنایا۔ جہاں ہز ہائی نس کے وزیر، لیفٹیننٹ کرنل ہین ویرنگ، پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر، میجر ہیرسن، پولیٹیکل ایجنٹ قلات، اور میرے اسسٹنٹ مسٹر وائلی بھی موجود تھے۔

"سردار صاحبان! آپ نے زبانی جو مطالبات پیش کئے ہیں اور جو آپ سمجھتے ہیں کہ بحیثیت بلوچستان کے سردار کے آپ کا حق ہے۔ وہ میں نے غور سے سنے۔"

"آپ کے طویل تحریری بیانات جن میں آپ نے اپنے مصائب اور شکایات کا ذکر کیا ہے اور جو آپ کے خیال میں ہز ہائی نس خان قلات کی وجہ سے آپ کو ہیں۔ وہ بھی میں نے بغور پڑھے۔"

"میں نے ان بیانات کی روشنی میں آپ کی شکایات کی تحقیق کی ہے اور شاہ غازی ولی محمد وزیر قلات نے اس معاملے میں میری بہت مدد کی۔ ان کا اعلیٰ مقام، ان کی دیانتداری، اور سچائی جس کے سب قائل ہیں اس سے میں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔"

"تمام شہادتوں پر غور کرنے کے بعد مجھے یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں

Marfat.com

ہے کہ آپ سردار صاحبان غلطی پر ہیں ۔"

" حق کیا ہے ۔ ناحق کیا ہے ۔ اس کا فیصلہ کون کرے ۔ آپ کے خیال ہیں اس کے فیصلے کا حق صرف آپ کو پہنچتا ہے اور کسی کو نہیں ۔ یہ رویہ امن وامان اور نظام حکومت کے بالکل خلاف ہے ۔"

" بادشاہ کے اختیارات کو آپ اتنا محدود کر دینا چاہتے ہیں کہ آخر ہیں وہ ایک صرف ناچیز سی ہستی بن کر رہ جائے ۔ نصیر خان اعظم کے زمانے میں ایسا نہیں ہُوا اور نہ ان کے بعد ۔"

" آپ نے معمولی واقعات کا ایک پہاڑ کھڑا کر دیا ہے اور جسے آپ اپنے ساتھ شدید زیادتیوں کا نام دیتے ہیں ۔ مگر ان چھوٹی چھوٹی شکایتوں کی حقیقت کچھ نہیں ہے ۔ کم از کم بیشتر شکائتیں اور مطالبات بے بنیاد ہیں ۔ کچھ شکائتیں آپ نے اپنے ملک کے فرمانروا کے خلاف کی ہیں ۔ حالانکہ یہ وہ معاملات ہیں کہ ان کو بحیثیت حاکم کے انہوں نے ان احکام کو جاری کرنا ضروری سمجھا ۔ اگر نفاذ احکامات کی اجازت نہ ہو خواہ ان سے چند لوگوں کے مفاد پر زد ہی کیوں نہ پڑے ۔ تو کسی ملک یں امن وامان تو کیا کوئی حکومت ایک روز بھی قائم نہیں رہ سکتی ۔"

" ایک واقعہ پر سردار مُلا محمد نے بہت زور دیا ہے اور وہ ہے تاج محمد کے ایک رشتہ دار سے ہز ہائی نس خان کی شادی ۔ یہ ایک بالکل ذاتی معاملہ تھا ۔ یہ سیاسی تھا نہ انتظامی ، بااثر اور مقتدر سردار صاحبان جنہیں ملک کی بھلائی اور بہتری کا خیال تھا ۔ اس معاملے کو پہاڑ نہ بنا دیتے بلکہ اپنی فراست کا ثبوت دیتے اگر کسی قسم کی نا اتفاقی کا خدشہ تھا تو اسے گفت وشنید کے ذریعے طے کرا دیتے مگر ہُوا یہ کہ اس موقع سے آپ سب

Marfat.com

نے فائدہ اٹھایا اور بے چینی اور بدگمانی پھیلانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔"

"گزشتہ نو سال کا ریکارڈ دیکھئے تو پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی کو کوئی شکایت حقیقی یا خیالی پیدا ہوئی تو وہ فوراً بغاوت کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اسے نہ تو اپنے حکمران کی طرف سے اپنے فرائض کا خیال ہے اور نہ ہی اپنے ملک اور لوگوں کی بھلائی اور بہبود کا۔ حاکم وقت نے دریا دلی کا یہ ثبوت دیا کہ انہوں نے ہمیشہ ان کے جرم کو معاف کر دیا مگر مجرموں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔"

"آپ نے اپنے زبانی بیان میں یہ کہا ہے کہ آپ کی موروثی جائیدادیں اور عطیات آپ سے چھین لئے گئے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ اس وقت چھین لی گئیں جب آپ نے بغاوت کی اور مولا محمد صاحب جہاں تک آپ کا تعلق ہے تو آپ کو ۱۸۶۹ء میں ہز ہائی نس خان نے سب کچھ واپس دے دیا تھا۔ مگر آپ نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا اور موقع ہاتھ سے کھو دیا اور اب آپ شکایت کرتے ہیں کہ ہماری جائیدادیں ضبط کر لیں اور بعینہ ایسا ہی واقعہ آدم خان بنگلزئی اور اللہ دینا کرد کا ہے۔"

"بھتہ اور روز کا خرچ یعنی روزینہ اور خلعت وغیرہ آپ کو رسم و رواج کے مطابق ہمیشہ ملتا رہا ہے۔ جب کبھی بھی آپ نے وہ فرائض انجام دیئے ہیں۔ جس کے لئے یہ بھتہ اور روزینہ مقرر کیا گیا تھا۔"

"وہ زمینیں جن کے بارے میں آپ نے یہ کہا ہے کہ ہز ہائی نس میر خداداد خان نے دی تھیں اور بعد میں واپس لے لی گئیں تو اصل میں

Marfat.com

جیسا کہ سردار مولا محمد جانتے ہیں کہ یہ زمینیں شیر دل خان نے ان خدمات
کے عوض دی تھیں جس کی وجہ سے انہیں آپ لوگوں نے تخت پر بٹھایا
تھا اور میر خداداد خان کو تخت چھوڑنا پڑا تھا۔ مگر ہز ہائی نس خان
خداداد خان نے اسے جاری رکھا مگر آپ لوگ بجا طور پر اس سے دستبردار
ہو گئے۔ اگر آپ دستبردار نہ بھی ہوتے تو آپ کی کھلی بغاوت اس
بات کی متقاضی تھی کہ یہ زمینیں ضبط کر لی جائیں۔"

"یہی صورتحال دوسرے سرداروں کی ہے جو بھاگ کے نزدیک
بنجر میں زمین کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ تمام مطالبات ناجائز ہیں اور مانے
نہیں جا سکتے۔"

"حبیب خان کی موت کا معاوضہ مانگنا بھی ایک نامعقول بات
ہے۔ ہز ہائی نس خان کے دوستانہ رویے کے باوجود اس نے بغاوت
کی اور مارا گیا۔ اس میں خان کا کیا قصور ہے۔ وہ اپنے فعل کی وجہ سے
مارا گیا۔ آپ کی بغاوت کی وجہ سے ملک کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ غریب
اور بے گناہ لوگوں نے کافی مصیبتیں اٹھائیں۔"

درہ بولان میں قافلے کو لوٹنا ایسا ظلم وستم تھا کہ اس کے لئے
کوئی جواز نہیں ہو سکتا۔ اپنی مطلب براری کے لئے ان پر امن سوداگروں
کو آپ نے لوٹا۔ جو آپ کے ملک سے گزر رہے تھے اور جنہیں یہ بھروسہ
تھا کہ آپ انہیں تحفظ دیں گے۔"

"میں نے اپنی حکومت کے احکام کے تحت ثالثی کو قبول کر لیا
ہے اور میں ثالث کی حیثیت سے اب یہ توقع رکھتا ہوں کہ جو واقعات
ہو چکے ہیں انہیں دوبارہ کبھی نہیں دہرایا جائے گا۔ اور بلوچستان کے

Marfat.com

سردار یہ نہ بھولیں کہ ملک کی فلاح و بہبود اتفاق میں ہے نہ کہ نفاق میں۔ بھلائی اسی میں ہے کہ حکومت اور فرمانروا کی دل و جان سے مدد کی جائے انفرادی سوچ کی بجائے اجتماعی سوچ پیدا کیجئے۔"

"جب کبھی بھی آپ کوئی مشورہ مفاد عامہ کی غرض سے دیں گے تو ہز ہائی نس یقیناً اس مشورے کی قدر کریں گے۔ اور اس پر عمل بھی کریں گے مگر جن سردار صاحبان کو میں ابھی خطاب کر رہا ہوں۔ انہوں نے وہ راستہ اختیار کیا کہ ان میں اور خان میں خلیج پیدا ہو گئی۔ لہٰذا خان نہ تو آپ سے مشورہ کر سکے نہ ہی کوئی میل جول رہا۔"

"حکومت برطانیہ صرف یہ چاہتی ہے کہ بلوچستان میں ایک مضبوط اور مستحکم حکومت قائم ہو جائے اور ملک پر امن رہے اور لوگ ترقی کریں یہ مقصد حاکم اور محکوم دونوں کی باہم کوششوں سے ہی حاصل ہو سکتا ہے اور حکومت برطانیہ یہ چاہتی ہے کہ یہ آپ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ وہ خان اور سرداروں کے درمیان کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنا چاہتی۔ وہ صرف ... بہبود، بھلائی اور امن و امان قائم کرنے میں آپ کی مدد کرنا چاہتی ہے۔ حکومت برطانیہ خان کو قائد اور ملک کا نمائندہ سمجھتی ہے اور اسے امید ہے کہ وہ ایک اچھے حاکم بن کر اپنی رعایا اور معززین کا دل موہ لیں گے۔"

"اس موقع پر ہز ہائی نس خان نے مجھے اپنی نمائندگی کا پورا اختیار دے دیا ہے اور اس بنا پر میں یہ کہتا ہوں کہ گرچہ سردار صاحبان نے بڑی بڑی غلطیاں کی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ بہکاوے میں آ گئے تھے اب مجھے امید ہے کہ وہ وفادار رہیں گے اور اگر ایسے رہے تو ان کے پچھلے

Marfat.com

تمام قصور معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور میں ہز ہائی نس خان کی طرف سے کہوں گا کہ ان کی زمینیں ان کو واپس کر دی جائیں اور چھوٹے میر نصیر خان کے زمانے میں ان کو جو الاؤنس ملتے تھے وہ انہیں دیئے جائیں اور یہ کہ انہیں اپنی جائیدادوں پر رہنے کی اجازت دے دی جائے۔ اس شرط پر کہ وہ واجبات ادا کرتے رہیں گے۔ اور ہز ہائی نس خان قلات جو ان کے قانونی حکمران ہیں، یہ اُن کے وفادار رہیں گے۔"

"قافلہ کا لُوٹا ہوا مال ان کے مالکوں کو واپس کر دیا جائے۔"

"سرداروں کی پچھلی بغاوت میں جتنا مال و دولت بلوچستان کی رعایا سے خواہ وہ خراسان میں یا کچھی میں لوٹا گیا ہے۔ وہ ان کے مالکان کو واپس کیا جائے۔"

"سرکاری مال، خان کی دریا دلی کا تقاضا ہوگا کہ وہ اسے بھول جائیں گے اور اس کا کوئی مطالبہ نہیں کریں گے۔"

"اور اب میں قلات کے ہز ہائی نس خان خداداد خان کی طرف سے آپ وزیر شاہ غازی ولی محمد سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ان تمام احکامات پر جو ابھی ابھی میں نے صادر کئے ہیں پورے طور سے عمل کریں۔"

۲۴- یہ سردار غلط راہ پر چل پڑے تھے۔ میں اس لئے بھی اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ یہ سمجھتے رہے کہ سرحد پار کی طاقت یعنی حکومت برطانیہ ان کی پیٹھ پر ہے۔ ان گمراہ کن خیالات کے باوجود میں نے یہ فیصلہ کیا کہ انہیں ایک اور موقع دیا جائے۔ اور ان کی وفاداری کو آزمایا جائے۔ اس لئے ان اختیارات کی بنا پر جو خان قلات نے مجھے دیئے تھے۔ میں نے ان کی طرف سے یہ فیصلہ کیا کہ ان کی موروثی جائیدادیں اور حقوق ان کو دے دیئے جائیں۔ میرے ذہن میں یہ بات بھی ہے کہ اس طرح

Marfat.com

کا فیاضانہ سلوک جس میں حکومت برطانیہ کی مرضی بھی شامل ہے۔ اس سے وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہو جائیں گے بلکہ وہ آئندہ اپنے حاکم و بادشاہ کے شکر گزار اور وفادار بن کر رہیں گے۔ وزیر نے وعدہ کیا کہ جو رعائتیں انہیں دی گئی ہیں۔ وہ پوری کی جائیں گی اور ان میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کی جائے گی۔

۲۵۔ دوسری اور تیسری شرط میرے نزدیک نہایت منصفانہ اور ضروری ہے نہیں تو لوگوں کو بغاوت کا چسکا پڑ جاتا اور بہت سے جو پرامن رہے وہ ان چند بغاوت کرنے والوں کے مقابلے میں گھاٹے میں رہتے۔ سردار اور ان کے ساتھیوں کو لوٹ مار سے بہت فائدہ ہوا اور اگر یہ لوٹا ہوا مال و دولت ان سے واپس نہ لیا جائے تو آئندہ وہ عنصر جو ہمیشہ بدامنی پھیلانے پر تلے رہتے ہیں۔ باغی سرداروں کا ساتھ دینے کو تیار رہیں گے اور گزرتے والے قافلے اور پرامن شہری ہمیشہ گھاٹے میں رہیں گے۔ لہٰذا لوٹ مار کے لئے کسی قسم کا کوئی محرک باقی نہیں رہنا چاہیئے۔

۲۶۔ سرکاری املاک لوٹنے اور ہنگامے کے دوران کاشت کاری کا کام کچھ میں رک جانے سے ہز ہائی نس خان کو بہت نقصان پہنچا۔ اس پر بھی وہ درگزر کرنے کو راضی ہو گئے۔ اور اس خیال سے کہ نقصانات کے مطالبات کریں گے تو لوگوں کی مشکلات بڑھ جائیں گی۔ لہٰذا انہوں نے نہایت دریا دلی اور فیاضی کا ثبوت دیا۔ اور سب کو معاف کر دیا۔ ان کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے سرداروں کے برتاؤ میں تبدیلی آئے گی۔ اور وہ ان کے وفادار بن کر رہیں گے۔

۲۷۔ سرداروں نے نمبر ۲ اور ۳ پر اعتراض کیا مگر میں نے کہا کہ کسی قسم کے انحراف کی اجازت نہیں ہے اور اس روز سب کو چھٹی دے دی۔ دوسرے روز صبح کو انہوں نے ساری شرائط مان لیں اور کہا کہ وہ ان شرائط کو پورا کرنے کے لئے انتہائی کوشش کریں گے۔

Marfat.com

۲۸۔ مجھے امید ہے کہ آپ ان ساری کارروائیوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔ آپ کی منظوری جسے میں نے تار سے مانگا ہے۔ آنے پر وزیر شاہ غازی ولی محمد فوراً واپس قلات آجائیں گے۔ سردار صاحبان بھی ان کے ساتھ جائیں گے تاکہ وہ ہز ہائی نس خان کو سلام کریں اور اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلائیں۔ میجر ہیریسن پولیٹیکل ایجنٹ بھی اپنی ڈیوٹی پر قلات واپس چلے جائیں گے۔

۲۹۔ ختم کرنے سے پہلے میں آپ ایکسیلینسی سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ حکومت قلات نے گزشتہ بغاوت اور فسادات کی وجہ سے کافی نقصان اٹھایا۔ صوبہ کچھی سے لوگ غلہ لوٹ کر لے گئے۔ لوگ فاقہ کرنے لگے۔ اب ان سے بقایا طلب کرنا ان غریبوں پر ظلم ہو گا۔ سرکاری املاک جو سرداروں نے لوٹیں۔ اس پر بھی خان نے بہت فیاضی سے ان کو معاف کر دیا تاکہ معاملات طے پانے میں کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہونے پائے۔ انہوں نے یہ بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ جو حکومت برطانیہ چاہے گی۔ ویسا ہی کروں گا اور وہ اس میں نہایت مخلص ہیں۔ ان نباہ کن حالات میں جن سے نہ صرف خان کے ملک کو نقصان پہنچ رہا تھا بلکہ ہم لوگ بھی متاثر ہو رہے تھے۔ خان نے اپنے سارے اختیارات میرے سپرد کر دیئے تاکہ عوام اور حکومت کی بھلائی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں فیصلہ صادر کروں۔ اس سے ان کا حکومت برطانیہ پر اعتماد ظاہر ہوتا ہے۔ میں استدعا کروں گا کہ موجودہ مالی پریشانیوں سے خان کو نجات دلوانے کے لئے انہیں ایک لاکھ روپے کا عطیہ دیا جائے۔ تاکہ ان کی پریشانیاں کچھ دور ہوں اور اطمینان سے کام کر سکیں۔

۳۰۔ میں خان کے حالات سے پوری طرح واقف ہوں اور ان کی غربت سے بھی اگرچہ کچھ مفاد پرستوں نے ان کے خلاف بہت سی افواہیں اڑا رکھی ہیں۔ ۱۸۶۳ میں جب تخت و تاج چھوڑنا پڑا تو ان کے سوتیلے بھائی اور باغیوں نے مل

Marfat.com

کر ان کا سب کچھ لوٹ لیا۔ اور جب سے دوبارہ تخت پر بیٹھے ہیں تو سرداروں نے انہیں چین نہیں لینے دیا۔ اس لئے انہیں باقاعدہ اپنی فوج رکھنی پڑی جس کا خرچ کافی تھا۔ یہ بھی کہنا غلط ہے کہ خان نے باغیوں کی زمینیں ضبط کر لیں۔ جب سردار بھاگ گئے تو یہ زمینیں قبیلے کے وفادار لوگوں کے پاس رہیں اور ان سے خان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ گزشتہ بغاوت کے موقع پر جس کے ذمہ دار صرف یہی آٹھ سردار تھے۔ خان اپنی غربت کی وجہ سے دوسرے وفادار سرداروں کو جو اکثریت میں ہیں مع ان کے قبیلے کے اپنے پاس نہیں بلا سکے۔ اس لئے کہ انہیں ان کی حیثیت کے مطابق الاؤنس دینا پڑتا۔

۱۳۔ کچھ روز پہلے میں نے میجر ہیرسن پولیٹیکل ایجنٹ قلات کو لکھا تھا کہ چونکہ وہ وہاں خان کے ساتھ رہتے ہیں۔ انہیں خان کی مالی حالت کا اندازہ ہو گا۔ انہوں نے جو جواب دیا وہ خط راستے میں گنداوہ اور جیکب آباد کے درمیان لوٹا گیا یہ واقعہ گزشتہ جنوری کا ہے۔ انہوں نے اپنے ۱۵ر جنوری کے خط کو اپنی یادداشت سے دوبارہ لکھا۔ وہ لکھتے ہیں۔

" کل آپ کا خط جنرل پولک کی نقل و حرکت کے بارے میں ملا۔ آپ نے یہ بھی پوچھا ہے کہ خان کی مالی حالت کیسی ہے۔ خصوصاً جب کہ افواہ ہے کہ وہ بہت دولت مند ہیں۔ جب مستونگ میں فسادات شروع ہوئے تو ہز ہائی نس نے مجھے کہا کہ میں حکومت برطانیہ سے کہوں کہ وہ میری روپے اور اسلحہ سے مدد کریں۔ میں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے تین لاکھ روپے جمع کئے ہیں تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ان کے پاس کچھ جواہرات ہیں مگر نقد ایک لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔ ان کی بیشتر آمدنی مستونگ اور کچھی سے ہوتی تھی۔ بروہیوں نے ان دونوں علاقوں

Marfat.com

کو اس بری طرح لوٹا ہے کہ کم از کم ایک سال تک وہاں سے کوئی آمدنی نہیں ہو سکتی۔ اور جب تک ان کی کچھ مدد نہ کی جائے۔ حکومت کا کاروبار چلنا کچھ مشکل ہی معلوم ہوتا ہے۔ جب نواب محمد خان سات سو آدمیوں کے ساتھ کچھی بھیجے گئے تو اس تاریخ تک ان سب کو تنخواہ دی گئی۔ اور اس کے علاوہ انہیں ایک ماہ کی تنخواہ بطور عطیہ دی گئی۔ بلوچ لیوی کو حسب معمول غلہ اور روپے دیئے گئے۔ اس کے علاوہ خلعت بھی۔ اس فیاضانہ خرچ کے بعد ایک لاکھ روپیہ کتنے دنوں چلے گا۔"

اس کے بعد میجر ہیریسن لکھتے ہیں۔

"تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بہت اچھا ہوا کہ آپ کو خان اور ان کے سرداروں کے درمیان ثالث مقرر کر دیا گیا ورنہ مستقبل میں ان جھگڑوں اور فسادات کے نتیجے میں ممکن ہے کہ خان یا شاہ غازی اپنی جان سے ہاتھ دھوتے۔ میرے خیال میں ملک میں اس وقت تک امن و امان قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ سرداروں کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ خان قلات کو انگریزوں کی پوری حمایت حاصل ہے اور اگر ان بروہیوں کو یہ بھی خیال آجائے کہ انگریزی فوج بھی خان کا ساتھ دے سکتی ہے تو یہ بات ان کی تمام شرارتوں کا سدباب کر دے گی۔ یقیناً یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ خان اور ہمارے درمیان موجودہ معاہدے میں تبدیلی نہ کی جائے۔ جو شاید ممکن نہیں ہے۔ موجودہ بحران کے موقع پر بے جا نہ ہوگا اگر میں یہ بتاؤں کہ میری ان سرداروں کے بارے میں کیا رائے ہے۔ سردار مولا محمد بہت مغرور اور لالچی انسان ہے مگر اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے اس کے پاس ذرائع کا فقدان ہے۔ لہٰذا

Marfat.com

وہ ہمیشہ ناخوش اور غیر مطمئن رہا۔ اور کوشش کرتا رہا کہ خان سے کسی نہ کسی طرح زمینیں اور دوسری مراعات حاصل کرلے۔ سردار نورالدین بہت دولت مند تھا اور اسے ہز ہائی نس خان سے کوئی شکایت نہ تھی مگر وہ اپنی سازشی فطرت سے مجبور ہے۔ اس لئے جب موقع ملا فسادات میں حصہ لئے بغیر نہ رہ سکا۔ سردار اللہ دینا کرد کی زمینیں بنجر ہیں۔ لہٰذا جائز آمدنی کی بجائے لوٹ مار کی آمدنی اس کے لئے زیادہ منافع بخش ہے"۔

یہ میجر ہیرسن کے خط کا خلاصہ ہے۔ جو راستے میں کھو گیا اور ہم تک نہیں پہنچا۔

۳۲۔ سرکاری زمینیں بہت تھوڑی ہیں۔ رقبہ میں بھی اور قیمت کے لحاظ سے بھی۔ بہترین زمینیں سرداروں کو بطور جاگیر کے دے دی گئی ہیں۔ لہٰذا خان کی سالانہ آمدنی بہت تھوڑی ہے۔ وہ امداد جس کی میں نے سفارش کی ہے۔ وہ اس وقت بہت قیمتی ثابت ہوگی اور مجھے امید ہے کہ یہ منظور کرلی جائے گی۔

۳۳۔ اب میں مستقبل کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ہز ہائی نس خان بلوچستان کے حقیقی حکمران ہیں۔ ہمارے ساتھ ان کی ٹریٹی (عہدنامہ) ہے۔ اس عہدنامے کے تحت تجارت کو اپنی رعایا سے محفوظ رکھنا ان کا فرض ہے۔ لیکن یہ معاہدہ ان کے ساتھ بحیثیت حکمران کے ہے۔ اور کسی شکل میں بھی ہمیں ان کی حکومت میں مداخلت کی اجازت نہیں ہے۔ مگر ہم لوگوں کا مقصد یہی ہے کہ ان کے ملک میں ایک مضبوط اور مستحکم حکومت رہے اور جب کبھی کوئی مشکلات پیش آئیں تو دستور یہی رہا ہے کہ پولیٹیکل ایجنٹ کے ذریعے انہیں مشورے دیئے جائیں اور جب کبھی بھی خان کو ہماری طرف سے کوئی مشورہ دیا گیا تو مجھے معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے اسے کبھی نظرانداز کیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ اسے قبول کیا اور اس پر عمل کیا اور ان کی کوشش یہی رہی کہ عمل وہ کیا جائے جس سے حکومت برطانیہ خوش رہے

Marfat.com

اوران کے مفاد پر زد نہ پڑے مگر انہیں کچھ سرداروں کی وجہ سے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ مگر ہوس پرستی اور سازشی ذہنوں کی وجہ سے ان لوگوں نے ملک کو ایک دائمی اضطراب اور ہنگامے میں پھنسا رکھا ہے اور تخریب کاری ان کا شیوہ بن گیا ہے۔ آپ ایکسلینسی کی ۱۰ر فروری کے منٹ میں جو رائے قائم کی ہے وہ بالکل درست ہے اور وہ تجاویز کہ جن پر ہمیں عمل کرنا چاہیئے وہ واحد راستے ہیں۔ جن پہ چلے بغیر چارہ نہیں۔ نہیں تو بلوچستان میں امن وامان مشکل ہے۔

سرداروں کو یہ بات ذہن نشین کرا دینی چاہیئے کہ خان ان کے بادشاہ ہیں اور وہی ان کو فائدے پہنچا سکتے ہیں۔ وہی ان کی شکائیتوں کا ازالہ کر سکتے ہیں اور یہ کہ دونوں کے مفاد ایک ہیں اور اگر کسی وجہ سے خان کے اثر و اختیارات میں کمی آ جائے۔ تو سرداروں کو اس سے کافی نقصان پہنچے گا۔ سرداروں پر یہ بھی واضح کر دینا چاہیئے کہ اس قسم کی حماقتیں اور بغاوتیں جو اب تک ہوتی رہی ہیں۔ وہ حکومت برطانیہ کو بالکل پسند نہیں ہیں۔ اور نہ ہی مستقبل میں وہ اس قسم کی لغو حرکتوں کو برداشت کر سکتی ہے۔

۳۴۔ یہ سردار بہت جھگڑالو اور جلد باز ہیں۔ چونکہ غریب ہیں اس لئے سمجھتے ہیں کہ ہنگامہ و فساد برپا کر کے انہیں فائدہ پہنچ سکتا ہے مگر سب ہی ایسے نہیں ہیں۔ جنہوں نے جلاوطنی کی زندگی بسر کی اور تکلیفیں اٹھائیں۔ وہ اب سمجھنے لگے ہیں کہ بغاوت اور ہنگاموں سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے لہٰذا ان کو یہ جتا دیا جائے کہ اگر آئندہ ایسی کوئی غیر قانونی بات ہوئی اور اگر سردار صاحبان اب بھی نہ سنبھلے تو ان کا مستقبل بالکل تاریک ہو جائے گا اور حکومت برطانیہ کو ان کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہیں رہے گی۔

۳۵۔ اس کے ساتھ ہی پولیٹیکل ایجنٹ اپنے طور پر یہ کوشش کریں گے کہ خان

Marfat.com

یہ ترغیب دیں کہ وہ ایسا راستہ اختیار کریں کہ ان کے سرداران کی طرف کھنچیں اور ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارا مفاد اسی میں ہے کہ خان ان سے خوش رہیں۔ یہ راہ بڑی احتیاط سے اختیار کی جائے۔ بلاشبہ بلوچستان اور افغانستان میں دھیرے دھیرے سماجی انقلاب آ رہا ہے لہٰذا ترکیب یہ ہونی چاہیئے کہ سماجی ترقی میں ہم ان کی مدد کریں اور ترقی کی راہ میں ہم حائل نہ ہوں۔ پھر یہ سردار اپنی اپنی زمینوں پر مطمئن زندگی بسر کرنے لگیں گے۔ کچھ ان میں سے ریاست کی ملازمت میں بھی لے لئے جائیں گے۔ موجودہ صورتحال میں یہ ممکن نہیں ہے۔ ان میں سے اگر دو چار کو ملازمت دے دی جائے اور کچھ اختیارات بھی تو دوسرے رشک و حسد سے جلنے لگیں گے اور پھر بے اطمینانی پھیلنے لگے گی۔ پرانے دستور کے مطابق یہی وجہ تھی کہ کسی با اثر سردار کو وزیر نہیں بنایا جاتا تھا۔

۳۶۔ سردار نورالدین مینگل نے جو چلن اختیار کر رکھا ہے۔ اس سے کسی قسم کی مصالحت کی گفتگو ہو ہی نہیں سکتی۔ جو سردار یہاں موجود تھے۔ انہوں نے اسے لکھ دیا کہ چونکہ وہ ہنگامہ خیزی سے باز نہیں آیا لہٰذا اب ان سے اس کا کوئی واسطہ نہیں رہا۔ میں نے بھی اسے لکھا کہ اب میں تمہارے معاملے میں ثالث نہیں بن سکتا۔ اور خان کو اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں تمہارے ساتھ کریں۔ اس سلسلہ میں جو خط و کتابت ہے وہ اس کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔

۳۷۔ جہاں تک سردار میر خان سابق جام لسبیلہ کا تعلق ہے۔ میرے خیال میں ابھی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ سراوان کے سردار جو یہاں آئے تھے انہوں نے اس کے لئے کوئی سفارش نہیں کی بلکہ اس کا کوئی ذکر تک نہیں کیا اور اگر وہ سفارش کرتے بھی تو میں کہہ دیتا کہ اس نے خان کے خلاف بہت سی بغاوتیں کی ہیں اور اس کے بعد ملک چھوڑ کر بھاگ گیا اور جب اس نے حکومت برطانیہ کی حدود میں

Marfat.com

پناہ لی تو وہاں بھی اپنی شرارتوں سے باز نہیں آیا۔ لہٰذا اب وہ حکومت برطانیہ کی حکم عدولی کی سزا بھگتے۔ میں کسی صورت میں اس کا اپنے پرانے ملک میں آنے کا روادار نہیں ہوں۔ اس لئے کہ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ آیا تو امن وامان بالکل تباہ ہو جائے گا اور خصوصاً اپنی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے اس کے واپسی کے حقوق سلب ہو گئے ہیں۔

۳۸۔ ہز ہائی نس خان کے وزیر جب قلات پہنچ جائیں گے تو صوبہ لسبیلہ کا باقاعدہ انتظام کیا جائے گا۔ وہاں کے رونجھا قبیلے اور دوسرے معززین نے خان سے درخواست کی ہے کہ لسبیلہ میں کوئی ایک نائب مقرر کیا جائے۔ وہ تحریکیں جو سابق جام میر خان کی طرف سے چل رہی ہیں۔ وہ ختم ہو جائیں گی۔ جب کہ ان کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ جام اب واپس نہیں آ سکتے۔ یہ تحریک مقامی انگریزی اخبار میں ہندو بنیوں نے چلائی۔ ان بنیوں کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ جب یہ دیکھیں گے کہ ان تحریکوں سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور اب بالکل بیکار ہے تو تحریک خود بخود مر جائے گی۔ اب رہ گیا علی خان جاموٹ تو وہ اپنی پرانی گمنامی میں واپس چلا جائے گا۔ اسے کوئی نہیں پوچھے گا اس لئے کہ اس کی افادیت باقی نہیں رہے گی۔

۳۹۔ ایک بات جو بہت ضروری ہے اور جس پر میں بہت زور دوں گا۔ وہ یہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کو بہت ہی کھلے الفاظ میں یہ ہدایت دی جائے کہ وہ یا ان کا کوئی ماتحت افسر ہز ہائی نس خان قلات کی کسی رعایا سے خط وکتابت نہ کرے۔ (مری بگٹیوں کا معاملہ علیحدہ ہے جن کے متعلق انہیں پہلے سے ہدایات دی جا چکی ہیں) اور وہاں کی عام سیاست میں کوئی حصہ نہ لیں۔ برطانیہ اور قلات کے درمیان جو سمجھوتہ ہے۔ اس میں مداخلت نہ کریں۔ گزشتہ دو تین سال کے واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ بلوچستان کے سرکش اور باغی سرداروں کو جب یہ یقین ہو جاتا ہے کہ دوسری صوبائی حکومت کے اہلکاران کی شکایت سن سکتے ہیں

Marfat.com

اور سنتے ہیں تو وہ اور شیر ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سردار جانتے ہیں کہ خان کسی اور صوبائی حکومت کے تحت ہیں تو گویا اس رویے سے حاکم اعلیٰ کی دو شاخوں کو آپس میں لڑانا مقصود ہوتا ہے۔ اس سے پچھلے دنوں بہت سی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ میں نے کیپٹن سنڈیمن ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کو جنوری ۱۸۷۰ء میں ہدایت کی تھی کہ سردار مولا محمد رئیسانی سے کسی قسم کی خط و کتابت نہ کریں۔ اس زمانے سے جو خط و کتابت ہوئی ہے۔ اس سے پتہ چل جائے گا کہ آپ کے احکامات کو جب میں نافذ کرتا تھا تو انہوں نے ہر مقام پر اس کی خلاف ورزی کی اور ہمارے کام میں روڑے اٹکائے۔ مری اور بگٹی کے معاملات میں ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کو پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ کے ماتحت کر دیا گیا ہے لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ وہ معاملات جن کا تعلق ان قبیلوں سے ہے یا قلات کے معاملے میں کوئی بات کہنی ہو تو انہیں پہلے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو رپورٹ کرنی چاہیئے اور وہ کمشنر سندھ کو لکھیں گے۔ یقیناً اس قسم کے خط کی نقل ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان اپنی حکومت کو بھیج سکتے ہیں یعنی حکومت پنجاب کو۔ اس قسم کی ہدایت سے ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان کو معلوم ہو جائے گا کہ قلات کے معاملے میں انہیں کیا کرنا چاہیئے اور ساتھ ساتھ یہ کہ جس بات کو وہ ضروری سمجھتے ہیں اسے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ تک پہنچا سکتے ہیں۔ مگر انہیں سختی سے منع کیا جائے کہ بالواسطہ کسی قبیلے سے کوئی تعلق نہ رکھیں سوائے مری اور بگٹی قبیلوں کے جو ان کی سرحد پر رہتے ہیں۔

۴۰۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس ثالثی کے انتظام میں اخراجات کا جتنا میں نے اندازہ لگایا تھا۔ اس سے بہت زیادہ ہو گیا۔ اس کی دو وجوہ ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ کرنل فیری سابق پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ نے بغیر مجھے پوچھے سرداروں کو اپنے ساتھ زیادہ آدمی لانے کی اجازت دے دی اگر مجھ سے مشورہ کر لیتے تو میں

Marfat.com

انئے آدمیوں کو ساتھ لانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اب چونکہ وہ بلا چکے تھے لہٰذا میں نے مداخلت کرنا کچھ مناسب نہیں سمجھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ سرداروں نے اپنے بیانات دینے میں کافی دیر لگائی۔ اس کے لئے بھی کرنل فیری کسی حد تک ذمہ دار ہیں سرداروں کے آنے سے قبل میں نے ان سے کہا کہ سرداروں کو کسی طرح یہ نہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں نہیں تو وہ اور بیکار اور بیہودہ شکایتوں کا انبار لگا دیں گے۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ وہ ان سرداروں سے بالکل علیحدہ رہیں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ ان سے روزانہ باقاعدہ ملاقات کرتے تھے۔ نتیجہ وہی نکلا جس کی ہمیں توقع تھی۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ یہ شخص میری باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تو میں نے آپ کو لکھا کہ انہیں یہاں سے ہٹا دیا جائے ورنہ نتائج کا ذمہ دار میں نہیں ہوں گا۔ آپ نے اسے رخصت کر دیا۔ اس کا نتیجہ بہت اچھا نکلا۔ مگر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ چلتے وقت نہ تو انہیں کسی اصول کی پرواہ ہوئی اور نہ ہی ہماری خواہشات کی۔ انہوں نے برسرعام سرداروں کو اور ان کے ساتھیوں کو انعامات دیئے۔ یہ نہ سوچا کہ وہ کس لئے آئے ہیں اور ابھی ان کا کام ختم نہیں ہوا تھا۔ یہ بے اصولاپن قابل اعتراض ہے۔ میں ان کے بارے میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتا۔ اس لئے کہ آپ کے پاس پہلے کی رپورٹیں موجود ہیں اور آپ پوری طرح باخبر ہیں۔

۴۱۔ بہرحال جو کچھ خرچ ہوا سو ہوا۔ نتائج اس کے اچھے نکلے۔ سردار جب رخصت ہونے لگیں گے تو میں ان سے کہوں گا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکا۔ ان کی خاطر مدارت میں ہم نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور مستقبل میں اگر وہ اپنے بادشاہ کے وفادار رہے تو ہم ان کے ساتھ ہمیشہ ایسا ہی سلوک کریں گے اور اگر انہوں نے پھر شر و فساد برپا کیا تو ہم ان سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھیں گے۔

Marfat.com

۴۲ مٹھن کوٹ میں مری اور بگٹیوں کے بارے میں جو کانفرنس ہوئی تھی مجھے اس کے بارے میں کچھ کہنا ہے۔ جو کچھ کہ پہلے ہو چکا اور اب قلات کے معاملات جو طے ہوئے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ فوری طور پر وہ کارروائیاں نہ کی جائیں جو مٹھن کوٹ کانفرنس میں طے پائی تھیں۔ ان معاملات پر کافی غور و فکر کی ضرورت ہے اور ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان اور پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ آپس میں مشورہ کریں۔ پھر ان کو نافذ کریں تھوڑی سی تاخیر تو ضرور ہوگی مگر اس سے اس سرحد پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ چونکہ وہاں پہلے سے وہ سارے انتظامات موجود ہیں جو ہونے چاہئیں۔ نئی تجاویز سرحد کے اس پار کے حالات سے تعلق رکھتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی حکم کے نافذ کرنے سے پہلے تھوڑا سا وقفہ اچھا ہی رہے گا۔ کب کیا کیا جائے۔ یہ پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ پر چھوڑ دیا جائے۔ انہیں میں اس بارے میں مکمل ہدایات دے دوں گا اور جب ضرورت پڑے گی تو وہ ڈپٹی کمشنر ڈیرہ غازی خان سے خط و کتابت کر لیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل مین ویرنگ (پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کرنل فیری کی جگہ) کو چودہ سال کا مقامی تجربہ ہے جو معاملہ فہمی کے لئے کسی نئے آدمی کو نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا میں ان پر مکمل اعتماد کر سکتا ہوں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ جب سے انہوں نے اس عہدے کو سنبھالا ہے اس وقت سے ان کا کام نہایت تسلی بخش ہے۔ معاملے کو سمجھنا، سرداروں کے ساتھ برتاؤ، حکومت کے احکام کی تعمیل وغیرہ میں انہوں نے کافی سوجھ بوجھ کا ثبوت دیا ہے۔

ضمیمہ اے

نورالدین مینگل کا خط بنام کمشنر سندھ

مورخہ ۱۴ مارچ ۱۸۷۲ء کے خلاصے کا ترجمہ

Marfat.com

آپ کا خط ملا۔ اسے پڑھ کر مجھے خوشی ہوئی۔ مجھے دس بارہ دن کے اندر جیکب آباد آنے کو کہا گیا ہے۔ مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ بروہیوں کا معاملہ طے کیا جائے گا مجھے کہنا یہ ہے کہ سردار مولا محمد جیکب آباد میں موجود ہیں اور وہ سیاہ وسفید کے مالک ہیں۔ جو فیصلہ وہ کریں گے اور جن جن شرائط کو وہ قبول کرلیں گے۔ ساری بروہی قوم اسے مان لے گی۔ آپ کا پروانہ مجھے ۲ محرم کو ملا۔ اس تاریخ سے قبل جو مال وجائیداد لوٹی گئی ہے۔ اسے آپ قصہ پارینہ سمجھیں اس کا ذکر اب بیکار ہے۔ اس تاریخ کے بعد سے میں کوئی غلط کام نہیں کروں گا نہ ہی امن وامان میں خلل ڈالوں گا۔

نورالدین کو کمشنر سندھ کا جواب

مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۷۲ء

آپ کا خط ملا۔ میرا آخری خط ملنے سے قبل آپ نے سنا ہوگا کہ بلوچستان کے سرداروں کے لئے میں ثالث بننے کو تیار ہوگیا تھا اور سراوان کے سرداروں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور حسب حکم بلکہ ثالثی کی شرائط کے مطابق ان لوگوں نے اپنی فوجیں سبکدوش کردیں۔ اور پرامن رہے۔ یہ اطلاع میں نے سب کو ہز ہائی نس کے وکیل محمد خان کے ذریعے دے دی تھی۔

آپ نے ان تمام باتوں کو نظر انداز کردیا اور ہز ہائی نس کے خلاف بغاوت میں مشغول رہے اور لوٹ مار جاری رکھی۔ اس قسم کی چال سے آپ نے اپنے آپ کو سب سرداروں سے علیحدہ کرلیا ہے۔ اب آپ اس کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ اگر آئندہ کوئی ہنگامہ آرائی کی تو خان کے افسران آپ کو سزا دینے کے مجاز ہوں گے۔

نمبر ۲۶۵، جیکب آباد، مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۷۲ء

Marfat.com

از کرنل فیری، پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیر

بنام سر ولیم میری ویدر، کمشنر سندھ

نورالدین مینگل کا ایک خط سردار مولا محمد کو کل ملا۔ اس نے یہ خط مجھے دکھایا۔ اس کی ایک نقل آپ کے ملاحظہ کے لئے بھیج رہا ہوں۔

سردار مولا محمد نے کہا کہ سردار نورالدین مینگل نے اپنی فوج کو سبکدوش نہیں کیا تو وہ نورالدین کو لکھیں گے کہ اب معاملہ چونکہ حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا ان کا فیصلہ ماننا ضروری ہے۔ سردار مولا محمد انہیں یہ بھی لکھیں گے کہ اس کے بعد اگر اس نے کوئی گڑبڑ کی تو وہ اس سے قطع تعلق کر لیں گے چونکہ ہنگامہ آرائی آپ کے حکم کے منافی ہو گی۔

یہ سب سردار آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور نورالدین کو لکھنے سے قبل آپ سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔

ایک خط کے خلاصے کا ترجمہ جو سردار نورالدین مینگل، سید خان اور بہادر خان نے سردار مولا محمد خان، میر سید خان، سردار میر اللہ دینا، سمندر خان، حاجی مولا محمد خان، سردار میر شادی خان، میر جند و خان اور فتح خان کو لکھا۔

مورخہ ۳ محرم ۱۲۸۹

آپ کو یہ معلوم ہو گا کہ کمشنر کا خط ہم لوگوں کو ۲ محرم کو ملا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ جیکب آباد تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کے خطوط بھی اسی روز ملے۔ میں نے کمشنر کو لکھا ہے کہ آپ مالک ہیں اور بروہیوں کے معاملے کا جیسا چاہیں فیصلہ کر دیں۔ ہم آپ کو بھی یہی کہتے ہیں کہ جو شرائط بھی آپ جام اور بروہیوں کے متعلق قبول کر لیں گے وہ سب ہم کو منظور ہوں گی اور یہ فیصلہ شاہ غازی ولی محمد ہی کے سامنے ہو گا۔ آپ کے اور کمشنر کے خط آنے سے قبل جو مال و جائیداد لوگوں کا لوٹا گیا ہے۔ اسے تو آپ بھول جائیے۔ اس تاریخ

Marfat.com

کے بعد سے ہم لوگ کسی کی جائیداد کو ہاتھ نہیں لگائیں گے اور نہ ہی کوئی غلط کام کریں گے اور نہ کسی کو ستائیں گے۔ ہم اپنی فوج کے ساتھ زیدک اور خضدار میں ٹھہریں گے۔ جیسے ہی کوئی فیصلہ ہو۔ اس سے آپ ہمیں فوراً مطلع کریں۔

خبر ملی ہے کہ میر آزاد خان ایک دو دن میں باغبانہ آنے والے ہیں۔ مینگلوں کی چار ہزار جوانوں کی فوج اور آزاد خان کی فوج بھی سب ایک جگہ اکٹھی ہو گی ۔ اس فوج کے اخراجات کا انتظام کیجئے تاکہ اسے یہاں سے لے جانے کا انتظام کیا جائے۔ یہاں کی آپ فکر نہ کریں۔ آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔

نمبر ۷۰ جیکب آباد، مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۷۲ء

از سر ولیم میری ویدر، کمشنر سندھ

بنام کرنل فیری، پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیئر

آپ کے خط نمبر ۶۵ کے جواب میں یہ کہنا ہے کہ آپ برائے مہربانی سردار مولا محمد کو یہ خبر کر دیں کہ مجھے معلوم ہے کہ نورالدین کو شروع ہی سے اس کی خبر مل گئی تھی کہ حکومت کے کہنے پر میں نے ثالث بننا قبول کیا ہے اور باوجود اس کے کہ نورالدین کو معلوم تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔ وہ لوٹ مار کرتا رہا۔ اور ہز ہائی نس کے خلاف بغاوت میں مشغول رہا۔ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ سراوان کے سرداروں نے یہ ثالثی قبول کر لی ہے۔ اس لئے نورالدین مینگل نے خود اپنی حرکتوں سے اپنے آپ کو سراوان کے سرداروں سے علیحدہ کر لیا ہے اور سرداروں کا بھی یہی نقطہ نظر ہونا چاہیئے۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ مولا محمد نورالدین کو فوراً یہ لکھیں گے کہ اب اس کا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رہا۔

۲۔ سرداروں سے ملاقات کا وقت میں بعد میں بتاؤں گا۔

Marfat.com

نمبر ۶۵ جیکب آباد، مورخہ ۱۹ مارچ ۱۸۷۲ء

از کرنل فیری، پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ

بنام سر ولیم میری ویدر، کمشنر سندھ

آپ کے خط نمبر ۲۷ کے جواب میں یہ کہنا ہے کہ جیسا کہ آپ نے خواہش ظاہر کی تھی کہ سرداروں نے ایک خط نورالدین مینگل کو لکھا ہے۔ یہ خط آپ کے ملاحظہ کے لئے بھیج رہا ہوں۔ آپ جب اسے منظور کر لیں گے تو یہ فوراً اس کے پاس بھیج دیا جائے گا۔

سردار مولا محمد رئیسانی، شادی خان، جندو خان، اللہ دینا

سید خان، دوست محمد خان، محمد شاہ اور سمندر خان

کا خط بنام نورالدین

ترجمہ

کمشنر سندھ کے کہنے کے مطابق آپ کو اس امر کا علم تھا کہ نالش ہونے والی ہے پھر بھی آپ نے تشدد اور ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رکھا اور شرارتوں سے باز نہ آئے لہٰذا آپ کا ہم سرادان کے سرداروں سے قطع تعلق ہو گیا۔ آئندہ آپ کا ہم لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ نہ ہمدردی نہ کسی قسم کا مشورہ۔ یہ آپ کو اطلاعاً عرض ہے۔

نمبر ۲۷ جیکب آباد مورخہ ۱۹ مارچ ۱۸۷۲ء

از سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ

بنام کرنل فیری پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ اپر سندھ فرنٹیر

خط نمبر ۶۵ کے جواب میں یہ کہنا ہے کہ سرداروں نے نورالدین مینگل کو جو خط لکھا ہے اس کی میں تائید کرتا ہوں اور اسے فوراً نورالدین کے پاس بھیج دیا جائے۔

Marfat.com

مورخہ ۱۱ محرم ۱۲۸۹ ، نورالدین کا خط

بنام کمشنر سندھ

مورخہ ۱۳ ر تاریخ ماہ ہذا کو میں نے دو سوار آپ کے پاس بھیجے۔ اور آپ کے اور مولا محمد کے پاس سے ایک تیسرا سوار بھی آیا مگر وہ نہ تو کوئی خط لایا اور نہ ہی پروانہ۔ اس سے مجھے پریشانی ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ اگر معاملات کی تحقیق ہوئی تو حقدار کو اس کے حقوق مل جائیں گے۔ اس سے ہم لوگوں کی کچھ تشفی ہو جائے گی۔ سراوان اور جھالاوان کے سردار آپ کے فیصلے سے ضرور مطمئن ہو جائیں گے۔

مورخہ ۲۹ ر مارچ ۱۸۷۲ء

از کمشنر سندھ بنام نورالدین

آپ کا خط ملا۔ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ فیصلہ ۷ تاریخ ماہ ہذا کے خط کے مطابق ہوگا۔ آپ نے حکم عدولی کی ہے اور ہمارے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ لوگوں کی جائیدادوں کو نقصان پہنچانے سے باز نہیں آئے۔ اب مجھے آئندہ خط و کتابت کی ضرورت نہیں ہے۔

ضمیمہ ب

مولا محمد ریئسانی کا بیان جو سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ کے سامنے

مورخہ ۷ ر مارچ ۱۸۷۲ء کو دیا۔

میرا مطالبہ یہ ہے کہ میرے آباؤ اجداد کو جو عطیات اور الاؤنس نصیر خان ، اعظم ، میر مہراب خان اور خداداد خان کے زمانے میں ملتے تھے وہ مجھے دیئے جائیں ..... ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ سند کے مطابق جو میرے پاس موجود ہے مجھے کچھی اور خراسان (یعنی غلات)

Marfat.com

کی زمینیں معہ حق آبپاشی۔

۲۔ الاؤنس

۳۔ روزانہ الاؤنس

۴۔ خلعتِ فاخرہ

۵۔ خداداد خان نے وہ حقوق جو سندھ کے ساتھ اپنی پریشان حالی کے زمانے میں دیئے تھے اور اب فارغ البالی کے زمانے میں واپس لے لئے گئے۔

نمبر ۲ کی تفصیلات

ایک ہزار روپیہ سالانہ

نمبر ۳ کی تفصیلات

جب میں ہز ہائی نس خان کو سلام کرنے قلات جاتا تھا تو مجھے ایک روپیہ روزانہ ملتا تھا۔ اس کے علاوہ چار سیر چاول، دس کاسا۔ (ایک کاسا تقریباً ۱۲ سیر کا ہوتا ہے) گیہوں، ایک سیر گھی، دس کاسا جو، یہ صرف میرے لئے تھا۔ میرے قبیلے کے لئے بھی الاؤنس تھے۔

نمبر ۴ کی تفصیلات

ہز ہائی نس خان جنگ اور امور سلطنت میں مجھ سے مشورہ کرتے تھے اور مجھے خلعت عطا کرتے تھے۔ بحیثیت سرداران کے سردار کے ہز ہائی نس خان کو ان قافلوں سے جو ڈھاڈر سے گزرتے تھے جو آمدنی ہوتی تھی۔ اس کا ساتواں حصہ مجھے ملتا تھا اور دس خوروار (ایک خوروار بیس من کا ہوتا ہے) گیہوں سالانہ بھی ملتا تھا۔ یہ صرف میرے لئے تھا۔ اس میں قبیلہ کا حصہ نہیں ہوتا تھا۔

مولا محمد رئیسانی کے بیان کا شاہ غازی ولی محمد کا کمشنر سندھ کے سامنے جواب

Marfat.com

مولا محمد رئیسانی مطالبہ کرتے ہیں کہ نصیر خان اعظم کے زمانے سے خداداد کے زمانے تک انہیں جو عطیات اور الاؤنس ملتے رہے ہیں وہ انہیں ملنے چاہئیں ۔ ان کی تفصیل یہ بتاتے ہیں ۔

۱۔ سند کے مطابق زمین معہ حقِ آبپاشی

۲۔ ہزار روپے سالانہ الاؤنس

۳۔ روزانہ الاؤنس ، چار سیر گندم ، ایک سیر گھی ، چار سیر چاول ، چار کاسا جَو ، اور چار کاسا گندم

۴۔ خلعت فاخرہ

۵۔ آمدنی کا ساتواں حصہ

۶۔ اٹھارہ خروار گندم سالانہ

ان مطالبات کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ نصیر خان اعظم کے زمانے سے جو مراعات ان کے آباؤ اجداد کو ملتی تھیں وہ موجودہ ہز ہائی نس خان نے سردار مولا محمد رئیسانی کو جاری رکھیں اور اس وقت تک جاری رکھیں جبکہ خان اور شیر دل خان کے درمیان جنگ ہوئی اور یہ ریکارڈ سے ثابت ہے ۔ وہ زمینیں جو سند سے دی گئی تھیں مگر دھوکے سے حاصل کی گئی تھیں وہ اس لئے ضبط کر لی گئیں کہ سردار نے وہ خدمات انجام نہیں دیں جو معاہدے کے مطابق انہیں بجا لانی تھیں ۔

مورخہ ۷ مارچ ۱۸۷۲ ، وڈیرہ شادی خان کا بیان ، سر ولیم میری ویدر کے سامنے

میرے مطالبات یہ ہیں ۔

۱۔ سند کے مطابق زمینیں

۲۔ سالانہ پانچ سو روپے الاؤنس

Marfat.com

۳۔ روزانہ الاؤنس آٹھ آنے، دو سیر چاول، آدھ سیر گھی، چار کاسا گندم، چار کاسا جَو۔

۴۔ خلعت فاخرہ بحیثیت سردار

۵۔ چار خوروار گندم کچھی میں اور چار خراسان میں سالانہ

۶۔ چھوٹے نصیر خان کے زمانے میں میرے لئے دو گھوڑیاں ہز ہائی نس کے اصطبل میں رہتی تھیں۔

۷۔ ڈھاڈر میں پانی کے بارہ "بٹ"

۸۔ ہز ہائی نس خان کے پروانے کے مطابق دیہہ ببر میں ایک چوتھائی زمین

۹۔ دیہہ نوشیرا۔ تعلقہ ڈھاڈر میں آٹھ "انگل" پانی جسے میں نے خریدا تھا

یہ سب میرے لئے ہیں۔ اس میں میرا قبیلہ شریک نہیں ہے۔

وڈیرہ شادی خان کے بیان کا سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ کے سامنے شاہ غازی کا جواب۔ شادی خان مطالبہ کرتے ہیں کہ

۱۔ سند کے مطابق زمینیں

۲۔ پانچ سو روپے سالانہ الاؤنس

۳۔ روزانہ الاؤنس آٹھ آنہ نقد، دو سیر چاول، آدھ سیر گھی، چار کاسا گندم، چار کاسا جو۔

۴۔ چار خوروار گندم کچھی میں اور چار خوروار خراسان میں

۵ دو گھوڑیاں

شاہ غازی نے کہا کہ سردار شادی خان کو وہ سب عطیات اور الاؤنس جو نصیر خان اعظم کے زمانے سے چھوٹے نصیر خان کے زمانے تک ملتا رہا ہے۔ وہ موجودہ ہز ہائی نس خان

Marfat.com

ان کو دیتے رہے۔ یہ اس وقت تک جاری رہا جب ..... شیر دل خان اور موجودہ خان کے درمیان لڑائی ہوئی۔

سند کے ذریعے جو زمینیں دھوکے سے لی گئی تھیں۔ وہ اس لئے ضبط کر لی گئیں کہ سردار نے معاہدے کے مطابق وہ خدمات انجام نہیں دیں جو انہیں دینا چاہئیں تھیں۔

گھوڑیوں کے بارے میں مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ یہ حاکم وقت کی مرضی ہے۔ دے یا نہ دے۔ یہ بطور حق نہیں مانگی جا سکتیں۔

جندو خان شاہوانی کا بیان سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ کے سامنے

مورخہ ۷ رمارچ ۱۸۷۲ء

یہ بیان میں اپنی طرف سے اور بحیثیت گارجین شربت خان ولد مبارک خان مرحوم کی طرف سے دیتا ہوں (مبارک خان سراوان کا ایک سردار تھا) میرا بیان یہ ہے۔

دو سال قبل میں بھاگ آیا۔ مگر نائب بھاگ ساہوجان نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ ہز ہائی نس خان نے میری ایک گھوڑی مستونگ میں زبردستی لے لی۔ ان اختلافات سے قبل مبارک خان کی ساری زمینیں ہز ہائی نس خان نے ضبط کر لیں اور اسی وجہ سے وہ باغیوں سے مل گیا۔ میں مبارک خان کے انتقال کے بعد ان کا شریک بن گیا اور اب میں ان سب کی تلافی چاہتا ہوں۔

یہ صرف میں اپنے لئے چاہتا ہوں۔ اس میں ہمارا قبیلہ شریک نہیں ہے۔

جندو خان کے بیان کا کمشنر سندھ کے سامنے جواب

شاہ غازی نے کہا کہ جندو خان نے مبارک خان اور شربت خان کے قتل کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ ساہوجان نے اس کے ساتھ بدسلوکی کی اور اس کی ایک گھوڑی اور زمینیں

Marfat.com

زبردستی لے لی گیئں۔

میرا جواب یہ ہے کہ مبارک خان اور شربت خان جنگ میں اپنی غداری کی وجہ سے مارے گئے۔ جندو خان نے سلطنت کے معاملے میں مداخلت کی اور جب نائب نے انہیں ایسا کرنے سے روکا تو انہوں نے اس پر تلوار سے حملہ کرنے کی کوشش کی مگر تلوار ان سے چھین لی گئی۔ ان کے ساتھ بدسلوکی کی یہ وجہ تھی۔ انہوں نے جو گھوڑی کے بارے میں کہا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ جو کچھ زمین کے بارے میں انہوں نے کہا ہے وہ کچھ صحیح ہے اور کچھ غلط۔ اس لئے کہ جو باغی ہو جاتے ہیں حکومت ان کی زمین ضبط کر لیتی ہے۔

سید خان محمد شہی کا بیان، سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ کے سامنے

مورخہ ۷ مارچ ۱۸۷۲ء

میں ہز ہائی نس خان کا اس وقت تک وفادار رہا جب تک وہ ہم پر مہربان رہے تقریباً تین سال قبل ہز ہائی نس خان مستونگ تشریف لائے اور ہماری لُوسن (گھاس) پر قبضہ کر لیا۔ ہم نے شاہ غازی سے شکایت کی مگر کچھ نتیجہ نہیں نکلا۔ اس رویے سے بہت تکلیف پہنچی۔ اس کے علاوہ یہ ہوا کہ مستونگ میں ایک کاریز ہے جسے خاصان کہتے ہیں۔ اس کے کنارے ایک شاہ بنا (پانی کا نالہ) اور ایک میرا باغ تھا۔ یہ ضبط کر لیا گیا۔ لال خان محمد شہی سے ایک ہزار روپیہ زبردستی وصولا گیا اور نصیر خان نے جو بذریعہ سند اللہ دینا محمد شہی کو زمین دی تھی۔ اسے سرکاری زمین میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ اسے چار سو روپے دینے پر مجبور کیا گیا۔ سند کے ذریعے جو دیہہ بیر میں مجھے ایک چوتھائی زمین ملی تھی۔ ہز ہائی نس اس کا مجھے قبضہ نہیں دے رہے ہیں۔ اور دیہہ ڈھاڈر میں جو بذریعہ سند مجھے "بارہ بٹ" پانی ملا تھا وہ بھی مجھے دینے سے انکار کرتے ہیں۔

میرا سالانہ الاؤنس پانچ سو روپے ہے اور روز کا آٹھ آنہ نقد۔ دو سیر چاول،

Marfat.com

آدھ سیر گھی، چار کاسا گندم اور چار کاسا جو اور خلعت۔ اس کے علاوہ چار خروار گندم کچھی میں اور چار خراسان میں سالانہ ملتا ہے۔

ہمارا قبیلہ اس میں شریک نہیں ہے۔

سید خان محمد شہی کے بیان کا کمشنر سندھ کے سامنے شاہ غازی کا جواب

مورخہ ۵ محرم ۱۲۸۹

سید خان نے شکایت کی ہے کہ ہز ہائی نس تقریباً تین سال پہلے جب مستونگ آئے توان کا لُوسن (گھاس) انہوں نے زبردستی لے لیا۔ اور جب میرے پاس شکایت کی توان کی یہ شکایت میں دور نہ کر سکا۔ انہوں نے ایک کاریز، ایک باغ اور اللہ دینا کی زمین کا بھی ذکر ہے۔ لال خان سے ایک ہزار روپیہ زبردستی لینے کا بھی ذکر کیا ہے۔ چار سو روپے اللہ دینا محمد شہی کے اور دہہ سیر میں ایک چوتھائی زمین کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ بارہ "بٹ" پانی ڈھاڈر میں اور اپنے روزینہ الاؤنس کا بھی مطالبہ کیا ہے۔

میرا جواب یہ ہے۔ مستونگ میں جو لُوسن گھاس ہوتی ہے اس پر زری کلنگ (ایک قسم کا ٹیکس) لگتا ہے۔ جس شخص سے سید خان نے یہ خریدا تھا۔ اس پر زری کلنگ باقی تھا۔ ان واجبات کے ادا نہ ہونے کی وجہ سے خان نے لُوسن ضبط کر لیا اور جو کاریز، پانی اور باغ کی ضبطی کا سوال ہے تو سید محمد خان میرے پاس آیا اور میں اسے خان کے پاس لے گیا۔ (انہوں (خان) نے اس سے اس عطیے کی سند مانگی۔ وہ سند نہیں دکھا سکا۔ یعنی اس کے پاس سند تھی ہی نہیں۔ لہٰذا اس کا مطالبہ غلط نکلا۔ لال خان جس سے ہزار روپے لئے گئے وہ شیر دل خان کے زمانے میں نائب تھا۔ اسے حساب دینے کو کہا گیا اور خصوصاً وہ حساب جو اس نے چوروں سے بطور جرمانہ وصولا تھا اور "لیز" پر زمینیں دی تھیں۔ حساب کی جانچ پڑتال سے معلوم ہوا کہ اس نے کافی روپے غبن کئے ہیں اور اسی وجہ سے اسے

Marfat.com

ایک ہزار روپیہ دینا پڑا۔ اور جو زمین ہز ہائی نس نصیر خان نے اللہ دینا محمد شہی کو عطا کی تھی اس کا " زری کلنگ " چار سو روپے طے پایا تھا۔ یہ چار سو روپے جو اس سے وصولا گیا یہ وہی زری کلنگ تھا۔

نصیر خان کے زمانے میں انہیں یعنی سید خان کو جو کچھ ملتا تھا۔ اس سے کم انہیں نہیں ملا یعنی وہی ملتا رہا جو نصیر خان کے زمانے میں ریکارڈ میں ہے۔ یعنی وہی روزانہ الاؤنس اتنا ہی "رباٹ" پانی کا اور دیہہ بیر میں زمین بھی۔ نئی سندیں جو ان کے پاس ہیں وہ دھوکے سے لی گئیں اور ان میں جو عطیات ہیں وہ اس لئے نہیں دیئے گئے کہ ان کے اندر جو مجوزہ خدمات انجام دینے کی شرط ہے وہ انہوں نے پوری نہیں کی۔

دوست محمد ولد جہانگیر لہڑی کی جانب سے سمندر خان لہڑی کا بیان سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ کے سامنے

مورخہ ۷، مارچ ۱۸۷۲ء

(نوٹ) دوست محمد نابالغ ہے اور سمندر خان اس کا چچا ہے)

میرے مطالبات یہ ہیں۔

۱۔ ہمارے پاس بیس بنا (بند) دیہہ بلال، شہر شہداد میں تھے جن پر کوئی ٹیکس نہیں تھا۔

۲۔ شہداد شہر کی پیداوار سے جو حکومت کا حصہ ہوتا تھا اس کا نصف مجھے ملتا تھا۔

۳۔ نائب ہونے کی حیثیت سے ایک جھولی (غلہ کا ایک تھیلا)

۴۔ مزدوروں کی بھرتی شہداد شہر سے نہیں ہوتی تھی۔

۵۔ قلات میں نصیر خان نے ہمارے چچا اسماعیل خان کو جو زمین اور پانی دیا تھا وہ مجھ سے لے لیا گیا ہے۔

۶۔ دیہہ بیر میں ایک چوتھائی زمین

Marfat.com

۷۔ دیہہ ہیر میں بارہ "بٹ" پانی

۸۔ سالانہ پانچ سو روپے

۹۔ خلعت

روزانہ الاؤنس کی تفصیل جب ہز ہائی نس کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔

آٹھ آنہ روز

دو سیر چاول

آدھ سیر گھی

چار کاسا گندم

چار کاسا جو

اس میں میرے قبیلے کا حصہ نہیں ہے۔

سمندر خان لہڑی کے بیان کا کمشنر سندھ کے سامنے شاہ غازی کا جواب

مورخہ ۵ محرم ۱۲۸۰

ان کا مطالبہ یہ ہے۔

۱۔ پانچ سو روپے سالانہ

۲۔ روزانہ آٹھ آنہ

۳۔ دو سیر چاول

۴۔ آدھ سیر گھی

۵۔ چار کاسا گندم

۶۔ چار کاسا جو

۷۔ خلعت

Marfat.com

۸۔ دہیہ بلال کے بنا سے جو حکومت کو آمدنی ہوتی ہے اس کا نصف حصہ۔ اور اسماعیل خان کی زمین ضبط ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نصیر خان اعظم سے لے کر چھوٹے نصیر خان کے زمانے تک ان کے والد محمد خان اور ان کے چچا کو جو عطیات اور الاؤنس ملتے تھے۔ وہ انہیں بدستور ملتے رہے جب تک کہ یہ حکومت کے فرمانبردار اور وفادار رہے۔ نئی سندیں جو ان کے پاس ہیں۔ وہ دھوکے سے لی گیئں اور وہ عطیات جو ان میں دیئے گئے ہیں۔ وہ روک لئے گئے۔ چونکہ ان کے عوض جو خدمات ان کے ذمے شرائط میں ہیں۔ وہ یہ بجا نہیں لائے۔

جہاں تک کہ اسماعیل خان کی زمین کا تعلق ہے۔ مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ اگر واقعی یہ ان کی جائیداد ہے تو اس میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔

اللہ دینا کرد کا بیان سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ کے سامنے

مورخہ ۷ مارچ ۱۸۷۲ء

میرا مطالبہ یہ ہے۔

۱۔ ہز ہائی نس خان کی سند کے مطابق دہیہ میر میں ایک چوتھائی زمین

۲۔ بارہ "بٹ" پانی دہیہ ڈھاڈر میں

۳۔ سالانہ الاؤنس پانچ سو روپے

۴ جب میں خان کے حضور جاتا تو مجھے روزانہ مندرجہ ذیل الاؤنس ملتا تھا۔

آٹھ آنہ نقد

آدھ سیر گھی

دو سیر چاول

چار کاسا گندم

Marfat.com

چار کاسا جَو۔

۵۔ سالانہ چار خوروار گندم کچھی میں اور چار خوروار خراسان میں

۶۔ سند کے مطابق لولان سے گزرنے والے تجارتی مال پر محصول

۷۔ دس "انگشت" پانی دیہہ نوشہرہ میں جو میرا زر خرید ہے۔

اس میں میرے قبیلے کا حصہ نہیں ہے۔

اللہ دینا کرد کے بیان کا کمشنر سندھ کے سامنے شاہ غازی کا جواب

مورخہ ۵ محرم ۱۲۸۹

اللہ دینا کرد سند کے مطابق زمین، پانی اور الاؤنس وغیرہ کا مطالبہ کرتے ہیں تفص

جس کی یہ دیتے ہیں۔

آٹھ آنہ روز

آدھ سیر گھی

دو سیر چاول

چار کاسا گندم

چار کاسا جَو

چار خوروار گندم کچھی میں اور چار خوروار گندم خراسان میں سالانہ اور بارہ "بٹ

پانی اور لولان سے گزرنے والے تجارتی سامان پر جو محصول لیا جاتا ہے اس میں

کچھ حصہ۔ نوشہرہ میں پانی اور دیہہ بیر میں ایک چوتھائی زمین بمطابق سند۔

میرا جواب یہ ہے۔

چھوٹے نصیر خان کے زمانے کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب ان کے قبض

میں تھا اور یہ جو انہیں نصیر خان اعظم کے زمانے سے چھوٹے نصیر خان کے زمانے تک

Marfat.com

وقتاً فوقتاً ملتا رہا ہے بغاوت تک یہ سب کچھ انکے قبضے میں تھا اور کسی نے ان کو کچھ نہیں کہا۔ نئی سندیں جو ان کے پاس ہیں دھوکے سے لی گئی ہیں لہٰذا ان میں جو مراعات ہیں۔ ان کی اجازت نہیں دی گئی۔ چونکہ انہیں خان اور ریاست کی جو خدمات شرائط کے مطابق انجام دینا چاہیئں تھیں انہیں نظر انداز کر دیا۔

فتح خان مینگل کا بیان سر ولیم میری ویدر کمشنر سندھ کے سامنے

مورخہ ۷ مارچ ۱۸۷۲ء

قریباً چار سال پہلے ہز ہائی نس خان نے مستونگ کے قریب خونک (کانک) سرکاری تحویل میں لے لیا اور ہمارے رشتہ داروں کو مارا اور ذلیل کیا۔ سراوانیوں سے جو میں نے پانچ انگشت پانی دیہہ ڈھاڈر میں خریدا تھا۔ وہ بھی خان نے ضبط کر لیا۔ قلات کی زمینیں اور دیہہ ملگیزار کا پانی جس پر میرا حق تھا۔ وہ خان نے مجھ سے لے لیا۔ فولاجی کی زمین جو نورالدین مینگل کی شراکت میں تھی اور دیہہ کنری کی آدھی زمین بھی ضبط ہو گئی۔ مجھے یہ سب جائیدادیں واپس دلائی جائیں۔

نوٹ۔ فتح خان سردار نہیں ہے۔ وہ جھالاوان کا مینگل ہے مگر کچھ عرصے سے ریئسانیوں میں شامل ہو گیا ہے۔ اور انہی کے ساتھ رہتا ہے۔

فتح خان کے بیان کا کمشنر سندھ کے سامنے شاہ غازی کا جواب

مورخہ ۷ مارچ ۱۸۷۲ء

فتح خان یہ کہتے ہیں کہ چار سال پہلے خونک کی زمین ضبط کی گئی۔ پانچ " انگشت " پانی دیہہ ڈھاڈر میں، قلات میں دیہہ ملگیزار میں زمین اور پانی اور دیہہ کنری میں آدھی زمین بھی لے لی گئی۔

Marfat.com

میرا جواب یہ ہے کہ جب تک کہ یہ فرمانبردار اور خان کے وفادار رہے۔ یہ ان تمام رعایات سے جو انہیں نصیر خان اعظم اور چھوٹے نصیر خان کے زمانے تک ملتی رہیں۔ مستفید ہوتے رہے۔ جنہیں یہ اپنا حق بتاتے ہیں۔ وہ ان عطیات سے کہیں زیادہ ہیں جو انہیں حقیقت میں ملے تھے۔ بغاوت کے وقت ان کے پاس عطیات سے زیادہ جائیداد تھی۔ جس کا کوئی جواز نہیں تھا۔

کوچہ قبیلے کے نبی بخش کا بیان سر ولیم میری ویدر کے سامنے

مورخہ ۷ ، مارچ ۱۸۷۲ء

میں نے باغیوں کا ساتھ اس لئے دیا کہ ہز ہائی نس نے ہزار خان اور حیات خان کوچہ سے چار سو روپے جرمانہ وصولا۔

نوٹ ۔ یہ شخص بھی سردار نہیں ہے بلکہ ایک چھوٹے سے گروہ کا مکھیا ہے۔ درہ بولان میں کرتا میں رہتا ہے۔ ان سے ہز ہائی نس خان سڑک پر پولیس کا کام لیتے تھے۔

نبی بخش کے بیان کا کمشنر سندھ کے سامنے شاہ غازی کا جواب

مورخہ ۷ ، مارچ ۱۸۷۲ء

وہ چار سو روپے جرمانہ کی شکایت کرتا ہے۔ یہ ہز ہائی نس کی زمین کاشت کرتا تھا۔ جب خسارے میں رہنے لگا تو غلط بیانی سے کام لیا۔ وہ نائب ولی محمد کے ساتھ ڈھاڈر کی لڑائی میں شریک تھا۔ وہاں وہ بروہیوں کے ساتھ مل گیا اور رعایا کو خوب لوٹا۔

Marfat.com

ضمیمہ "سی" (ت)

سردار مولا محمد کی حلفی شہادت

سوال کل کے بیان میں آپ نے یہ کہا ہے کہ آپ صرف یہ چاہتے ہیں کہ نصیر خان اعظم اور مہراب خان کے دور میں آپ کے آباؤ اجداد کو جو کچھ ملا تھا۔ وہ آپ کو مل جائے۔ آپ موجودہ دور حکومت سے قبل کیوں رشتہ جوڑتے ہیں۔

جواب چھوٹے نصیر خان کے دور میں مجھے سارے حقوق ملے ہوئے تھے مگر میں اس وقت بہت چھوٹا تھا۔ بہر حال چھوٹے نصیر خان کے عہد حکومت میں ہی وقت کا تعین کر لیجیئے۔ مجھے سند کے مطابق اس وقت جو ملتا تھا اگر وہی مل جائے تو مطمئن ہو جاؤں گا۔

سوال سند کے مطابق کیا آپ ان زمینوں کی تفصیل بتا سکتے ہیں جو اس وقت آپ کے قبضے میں تھیں۔

جواب اس نے فہرست دے دی۔ اے۔ او بی نشان ملاحظہ فرمائیں۔

سوال یہ جو آپ نے فہرست دی ہے اس میں سے ابھی کتنی آپ کے قبضے میں ہیں۔

جواب گزشتہ سات سال سے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ مجھ سے سب لے لی گئی ہیں۔ ۱۸۶۸ء میں ایک موقع پر انگریز افسر کی سفارش پر خراسان کی زمین کی پیداوار میں سے کچھ حصہ ملا تھا۔ کبھی سے مجھے کچھ نہیں ملا۔

سوال آپ کو ان زمینوں سے کیوں ہاتھ دھونا پڑے یا یہ کہ آپ نے ان کو کس طرح کھویا۔

جواب میں نے خان کو یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ اپنے اسلاف کی روش پر چلیں۔ تو ملک میں عدل و انصاف ہوگا اور حکومت بہتر طریقے سے چلے گی۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ شاہ غازی کو وزیر نہ بنایا جائے ورنہ ہنگامے اور جھگڑے ہوں گے۔ خان

Marfat.com

نے جواب دیا کہ وہ صرف اکیلے حکومت کریں گے۔ اس میں کوئی شریک نہیں ہوگا۔
اسی وجہ سے شاہ غازی ہمارے دوست نہیں ہیں یعنی وہ ہمارے مخالف ہیں۔

نوٹ۔ ہز ہائی نس خان نے شاہ غازی ولی محمد کو ۱۸۵۸ء میں اپنا وزیر مقرر کیا۔ یہ تقرری جیکب آباد میں سر بی فریئر، جنرل جیکب اور سر ہنری گرین اور میرے سامنے ہوئی اس کے بعد گنداوہ میں سب سرداروں کے سامنے اس کی توثیق کی گئی۔

سوال کتنے دنوں تک خان سے آپ کے تعلقات اچھے رہے۔

جواب تخت پر بیٹھنے سے دو سال تک۔

سوال ابھی جس مشورے کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ وہ مشورہ آپ نے خان کو کس جگہ دیا تھا۔ اور آپ کی زمینیں کس وجہ سے ضبط ہوئیں۔

جواب قلات اور بھاگ میں جب خان نے تاج محمد کو گرفتار کرنا چاہا اور میرے بھائی کو خانک (کانک) میں قید کر دیا تھا۔ میں بھاگ کر مٹھڑی اور اس کے بعد قندھار چلا گیا۔ جب میں غیر حاضر رہا تو میری غیر حاضری میں میری زمین، مویشی اور دوسری جائیداد ضبط کر لی گئی۔

(نوٹ۔ تاج محمد کی گرفتاری مولا محمد کے بھاگ سے مٹھڑی جانے کے بعد ۱۸۶۵ء میں ہوئی۔)

سوال پچھلی بغاوت کی کیا وجہ تھی؟

جواب خان تاج محمد کی بہن سے شادی کرنا چاہتے تھے لیکن تاج محمد زہری، شیر دل، میں اور دوسرے سرداروں نے خان کو روکنا چاہا۔ اس لئے کہ ان کی شادی تاج محمد کی لڑکی سے ہو چکی تھی۔

(خان نے مرحوم خان کی بیوہ جو تاج محمد کی بہن تھی۔ اس سے شادی کر لی

Marfat.com

مگر رسم و رواج یہی تھا کہ جانشین خان مرحوم خان کی بیواؤں سے شادی کرتا تھا۔ یہ تاج محمد کی بہن سرداروں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتی تھیں اور سرداروں کی مخالفت کی یہی وجہ تھی۔ تاج محمد کی لڑکی کے ساتھ بھی شادی کے انتظامات ہو رہے تھے۔ تھوڑے دنوں کے لئے خان نے یہ شادی ملتوی کر دی۔ اس سے سردار اور بھی خفا ہُوا۔ اس کے بعد تاج محمد کی بہن کا انتقال ہو گیا تو خان نے اس کی لڑکی سے شادی کر لی جو ابھی تک ان کے ساتھ ہے۔)

سوال کیا آپ کا کوئی ارادہ خان کو قتل کرنے یا انہیں تخت سے ہٹانے کا تھا؟

جواب ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ یہ میری کوشش تھی کہ خان دوبارہ تخت نشین ہوئے۔ ان کے اور میرے تعلقات دو سال تک خوشگوار رہے۔

سوال علاوہ ان وجوہات کے جنہیں آپ بیان کر چکے ہیں۔ قندھار جانے کی کوئی اور وجہ بھی تھی؟

جواب کوئی اور وجہ نہیں تھی۔

سوال آپ کو کچھ معلوم ہے کہ تاج محمد خان کے خلاف کچھ کرنا چاہتا تھا؟

جواب نہیں۔ میں اور تاج محمد ایک خیال کے ہیں۔ اسے اس قسم کا کوئی خیال نہیں تھا۔

(نوٹ۔ مولا محمد اور تاج محمد اور دوسرے سرداروں نے خان کے خلاف ۱۸۶۳ء اور پھر ۱۸۶۵ء میں سازش کی۔ مؤخر الذکر موقع پر مولا محمد اور تاج محمد خان کو قتل کر دینا چاہتے تھے اور ان کے اس لڑکے (جو ابھی پیدا نہیں ہُوا تھا) کو۔ جو تاج محمد کی لڑکی کے بطن سے ہونے والا تھا۔ تخت پر بٹھانا چاہتے تھے تاکہ سارا اقتدار اپنے ہاتھ میں آجائے)

سوال کیا اور کوئی وجہ نہیں تھی جس کی بنا پر آپ اپنی زمین اور وطن چھوڑ کر

Marfat.com

چلے گئے ؟

جواب اور کوئی وجہ نہیں تھی۔ تاج محمد کی گرفتاری سے قبل میں مٹھڑی چلا گیا۔ فوج نے میرا تعاقب کیا تو میں قندھار بھاگ گیا۔

(نوٹ۔ مولا محمد نے جیسے ہی سنا کہ تاج محمد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ وہ فوراً مٹھڑی سے بھاگ گیا۔)

سوال آپ جب قندھار سے واپس آئے اور جب انگریز افسروں نے خان سے آپ کی سفارش کی تو جو شرائط پیش کی گئیں۔ ان کو آپ نے کیوں قبول نہیں کیا ؟

جواب خان میرے پرانے حقوق تو دینے پر راضی ہو گئے مگر ان کے دوبارہ تخت نشین ہونے پر جو مجھے ملے تھے۔ وہ دینے کو تیار نہیں تھے نہ ہی وہ مٹھڑی کی زمینیں جو میرے قندھار جانے کے بعد ضبط کی تھیں نہ ہی تاج محمد اور حبیب خان کا خون بہا دینے کو تیار تھے۔ حبیب خان میرا بہنوئی (یا برادر نسبتی) تھا۔ ۱۸۶۷ء میں وہ خان کی فوج کے ہاتھوں مارا گیا۔

(نوٹ۔ (۱) تخت نشینی کے بعد نئے عطیات سے مولا محمد ۱۸۶۵ء میں خود دستبردار ہو گیا تھا۔

(۲) تاج محمد کے خون بہا کا مطالبہ نہایت بے جا اور گستاخانہ مطالبہ تھا۔

(۳) حبیب خان نے جب بغاوت کی تو ۱۸۶۷ء میں لڑائی میں مارا گیا۔)

سوال خان کی شرائط نہ ماننے کی کوئی اور وجہ بھی تھی ؟

جواب میں نے دوسرے سرداروں کے مطالبات بھی پیش کئے تھے۔ مگر خان نے انہیں رد کر دیا۔

Marfat.com

(نوٹ۔ خان نے آدم خان بنگلزئی اور اللہ دینا کرد کو اسی موقع پر معاف کر دیا مگر جام بیلہ اور آزاد خان کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔)

سوال حبیب خان کا خون بہا مانگنے کا شائد آپ کو حق تھا مگر تاج محمد کا خون بہا مانگنے کا آپ کو کیا حق تھا۔

جواب چونکہ سراوان اور جھالاوان والے ہم سب لوگ ایک ہیں۔ اس لئے میں نے تاج محمد کے خون بہا کا مطالبہ کیا۔ اور سرداروں سے مشورہ کرنا تھا۔ اس لئے میں نے خان سے کچھ بھی قبول نہیں کیا۔ سرداروں کو یہ شرائط پسند نہ تھیں۔ لہٰذا وہ ان شرائط پر راضی نہیں ہوئے۔ میں اس کے بعد کورک (دبی) چلا گیا اور اس کے بعد مرلوں کے پہاڑ پر۔ اس کے بعد جام کا واقعہ پیش آیا۔ اور میں قندھار چلا گیا کیپٹن ہیریسن نے کہا کہ اگر دونوں جانب سے تین ماہ تک خاموشی رہی تو وہ صلح صفائی کی کوشش کریں گے اور معاملات ٹھیک ہو جائیں گے مگر اس دوران ... جام کا قصہ شروع ہو گیا۔ خان نے جام کے خلاف فوج کشی کر دی۔

(نوٹ۔ (۱) تاج محمد کے خون بہا مانگنے کا مطلب یہ تھا کہ خان پر یہ ذمہ داری عائد کرے کہ انہوں نے اسے قتل کروایا ہے۔ سر ہنری گرین نے اس کی خوب چھان بین کی اور ان کی رائے میں خان پر یہ الزام بالکل غلط ہے۔

(۲) کمال خان کی زمینوں سے جام نے غلہ اٹھا لیا۔ حالانکہ یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ یہ زمین جام کی نہیں ہے۔ لہٰذا لڑائی شروع ہو گئی۔)

سوال گزشتہ بغاوت آپ نے کیوں شروع کی؟

جواب میں نے قندھار میں سنا کہ مہراب خان شاہوانی، سید خان، محمد شہی جہانگیر

خان لہڑی، وندخان بنگلزئی پر خان نے بڑا ظلم کیا ہے اور یہ بھی سنا کہ مستونگ میں خان عبدالقادر کے گھر خود گئے تاکہ ایک پرانے واقعہ کا زبردستی تصفیہ کرادیں۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک شخص مبارک خان حاصل خانزئی نے عبدالقادر (جو شاہوانیوں کا سردار ہے) کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ اس سے شاہوانیوں کی بڑی بے عزتی ہوئی مگر خان اس کے گھر گئے اور مبارک خان حاصل خانزئی کو اپنے ساتھ لے گئے۔ عبدالقادر خان کے چچازاد بھائی مبارک خان شاہوانی نے مجھے اس واقعہ کے بارے میں اطلاع دی اور کہا کہ اب تک کسی خان نے اس قسم کا رویہ اختیار نہیں کیا اور اس نے مجھے بغاوت میں حصہ لینے کی دعوت دی۔

مواجب الاؤنس

سوال — آپ نے مواجب کا ذکر کیا ہے۔ کیا یہ آپ کو محمد نصیر خان یا ان کے بعد کے زمانے میں ملتا تھا؟

جواب — نصیر خان کبھی ایک ہزار اور کبھی آٹھ سو روپے دیتے تھے۔ جب ان کا جتنا جی چاہا۔ میں اس وقت بہت چھوٹا تھا۔ اس لئے مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے مگر خان میری بہت عزت کرتے تھے اور موجودہ خان بھی۔ قندھار بھاگنے سے پہلے تک دیتے رہے۔

(نوٹ۔ اس بیان کی تصدیق حکومت کے ریکارڈ سے کی جا سکتی ہے کہ آیا صحیح ہے یا غلط)

خان کی خدمت میں حاضری کے وقت روزانہ الاؤنس

نصیر خان اور موجودہ خان مجھے روزینہ باقاعدگی سے دیتے تھے۔ پہلے جتنے خان گزرے۔ ان کے پاس باقاعدہ فوج نہیں ہوتی تھی۔ یہ خدمات سردار انجام دیتے تھے۔ نصیر خان نے جب پہلے پہل فوج رکھنا شروع کی تو صرف ایک سو

Marfat.com

آدمی سے ابتدا کی اور اب اس کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ اگر اس کی تعداد اتنی نہ ہوتی تو جو روپے اس پر خرچ ہوتے ہیں۔ وہ ہم لوگوں کو ملتے۔

اعزازی خلعت

نصیر خان کی خدمت میں جب حاضر رہتا یا ان سے رخصت ہونے لگتا یا عید کا موقع ہوتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو وہ مجھے خلعت عطا کرتے اور خداداد خان صاحب بھی مجھے اسی طرح خلعت دیا کرتے تھے۔ اس وقت تک جب تک میں قندھار نہیں گیا تھا۔

(نوٹ۔ وزیر کہتے ہیں کہ خلعت اعزازی ان کو دی جاتی تھی جو وفادار ہوتے تھے۔)

سراوان کا سردار ہونے کی وجہ سے خان مجھ سے ہمیشہ مشورہ کرتے رہتے تھے اور جھالاوان کے سرداروں سے بھی۔ یہ تمام مشورے ملکی امور کے متعلق ہوتے تھے۔ جنگ و امن کے بارے میں، وزیروں اور نائبوں کی تقرری کے بارے میں وغیرہ وغیرہ۔ نصیر خان کے زمانے میں یہ عام قاعدہ تھا۔ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ اس لئے وہ میرے وکیل محمد خان شاہوانی سے مشورہ کرتے تھے۔

(نوٹ۔ رسم و رواج کے مطابق جب تک سردار وفادار رہے۔ قومی اور ملکی معاملات میں ان سے مشورہ کیا جاتا تھا۔ مگر جب یہ باغی ہو گئے تو ان سے قطع تعلق کر لیا گیا۔ نائب کی تقرری کے لئے کبھی کوئی مشورہ نہیں لیا جاتا تھا۔ وزیر کی تقرری بھی خان اپنی مرضی سے کرتے تھے۔ اور باقاعدہ ایک دربار میں اس کی توثیق کر دی جاتی تھی۔)

سوال — جب نصیر خان قلات کے تخت پر بیٹھے تو کیا آپ کے والد حیات تھے؟

جواب — جی ہاں۔ میرے والد زندہ تھے۔ میرے والد آزاد خان نے مسٹر راس بل (یہ شائد میجر آؤٹ ریم تھے) کو یہ مشورہ دیا کہ تخت ملک نصیر خان کے حوالے

Marfat.com

کر دیا جائے۔ جب گنگارام وزیر تھا تو خداداد خان کی حکومت ٹھیک نہیں چل رہی تھی۔ بعد میں جب میرے مشورے سے ولی محمد وزیر بنے (یہ پہلے بیان کے بالکل برعکس ہے) تو کچھ دنوں تک کام ٹھیک چلا۔ مگر جب انہوں نے یہاں کے رسم و رواج کے مطابق کام کرنا چھوڑ دیا تو ہنگامہ و فسادات شروع ہو گئے۔

جب یہ دوبارہ تخت نشین ہوئے تو تھوڑے دنوں تک یہ صحیح راستے پر چلے پھر بعد میں منحرف ہو گئے اور میں قندھار چلا گیا۔

(نوٹ۔ خداداد خان کے دوبارہ تخت نشین ہونے کے بعد مولا محمد اور تاج محمد نے یہ چال چلنا چاہی کہ سارا اقتدار ان کے ہاتھ آجائے اور اس سے بڑی بے اطمینانی پھیلی)

سوال کیا بلوچستان میں وزارت موروثی ہوتی ہے یا کسی کو بھی وزیر بنایا جاسکتا ہے؟

(نوٹ۔ وزارت بہت دنوں تک موروثی رہی۔ یہ ایک خاندان تھا "دہوار" انہیں اخوند بھی کہا جاتا تھا۔ وزیر اسی خاندان سے ہوتے تھے۔ کہیں بھی ریکارڈ سے ثابت نہیں ہوتا کہ وزیر کی تقرری سرداروں کے مشورے سے ہوتی تھی۔

جواب یہ موروثی نہیں تھی بلکہ ہمیشہ سرداروں کے مشورے سے چنے جاتے تھے۔

سوال کیا وزیروں کو سبکدوش بھی اسی قاعدے سے کیا جاتا تھا؟

جواب جی ہاں۔ سب سرداروں کے مشورے سے۔

سوال کیا محمد حسین کے والد چنے گئے تھے یا انہیں وراثت میں وزارت ملی تھی؟

جواب محمد حسین کے والد عبدالرحمان کو سرداروں کے مشورے سے وزیر چنا گیا تھا۔ اس کا باپ آغالی بھی وزیر تھا۔ جب مہراب خان کے زمانے میں داد محمد خان نے اسے قتل کر دیا تو داد محمد خان کو سرداروں کے مشورے سے وزیر بنایا گیا۔ داد محمد کو محمد حسین نے قتل کر دیا اور محمد حسین میرے والد آزاد خان اور جھالاوان کے سردار

Marfat.com

رشید خان کے مشورے سے وزیر بنا۔

(نوٹ۔ عبدالرحمان بدوزئی قبیلے کا سردار تھا۔ یہ چھوٹا سا خاندان قلات میں رہتا تھا۔ وہ اصل میں نائب تھا۔ وزیر نہیں تھا۔ اور اس کے والد غالی اور اس کا بیٹا محمد حسین بھی نائب تھا۔ مگر محمد حسین چھوٹے نصیر خان کے زمانے میں وزیر بن گیا۔ مگر خان کے ساتھ جب اس نے دغابازی کی تو اسے جنرل جیکب کی سفارش پر ہٹا دیا گیا۔ ان تمام موقعوں پر کہیں بھی سرداروں سے مشورہ نہیں کیا گیا۔)

سوال کیا وزیر کو نائب مقرر کرنے کا اختیار نہیں تھا؟

جواب سرداروں کے مشورے کے بغیر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ سوائے بھاگ کے جہاں کا نائب وزیر کا نمائندہ ہوتا تھا۔

(نوٹ۔ تحقیق سے پتہ چلا کہ یہ بیان غلط ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو خان کا کسی قسم کا اختیار باقی ہی نہیں رہتا۔)

سوال فرض کیجئے کہ سردار اور خان کی رائے مختلف ہے تو پھر کیا ہوتا تھا؟

جواب تو پھر اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا تھا۔ دونوں میں چپقلش شروع ہو جاتی تھی۔

سوال ایسے موقع پر کیا سرداروں کی بات مان لی جاتی تھی یا خان اپنی بات منوا لیتے تھے؟

جواب تو پھر تفرقہ ہو جاتا تھا۔ اگر خان اپنی رائے پر اڑے رہتے تو پھر سردار ان کی کوئی مدد نہیں کرتے تھے۔ اگر کچھ گڑبڑ ہوتی تو ان کو خود بھگتنے کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

(نوٹ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت سرداروں کے ہاتھ میں تھی۔

Marfat.com

خان کے ہاتھ میں نہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولا محمد اور تاج محمد اس پالیسی پر عمل کر رہے تھے۔)

سوال جھگڑا شروع ہونے سے پہلے خداداد خان نے آپ سے کن کن معاملوں میں مشورہ نہیں کیا۔ ؟

جواب ملک کی بھلائی اور بہبود کے سلسلے میں' اور انہوں نے سرداروں اور رعایا پر ظلم کیا۔ ایک مسئلہ تو راہداری محصول کا تھا۔ جو خان غلّہ پر وصول لینے لگے۔ یہ محصول پہلے کبھی نہیں لیا جاتا تھا۔ وہ مالگزاری رعایا سے نقد وصولتے تھے۔ اور پھر ان سے جنس کا بھی مطالبہ کرتے تھے۔ یہ ظلم اس لئے ہوا کہ سرداروں کے مشورے پر عمل نہیں کیا گیا۔

(نوٹ۔ وزیر کو اس بیان سے اتفاق نہیں ہے۔)

سوال کیا نصیر خان اعظم ہمیشہ سرداروں کے مشورے پر چلتے تھے ؟

جواب وہ کبھی غلط کام نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا نہ ہی کسی کی جائیداد ضبط کی۔ وہ دینے کے زیادہ عادی تھے۔ اہم امور میں سرداروں سے مشورہ کرتے تھے۔

(نوٹ۔ نصیر خان اپنی شخصیت اور صلاحیتوں کی وجہ سے سب پر حادی تھے۔ انہوں نے ایک ترکیب یہ کی کہ قریباً پانچ سو شرپسندوں کو جمع کیا اور ایک سردار کے ساتھ ملازمت کے لئے قندھار بھیج دیا۔ اس طرح انہیں تھوڑے دنوں کے لئے چین نصیب ہوگیا۔ وہ دور رس نگاہیں رکھتے تھے۔)

سوال کیا یہ دستور تھا کہ وزیر کی تقرری کے علاوہ کسی اور قسم کی تقرری میں بھی سرداروں سے مشورہ کیا جاتا تھا ؟

Marfat.com

جواب جی ہاں ۔ پہلے جتنے نائب تھے ۔ سب بروہی تھے ۔ مہراب خان اور نصیر خان کے دور میں کچھ غلام بھی رکھے جانے لگے مگران میں بھی اکثریت بروہیوں کی تھی ۔

سوال نصیر خان کے زمانے میں کوئٹہ کے نائب کون کون تھے ؟

جواب مِنی مینگل، غلام رحیم داد، نور محمد ریشانی، اللہ دینا کُرد ۔ اس کے بعد نصیر خان کا انتقال ہو گیا ۔ خداداد خان کے دور میں اللہ دینا دو سال نائب رہا ۔ محمد خان رستم زئی بھی نائب رہا ۔ مگر لوگوں کی شکایتوں کی وجہ سے اسے استعفیٰ دینا پڑا ۔ اس کے بعد غلام عبدالعزیز اور غلام عبداللطیف نائب رہے ۔

سوال نصیر خان اور خداداد خان کے دور میں بھاگ کے نائب کون کون تھے ؟

جواب محمد امیر سنگلزئی، پرس رام بنیا اور خداداد خان کے دور میں شاہ غازی کا بھائی "کے" تاج محمد، داد محمد سنگلزئی اور لاہو جان ۔

ڈھاڈر کے نائب

غلام خالق داد، فتح خان مینگل، خیر محمد مینگل، محمد خان شاہوانی اور نصیر اللہ دہوار ۔ یہ خداداد خان کے دوبارہ تخت نشین ہوتے تک رہا ۔ اس کے بعد اس کے تعلقات شیر دل کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اسے نکال دیا گیا ۔ اس کے بعد ولی محمد مونیجو نائب ہوا جسے گاؤں کے باغیوں نے قتل کر دیا ۔

نصیر خان کے وقت میں مستونگ کے نائب

جبّر سپٹان، محمد خان شاہوانی، غلام عبدالعزیز ۔

خداداد خان کے زمانے میں

عبدالرحمان دہوار

نصیر خان کے زمانے میں خضدار کے نائب

شاہ غازی ولی محمد یا اس کا نمائندہ غلام محمد

Marfat.com

گنداوہ کے نائب

نصیر خان کے زمانے میں غلام ذوگاہ گل محمد اور خداداد کے زمانے میں عطا محمد اور غلام۔ کمبر۔ کرم خان اللہ زئی کا غلام اناباء۔ یہ تمام لوگ ہمارے قندھار جانے سے قبل مقرر کئے گئے۔ اور ان کی تقرری سرداروں کے مشورے سے ہوئی

سوال نصیر خان اعظم کے زمانے میں وزیر کون تھا؟

جواب آغا علی بدوزئی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا وزیر ہوا۔ اس لئے کہ وہ ایک اچھا آدمی تھا اس لئے نہیں کہ یہ جگہ موروثی تھی۔

(نوٹ۔ یہ لوگ نائب تھے۔ اس وقت اخوند وزیر ہوا کرتے تھے اور یہ سلسلہ مہراب خان کے وقت تک رہا۔)

سوال آپ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ آپ کو ساتواں حصہ اس محصول سے ملتا تھا جو ڈھاڈر سے گزرنے والے قافلہ سے وصول ہوتا تھا۔ اس کی تفصیل کیا ہے؟

جواب نصیر خان اعظم کے زمانے میں مجھے بحیثیت سراوان کے سردار کے فی اونٹ یا فی لوجھ یا چار گدھوں پر ایک روپیہ ملتا تھا۔ مہراب خان کی حکومت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ چھوٹے نصیر خان نے اسے گھٹا کر آٹھ آنہ کر دیا۔ یہ جنرل جیکب کے معاہدے (ٹریٹی) تک جاری رہا۔ اس کے بعد نصیر خان نے کہا کہ اب وہ یہ نہیں دے سکتے ہیں۔ اس کے بدلے وہ چار سو روپے یا چھ سو روپے دیں گے۔ اس کے بعد پتہ چلا کہ خان کو حکومت برطانیہ نے پچاس ہزار روپے دیئے ہیں۔ تو میں نے اس سے اپنا حصہ مانگا۔ خان نصیر خان نے مجھے دینے کا وعدہ کیا مگر دو سال بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے مجھے کچھ نہیں ملا۔ پھر مجھے ڈھاڈر کے محصول راہداری میں ساتواں حصہ وصول کرنے کی اجازت مل گئی جس کی توثیق خداداد خان نے کر دی۔ اور قندھار بھاگنے سے پہلے تک میں یہ وصول کرتا رہا۔

Marfat.com

میرے دادا کے خون بہا کے طور پر مہراب خان مجھے دس خروار غلہ سالانہ دیتے تھے۔ جو نصیر خان اور خداداد خان کے زمانے تک ملتا رہا۔ جب بغاوت ہوئی تو ملنا بند ہو گیا۔

سوال آپ کے خان سے حقیقی مطالبات کیا ہیں ؟ مختصر بیان کیجئے۔

جواب خان میری پرانی جائیدادیں واپس کرنے پر راضی ہوئے مگر دوبارہ تخت نشینی پران کی میں نے جو مدد کی تو انہوں نے مجھے کچھ اور جائیداد دینے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ مجھے نہیں دیا۔ تاج محمد اور حبیب خان کے خون بہا کا روپیہ انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ بدوزئی کی گوردآت والی جائیداد کی واپسی۔ تزنک کے لہڑیوں کی جائیداد کی واپسی۔ میری اس جائیداد کی واپسی جو میرے قندھار جانے کے بعد لے لی گئی حبیب خان کی جائیداد کی واپسی اور نقصانات کا ازالہ اور باغیانہ حرکتوں کی وجہ سے جو مجھے نقصان ہوا ہے اس کا بھی ازالہ چاہتا ہوں۔

سوال گزشتہ ۲۴ دسمبر کو کس نے پہلے لڑائی شروع کی ؟

جواب خان کی فوج ہماری فوج سے لڑنے آ رہی تھی لہذا ہماری فوج نے اس پر حملہ کر دیا۔ خان کی فوج بھاگ گئی اور ہماری مٹھڑی سے حاجی آ گئی۔ ہماری فوج حاجی پہلے پہنچی۔ کمانڈر نے حاجی کے نائب کو گرفتار کر لیا۔ یہ خبر مٹھڑی دی گئی اور افواہ یہ اڑی کہ دشمن کی فوج مٹھڑی پر حملہ کرنے آ رہی ہے۔ ہماری فوج حاجی گئی اور حملہ کر دیا۔

سوال آپ نے اپنی فوج کو بولان میں قافلہ کو لوٹنے کی اجازت کیوں دی ؟

جواب یہ اس لئے ہوا کہ وکیل محمد خان کا برتاؤ بہت خراب تھا۔ حاجی میں لڑائی شروع ہوئی۔ ہمیں جانی اور مالی نقصان ہوا اور عورتیں جو زخمی ہوئیں۔ اس سے ہماری بڑی بدنامی ہوئی۔

Marfat.com

(نوٹ۔ وزیر کہتے ہیں کہ کوئی عورت زخمی نہیں ہوئی اور مٹھڑی کے سیّد اس بات کی شہادت دینے کو تیار ہیں۔)

یہ حملہ انتقامی تھا۔ میں خانک میں تھا۔ جب میں نے سُنا تو اس وقت بہت دیر ہو چکی تھی۔ اب کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

کچھی کی زمین اور پانی کی تفصیل۔ جس کا مولا محمد ریئسانی خود کو حقدار سمجھتا ہے۔

دیہہ ڈھاڈر

مولا محمد ریئسانی کے ماموں مہراللہ خان کے قتل کا خون بہا جو میر مہراب خان نے زمین اور پانی وسطی ابراہیم باران والا میں دی تھی۔

وسطی باران والا میں

دس "بٹ" پانی۔ چار خریدا ہُوا اور چھ بذریعہ سند

مٹھڑی شہر میں

ایک چوتھائی حصہ

دیہہ ناڑی میں

دس بند جسے تیار غازی والا کہتے ہیں۔ یہ بذریعہ سند ملا تھا۔

ملک گام والا۔ بذریعہ سند

دیہہ مہرام۔ عطیہ بطور خون بہا جو میر مہراب خان نے مہراللہ خان کے قتل کے بعد دیا

ساتواں حصہ محصول کا اس تجارتی سامان پر جو ڈھاڈر سے گزرتا تھا۔

تل میں

خشک آبہ۔ جسے ہرانوالہ کہتے ہیں۔ بذریعہ سند

مُش کا با میں

Marfat.com

خشک آبہ جسے بارانوالہ کہتے ہیں۔ عطیہ بذریعہ سند

خراسان میں

دیہہ شال

۱۔ بہتا پانی یا دریائی کا نالہ)

۲۔ دو شبانہ پانی کا استعمال۔ اس کاریز سے جسے ملازے دو شابنا کہتے ہیں اور جسے

میں نے خریدا تھا۔

شمگول کاریز سے ڈھائی شبانہ پانی۔ جسے میں نے خریدا۔

نہتر والا کاریز۔ نصف شبانہ پانی جسے میں نے خریدا

بیزی والا کاریز۔ عطیہ بذریعہ سند

۳۔ بارانی زمین۔ اور دو کاریز اور خشک آبہ جو گذنی والا کہلاتا ہے۔ عطیہ بذریعہ سند۔

ایک کاریز اور خشک آبہ جسے صاحبزادہ والا کہتے ہیں عطیہ بذریعہ سند

سنگولی والا کاریز میں۔ ایک شبانہ پانی۔ عطیہ از ہز ہائی نس خداداد خان

دیہہ خنک

سید والا کاریز میں ۔ سات شبانہ پانی۔ خریدا ہُوا ہے

دریازی والا کاریز ۔ نصف شبانہ پانی۔ خریدا ہُوا ہے

سرپارک والا کاریز۔ ایک شبانہ پانی ۔ عطیہ بذریعہ سند

میرام والا کاریز ۔ پانچ "واپح" ۔ عطیہ بذریعہ سند

خشک آبہ جسے خوشں والا کہتے ہیں۔ اس کا نصف بذریعہ سند

سردار عبدالنانا والا کاریز۔ عطیہ بذریعہ سند

انام والا خشک آبہ۔ اس کا نصف۔ عطیہ بذریعہ سند

شاہان والا کاریز۔ عطیہ بذریعہ سند

Marfat.com

دیہہ مونگچر

شاہ حسینی والا کاریز

دذر رحمت اللہ والا کاریز

دلدار والا کاریز

بہادر خان والا کاریز

ایک خشک آبہ جسے شاوانی والا کہتے ہیں

ایک خشک آبہ جسے ریک والا کہتے ہیں

مندو حاجی والا کاریز ہیں ۔ ایک شبانہ پانی

شاہانی والا کاریز ہیں ۔ پانچواں حصہ پانی کا

دودرام والا کاریز ۔ دو شبانہ پانی

زیارت والا کاریز ۔ دو شبانہ پانی

پکھوئی اور گوچک والا کاریز

یہ تمام جائیداد احمدزئی کے دور سے قبل میرے آباؤ اجداد کے قبضے میں تھی۔

دیہہ مستونگ

ایک باغ

شادی خان کی حلفی شہادت

سوال آپ نے جن مطالبات کا ذکر کیا ہے کیا یہ موجودہ خان قلات جب پہلی دفعہ تخت نشین ہوئے تو آپ کو دیئے گئے تھے اور کیا آپ اس جائیداد پر قابض تھے ؟

جواب چھوٹے میر نصیر خان اور خداداد خان نے مجھے دیئے تھے مگر جب ۱۸۶۷ء میں حبیب خان قتل ہوا تو مجھ سے واپس لے لئے گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خان نے

Marfat.com

میرے چچازاد یا خالہ زاد بھائی شاہ داد خان کو یہ حکم دیا کہ وہ گاؤں کے مکھیا آدم خان کو قتل کر دے۔ اس بات پر آدم خان، حبیب خان اور اللہ دینا کردنے آپس میں مشورہ کیا اور یہ بات طے پائی کہ یا تو خان سے جنگ کی جائے یا حکومت برطانیہ سے مداخلت کی گزارش کی جائے۔ لہٰذا سردار مولا محمد کو ہم لوگوں نے اس بات کی خبر دی۔ ۱۸۶۷ء کا ہنگامہ اس طرح شروع ہوا۔ اس وقت سے آج تک مجھے وہ نہیں مل سکا۔ میں حقدار ہوں یا میرے والد حقدار تھے۔ میرے والد آدم خان بنگلزئی کا چار مہینے قبل انتقال ہو گیا۔

(نوٹ۔ آدم خان کو ۱۸۶۹ء میں ان کی زمینیں واپس دے دی گئیں۔ پہلے تو قبول کر لیا پھر چھوڑ چھاڑ کر بستی چلا گیا۔)

دو گھوڑیوں کا قصہ یہ ہے کہ بنگلزئی سردار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دو گھوڑیاں خان کے اصطبل میں مفت رکھے۔ اس طرح بنگلزئی سردار کی حیثیت سے میرا حق ہے کہ مجھے آٹھ خوردار غلہ ملے۔

(نوٹ۔ گھوڑیوں اور غلہ کا جو معاملہ ہے۔ وہ خان کی مرضی پر ہے۔ بطور حق اس کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔)

ببر کی زمین میں چار آدمیوں کا حصہ ہے۔ شادی خان بنگلزئی، جہانگیر لہڑی، اللہ دینا کرد اور سید خان محمد زئی۔ یہ عطیات ۱۸۶۴ء میں خان کے دوبارہ تخت نشین ہونے پر ملے تھے۔

(نوٹ۔ پہلے پہل یہ شیر دل نے دیئے تھے۔ بغاوت کے بعد ضبط کر لئے گئے۔)

Marfat.com

اللہ دینا کرد کی حلفی شہادت

سوال — آپ نے بیان میں کہا ہے کہ دیہہ ببر میں آپ کو ایک چوتھائی زمین ملی تھی یہ زمین آپ کو کس خدمت کے عوض ملی تھی؟

جواب — پہلے یہ عطیہ ہم چاروں سرداروں کو غاصب تخت شیر دل نے دیا تھا۔ ان چاروں کے نام یہ ہیں۔ ملک دینا محمد شاہی، آدم خان بنگلزئی، اللہ دینا کرد، جہانگیر لہڑی۔

موجودہ خان نے دوبارہ تخت نشینی کے بعد مجھے خنک میں یہ حصہ دیا تھا۔ ایک سال کے بعد اس کی توثیق سند سے کر دی گئی۔ یہ عطیہ مجھے دوبارہ ان کی تخت نشینی کی کوشش کے صلے میں ملا تھا۔

بارہ "برٹ" پانی ڈھاڈر میں بھی سند کے ذریعے دیا۔

سوال — آپ کو پانچ سو روپیہ سالانہ کا مواجب کب ملا؟ کیا یہ نصیر خان کے وقت میں ملا؟

جواب — نہیں۔ اس وقت مجھے دو سو روپے ملتے تھے اور وقتاً فوقتاً کچھ غلہ بھی مل جاتا تھا مگر اس وقت میں شال کوٹ کا نائب تھا۔ ۱۸۵۹ء میں جب محمد خان رستم زئی کی تقرری نائب کی حیثیت سے ہوئی تو مجھے ہٹا دیا گیا۔ مجھے اس لئے ہٹایا گیا کہ مجھ پر چار ہزار روپے غبن کرنے کا الزام تھا۔ میں نے اس سے انکار کیا۔ گرین صاحب نے یہ روپے خان کو دلا دیئے اور ان سے گزارش کی کہ اب اللہ دینا کو تنگ نہ کیا جائے۔ مواجب مجھے خداداد خان نے دیا تھا اور یہ اس روز دیا تھا جب گنداوہ میں ان پر حملہ ہوا اور یہ زخمی ہوئے۔ شیر دل کے وقت میں یہ مجھے نہیں ملتا تھا موجودہ خان کے زمانے میں مجھے باقاعدگی سے اس وقت تک ملتا رہا جب تک ہم لوگ ایک دوسرے کے دشمن نہ ہو گئے اور یہ دشمنی اس وقت شروع ہوئی جب

Marfat.com

حبیب خان خنک میں مارا گیا۔

جب تک مخالفت نہیں تھی۔ اس وقت تک مجھے روزینہ بھی ملتا رہا اور آٹھ خوردار غلہ کچھی اور خراسان میں بھی ملتا رہا۔ جو سرداروں کو حسب دستور ملتا تھا۔

مجھے سردار کی حیثیت نصیر خان اعظم سے لے کر موجودہ خان کے زمانے تک حاصل رہی۔

سوال بولان سے جو قافلہ گزرتا تھا۔ اس پر آپ کو کیوں ٹیکس ملتا تھا؟

جواب کوئٹہ سے سر بولان تک قافلہ کو حفاظت سے لے جانے کے صلے میں مجھے ایک روپیہ فی اونٹ ملا کرتا تھا۔ سنگزیوں کو سر بولان سے آب گم تک لے جانے کے لئے آٹھ آنہ ملا کرتا تھا اور مندرانی سی کو آب گم سے بی بی نانی تک کے لئے آٹھ آنہ۔ اور ایک سے دو روپے تک خجک کو بی بی نانی سے ڈھاڈر تک کے لئے اور ایک روپیہ ریئسانی سردار ڈھاڈر کے لئے اور اگر کوئٹہ میں محصول نہ لیا گیا ہو تو خان یہاں یعنی ڈھاڈر میں فی اونٹ دو روپیہ وصول لیتے تھے اور آٹھ آنہ شاہوانی سردار کو ملتا تھا یعنی مجموعی طور پر چھ روپے دس آنے فی اونٹ قافلہ والوں سے وصول جاتا تھا۔ یہ دستور نصیر خان کے زمانے سے چلا آرہا ہے۔

مہراب خان کے زمانے میں اسے بند کر دیا گیا اور دوبارہ جاری نہیں ہوا۔ سوائے اس کے کہ ریئسانیوں اور شاہوانیوں کو جتنا ملتا تھا انہیں اتنا وصول لینے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ ان لوگوں نے خان کے خلاف بغاوت نہیں کر دی۔

سوال اگر مہراب خان نے یہ الاؤنس بند کر دیا تھا تو موجودہ خان سے آپ یہ مطالبہ کیوں کر رہے ہیں؟

جواب اس لئے کہ ہم لوگ غریب ہیں۔ نصیر خان ہم لوگوں کو بہت کچھ دیتے

Marfat.com

تھے مگر یہ خان کچھ نہیں دیتے۔ اس لئے پرانے دستور کو ہم رائج کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ مہراب خان کے زمانے میں کیوں ایسا ہُوا۔ مجھے نہیں معلوم۔ شائد راستہ بہت ہی غیر محفوظ ہو۔

سوال بولان کا الاؤنس جب بند ہو گیا تھا تو موجودہ خان سے اس کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں ؟

جواب میرا مطلب صرف یہ بتانا تھا کہ مجھے پہلے یہ حق بھی حاصل تھا۔ موجودہ خان کے والد نے مجھ سے یہ حق لے لیا۔

سوال شال کوٹ سے سر بولان تک کی سڑک کی نگرانی کبھی آپ کے ذمے تھی ؟

جواب نہیں۔ میں شال کوٹ کا نائب تھا۔ جب قافلہ روانہ ہو جاتا۔ اس کے بعد ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں رہتا تھا۔

سوال نوشہرہ میں دس "انگشت" پانی آپ کے قبضے میں کیسے آیا ؟

جواب میں نے غلام نبی اور سلطان محمد شاہوانی سے دو قسطوں میں خریدا۔ پہلے ۱۸۶۱ء میں اس کے بعد ۱۸۶۳ء میں۔ ۱۸۶۷ء میں جو ہنگامہ ہُوا اور جس میں حبیب خان مارا گیا۔ اس کے بعد خان نے اسے ضبط کر لیا۔ ۱۸۶۹ء میں مجھے دو خوروار غلہ بھی ملا۔ اس کے بعد سے پھر کچھ نہیں ملا۔

سوال جب انگریزی فوج کچھی اور کوئٹہ میں تھی تو آپ پر بولان کی کیا ذمہ داری تھی؟

جواب صاحب لوگوں کو درہ بولان سے گزارنے کا معاوضہ کبھی تین سو اور کبھی چار سو روپے ملتے تھے۔ ان کے ساتھ چالیس پچاس سوار اور پیدل ہوتے تھے۔ اور کبھی کبھی میں بھی ان کے ساتھ جاتا تھا۔

مجھے سر بولان میں دشت کے کنارے ایک کنواں کھودنے کو بھی کہا گیا چونکہ وہاں پانی نہیں تھا۔ میں نے کنواں بنوایا اور بعد میں مجھے اس سے بہت فائدہ ہُوا۔

Marfat.com

اب وہ کنواں بھر گیا ہے۔ بہر حال وہ ایک بہت خوشگوار کام تھا۔

ضمیمہ ڈی

ایک خط کے اقتباس کا ترجمہ

از سردار مولا محمد ریئسانی، وڈیرہ شادی خان بنگلزئی،

جند وخان شاہوانی، سید خان، اللہ دینا کرد اور سمندر خان لہڑی

بنام کمشنر سندھ مورخہ ۹ مارچ ۱۸۷۲ء

ہم لوگوں کے معاملات سے جتنی باتوں کا تعلق ہے وہ آپ کے اور حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جب کوئی فرمانروا ہم پر ظلم کرتا تھا یا ہمارا مشورہ نہیں مانتا تھا تو ہم لوگ احمد شاہ (حاکم قندھار) کے پاس اس کی شکایت کرتے تھے۔ وہ ان شکائیتوں کی باقاعدہ تحقیق کرتا تھا اور اگر حکمران غلطی پر ہوا اور معلوم ہو گیا کہ واقعی اس نے لوگوں پر زیادتیاں کی ہیں تو اسے معزول کر دیا جاتا تھا اور دوسرا فرمانروا مقرر کر دیا جاتا تھا۔

(نوٹ۔ ایسا صرف ایک دفعہ ہوا جب محبت خان کو فرمانروائے قندھار نے معزول کر دیا۔ اس وقت قلات قندھار کا باجگزار تھا۔)

تو ہم سرداروں نے میر احمد کو خان قلات بنایا مگر وہ بھی جب ہمارے مشوروں سے روگردانی کرنے لگا تو پھر اس کی بھی شکایت کی گئی اور اسے بھی احمد شاہ نے ہٹا دیا اور میر عبداللہ خان احمد زئی خان قلات بنائے گئے۔ ان کا جب انتقال ہو گیا تو ہم لوگوں نے محبت خان کو فرمانروا بنایا۔ وہ بہت ظالم اور خودرائے آدمی نکلا۔ اسے بھی گدی چھوڑنی پڑی۔ اس کے بعد نصیر خان اعظم تخت پر بیٹھے (انہیں بغیر سرداروں کے مشورے کے احمد شاہ نے قندھار سے مقرر کیا) ہم لوگوں نے ان کے تسلط کو مان لیا اور انہیں ہم لوگوں کے مشورے

Marfat.com

سے مقرر کیا گیا (یہ غلط ہے) وہ بہت دنوں تک حکمران رہے۔ ان کی حکومت بہت اچھی تھی اور ہم لوگوں کے ساتھ ان کا برتاؤ بھی اچھا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا میر محمد خان خان قلات مقرر ہوا۔ ان کے زمانے میں بھی سوائے ایک کے کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ اور وہ واقعہ یہ تھا کہ انہوں نے ایک بزنجو سردار اور دوسرے بزنجو کو قتل کروایا۔ جب ہم لوگوں کو اس کی اطلاع ملی تو ہم سراوان اور جھالاوان کے سردار خان کے پاس گئے اور ان سے اس بارے میں گفتگو کی اور اچھے مشورے دیئے۔ تمام بزنجو اس واقعہ سے مشتعل ہو گئے اور ہم لوگوں نے ان سے یہ کہا کہ بزنجو قوم کو خون بہا جب تک آپ نہیں دیں گے۔ یہ فساد اور ہنگامہ کرتے رہیں گے۔ انہوں نے ہمارا مشورہ مان لیا اور کچھی میں بزنجو قوم کو چار شہر بطور خون بہا دے دیئے۔ ان کے خاندان والے آج تک اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ جب میر محمد خان کا انتقال ہو گیا تو ہم لوگوں نے میر محراب خان کو خان بنایا۔ کچھ دنوں تک ان کا برتاؤ ہم لوگوں کے ساتھ بہت اچھا رہا۔ مگر بعد میں وہ بھی ظلم و ستم کی طرف مائل ہو گئے انہوں نے سردار مہراللہ رئیسانی کو بری طرح قتل کروایا تو سردار خسرو خان اور محمد خان شاہوانی اور دوسرے سردار قندھار گئے اور احمد شاہ سے شکایت کی اور سارا واقعہ بتایا۔ اس دوران میں سردار میر عبدالکریم رئیسانی (سردار خسرو خان کے چھوٹے بھائی) اور مولا محمد کے چھوٹے چچا یا ماموں اور سراوان کے سارے سرداروں نے مل کر کچھی پر حملہ کر دیا اور تب محراب خان نے اپنی ماں بی بی ساہیتی کو مصالحت کے لئے قندھار بھیجا۔ اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ بطور خون بہا ایک لاکھ روپیہ اور زمین شہر کچھی میں دینے کو تیار ہیں۔ میر محراب خان انگریزوں سے لڑائی میں مارے گئے اور میر عبدالکریم مولا محمد رئیسانی کے چچا بھی اس جنگ میں کام آ گئے۔ انگریزوں نے شاہنواز خان کو خان قلات بنایا۔ مگر ان کی حکومت بھی کچھ کامیاب ثابت نہیں ہوئی۔ انہوں نے کبھی ہم لوگوں سے ملکی معاملات میں مشورہ نہ کیا۔ چھوٹے نصیر خان جو اس وقت خاران میں تھے مستونگ آئے۔ ہم لوگوں نے بھی ان کی مدد کی اور ہم

Marfat.com

لوگ نصیر خان کے ساتھ قلات گئے۔ مسٹر راس بل نے سردار اسد خان اور دوسرے سرداروں کو بلایا اور انہوں نے کہا شاہنواز خان کو آپ لوگ اپنا فرمانروا مان لیں۔ ہم لوگوں نے کہا کہ نصیر خان ہمارے بادشاہ ہیں اور ہم لوگ شاہنواز خان کو اپنا حاکم نہیں مان سکتے ہمارے ہاں کا رواج یہی ہے کہ اگر کوئی حکمران ظلم وستم ڈھانے لگتا ہے تو اسے ہم ہٹا دیتے ہیں۔

(نوٹ۔ اوپر کا بیان صحیح نہیں ہے۔ داروغہ گل محمد، بی بی گنجہ اور سراوان کے کچھ دوسرے سرداروں نے میر نصیر خان کو ۱۸۴۰ء کے موسم خزاں میں یہ پیش کش کی مگر جھالاوان کے سردار شاہنواز کے ساتھ تھے۔ نصیر خان کی فوج چونکہ ۱۸۴۰ء میں ڈھاڈر میں شکست کھا گئی تھی تو وہ کہیں روپوش ہو گئے تھے۔ ۱۸۴۱ء میں کرنل اسٹیسی نے انہیں قلات بلایا۔)

تب بل صاحب کی منظوری سے ہم لوگوں نے نصیر خان کو بلا بھیجا۔ ان کے آنے سے قبل بل صاحب کا انتقال ہو گیا اور ان کی جگہ پر میجر آوٹ ریم صاحب آئے۔ جن کے ساتھ ہم لوگ قلات گئے جہاں تمام سرداروں کی متفقہ رائے سے نصیر خان کو خان قلات بنایا گیا۔

(نوٹ۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ ریکارڈ پر یہ ہے کہ میجر آوٹ ریم حکومت برطانیہ کی طرف سے نصیر خان کو اس کے باپ کے تخت پر بٹھانے کے لئے قلات بھیجے گئے اور کرنل اسٹیسی کو جہاں نصیر خان پناہ گزین تھے۔ انہیں لانے کے لئے بھیجا گیا اور وہ انہیں قلات لے کر آئے۔)

نصیر خان نے عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کی اور جب تک وہ رہے کسی کو کوئی شکائت نہیں ہوئی۔ ان کے انتقال کے بعد میر مہراب خان ثانی خان ہوئے۔ ان سے حکومت برطانیہ اچھی طرح واقف ہے اور ہمارے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ جب سردار مہر اللہ خان قتل ہوا تو ہم لوگوں نے قندھار جا کر احمد شاہ سے شکائت کی تو انہوں نے مہراب خان سے کہا کہ اگر آپ نے ناانصافی اور تشدد سے کام نہ لیا ہوتا تو

سردار لوٹ مار نہ مچاتے۔ لہٰذا اب وہ کچھ بھی جو کچھ لوٹ چکے ہیں ۔ وہ لوٹ کا سامان ان کے پاس رہنے دیجئے۔ ہز ہائی نس خان کو احمد شاہ ایک لاکھ روپیہ دیا کرتے تھے تو وہ اس کا نصف سرداروں میں بانٹ دیا کرتے تھے۔

(نوٹ - یہ کہنا غلط ہے کہ احمد شاہ نے خان سے کہا کہ لوٹ کا مال سرداروں کے پاس رہنے دو۔ یہاں بیان میں یہ اس لئے کہا گیا ہے کہ بغاوت میں جو کچھ ان لوگوں نے لوٹا ہے وہ ان سے واپس نہ لیا جائے۔ اس کے لئے ایک مثال کی ضرورت تھی سو انہوں نے اوپر کا بیان دے دیا جو سراسر غلط اور جھوٹ ہے)

ایک خط قلات مورخہ ۵ محرم ۱۲۸۹

از شاہ غازی ولی محمد بنام میجر ہیریسن

(مختصر ترجمہ)

سرادان کے سرداروں کی عرضی۔ مورخہ ۹ مارچ ۱۸۷۲ء جو کمشنر سندھ کو دی گئی ہے اس کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں قابل توجہ ہیں۔

ان کا بیان یہ ہے کہ انہوں نے میر احمد کو قلات کے تخت پر بٹھایا اور جب کبھی کسی فرمانروا نے ان پر ظلم و ستم کیا تو انہیں وہ تخت سے ہٹا دیا کرتے تھے۔ یہ باتیں حقیقت کے خلاف ہیں اور انہوں نے اپنی مطلب براری کے لئے یہ بیان دیا ہے۔ اصل میں حقیقت یہ ہے وہ پانچ خان جو میر احمد سے پہلے گزرے ہیں۔ ان کا ذکر سرداروں نے نہیں کیا۔ قلات کے تخت پر بائیس احمد زئی فرمانروا گزرے ہیں۔ جب محمد غزنوی افغانستان کے بادشاہ تھے تو احمد زئیوں نے کوہستان فتح کیا۔ دہلی اور قندھار کے بادشاہ غوری قوم کے تھے۔ اور احمد زئیوں نے دہلی کے بادشاہ کی ماتحتی قبول کر لی تھی۔ چونکہ قندھار کا بادشاہ ہر طرح کی امداد کے لئے دہلی کے بادشاہ کا دست نگر تھا۔ اس لئے احمد زئیوں نے خیریت اسی میں دیکھی کہ وہ بھی

Marfat.com

قندھار کے بادشاہ سے تعلقات استوار کریں۔ جبکہ غلزئیوں اور غوریوں میں قندھار کی بادشاہت کی جنگ چھڑ گئی۔ تو میر گریم شاہ احمدزئی (میر عبداللہ کا بھائی) لڑائی میں مارا گیا۔ اور غلزئیوں کی بادشاہت قندھار پر قائم ہوگئی۔ غلزئیوں اور احمدزئیوں میں نہیں بنتی تھی۔ اکثر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ احمدزئیوں نے غلزئیوں کی ماتحتی قبول نہیں کی۔ پھر نادر شاہ قندھار، ہرات اور ایران کا بادشاہ ہوگیا۔ ان کے انتقال کے بعد احمد شاہ ان کا جانشین ہوا۔ جب محمود غزنوی کے دور میں احمدزئیوں نے کوہستان پر قبضہ کر لیا تو اس وقت ان سرداروں کے آباؤ اجداد کوہستان میں نہیں رہتے تھے۔ بعد میں رفتہ رفتہ یہ لوگ وہاں آنے لگے اور وہاں احمدزئیوں کے ہاں ملازمت کرنے لگے۔ اور خود کو خدمت گار کہتے تھے۔ اس لئے کہ یہ لوگ احمدزئیوں کے گھروں میں ملازمت کرتے تھے۔ ان کی ملازمت کی مدت کے لحاظ سے انہیں بروہی قبیلہ میں داخلہ کی اجازت مل جاتی تھی۔

اوپر جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ناممکنات میں سے ہے کہ احمدزئیوں کو فرمانروائی ان سرداروں کی وجہ سے ملی۔ بقول ایک فارسی شاعر کے۔

"گم گشتہ راہ دوسروں کی کیا رہنمائی کرسکتا ہے"

ان لوگوں نے اپنے بیان میں یہ کہا ہے کہ میر احمد کو ان لوگوں (یعنی سرداروں) نے قلات کے تخت پر بٹھایا اور جب وہ ظلم وستم کرنے لگا تو اسے تخت سے ہٹایا گیا اور میر عبدل خان کو اس کی جگہ تخت پر بٹھایا۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میر احمد اپنے پیدائشی حق کی بنا پر تخت پر بیٹھا۔ ان کے وقت میں قندھار کے حکمران غلزئی تھے۔ غلزئیوں اور میر احمد اور عبداللہ کے درمیان جونا اتفاقی ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔

پہلی وجہ۔ میر کرم شاہ کی موت

دوسری وجہ۔ احمدزئیوں نے ہمیشہ سے دہلی کے بادشاہ کی برتری اور ماتحتی قبول

Marfat.com

کر لی تھی۔ خلنزئی اور احمدزئی ہمیشہ لڑتے رہتے تھے۔ میر عبداللہ کس طرح تخت پر بیٹھے؟ واقعہ یوں ہے۔ جب میر احمد فرمانروا تھے۔ میر عبداللہ شال کوٹ میں رہتے تھے۔ دونوں ہمیشہ جھگڑتے رہتے تھے۔ دونوں بھائیوں میں کچھ صلح سمجھوتہ ہوگیا تو دونوں قلات آئے۔ کچھ دنوں بعد میر احمد بیمار پڑ گئے اور میر عبداللہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اس نے میر احمد کو قید کر دیا اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا مگر رشتہ داری کی وجہ سے میر احمد کو قتل نہیں کیا۔ جب میر احمد شفایاب ہوگیا تو دونوں بھائیوں میں یہ سمجھوتہ ہوا کہ بیلہ اور مشکہ کی آمدنی میر احمد لیں اور میر عبداللہ قلات کا فرمانروا ہو۔ (بیلہ اور مشکہ کی آمدنی پہلے بورفات سرداروں کی تھی) میر احمد کچھ دن زندہ رہا۔ اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا۔ بیلہ میں اس کی قبر اب بھی موجود ہے۔ میر عبداللہ کی حکومت بہت کامیاب رہی اور وہ بہت ہی رعایا پرور تھا۔ اس اثنا میں نادر شاہ نے ہرات اور قندھار فتح کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے میر عبداللہ سے مدد مانگی۔ یہ مدد دینے کے لئے راضی ہو گئے اور فوجیں جمع کرنے لگے۔ نادر شاہ ہرات فتح کرنے کے بعد جب قندھار کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا تو میر عبداللہ قلات سے روانہ ہوئے۔ ایک جگہ مستنگ میں ٹھہرے۔ اس قیام کے دوران کچھی کے کچھ معزز بلوچوں کا وفد ان کے پاس آیا اور کہا کہ انہیں میاں نور محمد کلہوڑا حکمران سندھ کے ہاتھوں جو نقصان اٹھانا پڑا ہے اس کا کچھ مداوا کیا جائے۔ میر عبداللہ کچھی روانہ ہو گئے اور نادر شاہ کو اطلاع دی کہ ان وجوہات کی وجہ سے وہ ابھی نہیں آسکتے۔ جیسے ہی یہ کام انجام پا جائے گا۔ وہ قندھار آکر ان سے ملیں گے۔ میر عبداللہ نے کچھی جاتے وقت ایک جگہ خانپور میں پڑاؤ ڈالا۔ میاں نور محمد نے جب سنا کہ میر عبداللہ اس کے مقابلے کے لئے آرہے ہیں تو انہوں نے شاہ بہارا کو ان کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ لڑائی ہوئی اور دونوں طرف سے کافی لوگ مارے گئے۔ میر عبداللہ بھی یہیں شہید ہو گئے۔ اسی اثنا میں نادر شاہ نے قندھار فتح کر لیا۔ اور کابل اور قندھار کے تخت پر بیٹھا۔ قندھار، ہرات اور کابل کو زیر کرنے کے بعد اس نے سندھ کو اپنا باجگزار بنا لیا اور عبداللہ

Marfat.com

خان کے تینوں بیٹوں میر امتیاز خان، میر محبت خان اور میر نصیر خان کو کچھی دے دیا۔ یہ ان کے باپ کے معاوضہ کے طور پر تھا۔ اور میاں نور محمد کلہوڑا کو میر محبت خان کے حوالے کیا۔ کہ جس طرح چاہیں۔ اس کا خاتمہ کر دیں۔ محبت خان نے بڑی فیاضی دکھائی۔ میاں نور محمد کو آزاد کر دیا اور میر محبت خان کچھی اور کوہستان کے فرمانروا ہو گئے۔

نادر شاہ، میر امتیاز خان اور میر نصیر خان کو اپنے ساتھ قندھار لے گئے اور ان کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے۔ کچھی اور کوہستان میں امن وامان قائم رکھنے کے لئے نادر شاہ بطور ضمانت ایک سردار اور پانچ سو آدمی اپنے دربار میں رکھتے تھے۔ ہر سال ان کو واپس کر دیا جاتا تھا اور ان کی جگہ دوسرے چلے جاتے تھے۔ یہ قاعدہ ان کے انتقال تک قائم رہا اور ملک ترقی کرتا رہا اور امن وامان قائم رہا۔ میر نصیر خان کی وہاں خوب آؤ بھگت ہوتی رہی۔ جب نادر شاہ قتل ہو گئے تو ان کی جگہ احمد شاہ قندھار کے تخت پر بیٹھے۔ اس تبدیلی سے میر محبت خان اور قندھار کے تعلقات میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ اب محبت خان بہت عیش پسند آدمی تھے۔ جب ذرا حکومت ڈھیلی پڑی تو وہ راستے جس سے بادشاہ کی رعایا اور دوسرے لوگ گزرتے تھے، غیر محفوظ ہونے لگے اور کچھ بدامنی بھی پھیلنے لگی۔ راستے میں ڈاکے اور لوٹ مار کی وارداتیں عام ہو گئیں۔ تو احمد شاہ نے محبت خان کو قندھار بلایا اور چونکہ انہیں نصیر خان سے بڑی محبت تھی۔ اس لئے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ محبت خان قندھار ہی میں رہیں اور نصیر خان کچھی اور کوہستان کے فرمانروا ہو جائیں۔ اس طرح نصیر خان، خان قلات ہو گئے۔

۳۔ میر نصیر خان بہت اہل فرمانروا ثابت ہوئے۔ انہوں نے ملک کے نظم ونسق کو بہتر بنایا جیسا کہ نادر شاہ کے زمانے میں ہوتا تھا۔ وہ ہر سال ایک سردار معہ پانچ سو آدمیوں کے قندھار بھیجتے تھے۔ جو بطور ضمانت ان کے پاس قندھار میں رہتے تھے۔ سرداران کے سرداروں نے اپنے بیان میں یہ کہا ہے کہ نصیر خان نے ان لوگوں کے ساتھ اچھا وقت گذارا۔

Marfat.com

مگر دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ان لوگوں کا سلوک ان کے ساتھ کیسا رہا۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

میر محبت خان کا قندھار میں انتقال ہو گیا اور ان کے لڑکے حاجی خان کا بھی محبت خان کا ایک پوتا جس کا نام بھی میر محبت خان تھا۔ وہ قندھار میں بادشاہ کے ساتھ رہ گیا۔ نصیر خان کے بیٹوں میں کوئی زندہ نہیں رہا۔ لہٰذا انہوں نے بادشاہ سے یہ استدعا کی کہ وہ میر بہرام خان کو قلات بھیج دیں۔ نصیر خان نے اپنی لڑکی سے اس کی شادی کر دی۔ تھوڑے دنوں کے بعد سراوان کے شاہوانی قبیلے نے کچھ ہنگامہ برپا کیا اور بہرام خان کو اپنا قائد چن لیا اور اسکا لکا میں نصیر خان اور بہرام خان کے درمیان ایک مختصر سی جنگ ہوئی۔ باغیوں کو بری طرح شکست ہوئی۔ بہت سے لوگ مارے گئے۔ میر بہرام خان کو قید کر دیا گیا۔ اور ملک میں امن وامان قائم ہو گیا۔ نصیر خان کا بعد میں انتقال ہو گیا۔ اب اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قلات کی فرمانروائی میں سرداروں کا کتنا ہاتھ ہے جبکہ یہ سردار حضرات باغی ہوئے تو خان قلات کے ہاتھ سے انہیں سزا بھگتنی پڑی۔

۴۔ میر محمد خان میر نصیر خان کے جانشین بنے اور اپنے دور حکومت میں ایک منصف اور رعایا پرور حکمران ثابت ہوئے۔ اب سراوان کے سردار فقیر محمد بزنجو اور اسکے قبیلے کے دوسرے لوگوں کے قتل کا جو ذکر کیا ہے اور ساتھ ساتھ یہ کہ ان کو خون بہا کے طور پر اور سرداروں کے مشورے کی بنا پر بزنجو قوم کو کچھی میں چار گاؤں دیئے گئے تو یہ سب جھوٹ کا پلندہ ہے اور اس بیان میں ان کی اپنی مقصد براری پوشیدہ ہے۔ واقعہ اصل میں یہ ہے۔

میر محمد خان کے دور حکومت میں میر فقیر محمد بزنجو نے قندھار کے بادشاہ کا ایک قافلہ لوٹ لیا۔ بادشاہ نے نورنگ خان درانی کو دو سو سواروں کے ساتھ قلات یہ حکم دے کر بھیجا کہ لوٹا ہوا مال واپس کیا جائے۔ اس حکم کے ملتے ہی میر محمد خان، نورنگ خان درانی کے ساتھ خضدار گئے۔ فقیر محمد کو بلایا اور لوٹا ہوا مال قافلہ والوں کو واپس کرایا۔ اگرچہ قافلہ والے اور افغان جن کا مال لوٹا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ سب مال واپس نہیں کیا گیا۔ مگر

Marfat.com

فقیر محمد نے کہا کہ جتنا مال ہم لوگوں نے لوٹا تھا۔ سب واپس کر دیا۔ جب فقیر محمد اور نورنگ خان درانی آپس میں لوٹ کے مال پر جھگڑ رہے تھے۔ تو فقیر محمد نے نوازن کھو دیا۔ تلواریں نکل آئیں فقیر محمد اور اس کے کچھ آدمی مارے گئے۔ فقیر محمد کے بیٹے خیرا کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسے بعد میں رہا کر دیا گیا اور باپ کی جگہ اسے دے دی گئی یعنی وہ سردار بنا دیا گیا۔ خیرا بہت وفادار ثابت ہوا اور میر محمد خان کو ایک عرضداشت پیش کی کہ وہ احمدزئیوں کا بہت وفادار رہے اور بزنجو قوم بہت غریب ہے اور اسی غربت کے باعث ان لوگوں نے بادشاہ کے قافلہ کو لوٹا تھا۔ اس لئے استدعا ہے کہ انہیں اور اس کے خاندان کو کچھی میں گزر بسر کرنے کے لئے تھوڑی سی زمین دی جائے۔ ہز ہائی نس خان کو اس پر رحم آ گیا اور انہوں نے بخشش کے طور پر اسے کچھی میں زمینیں دے دیں۔ جو ابھی تک اس کے بال بچوں کے قبضے میں ہیں۔ یہ عطیہ سراوانیوں اور بزنجوؤں کی سفارش سے نہیں دیا گیا اور نہ ہی یہ فقیر محمد کے خون بہا کے طور پر دیا گیا۔

میر محمد خان بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور قندھار کے بادشاہ کے ہاں ان کا وہی وقار اور وہی عزت تھی جو نصیر خان کی تھی۔ میر محمد خان کے دور میں بروہیوں نے انہیں ہمیشہ پریشان کیا۔ یہ بروہی اپنی بُری سرشت اور بدچلنی کی وجہ سے میر بہرام خان کی حمایت کرتے رہے اور بغاوت سے باز نہیں آئے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ قندھار کے بادشاہ کو.... مدادخان کو فوج دے کر خان کی مدد کے لئے بھیجنا پڑا۔ اس مشترکہ فوج نے باغیوں کا قلع قمع کر دیا۔ میر بہرام خان ڈیرہ بھاگ گیا۔ جہاں وہ زندگی کے آخری دنوں تک رہا فرمانروا کے لئے اُس کی رعایا اس کے بچوں کی طرح ہوتی ہے۔ اگر وہ شرارت کریں تو نظم و نسق اور امن و امان کے لئے ضروری ہے کہ انہیں سزا دی جائے۔ اب اندازہ لگا لیجئے کہ سرداروں کا فرمانروا یا حاکم یا بادشاہ بنانے میں کتنا ہاتھ ہے۔

۵۔ میر محمد خان کا گنداوہ میں انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد میر محراب خان، خان قلات ہوئے اس وقت منصور خان درانی بادشاہ قندھار کے نمائندے کے طور پر موجود تھے، ان سراوانیوں

Marfat.com

کا اس روز دور دور تک کہیں پتہ نہیں تھا۔ اور بادشاہ کی دعاؤں کے ساتھ مہراب خان تخت نشین ہوئے۔ کچھ دنوں بعد حکومت قندھار زوال پذیر ہونے لگی اور آخر کابل، قندھار اور ہرات کی حکومت بارکزئی سرداروں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ خان اور سرداروں کے درمیان دوستی قائم رہی اور تعلقات معمول پر رہے مگر فرق یہ آگیا کہ جس طرح بادشاہِ قندھار کے دور میں خان کی حیثیت ایک ماتحت کی تھی۔ وہ صورت باقی نہیں رہی۔ یہ آزاد فرمانروا ہو گئے۔ وہ جو دستور تھا کہ کوہستان کا فرمانروا بطور ضمانت ایک سردار معہ پانچ سو آدمیوں کے قندھار بھیجا کرتا تھا۔ وہ اب نہیں رہا۔ نہ وہ ایک دوسرے سے مدد مانگتے تھے۔ اب سراوان کے سرداروں نے جب یہ دیکھا کہ قندھار سے کچھ ڈر نہیں رہا۔ تو یہ لوگ ... اپنی پرانی عادت کے مطابق بدامنی پھیلانے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہے۔ مہراللہ خان نے تو بغاوت اپنا پیشہ ہی بنا لیا۔ جب خان نے دیکھا کہ ان کی نیت اچھی نہیں ہے اور یہ کسی طرح شر پسندی سے باز نہیں آتے تو انہیں مجبوراً ان شرپسندوں کے لیڈر اور ساتھیوں کو قتل کرنا پڑا۔ اور عوام اور رعایا فرمانبردار شہری رہے۔ کچھ باغی سردار اپنے ساتھیوں کے ساتھ قندھار پہنچے۔ قندھار سے ایک وفد جذبۂ خیرسگالی سے ہز ہائی نس خان کے پاس آیا اور یہ استدعا لے کر آیا کہ کوہستان کے سرداران کے قبیلے کے لوگ ہیں۔ انہیں معاف کیا جائے اور انہیں عزت و آبرو کے ساتھ واپس بلا لیا جائے۔ اب خان نے قندھار کے ساتھ دوستی اور خیرسگالی کا خیال رکھتے ہوئے مناسب یہی سمجھا کہ ان کی بات مان لی جائے تاکہ تعلقات خوشگوار رہیں۔ بی بی صاحب اور اپنے وزیر مولا دوست محمد کو انہیں واپس لانے کے لئے قندھار بھیج دیا۔ وہ واپس آئے اور خان کی خدمت میں سلام عرض کرنے حاضر ہوئے۔ مہراللہ خان کا کوئی بیٹا یا بھائی نہیں تھا جو ان کا وارث بن سکے۔ براہم زئی ریسانی قبیلہ اس کا قریبی رشتہ دار تھا۔ لہٰذا وہ ان کے وارث تھے۔ اور انہوں نے خان سے سرداری کا حق مانگا۔ چونکہ مہراللہ نافرمان تھا۔ خان نے براہم زئیوں میں سے سردار بنانے سے انکار کر دیا۔ ریسانی سرداروں کی کچھ زمینیں سردار

Marfat.com

مولا محمد کے والد سردار آزاد خان کو دے دی گئیں۔ براہم زیئوں کو بھی خان نے فراموش نہیں کیا۔ انہیں بھی کچھ زمینیں دیں تاکہ ان کو غلے کی کمی محسوس نہ ہو اور فاقے نہ مرنے لگیں۔ لہڑی کے سردار اللہ یار لہڑی نے کچھ غلہ لوٹا تھا۔ اس لیئے اسے سبکدوش کر دیا گیا اور اس کی جگہ سردار محمد خان کو مقرر کیا۔ مہراب خان بدعنوانیاں برداشت نہیں کرتے تھے۔ جہاں کسی نے کوئی جرم کیا اور فوراً اسے سزا دی۔ اس سے امن و امان قائم رہتا تھا۔ مہراب خان شہید ہو گئے۔ سراوانیوں کا دعویٰ ہے کہ بہت سے احمدزئی حکمران ان کے مرہون منت ہیں اور ان کی وجہ سے انہیں بادشاہت ملی۔ میں نے ثابت کر دیا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے دور سے آج تک جائز وارثوں کو ہی حکومت ملی (یہ بائیسواں حکمران ہے) اور سراوانی یہاں بعد میں آباد ہوئے (یہ ان کی دسویں نسل ہے) اور احمدزئیوں کی ملازمت کی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ فرمانروا قلات سرداروں کی مرضی سے مقرر نہیں کیئے جاتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ احمدزئی قندھار کے بادشاہوں کے حکم کے تابع تھے۔ ان سے انہیں بہت سی مراعات حاصل تھیں اور یہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہتے تھے۔ اور جو سردار یہ کہتے ہیں کہ ایک لاکھ روپیہ مہراللہ کی موت کی وجہ سے خون بہا ملا تو یہ دروغ گوئی سے کام لے رہے ہیں۔ جس لڑائی میں ہز ہائی نس خان مارے گئے ہیں۔ اس میں میر عبدالکریم ریئسانی اور دوسرے سردار بھی موجود تھے۔

۶۔ مہراب خان کے انتقال کے بعد حکومت انگلیسیا نے مستونگ، قلات اور خضدار کا حاکم میر شاہنواز احمدزئی کو بنایا۔ مگران کی حکومت چند ماہ قائم رہی اور اس مختصر مدت میں کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی کوئی مثال ظلم وستم کی ملتی ہے۔ رعایا اور عوام ان کے وفادار رہے۔ باغیوں کے اکسانے پر کہیں کہیں ہنگامے ہوئے۔ انہیں شکست فاش ہوئی اور بھاگ نکلے۔ میر نصیر خان کا آنا اور میر شاہنواز کا ہٹایا جانا یہ معاملات ایسے ہیں۔ جس سے حکومت انگلیسیا خوب واقف ہے۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اس کی ابتدا اور انتہا سے خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ کچھی اور کوہستان کے علاقے پر میر نصیر خان کا

Marfat.com

پیدائشی حق ہے۔ اور یہ ان کے آبا ؤ اجداد کی جائیداد ہے۔ حکومت برطانیہ نے پرانے دستور اور رواج کا لحاظ کیا اور نصیر خان کو فرمانروا بنایا۔ ان کی حکومت انصاف، فیاضی اور درگزر پر مبنی تھی۔ انہوں نے نہ کبھی کسی پر ظلم کیا اور نہ ہی اپنے عملہ... کو اس کی اجازت دی۔ لہٰذا عوام مطمئن اور خوش تھے۔ سرداروں کی عرضی سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ مگر یہ سراوانی اس خان کے زمانے میں بھی ایک دفعہ ہنگامہ کرنے سے باز نہیں آئے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ ایک شخص بیجار ڈومکی تھا۔ اس نے کچھی اور سندھ میں چوری کی اور وہاں کی رعایا کو لوٹا۔ حکومت برطانیہ کی استدعا پر میر نصیر خان چھٹن اور فلاجی بیجار کو گرفتار کرنے آئے مگر بیجار پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا۔ سراوانیوں نے بلا کسی وجہ کے چھٹن شہر کو لوٹا۔ سراوانیوں کی یہ نافرمانی دیکھ کر اور خان کی دوستی کی وجہ سے جنرل جیکب حاجی شہر آئے تاکہ باغیوں کو سزا دیں اور محمد خان شاہوانی کو گرفتار کریں۔ وہ قندھار بھاگ گیا اور بادشاہ سے پناہ مانگی مگر بادشاہ نے کہا کہ وہ اس میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ خان کے تعلقات انگریزوں سے بہت اچھے ہیں۔ مجبوراً محمد خان شاہوانی کو واپس آنا پڑا۔ اور خان سے گڑگڑا کر معافی مانگی۔ اسے معاف کر دیا گیا۔ کمشنر سندھ دوسرے سرداروں سے اچھی طرح واقف ہیں اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مرحوم خان سے کسی کو بات کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ مشورہ اور رائے دینا تو بہت دور کی بات ہے۔ جہاں تک عوام کا تعلق ہے۔ سب ان سے خائف تھے۔ مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ خان رعایا کے باپ کی طرح ہیں۔ رعایا کی تکلیف ان کی تکلیف ہو جاتی تھی۔ اس لئے عوام و رعایا خوش اور مطمئن تھے۔ آخری دم تک انصاف کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ مجرموں کو پنپنے کا موقع نہیں دیا۔

۷۔ ان کے جانشین موجودہ خان خداداد خان ہیں۔ ان کے دورِ حکومت کی خصوصیات یہ ہیں۔ جتنے عطیات اور مراعات نصیر خان اعظم سے لے کر چھوٹے نصیر خان کے زمانے تک لوگوں کو دی گئی تھیں۔ اس پر انہوں نے ہاتھ نہیں ڈالا اور وہ بدستور اسی طرح جاری

Marfat.com

رہیں بلکہ کچھ اضافے بھی کیے۔ چھوٹے نصیر خان کے انتقال کے بعد موجودہ خان کے زمانے میں سرداروں نے پھر قلات میں بدامنی اور ہنگامے کرائے تو اس وقت حکومت برطانیہ نے ہز ہائی نس اور سرداروں کو جیکب آباد بلایا۔ وہ آئے اور کچھ شرائط طے پائیں مگر سرداران پر قائم نہ رہے اور حالات اتنے خراب ہوئے کہ وہ بغاوت ہوئی جس کے قائد شیر دل خان تھے اور جس میں ہز ہائی نس خداداد خان زخمی ہوئے۔ یہ بدامنی اور ہنگامے آج تک جاری رہے اور سرداروں نے ابھی تک فرض شناسی سے کام نہیں لیا۔ وہ قندھار اور خراسان بھاگ گئے اور اس وجہ سے ملک میں انتشار پھیلا ہوا ہے۔ میں استدعا کروں گا کہ ان کی بداعمالیوں کی پوری طرح تحقیق کی جائے اور حکومت برطانیہ انصاف کرے۔

اب میں آپ کی توجہ سراوانیوں کے اس دعوے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو انہوں نے کیا ہے کہ احمد زئی سے خان کو ایک لاکھ روپیہ ملا اور اس میں سے آدھا ان لوگوں کو دیا گیا۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ احمد زئی کو ایک دفعہ ناگہانی طور پر فوجی امداد کی ضرورت پڑی اور ہز ہائی نس سے مدد مانگی۔ انہوں نے نہایت فراخدلی سے ان کی مدد کی۔ اس کے عوض احمد زئی نے خان کو دو لاکھ روپے دیئے۔ اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا۔ بلکہ کچھ تو فوجی سامان خریدنے پر صرف کیا اور کچھ اپنی ذات پر۔ حتیٰ کہ اپنے رشتہ داروں کو بھی کچھ نہیں دیا سرداروں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

سراوان کے سرداروں نے یہ بھی بیان میں کہا ہے کہ قندھار کے سرداروں نے میر مہراب خان کو سارے ہنگامے کا ذمہ دار ٹھہرایا اور یہ لکھا کہ اگر ان کا رویہ ٹھیک ہوتا تو جو کچھ ہوا وہ نہ ہوتا۔ اور سرداروں نے جو لوٹ مار کی ہے اس کو بھلا دیا جائے۔ اور اس پر کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ یہ دروغ گوئی ہے اور بناوٹی بیان ہے۔ حکومت برطانیہ اور کمشنر سندھ کو یہ معلوم ہے کہ احمد زئی حکومت کے خاتمے کے بعد میر مہراب خان حکومت قندھار کے ماتحت نہیں تھے۔ دونوں حکومتوں میں دوستی ضرور تھی مگر ایک حکومت دوسری حکومت

Marfat.com

کے معاملے میں کیسے دخل دے سکتی ہے اور یہ کیسے کہہ سکتی ہے کہ سرداروں نے جو کچھ کہا اس کا کوئی نوٹس نہ لیا جائے۔ اس کے بیان کے برعکس یہ ہُوا کہ مہراب خان سرداروں کی ان حرکتوں پر اس قدر برہم ہوئے کہ مہراللہ خان کے جائز وارث کو سرداری سے ہٹا دیا گیا اور وہ سرداری مولا محمد ریئسانی کے والد آزاد خان کو دے دی۔ انہوں نے اللہ یار خان کو بھی نکالا اور اس کی جگہ محمد خان لہڑی کو لائے۔ باغیوں کا یہ بیان کہ ان کے چالیس پچاس رشتہ دار خان کی ملازمت میں تھے۔ ان کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ان کی ماں کی طرف سے جو رشتہ دار ہیں وہ اب بھی خان کی ملازمت میں ہیں۔ جب باغی نافرمان ثابت ہوتے تو انہیں نکال دیا جاتا اور ان کے رشتہ دار کو ان کی جگہ مقرر کر دیا جاتا۔ مثلاً سردار میر محمد مینگل کو نورالدین مینگل کی جگہ مقرر کیا اور شہداد بنگلزئی کو خان خرد کی جگہ۔ نواب خان دینارزئی، شربت خان سیدزئی اور ہر قبیلے کے دوسرے معززین جو فرمانبردار اور وفادار رہے وہ ابھی تک ملازمت میں ہیں۔ ملازم رکھنے کا اختیار صرف فرمانروا کو ہے۔ جو وفادار ہوتے ہیں انہیں رکھ لیا جاتا ہے۔ ملک میں خدمت گزاری کا یہی قانون ہے۔

ہز ہائی نس حکومت برطانیہ کو پرانے بادشاہوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ یہ سراوانی بالکل غلط راہ پر چل رہے ہیں۔ اور ہر طرح سے غلطی پر ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ انگریزی سرکار بہتر سے بہتر انتظام کرے گی۔ دونوں حکومتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کمشنر سندھ کو حالات سے پوری واقفیت ہے اور بہت باخبر ہیں۔ سراوانیوں کی بغاوت سے جو تکلیف دہ اور برے نتائج نکلے ہیں۔ عوام اس سے متاثر ہوئے ہیں اور ان کے امن وامان میں خلل پڑ گیا ہے اور وہ خود کو بہت غیر محفوظ سمجھنے لگے ہیں۔ ملک کا نظم ونسق الگ تباہ ہو گیا ہے۔

دستخط

شاہ غازی ولی محمد، مورخہ ۵ محرم

Marfat.com

سردار مولا محمد ریکسانی (سردار اعلیٰ سراوان) کی عرضی

بنام کمشنر سندھ

مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۷۲ء

ہمارے اور ہمارے قبیلے کے حقوق کیا ہیں۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ سرداروں اور ہمارے قبیلوں کو موجودہ خان کے دور میں کافی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ تقریباً دس سال پہلے خان نے جھالاوان کے سردار تاج محمد کی لڑکی سے شادی کی کوہستان کے سارے سردار اس موقع پر گنداوہ میں موجود تھے۔ سبھی سرداروں کو یہ توقع تھی کہ اس شادی سے ملک و قوم پر اچھا اثر پڑے گا۔ مگر کچھ ہی دنوں بعد خان نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور ہم لوگوں سے مشورہ کئے بغیر تاج محمد کی بہن سے شادی کر لی۔ اس سے لوگوں میں اتنی بے چینی بڑھی کہ سردار بغاوت پر اتر آئے اور آخر شیر دل خان کی قیادت میں خان کو شکست ہوئی اور انہیں تخت و تاج چھوڑنا پڑا۔ ایک سال کے بعد انہیں پھر تخت نصیب ہوا اور ہمارے مشورے سے انہوں نے تاج محمد کی لڑکی کو واپس لے لیا۔ اس لئے کہ تاج محمد کی بہن کا انتقال ہو چکا تھا۔ اب مجھے امید بندھی کہ امن و امان قائم ہو جائے گا۔ مگر خان کی دشمنی مجھ سے اور تاج محمد سے نہیں گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خان نے تاج محمد کو قید کر دیا اور مجھے گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ تاج محمد کا قید میں انتقال ہو گیا۔ عام خیال ہے کہ اسے قید میں قتل کر دیا گیا۔ چونکہ جب وہ رات کو سونے گیا تو بالکل تندرست تھا اور صبح کو مردہ پایا گیا۔ دوسرا۔ یہ کہ جو شخص اس کی نگرانی کے لئے رکھا گیا تھا اس کا اسی رات سے تبادلہ کر دیا گیا تھا وہ اور ایک قیدی جبر ہیبت خان کے پاس بھیج دیا گیا تھا۔ خان نے اس سردار کی ساری جائیداد ضبط کر لی اور اس کی ماں کے گزارا کے لئے تھوڑی سی جائیداد چھوڑ دی۔ خان نے اس کی ماں کو قلات بلایا مگر ان کی دیکھ بھال میں کوتاہی کی۔ انہیں دوبارہ بلایا اور اب وہ قلات ہی میں رہتی ہیں ایک یا دو سال پہلے خان نے اس کے بیٹے کو جھالاوان کا سردار بنایا۔ اس کا بیٹا انتقال

Marfat.com

کہ چکا ہے) یہ طریقہ پرانے رسم و رواج کے خلاف تھا۔

جب سردار تاج محمد کو گرفتار کیا گیا تو اس وقت میں مٹھڑی میں تھا اور جب میں نے یہ سنا کہ میری گرفتاری کے لئے فوج آرہی ہے تو میں قندھار بھاگ گیا۔ خان نے میری ساری جائیداد جو شال، مستونگ، خنک اور مونگچر میں تھی ضبط کر لی۔ اور میرے بھائی ہیبت خان کو گرفتار کر لیا۔ حبیب خان اور محمد خان جو اس وقت خنک میں تھے کو بہت ستایا گیا۔ حبیب خان نے وڈیرہ آدم خان بنگلزئی، سردار اللہ دینا کرد، محمد خان لہڑی اور سردار جہانگیر خان لہڑی کو کہا کہ ہم سب لوگ مل کر انگریزوں کے پاس چلیں اور ان سے اپنی شکایات کا ازالہ کرائیں۔ جب یہ بات طے پا گئی تو مجھے قندھار سے اس جماعت میں شرکت کے لئے بلایا گیا۔ ہم لوگ مشورے کے لئے خنک میں جمع ہوئے مگر خان کی فوج نے ہم لوگوں پر حملہ کر دیا۔ جس میں حبیب خان اور سات دوسرے آدمی مارے گئے۔ میں خنک میں سرداروں سے ملا اور اس کے ایک ماہ بعد شاہ غازی نے لولان میں تھکاری کے مقام پر ہم لوگوں پر حملہ کیا۔ لیکن انہیں شکست ہوئی۔ مگر ہم لوگوں کے پاس گولہ بارود ختم ہو گیا اس لئے مرلیوں کے پہاڑ پر چلے گئے مگر شاہ غازی کی فوج نے پیچھا کیا اور ایک مقام جسے تونم کوند بد وزر کہتے ہیں وہاں سے دو سو اونٹ، چار ہزار بھیڑیں، اسّی گائے، بیل اور زیورات لوٹ کر لے گئے۔

جب شاہ غازی کرماب پہنچے تو انہوں نے میر خان لہڑی، سردار جہانگیر خان لہڑی اور جانی خان کرد اور مجھے صلح کرنے کی غرض سے بلایا مگر جب وہ لوگ وہاں پہنچے تو وہ سب قید کر لئے گئے۔ جہانگیر خان لہڑی اور جانی خان کرد کو قیدی بنا کر قلات بھیج دیا اور میر محمد خان لہڑی کو تھوڑے دنوں کے لئے اپنے پاس ٹھہرائے رکھا۔ اس کے بعد اسے میرے پاس منڈائی صلح کی شرائط کے لئے بھیجا۔ میں نے اس بنا پر انکار کر دیا کہ شاہ غازی نے مندرجہ بالا دو آدمیوں کو دھوکے سے گرفتار کر لیا ہے۔ میر محمد خان جب شاہ غازی کے پاس آیا تو

Marfat.com

اسے دوبارہ گرفتار کرلیا اور تین ماہ بعد قید ہی میں اس کا انتقال ہوگیا۔ میں نے ۱۸۶۸ء میں کرنل گرین کے پاس ایک عرضی بھیجی۔ انہوں نے ہم لوگوں کو جیکب آباد بلایا۔ مگر بغیر کسی کارروائی کے مجھے سبی میں رہنے کو کہا۔ کرنل گرین کے بعد کرنل فیری آئے۔ ۱۸۶۹ء میں سردار نورالدین، سردار آزاد خان اور دوسرے سردار سب مل کر باغبانہ میں میجر ہیریسن سے ملے اور انہیں سارا واقعہ بتایا۔ اس ملاقات پر میں نے تاج محمد کو قید کرنے کے بعد اپنی جائیداد کی ضبطی کی تفصیل بتائی اور وہ یہ تھی۔ گھوڑیاں سو، اونٹ چھ سو۔ اور سو گائیں۔ ہماری جائیداد سے جو تین سال تک خان نے فائدہ اٹھایا تھا۔ اس کا مطالبہ کیا اور تاج محمد اور حبیب خان کا خون بہا بھی مانگا۔ میجر ہیریسن نے ہم لوگوں کو فوجیں سبکدوش کرنے کو کہا مگر ہم لوگوں نے کہا کہ ہم لڑنے بھڑنے نہیں آئے ہیں ہم تو اپنے حقوق مانگنے آئے ہیں۔ اگر فوج کو سبکدوش کردیں تو ہمیں جان کا خطرہ ہے۔ میجر ہیریسن کے کہنے پر ہم لوگ قلات آگئے اور دوسرے روز صاحب کے خیمے میں شاہ غازی سے ملے۔ اس کے بعد ہم لوگ خان کے پاس گئے اور انہیں تاج محمد کے انتقال کے بعد کا سارا واقعہ بتایا۔ ہم لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے ساتھ وہی برتاؤ ہونا چاہیئے تھا جو ان کے والد مہراب خان کے زمانہ میں ہوتا تھا۔ ہزہائی نس نے ہم لوگوں کو تین سال کا غلہ دینے سے انکار کردیا مگر وہ ہماری موروثی جائیداد دینے پر راضی ہوگئے اور نئی جائیداد دینے پر راضی نہیں ہوئے۔ ہماری موروثی زمینوں میں بہت سی زمینیں بنجر ہیں۔ ہماری گزر نئی زمینوں پر ہوتی تھی۔ پھر میں نے خان کو یہ تجویز پیش کی کہ سراوان کے سرداروں کی ضبط شدہ زمینیں، جام اور سردار نورالدین کی باغبانہ کی زمین اور پنجگور اور مسکا میں آزاد خان کی زمین اور بھیج میں محمد حسینی کی زمین ان لوگوں کو واپس کردی جائے۔ خان نے انکار کردیا اور ہماری تجویز کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اس کے بعد میں کپوٹا اور سرداروں سے ملنے کے لیئے واپس آگیا۔ اور خان سے کوئی مصالحت نہ ہوسکی۔ میجر ہیریسن کپوٹا آئے اور ہم لوگوں کو یہ مشورہ دیا کہ ہم لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔

Marfat.com

اور یہ وعدہ کیا کہ وہ معاملات کو سدھارنے کی کوشش کریں گے۔ جس میں تقریباً تین مہینے کا وقت لگے گا اور ہمیں انتظار کرنے کو کہا۔ سرداروں نے ان کی بات مان لی۔ اور اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور میں بستی چلا گیا۔ سابق جام کا جس وقت واقعہ پیش آیا۔ اس وقت میں قندھار میں تھا۔ ہماری زمینوں کو ضبط ہوئے تقریباً سات سال ہو گئے۔ ہمارے چار بیٹے ہیں اور خاندان بڑا ہے۔ ہماری گزر مشکل سے ہوتی ہے اور یہی حال میرے قبیلے کا ہے۔ ہمارے رشتہ دار اور قبیلے کے لوگ روزی کمانے قندھار اور بمبئی تک چلے گئے ہیں۔

یہ عرضی میں اپنی اور اپنے قبیلے کی طرف سے دے رہا ہوں۔ امید ہے کہ میرے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔

مولا محمد ریسانی کی عرضی کا شاہ غازی کا جواب

بنام کمشنر سندھ

پہلے بیان کے متعلق عرض ہے کہ انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ انہوں نے اپنے مقصد کو مدنظر رکھ کر یہ بیان دیا ہے۔ واقعہ یہ ہے۔ جب میر محمد نصیر خان انتقال کر گئے اور میر خداداد خان تخت پر بیٹھے تو تاج محمد کی بہن جو نصیر خان سے بیاہی تھیں بیوہ ہو گئیں۔ مرحوم بھائی کی بیوی (یا سالی سے) شادی اسلام میں جائز ہے۔ بی بی گنجہ نے بغیر خان سے مشورہ کئے تاج محمد کی لڑکی سے شادی کی بات چیت کر لی اور خان سے جب اس کا ذکر کیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ چونکہ میرے بھائی کی بیوہ سے کوئی دوسرا شادی نہیں کر سکتا ہے وہ خود شادی کرنے کو تیار ہیں۔ اگر بی بی گنجہ کی بھی مرضی ہو۔ وہ دونوں جب راضی ہو گئے تو خان کا نکاح بی بی گنجہ سے ہو گیا۔ اور جب بی بی گنجہ کا انتقال ہو گیا تو خان نے تاج محمد کی لڑکی سے شادی کی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی۔ اس کے بعد سراوان کے سرداروں کی سازش سے شیر دل کی بغاوت ہوئی۔ یہ بغاوت کھل دی گئی

Marfat.com

اور شیر دل کی وفات کے بعد ہز ہائی نس دوبارہ قلات کے تخت پر بیٹھے اور تاج محمد کی لڑکی سے شادی کر لی۔

ہز ہائی نس کے دور میں نہ تو مولا محمد اور نہ ہی اس کے بھائی یا قبیلے پر کوئی ظلم خان نے خود کیا یا اپنے عملہ سے کروایا اور نہ کسی اور کو اس قسم کی مذموم حرکت کی اجازت دی۔ جائیدادوں کی صورت حال بدستور وہی رہی یعنی جو جس کے قبضے میں تھی اسی کے قبضے میں رہی مگر وہ اپنی فطرت سے مجبور تھے۔ سردار صاحبان نے جب یہ دیکھا کہ قانون کی خلاف ورزی اور بغاوت ان کے لئے ہمیشہ فائدہ مند رہی ہے۔ لہذا فوج کے کماندار شیر خان کو جو ان کی سازشوں میں شیر دل خان کے زمانے سے شریک رہا ہے۔ اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور منصوبہ یہ بنایا کہ موجودہ خان کو قتل کر کے ان کے لڑکے کو تخت پر بٹھا دیا جائے۔ اور جس طرح سے شیر دل خان کو قتل کر کے کافی مال و دولت حاصل کیا تھا۔ اسی طرح موجودہ خان کو قتل کر کے کافی دولت کمائی جا سکتی ہے۔ لہذا وہ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت شیر دل کے ساتھ خان کے پاس آئے۔ خوش قسمتی سے مجھے اس سازش کی خبر پہلے ہو گئی اور میں نے خان کو ہوشیار کر دیا۔ خان کی فوج قریب ہی تھی۔ لہذا سازش ناکام ہو گئی۔ ان لوگوں نے ایک دو بار پھر کوشش کی مگر ناکام رہے۔ فوج نے شیر خان کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور خان کو بتایا کہ یہ مولا محمد اور تاج محمد سے ملا ہوا ہے اور ان کی سازشوں میں شریک ہے۔ خان نے شیر خان کو جلا وطن کر دیا اور مولا محمد کو بغیر کچھ کہے یا سزا دیے رخصت کر دیا۔ تاج محمد وہیں رہ گیا اور خفیہ طور پر جام میر خان اور نور الدین کو یہ اطلاع دی کہ اگر وہ لوگ اس کا ساتھ دیں تو وہ اپنی لڑکی کی خوابگاہ میں داخل ہو کر خان کو قتل کر دے میر خان اور نور الدین دونوں اس وقت قید خانے میں تھے اور جو شخص ان سے ملنے گیا تھا۔ اسے پہرے داروں نے دیکھ لیا۔ اگرچہ گارڈ کو ساٹھ روپے رشوت اس بات کی دی گئی کہ وہ خاموش رہے۔ تشکر خان کماندار کو خبر مل گئی اور راز فاش ہو گیا اور دوسرے

Marfat.com

روز خان کے سامنے سارے واقعات پیش کیے گئے۔ جب میر خان اور نورالدین کو راز کے افشا ہونے کی خبر ملی تو ان دونوں نے خان کو لکھا کہ تاج محمد ہم لوگوں کو مصیبت میں ڈالنا چاہتا تھا۔ دوسرے روز میں نے ہز ہائی نس کے حکم سے تاج محمد کو کہا کہ تمہارے لیے اب صرف دو راستے ہیں۔ یا تو تم لڑو یا قیدی بن جاؤ۔ وہ لڑ تو نہیں سکتا تھا تو اس نے خود کو ہمارے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ اسے قید کر دیا گیا اور تقریباً دو سال قید میں رہا۔ وہ اکثر بیمار رہتا تھا۔ آخری مرتبہ تقریباً بارہ روز بیمار رہا اور انتقال کر گیا۔ مولا محمد نے یہ بھی اپنے بیان میں کہا ہے کہ ہز ہائی نس نے تاج محمد کے انتقال کے بعد اس کی جائیداد کا تھوڑا سا حصہ تاج محمد کی والدہ کو دیا اور بقیہ پر خود قابض ہو گیا۔ یہ بیان گمراہ کن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی ساری جائیداد اس کی ماں کو دے دی گئی اور خلیفہ مرزا جو اس کی زندگی میں اس کی جائیداد کے مینیجر تھے۔ انہیں اس کا قبضہ دے دیا گیا۔ خان نے اس کی موروثی زمین کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ جب مرزا کو زرکزئی نے قتل کر دیا تو تاج محمد کی والدہ بہت پریشان ہوئیں۔ ہز ہائی نس نے انہیں قلات بلا لیا اور ان کی دیکھ بھال میں کوئی کمی نہیں کی۔ اب خاتون کی بیٹی خان کی بیوی ہیں۔ اور جب چاہتی ہیں اپنے گاؤں جاتی ہیں۔ ان کی نقل و حرکت پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ سردست وہ خان کے ساتھ ہیں۔

عرض گزار نے اس کی تصدیق کی ہے کہ جھالاوان کی سرداری اس کے بیٹے کو ملی۔

جناب والا! خان مالک و مختار اور ملک کے فرمانروا ہیں۔ وہ سرداری کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے۔ تاج محمد کا نہ تو کوئی بیٹا تھا نہ بھائی اور نہ کوئی دوسرا رشتہ دار جو سرداری کا اہل ہو۔ لہٰذا خان نے قیصر خان رئیسانی کو سردار بنا دیا جس کے اسلاف بھی سردار تھے۔ اس کے بعد ایلتازئی سردار ہوئے مگر جب انہوں نے بغاوت کی تو نصیر خان اعظم نے تاج محمد کے آباؤ اجداد کو یہ عزت بخشی جو حکومت کے فرمانبردار بھی تھے اور بہی خواہ بھی۔ تین نسلیں گزر چکی ہیں۔ آخری سردار تاج محمد کا کوئی وارث نہیں تھا تو خان نے میر قیصر خان کو سردار بنا دیا۔ اس کی ماں حر بی بی

Marfat.com

نے گزارش کی کہ سرداری کے ساتھ جو زمین اور عزت ہے وہ بھی چلی جائے گی لہذا ان کے داماد کو جو خان کا بیٹا ہے سردار بنا دیا جائے۔ اور قبیلے کے معاملات اور موروثی جائیداد اس کے (ماں کے) ہاتھ میں رہنے دی جائے۔ یہ بات مان لی گئی اور خانون نے جوان خان کو خلعت سے نوازا اور جائیداد کو اپنے قبضے میں رکھا اور قبیلے کے معاملات کی خود نگہبان رہیں۔ شہزادے کا انتقال ہو گیا اور وہ خانون ابھی تک سارا کاروبار سنبھالے ہوئے ہیں انہوں نے میر عبدالکریم کو اپنا منیجر بنایا۔ وہ ابھی میرے پاس جیکب آباد میں ہیں اور خان کی خدمت کے لئے ہمیشہ حاضر رہتے ہیں۔

دوسرے نمبر کا جواب یہ ہے کہ تاج محمد اپنے برے فعل اور مولا محمد کے برے مشورے کی وجہ سے قید کیا گیا تھا۔ مولا محمد کا کردار کیا ہے اور اس نے کیا کیا سازشیں کی ہیں ہز ہائی نس کو سب کچھ معلوم ہے اس کی بغاوتوں کا۔ اس کا شیر دل کا ساتھ دیکر خان کو نکلوانا، ان کی جائداد کو لوٹنا، شیر دل کو قتل کروانا، فسادات برپا کروانا۔ ان سب سے ہز ہائی نس واقف ہیں۔ مگر مولا محمد ابھی تک اپنی شرارتوں سے باز نہیں آیا۔ اب بھی وہ بغاوت کرنے اور امن و امان کو درہم برہم کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔

جب تاج محمد کو قید کر دیا گیا تو وہ مٹھڑی سے قندھار بھاگ گیا۔ جب وہ مستونگ آیا تو اس کے بھائی میر سیبت خان کو گرفتار کرنے کے بعد خاص عنایت سے اسے رہا کر دیا گیا۔ سراوانیوں کے ساتھ کبھی کوئی زیادتی نہیں کی گئی۔ سب کچھ مولا محمد کے اشتعال سے ہوتا ہے۔ بغاوت ہوئی اور مولا محمد کو قندھار سے بلایا گیا۔ مگر اللہ کی مہربانی سے ان باغیوں جن کے سرغنہ مولا محمد، محمد خان وڈیرہ اور جہانگیر ہیں نے ہمیشہ شکست کھائی۔ ان کو بھاگنا پڑا۔ مولا محمد اور اس کے ساتھیوں نے منڈائی پہاڑ میں پناہ لی۔ اوروں کے بارے میں تفصیل سے دوست محمد اور جہانگیر کی عرضی کے جواب کے سلسلے میں بتا چکا ہوں۔ جب ان کا پیچھا کر رہا تھا تو انہوں نے اپنی خواتین کو بیچ بچاؤ کرنے کو بھیجا تو میں نے وعدہ کیا کہ

Marfat.com

ہم انہیں کچھ نہیں کہیں گے نہ ان کی جائیداد لوٹیں گے۔ اگر وہ خود کو حوالے کر دیں اور خان کے قیدی بن جائیں۔ نہیں تو پھر لڑائی کریں گے۔ میں دو دن تک انتظار کرتا رہا۔ جب وہ نہیں آئے تو میں نے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا۔ اور ان کی پناہ گاہوں تک پہنچ گیا۔ ایک رات کرماب میں ٹھہرا۔ دوسرے روز ان کو جا لیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ جنگ نہیں کر سکتے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور امان مانگی۔ میں نے ان کے بال بچوں یا مال و دولت کو ہاتھ نہیں لگایا۔ پھڑلوں کی عرضی کا جو میں نے جواب دیا ہے ملاحظہ فرمایئے۔ یہ لوگ جن کے باپ دادا معززین میں سے تھے جھوٹ بولنا، اپنی طرف سے قصے گھڑنا، غلط بیانی کرنا اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اس موقع پر بھی جب کہ وہ ایسے شہنشاہ کے علاقے میں ہیں۔ جہاں جھوٹ اور کذب کی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے۔ وہاں بھی یہ اپنی عادتوں سے باز نہیں آئے۔

اب بیان کے اس حصے کو لیجئے کہ انہوں نے کرنل گرین سے شکایت کی۔ جب کرنل گرین نے دونوں فریقوں کو جیکب آباد بلایا تو انہوں نے جو تجویزیں پیش کیں۔ مجھے ان سے پورا اتفاق تھا اور میں نے ان کی پوری حمایت کی مگر یہ عرضی گزار صاحبان تذبذب میں پڑ گئے اور ان کی بات نہیں مانی اور سبی واپس چلے گئے۔ پھر درخواست کنندہ یہ کہتے ہیں کہ میر خان، نورالدین اور دوسروں کے ساتھ باغیانہ آئے اور کرنل فیری اور میجر ہیریسن کے کہنے پر کپوٹا چلے گئے۔ جب مولا محمد معہ پانچ سو آدمیوں کے ہز ہائی نس کے پاس حاضر ہوئے تو ہز ہائی نس نے میجر ہیریسن کے کہنے پر نصیر خان اعظم کے زمانے سے چھوٹے نصیر خان کے دور تک ان لوگوں کے پاس جو جو جائیدادیں تھیں۔ انہیں واپس کرنے کا حکم دے دیا۔ مگر مولا محمد نے واپس لینے سے انکار کر دیا اور کپوٹا واپس چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ اس موقع پر بھی میجر ہیریسن کے کہنے پر ہز ہائی نس نے ان کا مقابلہ کرنے سے گریز کیا۔ میجر ہیریسن نے تین مہینے کے لئے جنگ بندی کی تجویز پیش کی اور اسے نافذ کیا مگر میر خان اور نورالدین نے اس کی خلاف ورزی کی اور یہ لکھا کہ جاکر جوتاک میں فوجیں جمع

Marfat.com

ہو رہی ہیں۔ یہ خطوط پکڑے گئے اور میجر ہیرسن جوان دنوں شال یا مستونگ میں ٹھہرے ہوئے تھے ان کے پاس بھیج دیا۔ ان خطوط کی نقلیں ہز ہائی نس کے ریکارڈ میں ہیں۔ اس صلح کی خلاف ورزی کے بعد میر خان اور نور الدین سے وڈھ کی پہاڑیوں اور بیلہ میں جنگ ہوئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ اس فتح سے وڈھ اور بیلہ ہز ہائی نس کے قبضے میں آ گیا۔ اب اس سے زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ بعد کے واقعات آپ کو اچھی طرح معلوم ہیں۔

سائل یہ بھی کہتا ہے کہ گھوڑے، اونٹ وغیرہ اور دوسری جائیدادیں لوٹی گئیں۔ آپ اس کی تحقیق کریں اور جو فیصلہ آپ صادر کریں گے وہ منظور ہو گا۔ اب میں استدعا کروں گا کہ ان باغیوں نے جتنا مال، مویشی، غلہ، دوسرا سامان جو غریبوں کا لوٹا ہے وہ سب واپس کریں۔

عرضی دہندہ نے اپنی موروثی انعامی زمینوں کا ذکر کیا ہے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ تمام جائیدادیں جوان کے آباؤ اجداد کو احمد زئیوں نے دی تھیں اور جن کی تفصیل میں اپنے خط میں دے چکا ہوں۔ وہ انہی کے پاس ہیں۔ وہ ان سے واپس نہیں لی گئی ہیں۔ یہ احمد زئی خاندان کا بائیسواں خان ہے۔ اور سرداروں کی موجودہ نسل غالباً دسویں ہے۔ ان کے اسلاف کو احمد زئیوں نے ان کی وفاداری کی بنا پر انعامات دیئے۔ ان کا کوئی قانونی حق نہیں تھا۔ صوبہ کچھی میر محبت خان اور نصیر خان اعظم کو میر عبداللہ خان کے خون بہا کے طور پر ملا تھا۔ ان لوگوں کے بیان میں سچ کا شائبہ کہیں نہیں ہے۔ ان لوگوں نے واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے تاکہ اپنا مقصد پورا ہو جائے۔

وڈیرہ شادی خان بنگلزئی کی عرضی کا ترجمہ

بنام کمشنر سندھ

Marfat.com

مورخہ ۱۶ ؍ مارچ ۱۸۷۲ ء

ہم لوگ شال مستونگ اسپالنجی، کچھی، بھاگ اور مل کے رہنے والے ہیں۔ تقریباً پانچ سال پہلے وڈیرہ آدم خان بنگلزئی ہز ہائی نس خان کے پاس قلات گئے اور مندرجہ ذیل گزارشات کیں۔

۱۔ ہز ہائی نس خان نے مزارانی مرلیوں پر چودہ ہزار روپے جرمانہ کیا تھا نہ مزارانی اس وقت وڈیرہ کے ماتحت تھے۔

۲۔ یہ کہ ہم لوگوں کو سالانہ پانچ ہزار روپے جو الاؤنس ملتا تھا وہ نہیں ملا۔

۳۔ یہ کہ خان کے ملازموں نے زبردستی لُوسن گھاس وڈیرہ سے لے لیا۔

۴۔ یہ کہ بنگلزئیوں کے سب اونٹ جو کرائے پر چلتے تھے۔ وہ ہز ہائی نس خان بغیر کسی اجرت کے استعمال کر رہے ہیں۔

ان گزارشات پر خان نے کوئی توجہ نہیں دی۔ وڈیرہ گھر واپس آ گیا اور سب سرداروں نے یہ مشورہ کیا کہ اس معاملہ کو حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے وہ حبیب خان کے پاس خنک کے لئے روانہ ہوئے۔ ہز ہائی نس کی فوج نے ان پر حملہ کر دیا۔ حبیب خان مارا گیا۔ یہ واقعہ پانچ سال قبل کا ہے۔ ہم سردار یعنی سردار اللہ دینا کرد جہانگیر خان اور دوسرے لوگ نارمک آئے اور مولا محمد ریئسانی جو قندھار میں تھا۔ اسے بلایا۔ وہاں سے ہم لوگ ناکاس پہنچے اور کچھی کی پہاڑیوں پر قیام کیا۔ شاہ غازی نارمک ہوتے ہوئے بولان پہنچے۔ ہم لوگ بھی لڑنے کو تیار ہو گئے۔ وہ بی بی نانی سے آئے اور خان کی فوج کے لئے ڈھاڈر سے آرل خان اور بیجار زئی سامان ورسد لے کر آ رہے تھے۔ اس پر ہم لوگوں نے قبضہ کر لیا۔

نائب مولا محمد نے جو ڈھاڈر کا نائب تھا۔ ان لوگوں سے ایک ہزار روپیہ جرمانہ وصول کیا گزشتہ سال جب ہز ہائی نس خان مستونگ آئے تو انہوں نے جانوروں کو لوسن گھاس چرنے

Marfat.com

کے لئے پردال خان اور شیر محمد کی زمینوں پر چھوڑ دیا۔ پھر ہر نشانہ زمین پر ہز ہائی نس خان نے ایک اونٹ لوسن..... بطور ٹیکس وصولا۔ اور اگر نہیں دیا گیا تو پانچ روپے نقد، اور اگر کوئی لوسن نہ دے سکا اور نہ ہی روپیہ تو اس کو بری طرح مارتے تھے۔ کاریز پر ہم لوگ ایک سو چالیس روپے ٹیکس تین سال تک دیتے رہے۔ اور جب خان مستونگ آئے تو پھر پچھلے تین سال کا ٹیکس وصولا۔ یعنی دوگنا دینا پڑا۔ اسپالنجی کے پانی میں ہم لوگوں کا حصہ تھا۔ اور ہم لوگ شہداد بنگلزئی سے اپنا حصہ وصولنے لگے۔ شہداد نے خان سے ہماری شکایت کردی۔ اس پر ہم لوگوں سے پانچ سو روپے جرمانہ وصول کیا گیا۔ یہ جرمانہ نائب عبدالرحمان مستونگ کے ذریعہ وصولا گیا۔ ہم لوگوں کا ایک اونٹ کھیت میں چرنے گیا اور نائب نے ہم لوگوں پر بیس روپے جرمانہ کیا۔ وہ اونٹ جو ہم لوگ کرائے پر کچھی، قلات اور کراچی بھیجتے ہیں۔ اس پر معمولی محصول کے علاوہ ہم سے ڈیڑھ روپیہ فی اونٹ وصولا جاتا ہے۔ اس لڑائی کے دوران خان کی فوج زبردستی دو گھوڑیاں، بارہ اونٹ، آٹھ بوری تمباکو اور ایک خوروار گندم لے گئی گزشتہ سال بارہ اونٹ لے گئی اور دو سو پچاس روپے جرمانہ اس بات پر کیا کہ شیر دل خان کے زمانے میں مجھے روزینہ الاؤنس ملا کرتا تھا۔ لڑائی سے کچھ دن پہلے نائب شاہ جان نے اونٹ رکھنے پر ناڑی گاؤں سے سو روپے وصولے۔ چونکہ یہ اونٹ خاص قسم کے تھے۔ پہلے کبھی بھی اس طرح سے ہم سے روپے نہیں وصولے گئے۔ لڑائی کے بعد خان کی فوج چار ہزار روپے مالیت کا سونا، پانچ سو روپے مالیت کے چمڑے کے تھیلے، دس من اون، چار بوری بادام اور دوسرا ذاتی سامان جو سید خان سیدزئی کا تھا اٹھا کر لے گئی۔ نائب عبدالرحمان نے ایک گھوڑی اور ایک گھوڑا جس کی قیمت دو سو روپے تھی۔ ہم سے لے لیا۔ بھاگ کے نائب شاہ جان نے ہم لوگوں سے نو اونٹ اور غلہ لے لیا۔ خان کی فوج نے ایک گھوڑی شاہ علی سے چھین لی اور پچیس گھر مستونگ میں لوٹے۔ گزشتہ سال جب ہز ہائی نس خان خراسان سے کچھی آرہے تھے تو ان کے ملازموں نے باربرداری کے لئے زبردستی اونٹ لے لیا۔ اور اس کا کرایہ

Marfat.com

کچھ نہیں دیا نہ کوئی ان جانوروں کا معاوضہ دیا جو مر گئے۔ الٹا پچاس روپے جرمانہ وصول کر لیا۔
نائب عبدالرحمان خان نے احمد خان اور لومرک خان کی زمینیں ضبط کر لیں۔ اور پانچ سو روپے
بھی وصولا۔ اس پر عام طور پر جو مالگزاری لی جاتی تھی۔ وہ ہم باقاعدگی سے دیتے رہے ہیں۔
نائب عبدالرحمان خان نے دو سو روپے پانی پر ٹیکس وصولا۔ اور اسی سال صاحب خان گمبرانی
سے بغیر قیمت ادا کئے ایک گھوڑی لے لی۔ دیہہ بخشی میں یار محمد کو مفت جاگیر ملی ہوئی تھی۔
جس کا ٹیکس ادا نہیں کرنا ہوتا تھا۔ دو سال قبل یہ زمین ہز ہائی نس نے ضبط کر لی۔ یار محمد خان
کی بھتیجی جو مبارک خان کی بیوی تھی۔ اس کے پاس پانچ "انگشت" پانی تھا۔ چھ سال قبل
اسے روک دیا گیا۔ وہ خاتون میرے ساتھ رہتی ہیں اور مبارک خان ہز ہائی نس کے ساتھ
رہتا ہے۔ پانچ سال قبل ہز ہائی نس نے حبیب خان کے گاؤں مٹھڑی۔ (چندرس زناڑی میں ایک
گاؤں) اور پانچ بند مٹھڑی میں ضبط کر لیا۔ اول خان کی موروثی زمین جانوس میں جو دیہہ لہڑی
میں ہے اور چودہ بند بھی ضبط کر لیا۔ اگرچہ اس کی سند موجود تھی اور ہز ہائی نس کو دکھائی گئی
قادر بخش بدوزئی چھیالیس انعامی بند جو دیہہ جانو میں تھے وہ ہز ہائی نس نے چار سال قبل ضبط
کر لئے اور ساتھ ساتھ خانوا میں حضرت خان کی انعامی زمین بھی۔ گزشتہ سال جب ہز ہائی نس
مستونگ آئے تو قادر بخش بدوزئی نے انہیں ایک باربردار اونٹ دیا جو انہوں نے واپس کر دیا
اور قادر بخش سے تین سو روپے جرمانہ وصولا۔

ہمت خان لہڑی میں اپنے اونٹ چرا رہا تھا اور اسے ایک سو بیس روپے جرمانہ دینا
پڑا۔ نائب عبدالرحمان نے مستونگ میں ہز ہائی نس کا سامان لے جانے کے لئے اونٹ مانگے
چونکہ وہاں اونٹ موجود نہیں تھے تو انہوں نے تیس روپے جرمانہ کر دیا۔ ہمت خان کے پاس
ایک موروثی کاریز دیہہ مستونگ (جسے پڑنگ آباد کہتے ہیں) میں تھی۔ اس کا ٹیکس ادا کیا جا چکا تھا
پھر بھی نائب عبدالرحمان نے اس سے سو روپیہ جرمانہ اس لئے وصولا کہ وہ کُل میں رہتا ہے اور
درانیوں کی زمین کاشت کرتا ہے۔

Marfat.com

حاجی میں جو لڑائی ہوئی تو مندرجہ ذیل املاک ہز ہائی نس کی فوج نے لوٹیں۔ ایک سو چھہتر اونٹ، گھر کا ساز و سامان، بکری کے سات گلے، گھوڑے، گھوڑیاں اور چوبیس خروار گندم۔ یہ ساری املاک یدوزئی کی تھی۔

قادر خان دینارزئی خان کا ملازم ہے۔ اس نے تھوڑی سی بنجر زمین غلام محمد شاہوانی سے دہیہ ڈھاڈر میں خریدی۔ اسے زیر کاشت لایا۔ اس کے پاس اس زمین کے کاغذات موجود ہیں۔ تین سال قبل نائب ولی محمد نے اس سے پیداوار لینا شروع کر دی۔ قادر خان نے فتح علی خان سے بھی تھوڑی سی بنجر زمین خریدی۔ اور گزشتہ سال اس کی ساری پیداوار اسی نائب نے لے لی۔ پانچ شبانہ پانی دہیہ ڈھاڈر میں جس کے کاغذات موجود ہیں۔ وہ غیر قانونی طور پر ہز ہائی نس نے واپس لے لیا۔ ہفت دوہی کاریز میں ہمارا پانچ شبانہ تھا۔ یہ کانک ڈوری خراسان میں ہے یہ ہمارے پاس بہت زمانے سے تھا۔ گزشتہ سال اسے ضبط کر لیا گیا۔

اس لڑائی میں ہز ہائی نس خان کی فوج دو سو پچاس اونٹ، سو خروار گندم، ساٹھ لدے ہوئے بیل، چالیس خچر اور دوسرا ذاتی سامان لوٹ کر لے گئی۔ میں حکومت برطانیہ سے انصاف چاہتا ہوں۔ جب یہ مظالم ڈھائے جائیں گے تو ہمارے لئے بغاوت کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

ہمیں جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ اب معاملہ انگریز سرکار کے ہاتھ میں ہے۔

وڈیرہ شادی خان بنگلزئی کی عرضی کے جواب میں

شاہ غازی کا بیان

مورخہ ۱۳ محرم ۱۲۶۹

عرضی دہندہ کے والد مندرجہ ذیل چار شکائتوں اور ان کے ازالے کے لئے ہز ہائی نس کے پاس گئے۔

Marfat.com

پہلی شکائیت تو یہ ہے کہ مزارانی مری جو ناکس پہاڑ پر رہتے ہیں۔ ان سے چودہ ہزار روپیہ وصول کیا گیا تھا۔ آپ ایک منصف مزاج اور غیر جانبدار افسر ہیں۔ اس الزام کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ مزارانی مریوں اور افغانوں میں خون کا پرانا جھگڑا تھا۔ جس کا فیصلہ مولا محمد ریئسانی اور عطا محمد داروغہ نے کیا۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ کیا فیصلہ ہوا اور کیا معاوضہ دیا گیا۔ مگر چودہ ہزار روپے کا الزام بالکل غلط ہے۔ ہز ہائی نس نے ایک پیسہ نہیں لیا۔ مزارانی یہاں پر موجود نہیں ہیں اور نہ عرضی دہندہ انہیں پیش کر سکتے ہیں۔ مجھے اگر اجازت ہو تو میں انہیں پیش کر سکتا ہوں تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آ جائے۔

ان کی دوسری شکایت یہ ہے کہ انہیں الاؤنس نہیں ملتا۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ انہیں جو الاؤنس ملا کرتے تھے یا ان کے آباؤ اجداد کو ملا کرتے تھے۔ وہ سب انہیں اس وقت تک ملتے رہے جب تک کہ وہ حکومت کے وفادار رہے۔ جب وہ باغی ہو گئے تو الاؤنس بند ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ چھوٹے نصیر خان کے زمانے میں انہیں پانچ سو روپے سالانہ ملتے تھے اور انہیں یہ پندرہ سولہ سال تک ملتے رہے۔ خان کا ریکارڈ اب تک موجود ہے اور اگر اس سے یہ ثابت ہو جائے کہ انہیں پانچ سو روپیہ ایک سال بھی ملا ہے تو جو وہ کہتے ہیں اسے سچ مان لیا جائے۔ مگر ریکارڈ سے یہ ثابت نہیں ہوتا تو پھر بیان مشتبہ ہے۔ خان کے دفتر میں جو لکھا ہے وہ انہیں ملتا رہا ہے۔

تیسری شکایت کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ "زری کلنگ" یعنی معمول کے مطابق جو محصولات ہیں اس سے زیادہ ان سے کبھی نہیں لیا گیا۔

چوتھی شکایت کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ کبھی وقوع پذیر ہی نہیں ہوا۔ اگر بار برداری کے لئے اونٹ لیا جاتا رہا ہے تو اس کا کرایہ دیا جاتا رہا ہے۔ اور اب بھی دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص مجرم بھی ہو تو بھی اس کا کرایہ نہیں روکا جاتا۔ جو اس کے واجبات ہوں ادا کر دیئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

اب وہ بیان لیجیے کہ قادر بخش بدوزئی کو جرمانہ کیا گیا۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ ملک میں ہنگامہ اور فساد ہو رہا تھا۔ قادر بخش نائب ولی محمد کے ساتھ کام کرتا تھا۔ اس کے ذمے سامان اور رسد پہنچانے کا کام تھا اور یہ کہ جب تک سامان اس کے پاس رہے یہ اس کی ذمہ داری ہوگی کہ سامان کو نقصان نہ پہنچے۔ نائب نے اسے کچھ سامان لے جانے کو دیا مگر اس نے باغیوں کے مشورے سے بولان میں وہ سب سامان ان کے حوالے کر دیا۔ لہٰذا اسے معاہدے کے مطابق سامان کی تلافی کرنی پڑی۔ صحیح رقم تو نائب کو معلوم ہوگی کہ اس سے کتنا لیا گیا۔ یہ کہتے ہیں کہ اس سے ایک ہزار لیا گیا۔ مجھے اس کے بارے میں صحیح معلوم نہیں ہے۔

کاریز کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ اس کا ٹیکس جتنا پرانے زمانے میں تھا۔ اتنا ہی اب بھی ہے۔ اس کی وصولی دیہہ کے وڈیروں اور سرداروں کے ذریعے کی جاتی ہے۔

دوسرے سرداروں کی عرضی کے جواب میں میں نے چھوٹی بڑی لڑائیوں کی تفصیل بتا دی ہے۔ اب اس کو بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

عرضی گزار نے ایک جرمانے کا ذکر ہے جو اس سے نائب عبدالرحمان نے شہداد بنگلزئی کی شکایت پر وصول کیا۔ واقعہ یوں ہے کہ جب شہداد سید زئی نے جسکا تعلق باغی بنگلزئیوں سے کچھ نہیں ہے۔ اپنی عرضداشت پیش کی تو شاید اس کے حقوق اس کو واپس مل گئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اونٹ چرانے پر جرمانے وصول کئے گئے۔ جواب یہ ہے کہ یہ جانور دوسروں کے کھیتوں میں چلے گئے تھے اور زمیندار اس کا معاوضہ مانگتے تھے۔ چونکہ ان کی فصل خراب ہوئی تھی۔ یہ قاعدہ ہر جگہ کا ہے۔

لہڑیوں کردوں اور محمد شاہیوں کی عرضی کے جواب میں مہینہ میں ایک روپیہ چار آنے فی اونٹ وصول کرنے کا جواب دے چکا ہوں۔ مختصراً جواب یہ ہے کہ اس قسم کی فیس کسی سے نہیں لی جاتی مگر ممکن ہے کہ تھوڑا بہت اونٹ چھڑانے کے لئے جمعداروں کو دینا پڑا ہو۔ یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔

Marfat.com

اپنے بیان میں انہوں نے اونٹ، گھوڑے اور جائیداد کے لوٹنے کا ذکر ہے۔ جواب یہ ہے کہ جب یہ لڑائی کے بعد بھاگے تو یہ اپنے خاندان اور سامان اونٹ پر لاد کر لے گئے اور جو کچھ وہ نہیں لے جاسکے وہ چھوڑ گئے۔ مثلاً چکی، اونی قالین اور چھوٹی موٹی دوسری چیزیں اور یہ سب خان کی فوج لے گئی۔

یہ بھی غلط بیانی ہے کہ روزینہ الاؤنس جو شیر دل خان نے مقرر کیا تھا۔ موجودہ خان نے اسے بند کر دیا اور جرمانہ اس کے علاوہ الگ وصول کیا گیا۔ کسی کو کسی قسم کی سزا بغیر کسی ارتکاب جرم کے نہیں دی گئی۔

اب آپ کی توجہ اس بیان کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ سید خان بیدزئی کی بندوقیں، بادام کی بوری اور اون کی گانٹھ چھین کر لوگ لے گئے۔ لڑائی کے دوران سید خان باغیوں کا شریک تھا۔ اس کے گھر میں روپیہ تو ہو نہیں سکتا تھا۔ مجھے یہ تو نہیں معلوم کہ سید کے گھر میں یہ سارا سامان تھا کہ نہیں مگر خان کی فوج نے کم از کم یہ سامان اس کے گھر میں نہیں دیکھا۔ لہٰذا لوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر اس کے گھر میں کچھ تمباکو، اون اور بادام ضرور ملے اور فوج نے اس پر قبضہ کر لیا۔ روپیہ اور مال کا ذکر محض مبالغہ ہے۔ ان لوگوں کی عادت ہے کہ "مرغی کو ہاتھی بنا دیتے ہیں"۔ یا وہ مثل بھی ان پر صادق ہے کہ "مینڈک کو گائے" بنا دیتے ہیں۔ یہ بالکل سچ ہے کہ گھوڑے اور گھوڑیوں پر خان کے ملازموں نے قبضہ کر لیا۔ باغ میں ۱۹ اونٹوں کے ضبط کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ جنگ کے بعد کچھ مویشی نائب کے قبضے میں آئے۔ وہ سوداگروں کا مال تھا۔ اس لئے انہیں دے دیا گیا۔ تعداد ان کی کتنی تھی مجھے نہیں معلوم۔

حاجی کی لڑائی کا ذکر ہے اور کہا گیا ہے کہ یہاں بھی کچھ سامان اور اونٹ لوٹے گئے۔ ایک بروہی کی ذاتی جائیداد ایک "گیدان" (ایک بڑا تھیلا) ہوتی ہے۔ جس میں مختلف قسم کی معمولی چیزیں، کچھ اون اور معمولی قالین وغیرہ ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوٹا گیا ہے تو اس کے متعلق

Marfat.com

نواب محمد خان وکیل اور شکر خان سے پوری اطلاع مل سکتی ہے۔

اونٹوں کو بغیر کرائے کے استعمال کر لینا اور جرمانے وصولنے کا جو ذکر ہے۔ وہ بالکل جھوٹ ہے۔ لوسن کی پیداوار یا اس کی کاشت میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی ہے لہٰذا ان سے کوئی زیادہ ٹیکس نہیں وصولا گیا۔ عرضی دہندہ نے یہ بھی کہا ہے کہ نائب نے اس کی گھوڑی مفت لے لی۔ ہز ہائی نس خان کے پاس اس قسم کی کوئی شکایت نہیں پہنچی۔ اگر کوئی شکایت آتی تو اس کی تحقیق ضرور کی جاتی۔

سرکاری یا انعامی زمین بغیر کسی جرم کے ضبط نہیں کی گئی۔ نصیر خان اعظم کے زمانے سے چھوٹے نصیر خان کے زمانے تک جس کو جو زمینیں ملیں وہ ان کے پاس ہیں مگر جب بغاوت کرنے لگے تو باغیوں کی زمینیں ضبط کر لی گئیں۔

مبارک خان کی بیوی کے پانی کا جو ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ مبارک خان کی خوشدامن ہز ہائی نس خان کے پاس ڈھاڈر آئی اور شکایت کی کہ اس کے داماد مبارک خان نے اس کی لڑکی کو پانی کا حق دے دیا ہے مگر جب کاشتکاروں سے روپے وصولنے لگے تو انہوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ ہز ہائی نس نے فریقوں کو بلایا تو تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ مبارک خان نے اس قسم کا کوئی حق اپنی بیوی کو نہیں دیا تھا۔ اور وہ اپنی مرضی سے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ رہنے چلی گئی تھی۔ ہز ہائی نس نے بہرحال اس کی بیوی کو بھی پانی دینے کا حکم جاری کر دیا۔

حبیب اور جاموا بڑد کی لہڑی میں انعامی زمین کا جہاں تک سوال ہے تو ان کی زمینیں ان کے پاس ہیں۔ صرف وہ زمینیں جو دوسروں کی تھیں اور جن پر انہوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا تھا وہ لے لی گئیں۔ شادی خان اور دوسرے بنگلزئیوں کی زمینیں البتہ لے لی گئیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ بغاوت کے مرتکب تھے۔

یہ بیان کہ نائب ولی محمد نے قادر خان کی زمین اور پانی کی فیس ضبط کر لی بالکل غلط ہے

Marfat.com

یہ بیان کہ فتح علی پر جرمانہ اس لئے کیا گیا کہ وہ درانی پٹھانوں کی زمینیں کاشت کرتا تھا۔ اس کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ فتح علی نے ہز ہائی نس کی زمین کو دھوکہ دے کر پٹھانوں کی زمین میں ملا دیا تھا۔ جب یہ پتہ چل گیا تو اسے اپنے جرم کی سزا بھگتنی پڑی۔ یعنی جرمانہ ادا کرنا پڑا۔

"کاریز" اور "شبانہ" کے متعلق جو پرانے قاعدے چلے آ رہے ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ اور ان کے ٹیکس وغیرہ میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔ علی خان کی زمینوں کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ ریئسانیوں نے ان سے چھین لی تھیں۔ تحقیق کے بعد وہ اسے واپس دے دی گئیں۔

یہ شکایت کہ اونٹ، گھوڑے اور مویشی لوٹے گئے۔ یہ سب غلط ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ جائیداد لوٹی گئی ہو مگر اس کے متعلق زیادہ تر بیانات غلط اور جھوٹ ہیں۔

جندو خان اور دس دوسرے لوگوں کی عرضی

بنام کمشنر سندھ

مارچ ۱۸۷۲ء

ہم لوگ خراسان، شال کوٹ، مستونگ، سوراب اور کچھی کے رہنے والے ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے ہم لوگ تاجر ہیں۔ گھوڑوں کی نسل کشی خاص پیشہ ہے۔ ہم لوگ اونٹ بھی کرائے اور کاشتکاری کے لئے رکھتے ہیں۔ ہم پر جو ظلم وستم ہوتے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

ہمارے ملک میں شال کوٹ اور دہبہ سورہ کے درمیان چودہ "کاریز" اور "جوکل" ہمارے موروثی ہیں۔ یہ ہمیشہ ہمارے قبضے میں رہے ہیں۔ وہاں پر ہماری سات کاریزیں اور بھی ہیں جو ہم لوگوں نے کانسی زمیندار سے خریدی تھیں۔ گزشتہ سال میر خداداد خان شال کوٹ آئے اور کاریز پر جتنی لُوسن گھاس تھی وہ اپنے جانوروں کے لئے زبردستی کاٹ کر لے گئے۔ اس سے ہمارا بڑا نقصان ہُوا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے سند دکھانے کو کہا جو دکھا دی گئی۔ انہوں نے

Marfat.com

کاغذات واپس کرنے کی شرط یہ لگائی کہ فی کاریز دو بھیڑ اور اس کے علاوہ بائیس روپے دیئے جائیں ہمیں ادائیگی کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اس پر بھی خان نے ایک کاریز کی سند کو تسلیم نہ کیا اور نصیرو (عرضی دہندہ میں سے ایک) سے چھ سو روپے لے کر ایک نئی سند دی۔ اور پچھلی سند کو پھاڑ دیا۔ اسی طرح سے انہوں نے سنگ شاہوانی کی ایک کاریز کی سند کے تین سو روپے لے کر نئی سند جاری کی۔ ایک روز سید خان اور عبدالوہاب خان شیروانی میں کچھ خاندانی جھگڑا ہوا اور خان نے جو اس وقت شال میں تھے۔ دونوں کو بلایا۔ اور ہر ایک کو ساٹھ روپے جرمانہ کیا۔ ان کا کیا قصور تھا؟ گزشتہ سال کسی تاجر کے تین خچر چوری ہو گئے۔ یہ واقعہ ڈھاڈر کا ہے۔ خان نے عظیم خان کو بلا وجہ ساٹھ روپے جرمانہ کر دیئے۔ بعد میں وہ خچر مرلوں کے پاس سے ملے۔ ہم لوگوں نے جرمانے کے روپے واپس مانگے مگر واپس نہیں کئے گئے۔ اور مرلوں کو جو اصل چور تھے۔ انہیں پچاس روپے جرمانہ کیا۔ جب ہم لوگ شال واپس آئے تو اس جگہ کے نائب نے مزید فی کس بارہ روپے اسی چوری کے سلسلے میں جرمانہ کیا۔ پچھلے جرمانوں کا کوئی عذر نہ سنا۔ ہز ہائی نس خان کے بھتیجے میر کریم خان نے زبردستی میر جندو خان کا ایک گھوڑا مفت لے لیا۔ جب خان مستونگ اور ٹرنگاباد آئے تو ہماری موروثی اور خریدی ہوئی زمینوں پر جو ٹیکس لگا ہوا تھا۔ وہ سب کٹوا لیا اور ایک پیسہ تک نہ دیا۔ جب وہ خادواری گئے تو بغیر کسی وجہ کے شیروانیوں سے چار سو روپے وصول لے۔ اسی دیہہ میں دو سو بند اور "کوچہ" جو ہم لوگوں نے اپنے اسلاف سے وراثت میں پایا۔ خان نے ضبط کر لیا۔ اور چار سال سے وہ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مبارک خان نے جو مستونگ کی لڑائی میں مارا گیا۔ بہت دفعہ گزارش کی کہ یہ بند اور کوچہ واپس کئے جائیں مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ ہم لوگوں کو پہلے لولان سے تجارتی سامان پر فی اونٹ آٹھ آنہ ملا کرتا تھا۔ اور یہ سردار عبدالقادر جمع کرتے تھے۔ بعد میں یہ فیس آٹھ سو روپے سالانہ کر دی گئی۔ بعد میں گھٹتے گھٹتے اب دو سو رہ گئی ہے۔ اس کے علاوہ جندو خان (عرضی دہندہ) کے دادا کو سند کے ذریعے نصیر خان اعظم نے یہ اجازت دی تھی کہ وہ فی اونٹ چار آنے وصولیں۔ میر مہراب خان نے

Marfat.com

اس کو بند کر دیا۔ وہ بھی پھر جاری نہیں کیا گیا۔ یہ ایک پرانا دستور تھا کہ جب کبھی خان کو باربرداری یا کسی فوجی کام کے لئے سواری کی ضرورت پڑتی تھی تو کچھی کے کسی قبیلے سے وہ اونٹ لیا کرتے تھے مگر ہم سے کبھی اونٹ کرائے پر نہیں لیا گیا۔ حالانکہ کرائے پر اونٹ چلانا ہماری روزی کا ذریعہ ہے مگر اب خان ہم لوگوں سے زبردستی مفت اونٹ لے جاتے ہیں اور اگر کوئی اونٹ نہ دے تو اس سے ساڑھے تین روپے جرمانہ وصول لیتے ہیں۔ اس سال جب خان مستونگ سے قلات واپس جا رہے تھے تو ان کے سپاہی نے ایک شخص فاضل خان شاہوانی کو بندوق سے مار دیا کیونکہ اس نے اونٹ دینے سے انکار کر دیا۔ ہم لوگوں سے جو اونٹ کرائے پر لئے جاتے ہیں اس پر ہم سے فی اونٹ ایک روپیہ چار آنے ٹیکس لیا جاتا ہے۔ یہ اس کے علاوہ ہے جو تاجروں سے لیتے ہیں۔ ہم لوگ جب خراسان سے کچھی جاتے ہیں تو اپنے خرچ کے لئے غلہ لے جاتے ہیں اس پر ہم سے فی اونٹ ایک روپیہ ڈیوٹی (ٹیکس) لیا جاتا ہے۔ اس قسم کا ٹیکس پہلے خانوں کے زمانے میں کبھی نہیں تھا۔

سردار عبدالقادر خان کی بیوی سے مبارک خان شاہوانی کے ناجائز تعلقات ہو گئے اس کے بعد وہ سندھ بھاگ گیا اور اس کی ساری جائیداد پر مبارک خانزئی نے قبضہ کر لیا مگر موجودہ خان نے اس سے قبضہ لے لیا اور مبارک خان جب خان کے پاس آیا تو اس کے لئے الاؤنس مقرر کر دیا۔ خان کے پاس بہت سی عرضیاں دی گئیں کہ وہ مبارک خان کو قبیلے کے حوالے کر دیں۔ چونکہ اس کا جرم ایسا ہے جو مذہبی اور قبیلے کے دستور کے مطابق ناقابل معافی ہے مگر خان نے اس کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کی۔ اس کے برعکس انہوں نے مجرم سے دو ہزار روپے رشوت لی اور عبدالقادر کے گھر خود گئے اور اسے زبردستی معافی دلوا دی۔ گزشتہ سال مستونگ کی جنگ سے دس روز قبل خان کو "دعوتی فیس" دو سو روپیہ عبدالقادر خان کی بیوی نے دیئے۔ جب ظلم و ستم اس حد تک بڑھ گیا اور ذلت یہاں تک پہنچ گئی تو ہنگامے اور فسادات شروع ہو گئے اور پھر ہم لوگ مارنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ ہماری ساری جائیداد خراسان اور کچھی

Marfat.com

یں خان کی فوجوں نے لوٹ لی۔ ہم لوگوں کی مصیبت ناقابل بیان ہے۔ امید ہے کہ ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔

دستخط:۔

۱۔ جندو خان شاہوانی

۲۔ شربت خان ولد مبارک خان

۳۔ رشید خان ولد عظیم خان

۴۔ عطا محمد لاشاری

۵۔ شاہ میر خان

۶۔ چاکر خان

۷۔ سہراب خان

۸۔ کنگون خان

۹۔ داو محمد شراب زئی

۱۰ زری خان عمرانی

۱۱۔ رحیم خان ولد مبارک خان شراب زئی

جندو خان اور دوسرے شاہوانیوں کی عرضی

بنام کمشنر سندھ

کا شاہ غازی کا جواب

شاہوانی قبیلے کی طرف سے جن لوگوں نے عرضی دی ہے وہ نہ تو گاؤں کے مکھیا ہیں اور نہ ہی شاہوانیوں کے سردار ہیں۔ جیسا کہ ان لوگوں نے خود کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے بیانات سراسر غلط ہیں اور جھوٹ کا ایک پلندہ۔ ان کا سردار اصل میں عبدالقادر ہے جو

Marfat.com

نہایت وفادار ہے۔ اور خان کا فرمانبردار۔ وہ اپنے قبیلے کا صحیح نمائندہ ہے۔ اس کی وفاداری کی بنا پر خان اس کے ساتھ نہایت عزت اور مہربانی سے پیش آتے ہیں۔ ان باغیوں کو اپنے قبیلے اور حکومت سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ آپ سے اپنی ذاتی ملاقات پر بھی اس کا ذکر کیا تھا۔ عرضی دہندہ اور اس کے ملازموں کا جہاں تک تعلق ہے اس کے بارے میں صرف مجھے اتنا کہنا ہے کہ ہز ہائی نس خان نے ان کی کوئی جائیداد ضبط نہیں کی ہے اور نہ ان کا کوئی نقصان ہُوا ہے۔

یہ شکایت کہ ہز ہائی نس خان کے بھتیجے میر کرم خان نے شاہوانیوں سے ایک گھوڑا مفت لے لیا۔ مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ شاہوانیوں نے رشتے داری اور دوستی کی بنا پر انہیں یہ جانور بطور تحفہ دیا تھا۔ اور اگر اس کے بدلے انہیں کوئی گھوڑا ملا یا نہیں۔ یہ میر کرم خان کو معلوم ہو گا۔

سید خان محمد شہی کی عرضی

بنام کمشنر سندھ

مورخہ ۱۲ مارچ ۱۸۷۲ء

ہز ہائی نس خان قلات کے ہاتھوں ہم نے کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ وہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

دیہہ مستونگ۔ شال، خنک، ہٹھڑی اڈمونگچر میں میری بہت بڑی جائیداد ہے اور کچھی میں بھی میری جائیداد ہے۔ اس میں کچھ تو ایسی ہیں جو ہمارے پاس سات نسلوں سے چلی آ رہی ہیں۔ دوسری یا تو ہز ہائی نس خان کے عطیات ہیں یا خریدی گئی ہیں۔ ہم محمد شہی تین چار نسلوں سے گھوڑوں کی خرید و فروخت اور نسل کشی کا کام کرتے ہیں۔ ہم لوگ سراٹ میں گھوڑے خریدتے ہیں اور بمبئی، بنگلور، مدراس، ناگپور اور دوسرے شہروں میں لے جا کر بیچتے ہیں۔ گویا ہمارا خاص پیشہ گھوڑوں کی خرید و فروخت ہے اور صرف موروثی زمینوں پر کاشت کرتے

Marfat.com

ہیں۔ کبھی کبھی ہم اونٹ بھی کرائے پر رکھتے ہیں۔ عام طور سے وہ اون کراچی لے جاتے ہیں اور واپسی پر پنجگور سے کھجور لاتے ہیں۔ اس طرح ہم تاجر ہیں۔

میری درج ذیل شکایات ہیں۔

۱۔ ہماری کچھ موروثی جائیداد غیر قانونی طور پر ضبط کر لی گئی ہے۔

۲۔ وہ زمین جو ہم نے خریدی ہوئی ہے اس پر لوگ بس پیدا کرتے ہیں۔ اس پر کسی قسم کا ٹیکس دستور اور رواج کے خلاف ہے۔ ٹیکس کے بعد ہمارے پاس کچھ نہیں بچتا۔ کوئی منافع نہیں ہوتا۔

۳۔ ہم گھوڑوں کی نسل کشی کرتے ہیں۔ جب وہ تیار ہو جاتے ہیں تو ہز ہائی نس خان نصف سے بھی کم قیمت پر انہیں لے لیتے ہیں۔

۴۔ ایک نیا محصول جاری کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر بار بردار اونٹ پر ساڑھے تین روپے سالانہ ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ اور اگر اونٹ بیمار پڑ جائے تو اس پر معافی نہیں ملتی۔

۵۔ جب کبھی ہز ہائی نس خان ہمارے اونٹ کرائے پر لیتے ہیں تو جو عام کرایہ ہے۔ اس کے نصف سے بھی کم دیتے ہیں۔

۶۔ اگر ٹیکس دینے میں ذرا دیر ہو جائے یا باقی رہ جائے تو ہز ہائی نس کے افسران ہمارے ساتھ بہت بدسلوکی کرتے ہیں اور مارتے پیٹتے ہیں۔

تین سال قبل تک یہ صورت حال نہیں تھی اور ہمارے قبیلے میں انتشار کی وجہ یہی ہے۔

وہ زمینیں جو ضبط کی گئی ہیں۔ ۱۔ شاہانہ خاسام ۲۔ دہیہ مستونگ میں ایک باغ شاہانہ کے معنی یہ ہیں کہ ایک رات اور دن آبپاشی کے لئے پانی استعمال کرنے کا حق (نوٹ۔ شاید یہ لفظ شبانہ ہے) یہ مجھے انعام کے طور پر نصیر خان اعظم نے دیا تھا۔ اور اب یہ غیر قانونی طور پر ضبط کر لیا گیا ہے۔ ہنگامے سے ایک ماہ قبل ایک "کوچہ" جسے خانوزئی دشت کہتے ہیں

اور جو نون گاچرا اور گوردیال کے درمیان واقع ہے اور جو موروثی ہے۔ اسے سرکاری املاک بنا دیا گیا۔ دہبہ بٹر میرا ایک چوتھائی حصہ ہے۔ جو مجھے مفت جاگیر کے طور پر ملا تھا۔ قریباً پانچ سال ہوئے یہ بھی مجھ سے لے لیا گیا ہے۔ ہمیں ایک جگہ بارہ "بٹ" پانی کا حق تھا۔ وہ بھی واپس لے لیا۔ حالانکہ میری موروثی جائیداد ہے۔ اس کا تھوڑا سا حصہ ریئسانیوں کا ہے۔ اس زمین پر کبھی بھی کسی قسم کا ٹیکس نہیں تھا۔ مگر خان نے زبردستی لوسن اور دوسری فصل اپنے اونٹوں کے لئے لے لی۔

لال خان محمد شہی مستونگ کا ایک تاجر ہے۔ اس سال جب خان مستونگ آئے تو ان کا ایک ملازم لال خان کے پاس گیا اور کہا کہ چونکہ وہ بہت دولتمند آدمی ہے لہٰذا وہ ہز ہائی نس خان کو ایک ہزار روپے دے۔ لال خان کو مجبوراً تین سو چوہتر روپے دینے پڑے۔ اور اس کے فوراً ہی بعد ہنگامے شروع ہو گئے۔

اللہ دینا محمد شہی مستونگ کا ایک سوداگر ہے۔ اس نے "کاریز نوشتوالا" میں ایک "شاہانہ" خریدا۔ اور اس کے پاس نصیر خان کی سند موجود ہے۔ اس سے ہز ہائی نس خان نے چار سو روپے وصول لے۔ اور وجہ یہ بتائی کہ اس نے کئی ایک سال سے کوئی ٹیکس نہیں دیا ہے سند کو منسوخ کر دیا اور قریباً بارہ ماہ ہوئے کہ کاریز واپس لے لی ہے۔

بُدّل خان سے بلاوجہ بہتر روپے اور ایک گھوڑا لے لیا۔ اور ایک ہندو سے دو اونٹ بوجھ اون کے لے لئے۔

شکایت نمبر ۲ کی تفصیل یہ ہے۔ شاہانہ میں لوسن کاشت کرنے پر زری کلنگ ٹیکس یہ تھا۔ ایک روپیہ چار آنے "زری اور ڈیڑھ من گندم اور ڈیڑھ من جو" کلنگ"۔ اگر پانی کم ملتا تھا تو اسی حساب سے ٹیکس بھی کم ہو جاتا تھا۔ گزشتہ تین سال سے ہز ہائی نس خان نے ایک روپیہ چار آنہ "زری" کے علاوہ لوسن بھی لینا شروع کر دیا ہے۔ ہر سال لوسن چھ مہینے کاشت کی جاتی ہے۔ ہر "شہوا" کی فصل مہینے میں ایک دفعہ کاٹی جاتی ہے۔ ہر "شاہانہ" پر ایک اونٹ بوجھ لوسن کا خان ہر ماہ لیتے ہیں۔ اگر باقی رہ جائے تو ہز ہائی نس کے ملازم پانچ روپیہ وصول لیتے

Marfat.com

ہیں قبل کے خان ضرورت کے مطابق جانور رکھتے تھے مگر موجودہ خان بے شمار جانور رکھتے ہیں اور دوسروں کی محنت کی کمائی کھاتے ہیں۔ ہم لوگوں کے پاس جو لوئسن بچ جاتا ہے وہ ہمارے جانوروں کے لیے ناکافی ہوتا ہے۔ "کلنگ" ٹیکس ٹھیک لیا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل زمینوں پر لوئسن پر پہلے سے زیادہ ٹیکس لیا جاتا ہے۔

۱۰ شاہانہ، بہرام شاہی، مستونگ جو خریدی ہوئی ہے۔

½ شاہانہ خاسام جو خریدی ہوئی ہے۔

۲½ شاہانہ دیہہ مستونگ میں خریدی ہوئی ہے۔

۱½ شاہانہ کاریز نوہ

۱ شاہانہ غلام لوزر

۲ شاہانہ کاریز سانتر

۳½ شاہانہ کاریز کولی اور خشک آبہ

۳ بند گلمان میں

۳ شاہانہ کاریز خوند

۳ شاہانہ کاریز لنزینا

۶ شاہانہ کاریز پگی

۲۰ بند خشک آبہ نریاب کی حدود میں

۱ کاریز "خان" دیہہ پڑنگاباد

۷½ شاہانہ کاریز کوسلاباد

۱ شاہانہ کاریز لورن

۱۰ شاہانہ کاریز علوی

۷ شاہانہ کاریز سرخ کاجی مٹھڑی

Marfat.com

۱۲ شاہانہ کاریز کش رود

۱ کاریز آبدد

۱۲ کاریز میں کچھ زمین کے ٹکڑے

محمد حسن شال کوٹ میں

۱ کاریز جمانوالا

۲ شاہانہ سرکی دیہہ شال میں

۸ شاہانہ کاریز ششی زئی میں

۴ شاہانہ کاریز تبری میں

۱۲ شاہانہ کاریز قلندر میں

۴½ شاہانہ سورن میں

۲ شاہانہ خوس خانہ میں

۱۲ بند فوری کے قریب

۱۲ بند ششی زئی کے قریب

۲۰ مستونگ کے باغ میں

۵ مٹھڑی کے باغ میں

۴ پڑنگاباد کے باغ میں

جب مجھ پر وہ مظالم ڈھائے گئے۔ جن کا اوپر ذکر کرچکا ہوں اور جب مجھ پر اتنا بوجھ ڈالا گیا تو میرے لئے باغی ہوجانے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ لڑائی جو ہوئی تو ہمارے ایک سو تیس گھوڑے دیہہ مونگچر اور مستونگ سے لے لئے گئے۔ ہماری جتنی جائیداد اور مال لوٹا گیا ہے۔ اس کی تفصیل بتانا مشکل ہے۔ مختصراً یہ ہے۔ تین سو خروار غلہ، ایک سو بیس بھیڑیں۔ اور دس گلے بکریوں کے باغ سے زبردستی اُٹھالے گئے۔ اور بیس گھوڑے لڑائی میں ضائع ہوئے

Marfat.com

گاؤں بالکل ہی تباہ ہو گیا۔

سید خان محمد شہی کی عرضی

کا

شاہ غازی کا جواب

مورخہ ۹ محرم ۱۲۸۹

اُن شکایات کے جواب یہ ہیں۔

پہلا جواب۔ ہز ہائی نس نے ان لوگوں کے ساتھ کبھی غیر قانونی سلوک نہیں کیا اور کسی قسم کی کوئی زمین ضبط نہیں کی۔ ان کے بیان کا سارا مقصد اپنی مطلب براری ہے۔

دوسرا جواب۔ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ہز ہائی نس نے اس زمین سے جو انھوں نے خریدی ہے۔ پُوسن بطور ٹیکس لے لیا۔ واقعہ اصل میں یوں ہے کہ بہت زمانے سے ان زمینوں پر ٹیکس لیا جاتا ہے۔ جب سید خان کو یہ زمین دی گئی تو ٹیکس وہی رہا جو پہلے تھا اور سید خان کو اتنا ہی دینا پڑا جتنا کہ اس پر باقی تھا۔ ایک پیسہ بھی فاضل نہیں لیا گیا۔

تیسرا جواب۔ ہز ہائی نس.... ان لوگوں سے گھوڑے شاذونادر ہی خریدتے ہیں۔ اگر اتفاق سے کوئی خریداری کی گئی تو جو ثالث فیصلہ کر دے وہی قیمت ان کو دی جاتی ہے مثلاً ایک دفعہ ہز ہائی نس نے مارس سنگھ کے بیٹے سے چند گھوڑے خریدے اور ثالث یا پنچوں نے جو فیصلہ کیا اس سے زیادہ اس کی قیمت ادا کر دی۔

چوتھا جواب۔ جو اونٹ کرائے پر چلائے جاتے ہیں ان پر تین روپے چار آنہ فی اونٹ فیس کا قصہ یہ ہے۔ اگر کوئی شخص اونٹ کرائے پر چلاتا ہے تو اسے چند اونٹ ہز ہائی نس کو باربرداری کے لئے دینے پڑتے ہیں۔ جن کا کرایہ معمول کے مطابق ادا کیا جاتا ہے باقی دوسروں کو وہ کرایہ پر لگا سکتا ہے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ واپس لیتے وقت جمعدار

Marfat.com

کو کچھ دینا پڑا ہو۔ مگر خان نے کوئی ایسا حکم جاری نہیں کیا ہے۔

پانچواں جواب۔ پرانے رواج کے مطابق ہز ہائی نس خان کسی کا جو اونٹ استعمال کرتے ہیں اس کا باقاعدہ کرایہ ادا کرتے ہیں۔

چھٹا جواب۔ کاریز پر زری کلنگ کی وصولی دیہہ کے زمینداروں کے ذریعے ہوتی ہے اور وہی حکومت کے خزانے میں جمع کرواتے ہیں۔ پھر خان کے ملازمین کا کاشتکاروں کو مارنا یا ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے۔ ہز ہائی نس کے ملازمین نے کبھی بھی کسانوں کو تنگ نہیں کیا۔ اس کی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ اسی وجہ سے سب عوام اور قبیلے خوش ہیں سوائے ان لوگوں کے جو اپنی حرکتوں کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں۔ سید خان فرماتے ہیں کہ ان کا پانی کا "شاہانہ" مستونگ میں اور ایک چوتھائی حصہ کر یہ (قریہ) بسّر والا میں سرکاری جائیداد بنا دی گئی ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اس کے پاس ڈھاڈر میں کچھ نہیں تھا۔ لہٰذا جو چیز اس کی نہیں تھی۔ وہ اس سے لے لی گئی۔ ہز ہائی نس نے بارہ بٹ پانی ڈھاڈر میں ضبط نہیں کیا۔ وہ عرضی دہندہ کے تھے ہی نہیں پھر ضبطی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مونگچر کی زمینیں لانگو قبیلہ کاشت کرتا ہے اور یہ ہز ہائی نس کی رعایا ہیں۔ ایک زمانے سے ان زمینوں سے ٹیکس لیا جاتا ہے۔ اگر اس شخص نے وہاں زمین خریدی تو اس پر بھی وہی قانون لاگو ہوں گے جو لانگو قبیلے کے لوگوں پر ہوتے ہیں۔ دستور کے مطابق خان کے ملازموں نے تھوڑی بہت گھاس لے لی ہوگی۔

لال خان محمد شہی اور اللہ دینا محمد شہی کے بیان کے جواب میں میں اس کی تفصیل آپ کو بتا چکا ہوں۔

کچھ باغیوں کے پاس وادل خان کی شراکت میں گھوڑے تھے۔ شراکت کا ایک گھوڑا بیچ دیا گیا۔ اب چونکہ ایک شریک باغی تھا۔ لہٰذا اس کے حصہ کی رقم خان نے لے لی۔ ایک گھوڑی اور اس کا بچہ رہ گیا۔ یہ بھی شراکت کا مال تھا۔ گھوڑی بادل خان کے پاس ہے اور بچے کو ہز ہائی نس

Marfat.com

خان نے لے لیا عرضی گزار نے دو لوجھ اون کا بھی ذکر کیا ہے جو بالکل جھوٹ ہے۔

کاریز پر" زری کلنگ" مستونگ۔ ساترا و شال کوٹ میں جو لیا جاتا تھا۔ س میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اب بھی اتنا ہی لیا جاتا ہے جتنا کہ پہلے لیا جاتا تھا۔

عرضی دہندہ نے یہ کہا ہے کہ ہز ہائی نس گھوڑے، اونٹ اور دوسرے جانور بہت سے پالتے ہیں۔ اس لئے ان کا سن گھاس کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ ان کے ملازم جب سن لینے آتے ہیں اگر اس میں دیر ہو جاتی ہے تو وہ ہم لوگوں کے ساتھ بہت برا برتاؤ کرتے ہیں اس بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ اس سے قبل بھی احمدزئی بہت سے جانور رکھتے تھے اور لسن گھاس زمینداروں کے توسط سے لی جاتی تھی۔ یہ پرانا رواج ہے۔ اس میں خان کے ملازم مداخلت نہیں کرتے۔ لُوسن جمع کرنا گاؤں کے مکھیا یا زمینداروں کا کام ہے کہ وہ کاشت کاروں سے جمع کریں۔ پرانا رواج یہی ہے۔ عرضی دہندہ نے یہ بھی کہا ہے کہ" کلنگ" ٹیکس واجب طریقہ سے لیا جاتا ہے مگر" کاریز" پر لُوسن کا لینا ناانصافی ہے۔ آخر الذکر بیان غلط ہے۔ اگر" کلنگ" واجب طریقہ سے لیا جاتا ہے تو لُوسن بھی پرانے رسم و رواج کے مطابق لیا جاتا ہے ہز ہائی نس نے کسی زمیندار سے کچھ زیادہ نہیں لیا۔

عرضی دہندہ کہتا ہے کہ جب ہم باغی ہو گئے تو اس کی ساری جائیداد، مویشی اور منقولہ جائیداد لوٹ لی گئی۔ میرا جواب یہ ہے کہ جب عرضی دہندہ اور دوسرے باغی لغاوت کرتے ہیں تو یہ لوگ اس قدر لوٹ مار مچاتے ہیں کہ گاؤں میں سوائے خالی جھونپڑیوں کے اور کچھ نہیں باقی چھوڑتے۔ اب جب یہ لوگ باغی ہو گئے تو وہ جائیداد جو وہ اپنے ساتھ نہیں لے جا سکے اس پر ہز ہائی نس کی فوج نے قبضہ کر لیا۔

عرضی دہندہ کی یہ بھی شکایت ہے کہ فوج نے ان کا غلہ اور بھیڑ بکریاں لے لیں اور ان کے بیس گھوڑے لڑائی میں کام آئے۔ ان باغیوں نے جو لوٹ مار کرنے کے اور کچھ نہیں جانتے۔ نواب محمد خان، خان کے وکیل سے ایک معاہدہ کیا۔ جہاں یہ معاہدہ ہُوا۔ اس جگہ کا نام

Marfat.com

کربہ (قریہ) شیر خان ہے۔ اور ساتھ ساتھ اپنے ساتھیوں کو رات کو یہ مشورہ بھی دیا کہ ہنگامہ کرتے رہو۔ اور امن و امان قائم نہ ہونے دو۔ دو تین روز تک کچھی کے لوگوں کو بہت تنگ کیا۔ تب وکیل کے حکم سے خان کی فوج نے ان باغیوں سے کچھ اونٹ اور بھیڑ بکریاں جو یہ لوٹ کر لے گئے تھے۔ واپس لے لیں ۔۔۔ ان کی صحیح تعداد نواب مولا محمد خان اور شکر خان کو معلوم ہے۔

عرضی دہندہ کی ایک شکایت بیس گھوڑوں کے بارے میں ہے۔ کوئی بھی ان کو زبردستی اٹھا کر نہیں لے گیا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب سراوان کمبی کی لڑائی میں شکست کھا کر بھاگے تو اٹھارہ۔ بیس گھوڑیاں خان کی فوج کے ہاتھ لگیں۔

ڈھاڈر میں بارہ "بٹ" پانی کا سوال بھی اٹھایا ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ ڈھاڈر میں محمد شہیوں کی کبھی نہ کوئی زمین تھی اور نہ پانی۔ اب آ کر انہوں نے دھاندلی سے تھوڑا سا پانی قبضہ میں کر لیا تھا۔ اس کی تفصیل میں آپ کو ان کے بیان کے جواب میں پہلے بتا چکا ہوں۔

سردار دوست محمد لہڑی کی عرضی

بنام کمشنر سندھ

مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۷۲ء

لہڑی قبیلہ نارمک میں رہتا ہے جو مستونگ سے چالیس میل پر واقع ہے۔ سردیوں میں ہم لوگ اپنے مویشی چرانے کچھی چلے جاتے ہیں۔ انہیں ہم "نار" (استنبل) چراتے ہیں۔ یہ "نار" بروہیوں کو چراگاہ کے طور پر محبت خان کے زمانے میں ملا تھا۔ پانچ سال پہلے جب میرے والد خان قلات کے ملازم تھے تو حسب دستور ہم لوگ سردیوں میں مویشی چرانے گئے۔ اس وقت بھاگ کا نائب عبدالرحمان تھا۔ اس نے کہا کہ یہ چراگاہ پہلے کی طرح مفت استعمال نہیں کر سکتے ہو۔ اس کے لئے ٹیکس دینا ہوگا۔ میرے دادا میر محمد خان نے کہا کہ جب سے کچھی قلات میں شامل ہوا ہے۔ اس وقت سے ہم لوگ "نار" استعمال کر رہے ہیں اور کبھی کوئی فیس ادا

Marfat.com

نہیں کی۔ اس پر میرے دادا نے میرے والد کو قلات میں خبر دی۔ میرے والد نے جواب دیا کہ انہوں نے خان سے اس کا ذکر کیا مگر کچھ نہ بنا۔ لہٰذا ہم لوگوں کو مجبوراً فیس دینا پڑی۔ دس روز بعد عبدالرحمان کے دس آدمی آئے اور بیس بھیڑیں ذبح کر کے لے گئے۔ لہڑی جو جانور چرا رہے تھے۔ ان سے کہا کہ یہ تو دوگنی فیس ہو گئی۔ بھیڑیں بھی دینا پڑیں اور ٹیکس بھی۔

نائب کے سواروں نے نصیر آباد کے قریب لہڑیوں کے دو گھروں کو لوٹا۔ مالک مکان نے ان کی پٹائی کی اور ان کا ایک گھوڑا مارا گیا۔ ہم لوگ جب نارمک گئے تو میرے والد جہانگیر خان وہیں تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم چھ مہینے قلات میں رہے۔ مگر ہمارا روزینہ باقاعدگی سے نہیں ملتا تھا۔ ہم لوگ وڈیرہ آدم خان بنگلزئی کے ہاں اس لئے گئے کہ اس کے ساتھ نہرانی نس خان کے پاس جا کر عرضی دیں۔ اس وقت اللہ دینا اور افطر خان میں اختلافات تھے وہ لوگ بھی وڈیرہ آدم خان کے پاس آئے ہوئے تھے۔ اس کے بعد ہم لوگ یعنی آدم خان، حبیب خان اور دوست محمد ولد اللہ دینا کرد اور میرے چچا عارف خان، خان کے پاس عرضداشت پیش کرنے گئے۔ خان نے عارف خان کی بات نہیں مانی۔ اور نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ تب عارف خان نے حکومت انگلیسیا کو درخواست دینے کی سوچی۔ تمام سردار ختک پہنچے۔ اس موقع پر خان کے آدمیوں نے حملہ کیا۔ حبیب خان کو مار ڈالا۔ اس کے سب سردار نارمک آ گئے اور سردار مولا محمد رئیسانی بھی پانچ روز بعد قندھار سے آ گئے۔ مشورے کے بعد ہم لوگوں نے ایک قاصد انگریز افسر کے پاس بھیجا مگر راستے میں وہ پکڑا گیا اور ہمارا خط اس سے چھین لیا گیا اور قاصد واپس آ گیا۔ اس کے بعد ہم لوگ ناکو کی پہاڑی پر چلے گئے۔ شاہ غازی اپنی فوج کے ساتھ نارمک آئے اور ہمارے شہر کو جلا دیا۔ کئی ایک ہزار خوردار غلہ اور گھروں کا سامان اٹھا کر لے گئے۔ اس کے بعد لڑائی ہوئی۔ جس میں دونوں طرف کے دو چار آدمی مارے گئے۔ اس کے بعد ہم لوگ کفتاری آ گئے جہاں دوسری لڑائی ہوئی جس میں دو لہڑی مارے گئے اور آٹھ زخمی ہوئے۔ خان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ پھر تمام سردار مری کی

Marfat.com

پہاڑیوں پر چلے گئے۔ میرے دادا اور والد بھی ناکس سے آگئے۔ دوسرے روز شاہ غازی نے اپنی فوج کے ساتھ "رہیلا" اور جان محمد لہڑی کے گاؤں کو لوٹا۔ جان محمد لہڑی مارا گیا۔ بھیڑ، بکری، اون اور دوسرا۔۔ تجارتی سامان لوٹا گیا۔۔۔ ایک اور گاؤں میں بنگلزئیوں کے پچاس مکانات لوٹے گئے۔ اس وقت نائب محمد خان بھاگ میں تھا۔ جہاں اس نے لہڑیوں کی سات سو بھیڑوں پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح لہڑیوں کا جو کچھ اثاثہ تھا وہ سب خان کی فوج لوٹ کر لے گئی۔

شاہ غازی فوج کے ساتھ نارائن آئے۔ شاہ غازی نے تمام سرداروں کو صلح کی غرض سے بلایا۔ میر محمد خان، میرے والد جہانگیر خان، جامی خان دلود، اللہ دینا کرد، سبھی ان کے پاس گئے۔ وہ سب قید کر دیئے گئے اور بھاگ لے جائے گئے۔ شاہ غازی ڈھاڈر آئے۔ جہاں انہوں نے جہانگیر خان کو قید میں رکھا۔ جامی خان اور دوسروں کو قلات بھیج دیا۔ پھر شاہ غازی نے میرے دادا میر محمد خان کو مولا محمد کے پاس بھیجا مگر انہوں نے کہا کہ اب وہ سوائے حکومت انگلیسیا کے کسی پر بھروسہ نہیں کریں گے۔ میر محمد خان شاہ غازی کے پاس گئے اور یہ بات بتائی تو میر محمد خان کو قید کر لیا گیا۔ جب وہ لوگ بھاگ پہنچے تو میرے دادا میر محمد خان کا انتقال ہو گیا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کیسے مرے۔ ان کی لاش سنی بھیج دی گئی۔ میرے چچا مزار خان کو بعد میں بھاگ بلایا گیا اور سمندر خان کو بلوانے کو کہا۔ یہ اس وقت سبی میں تھا۔ میرے چچا سمندر خان نارمک آئے۔ جب شاہ غازی قلات پہنچے تو انہوں نے میرے والد جہانگیر خان سے کہا کہ ان کی رہائی اس شرط پر ہو سکتی ہے کہ شیر دل خان نے جو بندوق، تلوار اور اونٹ سمندر خان کو دیا تھا وہ یہاں جمع کرے۔ یہ شرائط پوری کر دی گئیں مگر میرے والد جہانگیر خان کو رہا نہیں کیا گیا۔

میرے چچا سمندر خان نے شاہ غازی کو یہ پیغام بھیجا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور اگر میرے بھائی جہانگیر خان کو جو ایک سال سے قید میں ہے۔ رہا نہیں کیا گیا تو ہم جنگ شروع کر دیں گے۔ اس پر شاہ غازی نے بڑی فراخدلی دکھائی۔ میرے والد کو رہا کر دیا اور میری تمام جائیداد واپس کر دی۔

Marfat.com

دوسال کے بعد ہماری کچھی کی زمین پھر ضبط کر لی ۔میرے والد خان کے پاس گئے اور ضبطی کی وجہ پوچھی ۔ مگر خان نے کوئی وجہ نہیں بتائی ۔ جہانگیر خان گھر واپس آگئے ۔

چھوٹے نصیر خان کے زمانے میں غلام محمد لہڑی نے شوران میں کچھ زمین خریدی تھی ۔ گزشتہ سال خان نے ان سے ایک ہزار تین سو تینتالیس روپے طلب کئے ۔اس کی زمین بھی ضبط کر لی گئی ۔ میرے چچا مراد خان لہڑی شاہ غازی کے پاس گئے مگر خان نے ان کی کچھ نہیں سنی اور بات نہیں بنی ۔ خان نے مراد خان کی عرضی خارج کر دی ۔

میر سید خان ایلتازئی کی شوریجی کے قریب ماچی گاؤں میں ایک جاگیر تھی ۔اس نے اس جائیداد کو حیات خان کے پاس رہن رکھا ۔ جب خان گنداوہ آئے تو انہوں نے حیات خان سے سند دکھانے کو کہا اور حساب مانگا ۔حساب کی جانچ پڑتال کے لئے میر کرم خان ولد میر سید خان کو مقرر کیا ۔حیات خان گنداوہ گیا اور اسے حکم دیا گیا کہ وہ خوزدار جائے اور کرم خان اور بی بی فاتحہ خاتون سے ملے اور حساب صاف کرائے ۔ حیات خان خوزدار گیا اور اس نے اپنا تھیلا جس میں سند تھی ایک ہندو کی دکان پر رکھا ۔تھوڑی ہی دیر میں بی بی فاتحہ خاتون کا ملازم اعتبار خان دکان پر آیا ۔ اور تھیلے سے سند نکال کر بی بی صاحب کو دے آیا ۔حیات خان اس وقت دکان پر موجود نہیں تھا ۔ جب حیات خان کو معلوم ہوا تو وہ اعتبار خان کے پاس گیا مگر وہ گھر پر نہیں تھا ۔اس نے گنداوہ کے توپخانے کے لہڑی کمانڈر کو اطلاع دی اور مدد چاہی جب اعتبار خان سے ملاقات ہوئی تو حیات خان نے اپنی سند مانگی مگر اس نے دینے سے انکار کر دیا ۔حیات خان میرے والد جہانگیر خان کے پاس آیا اور سارے واقعات بتائے جب خان بھاگ آئے تو میرے والد نے اس واقعہ کی شکایت کی مگر خاطر خواہ جواب نہیں ملا ۔حیات خان بہت خراب حال میں ہے ۔اس کے پاس کچھ نہیں رہا ۔ اور انصاف ملنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ۔

گزشتہ سال خان ڈھاڈر آئے ۔ بلاچ خان لہڑی نے اپنی ضبط شدہ زمینوں کی واپسی

Marfat.com

کا مطالبہ کیا مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ بلاچ خان کے پاس ایک گھوڑی تھی۔ خان کو پسند آگئی مگر بلاچ خان نے دینے سے انکار کر دیا۔ اسے تین مہینے قید میں رکھا اور بعد میں پانچ سو روپے نقد اور پانچ اونٹ لے کر اسے رہا کیا۔ بلاچ خان لڑائی میں زخمی ہو گیا تھا۔ جب کچھ بہتر ہُوا تو خان نے اسے توپ سے اڑوا دیا۔ اس کی گھوڑی کا ایک بچہ بھی لے لیا اور لہڑیوں کے پانچ چھ گھر بھی پڑنگ آباد میں لُوٹے۔

بہار خان لہڑی کی تفصیلات یہ ہیں۔

شیر دل خان کے دور میں پندرانی اور لہڑیوں میں ایک لڑائی ہوئی۔ جس میں لہڑیوں کے دو آدمی مارے گئے۔ موجودہ خان میر خداداد خان کے دور میں ایک لہڑی قتل ہُوا۔ خان کے ہاں ایک پندرانی ملازم تھا۔ اور بہار خان لہڑی بھی ملازم تھا۔ بہار خان نے خان سے کہا کہ لہڑیوں کے تین آدمی پندرانیوں نے مارے ہیں۔ اس کی تحقیق ہونی چاہیئے۔ مگر خان نے کچھ نہیں کیا وہ پندرانی خان کی ملازمت چھوڑ کر ٹومبو چلا گیا۔ ہز ہائی نس اس وقت بھاگ میں تھے۔ ایک پندرانی سے خان کا جھگڑا ہو گیا اور بہار خان کو بہت گالیاں دیں۔ اور کہا کہ خان سے شکایت کرنے کی بجائے اگر تم مرد ہو تو لڑ لو۔ بہار خان کو اس پر بہت غصہ آیا۔ انہوں نے اپنی تلوار نکال کر پندرانی پر وار کر دیا۔ وہ اپنا اونٹ، پستول اور تلوار چھوڑ کر پانی میں کود گیا۔ بہار خان نے اس کی چیزوں پر قبضہ کر لیا۔ اور ٹومبو کے نائب کے حوالے کر دیں اور سارا واقعہ بھی بتا دیا۔ پندرانی نے خان سے شکایت کی اور بہار خان سندھ چلا گیا۔ میرے والد جہانگیر خان نے خان سے کہا کہ بہار خان کی اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ اس پندرانی نے بلا وجہ اسے گالی دی اور لڑنے کو للکارا۔ اس سے پہلے بھی تین لہڑی پندرانیوں کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ خیر خان نے بہار خان کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد جہانگیر خان نے بہار خان کو سندھ سے بلا لیا۔ خان نے میرے والد کے پاس چھ آدمی بھیجے کہ بہار خان کو پیش کیا جائے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی یقین دلایا کہ کچھ نہیں ہوگا۔ بہار خان خان کے سامنے پیش ہونے کے لئے خنک

Marfat.com

گیا ۔ مستی خان چوبدار نے پہلے تو اسے گالی دی پھر اس سے زبردستی تلوار چھین لی ۔ بہار خان نے بہت برا مانا ۔ مگر بہار خان کے ایک دوست نے اسے بتایا کہ خان اسے قتل کروانا چاہتے ہیں تو اس نے مستی خان سے تلوار چھین کر اسے اور تین اور آدمیوں کو زخمی کر دیا جس کے نتیجے میں بہار خان کو توپ سے اڑوا دیا ۔

ایک دو سال پہلے کی بات ہے کہ خان محمد خان لہڑی خادم خان لہڑی کی بیوی کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوا ۔ خادم خان نے دونوں کا خاتمہ کر دیا ۔ اسے فوراً گرفتار کر لیا گیا ۔ سردار جہانگیر خان نے خان سے خادم خان کی معافی کی سفارش کی اور یہ کہا کہ یہ اس کی عزت کا سوال تھا مگر اس وقت تو خان نے اسے معاف نہیں کیا لیکن بعد میں پانچ سو روپے لے کر اسے چھوڑ دیا ۔ بھاگ کے نائب شاہجہان نے ایک شخص چندرام لہڑی پر ایک اونٹ چرانے کا شبہ کیا ۔ اس سے ایک سو بیس روپے وصول کر لئے ۔ آٹھ دس روز کے بعد وہ اونٹ مل گیا مگر نائب نے چندرام کو جرمانہ واپس نہیں کیا ۔

گزشتہ سال جب خان شال میں تھے تو انہوں نے یہ حکم صادر کیا کہ لہڑیوں کی ساری زمینیں ضبط کر لی جائیں اور اس کے ساتھ "انعام" زمینیں بھی کوتاب خان لہڑی کی جو سید محمد امین سے خریدی تھیں اور جس کی سالانہ آمدنی ایک ہزار روپے تھی ۔ وہ بھی ضبط ہو گئیں ۔ قیصر خان ولد کوتاب خان نے خان سے منت سماجت کی کہ اس کی زمین واپس کر دی جائے ۔ اس لئے کہ اس نے یہ زمین سید محمد امین سے خریدی ہے ۔ خان نے کہا کہ وہ اس سے اپنے روپے واپس لے لے ۔ اس کے بعد وہ سید امین کو خان کے پاس لے آیا مگر بے سُود ۔

نواب خان ساکن شال کوٹ یہاں موجود نہیں ہے ۔ جب وہ آئے گا تو اس کی طرف سے علیحدہ عرضی دوں گا ۔ اگست ۱۸۷۱ء میں خان مستونگ آئے مگر اس سے قبل مستونگ کے نائب عبدالرحمان نے قادر بخش ولد چندرام سے تین سو روپے معمولی جھگڑے پر وصول کئے ۔ جب خان آئے تو انہوں نے صغیر خان لہڑی کی کاریز ضبط کر لی ۔ یہ کاریز چھوٹے میر نصیر خان

Marfat.com

نے اسے انعام میں دی تھی۔

خمبر ولد رحمت کے پاس کنچر کاریز پر کچھ زمینیں تھیں۔ یہ زمین اس نے جمعہ دہوار سے خریدی تھیں۔ عبدالرحمان نائب مستونگ نے اسے ضبط کرنے کے بعد اس سے تین سو روپے جرمانہ وصولا۔ اس کے بعد ایک جھگڑا ہوا اور اس میں عبد علی خان مارا گیا۔

عبد علی لہڑی قیصر خان کا چچا ہے۔ پندرہ سال پہلے اس نے زمین اور پانچ "انگشت" پانی غلام نبی شاہوانی سے رہن لیا۔ اس نے سولہ سو روپے ادا کیے۔ جب خان مستونگ آئے تو اسے سند پیش کرنے کو کہا۔ سند دکھائی گئی۔ خان کے حکم سے غلام نبی ولد سلطان محمد نے عبد علی کی سب سندیں ضائع کردیں اور اس سے تین سو روپے جرمانہ بھی وصولا۔

سلطان محمد کے پاس کافی بڑی جائیداد ہے۔ گزشتہ سال وہ خان کا ملازم ہوگیا۔ اس کے باپ نے اپنی بہت سی زمین رہن رکھ دی تھی۔ اسے وہ خان کے اثر ورسوخ سے واپس لینا چاہتا تھا۔ سلطان محمد ایک معمولی آدمی ہے۔

ترک علی شیر دل خان کا ملازم ہے۔ گزشتہ سال نائب عبدالرحمان نے ترک علی سے پوچھا کہ اس نے شیر دل خان کی ملازمت کیوں کی تھی۔ اسے ساٹھ روپے جرمانہ کیا۔

خان جب مستونگ آئے تو لہڑی تاجروں کو کہا کہ انہیں فی باربردار اونٹ پر ایک روپیہ چار آنہ ٹیکس دینا ہوگا۔ یہ بالکل نئی فیس ہے۔ گزشتہ سات نسلوں نے کبھی نہیں دی اور یہ راہداری کی فیس کے علاوہ ہے اور یہ صرف لہڑیوں سے لی جاتی ہے۔ اس طرح پورے کچھی میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ جب قلات پہنچے تو لوگوں نے ان تمام مظالم کو ختم کرنے کی سوچی۔ میرے والد جہانگیر خان نارمک میں تھے۔ جب انہوں نے یہ سنا کہ مستونگ پر قبضہ ہوگیا ہے۔ اور جانشین رستم شاہ کے گھر میں پناہ لئے ہوئے ہے۔ میرے چچا سمند رخان مستونگ سے خبر لائے کہ خان کی فوج مستونگ پہنچنے ہی والی ہے۔ بروہیوں نے کوہ گردہ کے مقام پر خان کی فوج پر حملہ کردیا اور اسے بھاگنا پڑا۔ دوسرے روز شاہ غازی فوج

Marfat.com

لے کر آئے۔ اور مستونگ سے چھ میل دور خود ہیں ٹھہرے۔ میرے والد بھی یہاں پہنچ گئے۔ خان کی فوج "کاریزامان اللہ" چلی گئی۔ بروہی بھی وہاں پہنچ گئے۔ چار گھنٹے تک لڑائی جاری رہی میرے والد نے شاہ غازی کو زخمی کر دیا۔ جب میرے چچا نے میرے والد سے پوچھا کہ اسے قتل کیوں نہیں کیا تو میرے والد نے کہا کہ شاہ غازی نے ان سے پناہ مانگی۔ میرے چچا سمندر خان نے شاہ غازی سے کہا کہ وہ انہیں اپنے باپ کی جگہ سمجھتے ہیں۔ یہ گھوڑا حاضر ہے۔ اس پر واپس جائیں۔ شاہ غازی نے کہا کہ وہ گھوڑے پر سواری نہیں کر سکتے۔ ہمارے چچا سے کہا کہ وہ اپنی فوجیں واپس لے جائیں۔ ہم نے ویسا ہی کیا۔ اس کے بعد شربت خان سیدزئی، نواب خان، اختر خان کرد اور دوسرے دس بارہ سپاہی شاہ غازی سے ملنے گئے۔ میرے والد جہانگیر خان گھوڑے پر تھے۔ ان کے ساتھ چار پانچ آدمی اور بھی تھے۔ جب وہ توپوں کے قریب پہنچے تو کسی کے کہنے پر ایک توپ چلی۔ اس سے میرے والد کا گھوڑا زمین پر گر پڑا سپاہیوں نے حملہ کر دیا اور میرے والد مارے گئے۔ اس کے بعد نائب عبدالرحمان نے لہڑیوں کو خوب لوٹا اور ان کے مکانات گرا دیئے گئے۔

جو کچھ کہنا تھا میں کہہ چکا۔ اب میں انصاف چاہتا ہوں۔

دوست محمد کی عرضی کا

شاہ غازی کا جواب

پہلی شکایت کا جواب۔

"نر" (ن۔ر) کو چراگاہ کے طور پر استعمال کرنے کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ 'نر' رعیتوں کی جائیداد ہے جب کاشتکاری کا موسم ختم ہو جاتا ہے اور کاشتکار فارغ ہو جاتے ہیں تو دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ اگر بارش ہو گئی تو پھر کسی کو اس کے استعمال کی اجازت نہیں ہوتی تاکہ زمین کو نقصان نہ پہنچے اور اگر بارش نہیں ہوئی تو بیس

Marfat.com

روز تک اسے چراگاہ کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ جب یہ اجازت مل جاتی ہے تو جانشین ان سے پرانے دستور کے مطابق ٹیکس وصول کرتا ہے۔ ٹیکس یا تو نقد یا پھر بھیڑ لی جاتی ہے۔ بیس روز کے بعد پھر کوئی مویشی نہیں چرا سکتا ہے۔

لہڑیوں کی بھیڑ کے بارے میں جو بیان میں کہا گیا ہے کہ عبدالرحمان کے سوار۔۔۔ بھاگ میں ان کی بھیڑ ذبح کر کے لے گئے۔ تو اس کا واقعہ یوں ہے۔ لہڑیوں نے کسانوں کی فصل کو بہت نقصان پہنچایا۔ ان لوگوں نے نائب کے پاس شکایت کی۔ لہڑیوں کو تنبیہہ کرنے کے لئے سوار گئے اور انہیں غریب کاشتکاروں کو تنگ کرنے اور نقصان پہنچانے سے منع کیا مگر وہ نہ مانے بلکہ الٹا ان پر حملہ کر دیا۔ اس حملے میں دو آدمی اور سوار کا ایک گھوڑا زخمی ہو گیا اور حملہ آور بھاگ گئے۔ شر پسندوں کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اور سوار واپس آ گئے۔ جہانگیر لہڑی خان کے پاس آیا۔ اس نے سب کی طرف سے معافی مانگی۔ ہز ہائی نس نے حکم دیا کہ فریقین کو حاضر ہونے کو کہا جائے اور اس کی پوری تحقیق کرائی جائے۔ یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے۔ جہانگیر نے کہا کہ وہ لوگ بھاگے ہوئے ہیں۔ جب واپس آجائیں گے تو انہیں حاضر کر دیا جائے گا۔ یہ ہے صحیح واقعہ۔ عرضی دہندہ نے اصل حقیقت کو چھپا دیا ہے۔

شکایت نمبر ۲ کا جواب۔

عرضی دہندہ نے بیان میں جو کہا ہے کہ اس کے والد جہانگیر خان نے چھ مہینے خان کی ملازمت کی مگر اسے روزینہ الاؤنس اور بھتہ نہیں ملا۔ یہ بیان بالکل غلط ہے۔ جب تک وہ وہاں رہا اسے سارے الاؤنس ملتے رہے۔ یہ ہز ہائی نس کے ریکارڈ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ سردی کے موسم میں اسے گرم کپڑے اور پوستین بھی ملتی تھی۔ اس نے اپنی مرضی سے ملازمت چھوڑ دی اور گھر چلا گیا۔

عرضی دہندہ نے یہ بھی کہا ہے کہ جب جہانگیر خان لہڑی گھر پہنچا تو آپس میں مشورے

Marfat.com

ہوئے اور طے پایا کہ ہم سب لوگ خان کے پاس جا کر ان کو صورت حال سے مطلع کریں۔ یہ بیان واقعہ کے خلاف ہے۔ ہُوا یہ کہ جب جہانگیر اپنے گھر پہنچا تو سرادانی مثلاً محمد خان لہڑی، اللہ دینا کرد اور دوسرے (شاہوانی اور محمد زئی شریک نہیں تھے) وڈیرہ آدم خان کے پاس گئے اور وہاں بغاوت کی سازش ہوئی۔ جب ہز ہائی نس کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے میر نواب خان دینارزئی کو ان لوگوں کے پاس بھیجا تاکہ ان سے گفتگو کریں اور انہیں ہز ہائی نس کے پاس لے آئیں اور اس طرح غلط فہمی دور ہو جائے۔ نواب خان گئے اور ان لوگوں کو سمجھایا اور اپنے ساتھ وڈیرہ آدم خان، عارف ولد محمد خان اور حبیب خان وغیرہ کو خان کے سامنے پیش کیا۔ نواب خان یہاں میرے ساتھ موجود ہیں اور انہیں پورا واقعہ معلوم ہے جب وہ ہز ہائی نس خان کو سلام کر چکے تو خان نے کہا کہ انہیں ان کی ساری سازشوں کا علم ہے اور کہا کہ ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ چونکہ شیر دل کے زمانے کی بے وفائیاں اور ان کے باغیانہ جرائم معاف کر دیئے گئے ہیں۔ وہ اپنے اپنے گھروں کو جائیں اور اطمینان سے رہیں۔ وڈیرہ نے قرآن پر قسم کھائی کہ وہ آئندہ سے وفادار رہے گا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ حبیب خان کو کہا کہ وہ ایک اچھا آدمی ہے۔ بہتر ہے کہ وہ ان لوگوں سے علیحدہ رہے اور خود کو ایک وفادار شہری ثابت کرے۔ یہ اس کے حق میں بہتر ہو گا اور اسی میں اس کی بھلائی ہے۔ سب واپس چلے گئے مگر فوراً ہی اپنی پرانی باغیانہ اور تشدد کی عادت پر اتر آئے۔ انہوں نے مستونگ کو لوٹنے کا پروگرام بنایا اور اسپنجیر میں ایک فوج جمع کی۔ مستونگ پر حملے کی تیاری کر رہے تھے کہ نائب اور ہز ہائی نس کے افسروں کو اس کی خبر ہو گئی اور انہوں نے ان سے جنگ کی۔ جس میں حبیب خان اور اس کے ساتھی مارے گئے۔ یہ تھی ہنگاموں کی ابتدا۔ خان کی کبھی یہ خواہش نہیں ہوئی کہ کسی کو تباہ و برباد کریں۔

اس کے بعد وڈیرہ محمد خان، اللہ دینا کرد اور اس کے ساتھی نارمک میں جمع ہوئے کہ باقاعدہ جنگ کریں۔ پہلی جھڑپ میں جس میں حبیب خان مارا گیا۔ اس سے قبل ان لوگوں

Marfat.com

نے مولا محمد ریئسانی کو قندھار سے بلایا۔ یہ سب اس وقت ہُوا جب ملک میں امن وامان تھا۔ اصل میں ان کا ارادہ کچھی کو لوٹنے اور تباہ کرنے کا تھا۔ مولا محمد پانچ روز بعد ان سے آملا۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ مولا محمد کو بلانے کا مقصد سوائے بغاوت شروع کرنے کے اور کیا ہو سکتا تھا۔ ان کے بیان یا تو جھوٹے ہیں یا متضاد۔ بہرحال مجھے فوج کے ساتھ ان کے مقابلے کے لئے بھیجا گیا۔ نارمک میں لڑائی ہوئی۔ انہیں شکست ہوئی۔ وہ اپنے خاندانوں کو ناکاؤ پہاڑ پر چھپا آئے اور خود درّہ کہاندالم (جو بولان میں ہے) پر قبضہ کر لیا۔ میں نارمک میں خیمہ زن ہوا۔ یہاں کچھ غلہ زمین میں دفن کر کے ذخیرہ کیا گیا تھا۔ اس میں سے کچھ غلہ ہماری فوج نے استعمال کیا۔ گھاس بھی جانوروں کے لئے استعمال کی گئی۔ میں ان باغیوں سے مقابلے کے لئے روانہ ہُوا۔ جنگ ہوئی اور انہیں شکست دی۔ مولا محمد، آدم خان، جہانگیر، اللہ دینا اور کچھ سراوانیوں نے بھاگ کر جان بچائی۔ مولا محمد اور دوسرے سراوانی کوہ منڈائی میں جا چھپے۔ محمد خان اور جہانگیر کوہ نہاس میں اپنے خاندان والوں سے جا ملے۔ میں نے موخر الذکر کا پیچھا کیا۔ ایک موقع پر جان محمد لہڑی اور بدوزئی کا کچھ مال ہماری فوج کے ہاتھ لگا۔ ابھی دو منزل باقی تھیں کہ محمد خان نے اپنی مستورات کو صلح صفائی کرانے کے لئے بھیجا۔ ان لوگوں نے آکر ان کی طرف سے بڑی عاجزی دکھائی۔ اور معافی مانگی اور ان کی وفاداری اور فرمانبرداری کا یقین دلانا شروع کر دیا۔ میں نے کہا کہ محمد خان اور جہانگیر خان کو میں جنگی قیدی بناؤں گا۔ خواتین جہاں چاہیں جائیں۔ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا اور ان کی جائیداد بھی نہیں لوٹی جائے گی۔ خواتین واپس چلی گئیں اور میں نے دو روز انتظار کیا۔ جب وہ نہیں آئے تو ہم اپنی فوج کے ساتھ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ جیسے ہی میں پہنچا۔ محمد خان اور جہانگیر نے پناہ مانگی۔ میں نے انہیں قیدی بنا لیا اور نہ ان کی عورتوں کو اور نہ ہی ان کی جائیداد کو ہاتھ لگایا۔

اس کے بعد میں بھاگ گیا۔ مولا محمد اور اس کے ساتھیوں کے تعاقب میں نکلا۔ اس

Marfat.com

دوران میں محمد خان اور جہانگیر خان دونوں بحیثیت قیدی میرے ساتھ رہے۔ جب میں منٹھری پہنچا تو محمد خان بیمار پڑ گیا۔ اس لئے اسے رہا کر دیا اور اسے اجازت دے دی کہ وہ جہاں جی چاہے جائے۔ تھوڑے دنوں کے بعد محمد خان مجھ سے ملنے آیا اور اقبال جرم کر لیا۔ اس کے ازالے کے طور پر اس نے یہ کہا کہ وہ کوشش کرے گا کہ مولا محمد اور سراوانی ہتھیار ڈال دیں میں نے اسے اجازت دے دی اور ایک گھوڑا سواری کے لئے دے دیا۔ وہ مولا محمد اور رئیسانیوں کو لانے میں ناکام رہا اور واپس آ گیا۔ مگر میرے علم میں یہ بات آئی کہ وہ ہماری فوج میں لوگوں کو روپے تقسیم کرتا ہے اور ان کو ملک و فرمانروا کے خلاف اکسانے میں مشغول ہے تاکہ فوج ہی بغاوت کر جائے۔ اس لئے میں نے اسے دوبارہ قید کر دیا۔ اور میں مولا محمد کے پیچھے منڈائی ہل" چلا گیا۔ میں نے اپنی فوج کے ساتھ رات دن سفر کیا۔ اور صبح کو منڈائی پہنچا مگر بار دز ئیوں سے مولا محمد کو میرے آنے کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس لئے وہ بھاگ گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے ڈھاڈر سے جہانگیر اور اللہ دینا کے بیٹے کو ہز ہائی نس خان کے پاس بھیج دیا اور محمد خان کو بھاگ میں اپنے ساتھ لے آیا۔ وہاں وہ قید میں بیمار پڑ گیا اور قدرتی موت مرا۔ جب وہ قریب المرگ تھا تو اس نے ایک وصیت نامہ لکھا۔ پہلی بات یہ ہے کہ میری لاش ستنی لے جائی جاتے۔ دوسری یہ کہ ہمارے بیٹوں کی خبر گیری اور دیکھ بھال کی جائے۔ اور تیسری یہ کہ ہمارے بیٹوں کو کہا جائے کہ وہ نافرمانی نہ کریں۔ لہٰذا اس کی خواہش کے مطابق اس کی لاش نہایت عزت و احترام سے ستنی بھیج دی گئی۔ دوسرا یہ کہ میں نے جہانگیر خان کی ہز ہائی نس سے سفارش کی۔ خان کی شفقت اور مہربانی سے اس کے باپ کی ساری موروثی جائیدادیں اسے بطور عطیہ مل گئیں اور تیسرا یہ کہ میں نے جہانگیر خان کو اس کے باپ کی وصیت کے مطابق کہا کہ تمہیں ایک فرمانبردار اور وفادار شہری کی زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ اسے عزت سے رخصت کر دیا گیا۔ تلوار اور سواری کا اونٹ (جو حکومت کا تھا) جو شیر دل کے زمانے سے سمندر خان کے پاس تھا۔ اس نے سمندر خان سے لیا اور خان کے پاس بھجوا دیا۔

Marfat.com

وہ جانوروں کے گلے جو وکیل مولا محمد کے حکم سے ضبط ہوئے تھے۔ وہ مولا محمد ریئسانی کے کہنے پر ان کے مالکوں کو واپس کر دیئے گئے۔ اس کے علاوہ ممکن ہے کہ دوسری چھوٹی موٹی چیزیں ہماری فوج نے لے لی ہوں۔ مگر جتنا عرضی دہندہ نے کہا ہے وہ بالکل مبالغہ ہے۔ وہ یہ بھی الزام لگاتے ہیں کہ گزشتہ سال کچھی میں "انعامی" زمینیں ہز ہائی نس نے ضبط کرلیں۔ اصل واقعہ یہ ہے۔ ہز ہائی نس جب گنداوا میں خیمہ زن ہوئے تو سرکاری افسروں نے یہ اطلاع دی کہ جہانگیر نے بیس بند شہدادوا کی نصف فصل کے علاوہ اس نے بقیہ آدھے پر (جو حکومت کی زمین ہے) بھی قبضہ کر رکھا ہے۔ جہانگیر کو بلایا گیا اور اس سے کہا کہ سند کے مطابق وہ صرف بیس بند اور نصف کا حقدار ہے۔ لہٰذا نائب صاحبداد اور اس علاقے کے معزز زمینداروں کو شہداد میں اسے زمین دینے کو کہا گیا۔ جب پوری پارٹی وہاں پہنچی تو جہانگیر نے سند کے مطابق زمین لینے سے انکار کر دیا۔ وہاں کاشت ہو رہی تھی۔ اس لئے تھوڑے دنوں کے لئے یہ کارروائی روک دی گئی۔

سوراب میں غلام محمد لہڑی کی زمینوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا بیان غلط ہے۔ یہ جائیداد مائی تاجی کی ملکیت تھی اور اس کا ایک حصہ رندوں نے خریدا تھا۔ غلام محمد نے زبردستی اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور کئی سال تک اس کی آمدنی کھاتا رہا۔ مائی تاجی نے اپنی موروثی زمین کے بارے میں ہز ہائی نس خان سے یہ شکایت کی کہ اس پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا ہے۔ ہز ہائی نس نے دونوں فریقوں کو بلایا تاکہ قانون کے مطابق فیصلہ ہو جائے اور جس کا جو حق ہے وہ اسے مل جائے۔ غلام محمد نے جب یہ سنا تو وہ روپوش ہو گیا اور محمد خان کے بیٹے مراد خان کو وڈیرہ امام بخش رند کے پاس بھیجا کہ وہ اس کی طرف سے ثالث بن جائے اور اسے کسی طرح اس الزام سے بچائے۔ اس نے رضا محمد اور دتو رند کو ہز ہائی نس کے پاس بھیجا اور یہ پیغام بھیجا کہ چونکہ وہ رندوں کا سردار ہے۔ وہ مائی تاجی کا حق واپس دلا دے گا۔ مگر اس دوران میں جو اس کا نقصان ہوا ہے۔ وہ اسے نہیں دلایا جائے گا۔

Marfat.com

ہز ہائی نس نے یہ معاملہ امام بخش کے سپرد کیا اور یہ کہا کہ حقدار کو اس کے حقوق دیئے جائیں اس کے بعد رضا محمد، دتو رِند اور مراد بخش لہڑی کو وڈیرہ نے بلایا اور ان لوگوں نے حکومت کے خزانے میں ایک ہزار روپے جمع کئے۔ اگرچہ غلام محمد نے اب تک جتنا کھایا تھا وہ اس سے کہیں زیادہ تھا۔

حیات خان لہڑی کا بھی ذکر آیا ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ میر خرم خان اور میر گاور خان ایلتازئی کی انعامی زمینیں اس کے ذمے دی گئی تھیں اور اسے نائب بھی بنا دیا گیا تھا جب حساب کتاب جانچا گیا تو پتہ چلا کہ وہ کافی روپے غبن کر گیا ہے۔ جب اسے اس بددیانتی کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ اور اس کا اس وقت کچھ فیصلہ نہ ہو سکا۔ یہ بھی غلط ہے کہ اس کی سند اعتبار خان لے کر بھاگ گیا۔ بلاچ (بالک) لہڑی کی زمین کی ضبطی کا بھی ذکر آیا ہے۔ واقعہ اصل میں یہ ہے۔ اس بلاچ یا (بالک) نے قندھار کے سوداگروں کے کچھ اونٹ چرا لئے۔ اور چوری ثابت ہو گئی۔ لہٰذا ڈھاڈر کے نائب نے اسے قید کر دیا اور چوری کے اونٹ اس سے واپس لے لئے۔ اسے جرمانہ بھی کیا گیا۔ گھوڑلوں کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ غلط ہے۔ وہ مستونگ کی لڑائی میں باغیوں کے ساتھ لڑا۔ زخمی ہوا اور ایک کسان کے گھر میں پناہ لی۔ مگر وہ پکڑا گیا اور قید کے بعد اور بغاوت کے جرم میں قتل ہوا۔

بہار خان لہڑی کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ پرانے زمانے میں لہڑیوں اور پندرانیوں میں خاندانی جھگڑے بہت ہوتے تھے اور ان میں کافی خون بہائے گئے ہیں پندرانی بعد میں برطانوی علاقے میں آباد ہو گئے۔ ہز ہائی نس خان کے ملازموں نے لہڑیوں کو سختی سے حکم دیا کہ آئندہ خون خرابہ نہ کریں۔ اس لئے کہ ان کے قبیلے کے قاتل اب سندھ میں ہیں۔ بہار خان نے اس حکم کی خلاف ورزی کی اور کریہ سومبا کے پندرانیوں پر حملہ کر دیا اور وہ سب کو قتل کر دینا چاہتا تھا۔ جب خان کے آدمیوں نے اس کا پیچھا کیا تو وہ بھاگ گیا

Marfat.com

پند رانہوں نے ہز ہائی نس سے شکایت کی۔ ہز ہائی نس نے جہانگیر خان کو بہار خان کو تلاش کرنے پر تعینات کیا اور کہا کہ اسے پکڑ کر میرے سامنے پیش کرو۔ بہار خان سندھ بھاگ گیا تھا مگر جب ہز ہائی نس خان خراسان گئے تو انہوں نے جہانگیر کو پھر بہار خان کو پیش کرنے کو کہا جہانگیر خان نے بہار خان کو ایک چوبدار کے ساتھ خان کے پاس بھیج دیا۔ راستے میں چوبدار مستی خان ذرا غافل ہو گیا۔ بہار خان نے اس کی تلوار چھین لی اور اس پر سخت وار کیا۔ اس نے تین اور آدمیوں کو زخمی کیا۔ (ان میں سے دو یہاں موجود ہیں) اور نتیجے میں حاکم نے اسے قتل کروا دیا۔

کرم خان کے بارے میں اتنا کہنا تو صحیح ہے کہ اس نے خان محمد کو اپنی بیوی کے ساتھ زنا کے جرم میں قتل کر دیا۔ بلوچستان کا یہ پرانا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو اس جرم میں قتل کر دے کہ اس کے خاندان کی کسی خاتون کے ساتھ زنا کرے تو اس شخص پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ اس شخص نے کوئی خون بہایا ہو گا تب ہی اسے سزا ملی۔

چندرام لہڑی کے سلسلے میں یہ کہنا ہے کہ تین چار مرتبہ ماڑی میں افغان سوداگروں کا اونٹ اور سامان چوری ہو چکا تھا۔ جن لوگوں کا عرضی دہندہ نے ذکر کیا ہے۔ ان کے پاس سے چوری کا سامان نکلا اور کرنل گرین کو دے دیا گیا کہ وہ سوداگروں کو واپس کر دیں مال تجارت کی رسید محمد خان وکیل کے پاس ہے۔

قطب خان لہڑی کی زمین کی ضبطی کا قصہ جو عرضی دہندہ نے بیان کیا ہے۔ وہ یوں ہے۔ سید مرحوم کا بھائی ہز ہائی نس کا مقروض تھا۔ اور دوسروں کا بھی مقروض تھا (مثلاً آلپارکا) جب سید کا انتقال ہو گیا۔ لہڑی مذکورہ نے اس کی زمین پر اپنے قرضے کے بدلے قبضہ کر لیا۔ قرضداروں نے ہز ہائی نس کے پاس اس واقعہ کو لے جانا مناسب سمجھا۔ سبھی فریق بلائے گئے۔ زمین پر سرکار نے قبضہ کر لیا اور حکم ہوا کہ قرضداروں کے حوالے کی جائے تاکہ ان کا قرضہ ادا ہو جائے۔

عرضی دہندہ نے یہ بات صحیح کہی ہے کہ نائب عبدالرحمان نے قادر بخش لہڑی ولد

Marfat.com

چندرام سے جرمانہ وصولا ۔ یہ یہاں کا پرانا قانون ہے کہ جو کوئی غیر قانونی طور پر امن وامان میں نقص ڈالے تو اسے جرم کے مطابق جرمانہ ادا کرنا ہو گا ۔

یہ بھی شکایت کی گئی ہے کہ شہباز خان کی کاریز کو سرکاری مِلک بنا لیا گیا ہے ۔ اس پر کاریز ضبط ہوئی ہے تو یقیناً کوئی ایسا جرم ان سے سرزد ہُوا ہو گا ۔ جس کی پاداش میں یہ کاریز ضبط ہوئی ۔ بغیر کسی وجہ کے ایسا نہیں کیا جا سکتا ۔

" کاریز کسیب خان " بی بی گنجہ نے سند کے ذریعہ دی تھی ۔ میں اس کی تحقیق کروں گا مگر مجھے یقین ہے کہ اسے لینے کی کوئی معقول وجہ ہو گی ۔

علی لہڑی کے " شاہانہ " اور مستونگ کی کاریز کے بارے میں یہ کہنا ہے ۔ کاریز اور شاہانہ سے " زری کلنگ " ملتا ہے اور جب علی میر محمد نصیر خان کی ملازمت میں تھا تو ملازمت کا الاؤنس ٹیکس سے کٹ جاتا تھا ۔ اب چونکہ وہ ملازمت میں نہیں ہے تو " زری کلنگ " ٹیکس اس کو دینا ہو گا ۔

" کاریز کمبر لہڑی " کا واقعہ یہ ہے کہ ان زمینوں میں کاریز " زری کلنگ " مقرر ہے جو کوئی بھی یہ زمین خریدے گا ۔ اسے یہ ٹیکس دینا ہو گا ۔ بہت ممکن ہے کہ کمبر نے اس زمین کو اس لئے چھوڑ دیا ہو کہ وہ ٹیکس ادا نہیں کر سکتا تھا ۔ کسی نے زبردستی اس سے یہ زمین نہیں ..... لی ہے ۔ اس میں جس رقم کا ذکر کیا گیا ہے وہ " زری کلنگ " ٹیکس ہو گا ۔

عبداللہ لہڑی کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ لہڑیوں نے کالا پانی (پانی کا رو) سلطان محمد شاہوانی سے خریدا ۔ اور ہز ہائی نس نے اس سے زبردستی لے لیا ۔ سلطان محمد ایک معمولی آدمی ہے اور وہ ایسا نہیں ہے کہ اس کے بہت سے ساتھی ہوں ۔ ہو سکتا ہے کہ لہڑیوں نے سلطان محمد کی مِلک پر قبضہ کر لیا ہو اور جب سلطان محمد نے خان سے شکایت کی تو انہوں نے اسے واپس دلا دیا ہو ۔ کوئی زبردستی نہیں کی گئی اور کسی نے اس کی جائیداد پر غیر قانونی قبضہ نہیں کیا ۔

Marfat.com

ترک علی کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ وہ شیر دل کا ملازم تھا۔ اس لئے اسے جرمانہ دینا پڑا۔ اس کی تحقیق کی ضرورت ہے۔ تب جا کر اس بیان کی صداقت کا پتہ چلے گا۔ بہت سے بروہی شیر دل کی ملازمت میں تھے مگر اس وجہ سے کسی کو کچھ نہیں کہا گیا اور نہ پریشان کیا گیا۔

صرف وہ لوگ جو وفاداری سے پھر گئے اور بغاوت پر اتر آئے صرف انہیں سزا بھی دی گئی اور جرمانے بھی دینے پڑے۔

ہر اونٹ پر ایک روپیہ چار آنے ٹیکس کا جو ذکر کیا ہے تو اس کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ جو لوگ کرائے کے لئے اونٹ رکھتے ہیں۔ انہیں چند اونٹ ہز ہائی نس کو باربرداری کے لئے دینے پڑتے ہیں اور اس کا انہیں پورا معاوضہ ملتا ہے۔ اس کے بعد پھر وہ اپنے اونٹ کرائے پر جہاں چاہیں بھیج سکتے ہیں۔ شائد یہ ہوا ہو کہ ساربانوں نے اپنے اونٹ واپس لیتے وقت کچھ جمعداروں کو دیئے ہوں مگر ایک روپیہ چار آنے ٹیکس کا کوئی حکم موجود نہیں ہے۔

ہنگامے، فسادات اور بدامنی جو ملک میں پھیلی۔ یہ سب ان عرضی دہندوں کی نافرمانی کا نتیجہ ہے۔ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے بغاوت کی اور مستونگ لے لیا تو یہ دعویٰ غلط ہے۔ صحیح واقعات کیا ہیں۔ یہ سب کو معلوم ہیں۔ اگر باغی فتحیاب ہوئے تو مستونگ ان کے ہاتھ سے کیسے چلا گیا اور پھر اپنی بود و باش کی جگہ کو چھوڑ کر کیوں بھاگ گئے؟

سردار اللہ دینا کُرد کی عرضی

بنام کمشنر سندھ

مورخہ ۱۲ مارچ ۱۸۷۲ء

آپ کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ جب برطانوی فوج بولان پہنچی تو میں سر بولان

Marfat.com

پر مہیر وہیں رہتا تھا۔ میں اُس وقت بیس سال کا تھا۔ اس وقت میرے سات بیٹے ہیں۔ مجھے پہلے پہل میجر آؤٹ ریم نے انگریز افسروں اور ان کا سامان جو بولان سے گزرتا تھا۔ اس کے تحفظ کے لئے مقرر کیا۔ میں انہیں ڈھاڈر سے شال کوٹ لے جاتا تھا۔ وہ لوگ جو ہمارے ساتھ اس ملازمت میں تھے انہیں حکومت سے بارہ روپے فی کس ملتے تھے۔ مجھے تین سو ساٹھ اور کبھی چار سو بھی مل جاتے تھے۔ یہ کام کرنے پر منحصر تھا۔ ایک دفعہ جب میں رحمت اللہ کاکڑ اور دریا خان مری کو انگریز افسروں کو سلام کرانے لایا تو مجھے ایک ہزار روپے ہماری خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے انعام ملا۔ مجھے سر بولان پر بیاری میں کنواں کھودنے اور پانی کا انتظام کرنے کے لئے روپیہ ملا۔ یہ انتظام فوج اور مسافروں کی سہولت کے لئے ضروری تھا۔ میں نے یہ کام بہت مناسب طور پر انجام دیا۔ جب تک کہ انگریز افسر اور فوج موجود رہے میں نے ان کی بہت خدمت کی۔ میجر آؤٹ ریم جب جانے لگے تو مجھے ایک تھان بروکیڈ، ایک لنگی اور پانچ سو روپے نقد دیئے۔ مجھے ایک سرٹیفکیٹ بھی دیا جو کھو گیا۔ اس کے بعد بولان میں مسافروں کے تحفظ کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں رہا۔

جب ہز ہائی نس میر نصیر خان جنرل جیکب سے ملنے جیکب آباد آئے تو درہ بولان کو ایک محفوظ علاقہ بنانے کا منصوبہ تیار کیا گیا تاکہ مسافر اور تاجر بلا کسی خوف کے سفر کر سکیں اور نائب شال کوٹ اور ڈھاڈر کو یہ ہدایت دی گئی کہ وہ ایسا انتظام کریں کہ بولان میں قافلے محفوظ رہیں۔ رحمداد خانزادہ شال کوٹ کا نائب تھا۔ جام ششکزئی کرد کو معہ دو سو آدمیوں کے بولان میں قافلوں کی حفاظت کے لئے تعینات کیا گیا۔ پھر بھی جب ایک بڑا قافلہ بی بی ناڑی کے پاس پہنچا تو سات سو مرلوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور سامان لوٹ لیا۔ جام کرد اور اس کے بارہ آدمی مارے گئے۔ پھر یہ کام شیر دل خان اور موبت خان مزارانی مری کے ذمے لگایا گیا۔ اس سے قبل مزارانی مری ہم لوگوں اور سنگلزئیوں کی زمین پر بغیر اجازت کے اپنے مویشی چرایا کرتے تھے۔ صرف یہ دستور تھا کہ وہ فی گلہ ایک بکری دے دیتے تھے۔ جب

Marfat.com

ہز ہائی نس خان کی فوج نے خنک پر حملہ کیا اور حبیب خان رستم زئی مارا گیا تو ہم سب سردار وہاں موجود تھے۔ ہز ہائی نس خان نے حکم صادر کیا کہ مزارانی جہاں چاہیں بغیر کسی اجرت کے مویشی چرا سکتے ہیں اور سرداروں کو کوئی اجرت دینے کی ضرورت نہیں ہے اور جہاں کہیں بھی وہ رہیں سرداروں سے آزاد رہیں۔ اس سے مزارانیوں اور ہم میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

۲- جب انگریز فوج سندھ چلی گئی تو اس وقت شال کا نائب مولا رحمداد تھا۔ اس کے بعد نور محمد کی تقرری ہوئی۔ اور وہ دو سال تک نائب رہا۔ اس کے بعد میں پانچ سال تک نائب رہا۔ رحمداد کا ایک اور سوار ایک خط جس پر ہز ہائی نس کی مُہر تھی لے کر میرے پاس آیا۔ اس میں اس کی دوبارہ تقرری کا پروانہ تھا۔ اور ہماری سبکدوشی کا۔ اس وقت ہز ہائی نس گنداوہ میں تھے۔ میں فوراً ڈھاڈر گیا اور مولا محمد دوسرے روز سے پھر نائب ہو گیا جب میں ڈھاڈر پہنچا تو ہز ہائی نس کے پاس مَیں نے ایک عرضی بھیجی۔ جس میں مَیں نے اپنی سبکدوشی کی وجہ پوچھی تھی۔ ہز ہائی نس خان نے یہ جواب دیا کہ مجھے سبکدوش نہیں کیا گیا ہے یہ ضرور کوئی دھوکا ہے۔ لہٰذا میں فوراً اپنی جگہ پر واپس جاؤں۔ اس حکم کے تحت میں سات سو آدمیوں کے ساتھ شال گیا اور رحمداد کو کہلا بھیجا کہ وہ شال سے نکل جائے۔ اس نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ لڑائی شروع ہوئی اور دس روز تک جاری رہی۔ آخر رحمداد امبر کمرانی بھاگ گیا۔ دس روز بعد سید کمبرانی اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ ہز ہائی نس کے پاس گئے اور انہوں نے مولا رحمداد کو معاف کر دیا۔ اس وقت دیوان گنگارام ہز ہائی نس خان کا وزیر تھا۔ اس کے بعد میں تقریباً چھ سات مہینے نائب رہا۔ اس کے بعد مجھے حکم ملا کہ میں خان کے ساتھ مریوں کی مہم پر جاؤں۔ میں نے پانچ سو آدمی جمع کئے اور خان کے ساتھ مری کی پہاڑیوں پر پہنچا۔ شال میں میں نے اپنے بیٹے کو اپنا کام سنبھالنے کے لئے چھوڑ دیا۔ جب میں مری کی پہاڑیوں سے واپس آیا تو پھر شال چلا گیا۔ چند دنوں کے بعد پھر مجھے سبکدوش کر دیا گیا۔ اور میری جگہ پر میر محمد اسلم زئی کو نائب مقرر کیا گیا۔ نائب مستونگ مولا عبدالعزیز

Marfat.com

نے جو رحمداد کا رشتہ دار تھا۔ ہمارے حساب کو جانچا اور ہز ہائی نس کو یہ رپورٹ دی کہ میں نے تقریباً چار ہزار روپے غبن کر لئے ہیں۔ میں نے بتایا کہ یہ روپے میرے اور رحمداد کی لڑائی میں خرچ ہوئے۔ میں اتنے روپے ادا نہیں کر سکتا تھا۔ کرنل گرین اس وقت مستونگ میں تھے انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ خان سے مشورہ کر کے اس کا کچھ بندوبست کر دیں گے۔ انہوں نے مجھے ایک رائفل بھی دی اور میں ڈھاڈر چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے ہز ہائی نس کا مندرجہ ذیل خط ملا۔

"بنام میر اللہ دینا کرد۔ شال کا حساب دیکھنے کے بعد پتہ چلا کہ تمہارے ذمے چار ہزار روپے نکلتے ہیں۔ مگر یہ رقم تمہاری طرف سے میجر گرین نے ادا کر دی ہے لہٰذا اب تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہیئے"۔

۳۔ میں شروع سے ہی ہز ہائی نس کا بہت وفادار خادم رہا ہوں اور کبھی بھی اپنی ذمہ داریوں سے غافل نہیں رہا۔ تقریباً پانچ سال قبل ہز ہائی نس نے میرے بھتیجے اختر خان کی زمین غیر قانونی طور پر ضبط کر لی۔ میں نے اپنے بیٹے یار محمد اور بھائی مینو کو ہز ہائی نس کے پاس بھیجا اور یہ استدعا کی کہ زمین واپس کر دی جائے۔ اس پر خان نے حکم دیا کہ یہ لوگ نائب عبدالعزیز کے پاس جائیں۔ اور قاضی سے کہیں کہ قانون کے مطابق فیصلہ کرے۔ قاضی نے سماعت کی اور فیصلہ اختر خان کے خلاف دیا۔ اختر خان نے فیصلہ کے حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا اور بنگلزئیوں کے پاس چلا گیا۔ جو خان کے ملازم تھے۔ وہ ابھی تک زبردستی اس زمین سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ میں نے نائب عبدالعزیز کو یہ سارا واقعہ بتایا۔ مگر اس نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔

اس سے ہمارے قبیلے میں بڑی بدگمانی پیدا ہوئی۔ ہم نے اپنے لڑکے دوست محمد کو خان کے پاس بھیجا مگر بے سود۔ ہز ہائی نس نے اختر خان کو یہ حکم دیا کہ وہ مجھ سے لڑے اور انہوں نے اختر خان اور نواب بنگلزئی کے لئے ایک قلعہ بنوا دیا۔ بہر حال جب دوسرے غیر مطمئن سرداروں نے یہ سنا تو انہوں نے مجھے برطانوی حدود میں چلے جانے کی رائے دی

Marfat.com

اور یہ کہا کہ میں اپنی شکایت انگریز حکومت سے کروں۔ حاجی محمد خان نے بھی یہ کہا کہ اس قسم کی ناانصافیوں سے نجات کی میں بھی سوچ رہا ہوں۔ ہم سب سردار خنک کوچ کر گئے اور دوسری صبح کو ہز ہائی نس کی فوج ہمارے مقابلے کیلئے آگئی۔ لڑائی ہوئی جس میں حبیب خان اور پانچ دوسرے آدمی مارے گئے۔ ہز ہائی نس کی فوج مستونگ روانہ ہوگئی اور ہم لوگ نارمک کی طرف چلے۔ ہم لوگوں نے مولا محمد ریئسانی کو جو قندھار سے واپس آگئے تھے نارمک بلایا۔ اس کے بعد ہم سب لوگ بولان آگئے۔ شاہ غازی بھی وہاں پہنچ گئے۔ لڑائی ہوئی اور خان کی فوج کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ ہمارے پاس گولہ بارود ختم ہوگیا۔ اس لئے دوسرے روز ہم میدان چھوڑ کر نکل آئے۔ جہاں لڑائی ہوئی وہاں پر کردوں کے بیس مکانات تھے۔ وہ خان کی فوج نے لوٹ لئے۔ لوٹ کے مال میں مویشی، بھیڑ، بکری اور زیورات تھے۔ ہم سب سردار پہاڑوں پر چلے گئے اور ہمارے دوسرے ساتھی سبی میں ٹھہرے رہے۔

یہاں مولا محمد ریئسانی کے نام سر ہنری گرین کا ایک پروانہ آیا کہ ہم سب سردار جیکب آباد آئیں۔ شاہ غازی کو بھی بلایا گیا ہے۔ سردار مولا محمد جیکب آباد گئے۔ وہاں شاہ غازی بھی موجود تھے۔ وہاں کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ سردار مولا محمد ریئسانی سبی چلے آئے اور شاہ غازی بھی واپس چلے گئے۔ سردیوں کا موسم شروع ہوگیا تھا۔ ہز ہائی نس خان نے باغبانہ اور خضدار میں جام صاحب اور نورالدین کی جائیداد ضبط کرلی۔ اس سے دونوں فریقوں میں لڑائی چھڑ گئی اور یہ لڑائی باغبانہ میں ہوئی۔ مولا محمد ریئسانی نے جام صاحب کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ لڑائی نہ کریں اور اپنا معاملہ حکومت برطانیہ کے سامنے پیش کریں۔ میں نے جب یہ پیغام جام صاحب اور نورالدین کو دیا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اگر ہماری جائیدادیں واپس کردی جائیں تو ہم لڑائی بند کردیں گے۔ ہز ہائی نس خان نے یہ بات نہیں مانی اور لڑائی جاری رہی۔ لڑائی دو روز تک جاری رہی۔ تب خان نے اپنی والدہ بی بی گنجہ کو جام اور نورالدین کے پاس بھیجا۔ بی بی نے کہا کہ خان اس پر راضی ہیں کہ جھالاوان اور سراوان کی زمینیں ان کے اصل مالکوں

Marfat.com

کے پاس ہی رہیں گی اور وہ اس کی ذاتی ضمانت دیتی ہیں۔ جام صاحب اور نورالدین لڑائی بند کرنے کو تیار ہو گئے۔ اس کے بعد مولا محمد کو جام اور نورالدین کا ایک خط ملا کہ خان اپنی زبان سے منحرف ہو گئے ہیں اور اپنے آدمی سارے ملک میں تعینات کر دیئے ہیں۔

مولا محمد نے مجھے پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے پاس بھیجا اور یہ استدعا کی کہ انہیں ملنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ سارے معاملات انہیں سمجھائیں۔ میں جیکب آباد گیا اور انہوں نے مولا محمد سے ملنے پر اپنی رضامندی دے دی۔ اس کے بعد ہم سب سردار جام صاحب اور نورالدین سے ملاقات کرنے گئے۔ رات کے وقت ایک قاتل نے میرے ایک بیٹے کو قتل کر دیا۔ مجھے اور میرے دوسرے دو بیٹوں کو زخمی کر دیا۔ ہم نے اسے پکڑ لیا اور پوچھا کہ وہ کون ہے اُس نے کہا وہ جلّاد ہے اور جو کچھ اس نے کیا ہے اپنے وعدے کے مطابق کیا ہے۔ ہم لوگ میجر ہیریسن کے پاس گئے اور انہیں سارا واقعہ بتایا۔

۴۔ ہز ہائی نس ؑ نے زرداد کرد سے ستّر روپے جرمانہ وصولا اور اختر خان۔ حاجی خان کے دو اونٹ بھاگ سے اٹھا کر لے گیا۔

نائب ولی محمد نے نبی بخش سے ایک سو اسّی روپے جرمانہ اور چودہ خوروار گندم بطور جرمانہ وصولا۔ اور زمین فصل روئی اور جوار کی چوری کروا دی۔

اختر خان ساٹھ خوروار گندم میری اٹھا کر لے گیا اور نبی بخش کی مرو دشت کی فصلیں بھی اٹھا کر لے گیا اور ایک کاریز کی تحصیل بھی لے گیا۔

نائب ولی محمد نے حاجی سے چالیس روپے اور حاجی برات سے بیس روپے زبردستی وصولے۔

اللہ دینا کُرد کی عرضی کا

شاہ غازی کا جواب

مؤرخہ ۹ محرم ۱۲۸۹

Marfat.com

درخواست دہندہ کے خیال میں انہیں اگر کوئی جگہ ہز ہائی نس کی حکومت میں مل جاتی ہے تو وہ اسے موروثی سمجھنے لگتے ہیں اور خود کو موروثی افسر دکھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انگریز افسروں نے اسے کئی بار سر لولان پر خدمات کے لئے رکھا۔ اور یہ وہی ملازمت چاہتا ہے جیسا کہ اس نے اپنی عرضی میں بھی کہا ہے۔ قافلوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہز ہائی نس نے شال اور ڈھاڈر کے نائب کو دے دی ہے۔ ہز ہائی نس کسی کو بھی اس کام پر لگا سکتے ہیں۔ عرضی دہندہ کو یہ ذمہ داری دینا ضروری نہیں ہے۔

عرضی دہندہ نے یہ کہا ہے کہ شیر دل اور موہبت خان مزارانی " کوچار " (خاص زمین سرکاری) میں اپنے مویشی چراتے تھے۔ اور انہیں فی گلہ ایک بھیڑ بطور معاوضہ دیتے تھے۔ مزارانی باغی مریوں سے مختلف ہیں اور وہ خان کی رعایا ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ فی گلہ ایک بھیڑ دیتے ہوں۔ مگر خان کا کوئی ایسا حکم موجود نہیں ہے۔ جب یہ باغی ہو گیا تو خان نے مزارانیوں سے یہ کہا کہ وہ اس سے علیحدہ رہیں۔ اس نے نائب کی جگہ کا ذکر کیا ہے۔ اس جگہ پر تقرری خان کی مرضی پر ہے۔ انہیں یہ اختیار حاصل ہے کہ جسے چاہیں رکھیں اور جہاں چاہیں تبادلہ کر دیں۔ جب اللہ دینا شال کا نائب تھا۔ ہز ہائی نس گنداوہ میں تھے تو مولا غلام علی خانزادہ نے جو شال میں تھا یہ اطلاع دی کہ رحمداد.... شال کے نائب کی جگہ تقرری کا ایک خط لایا ہے۔ اور اللہ دینا نے اسے چارج دے دیا ہے۔ اس پر ہز ہائی نس نے کہا کہ اس کی تقرری اس جگہ پر نہیں ہوئی ہے اور فوراً وہاں سے ہٹایا جائے۔ اللہ دینا پچاس ساٹھ آدمیوں کے ساتھ شال پہنچا۔ رحمداد دو روز تک قلعہ بند رہا۔ اللہ دینا نے جب لوگوں کو بتایا تو ان لوگوں کی مدد سے رحمداد کو ہٹایا اور پھر نائب بن گیا۔ آپ شال کے لوگوں کی ہمت اور بہادری سے خوب واقف ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد خان نے اللہ دینا کا تبادلہ کر دیا۔ جب ان کے حساب کی دیکھ بھال ہوئی تو پتہ چلا کہ چار ہزار روپے کا غبن ہے۔ قاعدے کے مطابق " سرکار " نے حساب کی جانچ پڑتال تبادلے کے بعد کرائی۔ جب غبن کا پتہ چل گیا تو اس سے مطالبہ کیا

Marfat.com

گیا تو اس نے یہ کہانی گھڑی کہ یہ روپیہ رحمداد کے ساتھ لڑائی میں خرچ ہُوا۔ اللہ دینا نے کرنل گرین سے گزارش کی اور ان کے کہنے پر خان نے اس سے درگزر کیا اور پھر کبھی اس کا مطالبہ نہیں کیا۔

اللہ دینا نے بیان میں اپنی وفاداری کا ذکر کیا ہے تو جب تک کہ اس نے بے وفائی نہیں کی۔ خان نے بھی اسے وفادار سمجھا باوجود اس کے کہ اس نے شیر دل کی بغاوت میں باقاعدہ حصہ لیا۔

اختر خان اور اپنا قصہ بیان میں اٹھایا ہے۔ اس نے اپنے بیٹے کو ہز ہائی نس کے پاس بھیجا۔ انہوں نے دونوں فریقوں کو نائب مستونگ مولا عبدالعزیز کے پاس جانے کا حکم دیا۔ تاکہ قانون کے مطابق فیصلہ ہو۔ دونوں نائب کے پاس حاضر ہوئے۔ شہادت کی بنا پر اختر خان کے مقابلے میں اللہ دینا ہار گیا اور اس (اختر خان) کا حق بحال کر دیا گیا۔ اختر خان کے بھائی یہاں موجود ہیں۔ ان سے پوچھا جا سکتا ہے۔ اور اگر اجازت ہو تو میں اس کی تحقیق کر دوں۔ اللہ دینا اپنے بیان میں کہتا ہے کہ ان حالات میں وہ خان محمد ریئسانی کے ساتھ انگریزوں سے شکایت کرنے پر مجبور ہُوا یہ بالکل غلط ہے۔ واقعہ یوں ہے۔ محمد خان حج پر گیا ہُوا تھا۔ جب واپس آیا تو اس کے ساتھ فقیر محمد بزنجو بھی تھا۔ جب مولا محمد ریئسانی نے ہز ہائی نس سے اس بات کی اجازت چاہی کہ وہ محمد خان کو قتل کر دے تو ہز ہائی نس نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اسی دوران سردار تاج محمد زہری نے مولا محمد کو یہ خبر دی کہ محمد خان سردار فقیر محمد بزنجو کے ساتھ واپس آرہا ہے۔ اب اگر وہ (مولا محمد) اس پر حملہ کرے گا تو فقیر محمد اس کے خلاف جائے گا۔ اس نے فوراً اپنا ارادہ بدل دیا لیکن بعد میں داروغہ عطا محمد کے ساتھ اپنے ساتھیوں کو بھیج دیا۔ اور محمد خان کے گاؤں پر حملہ کر دیا۔ اس کے قلعہ میں گھس گیا اور اسے قید کر کے خان کے سامنے لایا۔ محمد خان نے انصاف چاہا اور فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔ چونکہ اس نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ البتہ مولا محمد سے اس کی دشمنی ضرور تھی۔ ہز ہائی نس نے اسے آزاد کر دیا۔

Marfat.com

جب تاج محمد لہڑی گرفتار ہوا اور مولا محمد ریئسانی بھاگ گیا تو سردار محمد خان رستم زئی اللہ دینا کرد، محمد شاہی شاہوانی اور لہڑی اور بنگلزئی سردار سب خان کے ساتھ تھے تو موخر الذکر نے خراسان جانے کی اجازت چاہی ۔ نائب عبد اللطیف ان کے ساتھ تھا۔ ان کی دوسری گزارش یہ تھی کہ مولا محمد کے قلعہ پر حملہ کر کے اس کے بھائی کو بے وفائی اور نا فرمانی کے جرم میں قید کر کے لایا جائے ۔ یہ اجازت دے دی گئی اور انہوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ کہا تھا۔ ہز ہائی نس نے اس کے بعد مولا محمد کے بھائی کو چھوڑ دیا۔ تب حبیب خان اور محمد خان نے ہز ہائی سے گزارش کی کہ چونکہ مولا محمد باغی ہو گیا ہے ۔ اس لئے سرداری فتح خان لہڑی کو دے دی جائے۔ اور براہم زئی ہونے کی حیثیت سے اس کا حق بھی ہے ۔ ہز ہائی نس اس پر راضی نہیں ہوئے اور کہا کہ ممکن ہے کہ مولا محمد اپنے کئے پر نادم ہو اور معافی مانگ لے۔ اس انکار سے وہ لوگ باغی ہو گئے اور مولا محمد کو بلانے کے بعد ایک فوج جمع کی اور خنک آ گئے۔ ہز ہائی نس کی فوج جو قریب ہی مستونگ میں تھی ۔ ان سے جا کر لڑی ۔ اس میں حبیب خان مارا گیا اور دوسرے سب نارمک بھاگ گئے ۔

یہ بات غلط کہی ہے کہ انہوں نے مولا محمد کو لڑائی کے بعد بلا بھیجا مگر یہ صحیح ہے کہ وہ لڑائی کے پانچ دن بعد آیا۔ واقعہ کی نوعیت یہ ہے جو یہاں بیان کی گئی ۔

یہ سب کے سب نارمک میں جمع ہوئے اور مجھے ہز ہائی نس نے حکم دیا کہ انہیں سزا دی جائے ۔ نارمک میں ان سے لڑائی ہوئی اور یہ بھاگ نکلے ۔ محمد خان لہڑی گاؤں ہی میں ٹھہرا رہا اور اپنی خواتین کو قرآن پاک لے کر صلح کے لئے بھیجا ۔ میں نے ان سے یہ کہا کہ اگر وہ حاضر ہو جائے تو میں اسے اور اس کے بیٹوں کو بطور قیدی خان کے پاس بھیج دوں گا اور اگر حاضر نہ ہوا تو پھر میں اس سے لڑوں گا ۔ میں وہاں سے چلا آیا ۔ اور ان کے گاؤں پر حملہ کیا۔ محمد خان اور اللہ دینا کا بیٹا نکل آیا ۔ ہم نے انہیں قید کر لیا اور بھاگ روانہ ہو گیا اور وہاں سے ٹھڑی گیا۔ بارو زئی نے خبر دی کہ ان باغیوں کا خاندان ان کے ہاں آیا ہے ۔ اس کے بارے میں

Marfat.com

کیا حکم ہوتا ہے۔ میں نے یہ حکم دیا کہ انہیں کچھ نہ کہا جائے اور جہاں وہ چاہیں جا سکتے ہیں مگر مرد اُن سے علیحدہ رہیں۔ جب میں ڈھاڈر پہنچا تو معلوم ہوا کہ مولا محمد اور دوسرے باغی مریلوں کے ساتھ مندارے میں ہیں۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہ وہاں سے بھاگ گئے۔ جب میں بھاگ واپس آیا تو ہز ہائی نس کا یہ حکم ملا کہ میں جیکب آباد جاؤں اور کرنل گرین سے ملوں۔ میں نے ایسا ہی کیا اور دوسرے فریق بھی وہاں پہنچ گئے۔ کرنل گرین نے کہا کہ وہ ہز ہائی نس سے مشورہ کریں گے۔ بسردست باغیوں کا پیچھا نہ کیا جائے۔ میں نے ایسا ہی کیا اور قلات واپس آگیا۔ انہوں نے جام کے ساتھ مل کر دوبارہ ہنگامہ شروع کر دیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

جام نے ایک فوج جمع کی۔ نورالدین سے مل کر فقیر محمد بزنجو سے لڑنے گیا مگر لڑائی نہ ہو سکی۔ پھر خبر آئی کہ جام اور نورالدین فوج لے کر سارے آگئے ہیں۔ مجھے مقابلہ کرنے کا حکم ملا۔ لڑائی ہوئی۔ جام اور نورالدین گرفتار ہوئے۔ ایک سال تک وہ قید میں رکھے گئے۔ ہز ہائی نس کی بہن جام کی بیوی نے ان کی سفارش کی۔ انہیں نہ صرف رہا کر دیا گیا بلکہ باعزت بیلہ بھیج دیا گیا مگر یہ نہ مانے۔ باغیانہ اور خضدار میں پھر فوج لے کر پہنچ گئے۔ ہز ہائی نس قلات سے ان کے مقابلے کے لئے چلے۔ باغیانہ خضدار میں دونوں فریقوں میں سمجھوتہ ہو گیا۔ جب میں باغیوں سے بات کر رہا تھا تو اللہ دینا موجود تھا۔ بی بی گنجہ جام کے ساتھ تھیں اور اس مہم میں بھی ان کے ساتھ تھیں۔ ایک روز بی بی معہ اپنی لڑکی کے خان سے ملنے آئیں اور خان نے اس سے جام کی اس باغیانہ حرکت کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ اس کی وجہ کمال خان ایلتازئی کی زمینیں ہیں۔ اور جام کمال خان کی بہن کا لڑکا ہے۔ وہ اس میں اپنا حصہ چاہتا ہے۔ ہز ہائی نس نے کہا کہ انہیں ایلتازئی کی جائیداد سے کوئی تعلق نہیں ہے اور کمال خان کے وارث میر کرم خان اور گوار خان ایلتازئی ہیں جو اس کی بہن کے بیٹے ہیں۔ کمال خان گوار خان کے ماموں کا لڑکا ہے اس کے بعد میں جام سے ملا اور دوران گفتگو یہ کہا کہ وہ لوگ (جام اور دوسرے) لڑکیوں کو وراثت میں شریک نہیں کرتے اور ان کو اس میں حصہ نہیں ملتا ہے۔ اگر آپ کو اس سے اتفاق

Marfat.com

ہے تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو جنگ ہو گی۔ جنگ ہوئی جس میں جام فوج کی دو تین ٹڈ ڈویژن نے خان کی فوج کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ بی بی صاحبہ نے پھر مداخلت کی۔ طے پایا کہ جام اپنے ایک ملازم کو اپنے حصے کی خبر گیری کرنے کمال خان کے ہاں بھیج دیں۔ اس کے بعد جام پچاس ساٹھ آدمیوں کے ساتھ اس جائیداد کے معاملے کو طے کر کے قلات آئیں۔ اس تیسرے موقع پر بی بی کے کہنے پر ہز ہائی نس خاموش رہے اور جام واپس بیلہ چلے گئے۔ میجر ہیریسن قلات آئے اور جام پھر فوج لے کر کپوٹا پہنچ گیا۔ دونوں طرف سے بات چیت ہوئی اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ آپ کو اور میجر ہیریسن کو اچھی طرح معلوم ہے۔ اس وقت انگریز افسروں کی مداخلت سے جام کو پھر آزادی سے چلے جانے کا موقع مل گیا۔ نہیں تو اس کا قلع قمع کر دیا جاتا۔

بیان میں کسی ایک قتل کا ذکر ہے۔ اس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا۔ اگر باغیوں کو تکلیف پہنچی ہے یا ان کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں تو وہ خود اس کے ذمہ دار ہیں۔

یہ الزام کہ زرداد، حاجی برات اور نبی بخش سے جرمانے وصول کیے گئے تو اس کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ یہ لوگ نہ تو غبن کرنے سے دریغ کرتے ہیں نہ ہی چوری کرنے سے باز آتے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ ان کو یہ سزا اسی قسم کے کسی جرم میں دی گئی ہو۔ یہ الزام کہ اختر خان، اللہ دینا اور حاجی کا غلہ کھا گیا۔ اس کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ جب عرضی دہندگان باغی ہو گئے تو وہ زمین ہز ہائی نس نے اختر خان کو دے دی۔ اور کو جو رقم بھی اس کے ذمے کر دیا گیا تو اصل میں اس نے اپنا سرداری الاؤنس لیا ہے۔

شاہ غازی ولی محمد۔ وزیر ہز ہائی نس خان قلات کا خط

بنام میجر ہیریسن، پولیٹیکل ایجنٹ قلات

مورخہ ۱۴ محرم ۱۲۸۹

کمشنر سندھ نے آپ کی معرفت جو عرضیاں میرے پاس بھیجی تھیں ان کا جواب

Marfat.com

ہیں نے کمشنر کو بھیج دیا تھا۔ میرے خط سے پتہ چل گیا ہوگا کہ فسادات کیسے برپا کئے گئے اور بغاوت کیسے ہوئی اور کس نے اس کی ابتدا کی۔ مجھے امید ہے کہ کمشنر سندھ ان حالات کا جائزہ لیں گے اور ایسا فیصلہ کریں گے جس سے ہز ہائی نس کی حکومت مستحکم بنیادوں پر قائم ہو جائے اور رعایا امن و امان سے رہے۔ میں اب ذرا تفصیل سے بتانا چاہتا ہوں کہ باغیوں سے ملک و قوم کو کتنا نقصان پہنچا ہے۔

سرکاوانی سرداروں میں اللہ دینا کرد اور جھالاوانیوں میں نورالدین اول مقام رکھتے ہیں۔ اور ہر معاملے میں آگے آگے رہتے ہیں۔ خان ان کے ساتھ ہمیشہ رحمدلی سے پیش آئے اور ان پر عنایات کی بوچھاڑ کر دی پھر بھی انہوں نے وفاداری اور فرمانبرداری کی کوئی مثال پیش نہیں کی۔ ان کی فطرت شر پسند ہے اور یہ کسی طرح اپنی حرکتوں سے باز نہیں آ سکتے۔ جیسا کہ ایک مشہور شاعر نے کہا ہے کہ

"اگر حبشی کو ہزار بار بھی دھوؤ تو بھی وہ سفید نہیں ہو سکتا۔"

وہ دوسروں کو بداعمالیوں کی ترغیب دیتے ہیں اور مختلف قسم کے لالچ دے کر انہیں اپنی طرف لے آتے ہیں۔ ہز ہائی نس کی خواہش یہ ہے کہ معززین، معتبرین، عوام اور قوم صلح پسند ہوں تاکہ ہر شخص خوش رہے اور ملک ترقی کرے۔ حکومت پر امن اور مستحکم رہے ہز ہائی نس اور انگریز سرکار میں کوئی اختلاف نہیں ہے لہٰذا ہز ہائی نس یہ امید رکھتے ہیں کہ کمشنر سندھ کوئی ایسا انتظام کریں گے کہ آئندہ ملک کے امن و امان میں خلل نہ پڑے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہز ہائی نس، ان کی رعایا اور شہر بھاگ اور دوسرے گاؤں کو ان ہنگاموں سے کس قدر نقصان پہنچا ہے۔ شیر دل خان کے زمانے میں ہز ہائی نس کا چار لاکھ روپیہ قلات میں تھا۔ وہ لوٹا گیا اور تقریباً چار لاکھ کا سامان و اسباب بھی۔ نورالدین نے باغیانہ اور خضدار میں جو لوٹ مار مچائی۔ اس میں ایک لاکھ روپے کی جائیداد کا نقصان ہوا۔ آزاد خان نے جو سوراب اور پنجگور میں لوٹا وہاں ایک لاکھ کی جائیداد

Marfat.com

کو نقصان پہنچا اور اس نے جو قتل و خون کیا اور معصوم جانیں گئیں وہ اس کے علاوہ تھیں ڈھاڈر اور مستونگ میں جو جائیداد بن لوٹی گئیں وہ بھی لاکھوں کی تھیں۔ وہاں دو لاکھ روپے نقد، غلہ اور جائیداد اور دو سو گھوڑے گھوڑیاں۔ دوسری جگہوں کا بھی یہی حال ہے۔ یعنی کروڑوں روپے اور ہزاروں جانوں کا نقصان اٹھانا پڑا۔

یہ تو اندرونی معاملہ تھا۔ قافلوں کو الگ لوٹا اور غریب افغان سوداگروں کا سارا سامان لوٹ لیا۔

شیر دل خان کو ہٹانے کے بعد سراوان کے سرداروں اور نور الدین نے ہز ہائی نس خان کی وفاداری کا حلف اٹھایا اور انہیں پستول اور ساڑھے سات ہزار روپے دیئے گئے مگر فوراً ہی پھر منحرف ہو گئے۔

نمبر ۲۵۱۰ بمبئی مورخہ ۲۷ اپریل ۱۸۷۲ء

از سی گون سیکرٹری حکومت بمبئی

بنام سی۔ یو۔ ایچیسن سیکرٹری محکمہ خارجہ حکومت ہند

بسلسلۂ مراسلات جو خط مورخہ ۲۰ ماہ ہذا شمارہ نمبر ۲۳۴۳ کے ساتھ بھیجا تھا۔ ایک خط نمبر ۳۶۷ کمشنر سندھ کا برائے حکومتِ ہند بھیج رہا ہوں۔ یہ خط بلوچستان کے سرداروں کے مطالبات کے متعلق ہے۔

نمبر ۳۶۷ کراچی مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۷۲ء

از کرنل سر ولیم میری ویدر، کمشنر سندھ

بنام عزت مآب سر سیمور۔ وی فٹز جیرالڈ۔ گورنر اور پریذیڈنٹ ان کونسل بمبئی

بسلسلہ رپورٹ نمبر ۳۴ مورخہ ۵ ماہ ہذا۔ عرض یہ ہے کہ آپ کا ۶ تاریخ کا نامہ ملتے ہی

میں نے ہز ہائی نس کے وزیر اور سرداروں کا جیکب آباد سے جانے کا بندوبست کر دیا۔

۲۔ ۵ تاریخ بروز جمعہ کو میں نے ایک دربار عام منعقد کیا۔ اس میں جو لوگ دستور کے مطابق تحفوں کے مستحق تھے انہیں تحفے دیئے۔ اور سب کو رخصت کر دیا۔ جن کو تحفے دیئے گئے ان میں جھلاوان کے چھ سردار شامل ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ قصور وار تھے اور غلط رویہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ انہیں خان کی طرف سے میں نے معاف کر دیا۔ ایسے موقعوں پر جیسا کہ رواج ہے انہیں خلعت دی گئی۔ یہ اس لئے بھی کیا تاکہ انہیں یہ احساس ہو جائے کہ اب ان سے کوئی شکایت نہیں رہی اور انہیں وہی عزت دی جس کے وہ پہلے مستحق تھے۔ شائد اس سے یہ فائدہ ہو کہ آئندہ وہ خان کے بہت قریب ہو جائیں گے اور اپنی وفاداری سے منحرف نہیں ہوں گے۔

۳۔ میں نے اس موقع پر انہیں ان کی گزشتہ فرو گزاشتیں اور حب الوطنی کے فقدان کو جتایا اور یہ کہ سرداروں کے ساتھ جو ہمدردی حکومت برطانیہ کو ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ اگر آئندہ وہ خان سے منحرف ہوں گے اور اپنے فرائض کو محسوس نہیں کریں گے اور صرف اپنے ذاتی مفاد کو عوام اور ملک کے مفاد پر ترجیح دیں گے اور خالی شکایتوں کی بنا پر بغاوت پر آمادہ ہو جائیں گے جس سے غریب اور پرامن عوام کو کافی دکھ اور تکلیف پہنچتی ہے۔

۴۔ میں نے اس بات کو پھر دہرایا کہ حکومت بلوچستان میں ایک مستحکم اور منظم حکومت دیکھنا چاہتی ہے اور یہ مقصد اسی وقت ہی حاصل ہو سکتا ہے جب ملک کے معززین اور معتبرین خان کی دل و جان سے حمایت کریں۔ اور امن و امان قائم رکھنے اور ان اصولوں کو برتنے جو ملک و قوم کے مفاد میں ہیں کی حمایت کریں۔ حکومت ہز ہائی نس خان سے یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ عدل و

Marfat.com

انصاف کو ہمیشہ مدنظر رکھیں گے اور جب تک وہ اصولوں کو نہیں چھوڑیں گے اس وقت تک وہ حکومت برطانیہ کی دوستی اور پشت پناہی پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ میں نے یہ بھی کہا کہ سرداروں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ حکومت برطانیہ ان کے اپنے معاملے میں سردار اور خان کے درمیان کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنا چاہتی۔ یہ معاملات انہیں اپنے اور ملک کے رسم و رواج کے مطابق طے کرنے چاہیئں۔ سردار صاحبان کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اگر کسی قسم کا فساد یا غیر معقول بات کریں گے تو ہماری کوئی ہمدردی ان کے ساتھ باقی نہیں رہے گی۔

۵۔ سرداروں نے مستقبل میں ایک اچھا شہری بننے کا وعدہ کیا ہے اور امید کی ہے کہ ان کے جو حقوق ہوں گے وہ خان سے انہیں مل جائیں گے اور وہ انتہائی کوشش کریں گے کہ خان سے اختلاف پیدا نہ ہو۔ ان سے جو کچھ ہو سکے گا۔ وہ حکومت کی مدد کریں گے اور قلات کی گدّی کو نقصان نہیں پہنچنے دیں گے اور حاکم وقت کو مضبوط بنائیں گے۔

۶۔ میں یہ نہیں دکھلانا چاہتا کہ ان کارروائیوں سے میں بہت ہی پرامید ہوں ان بروہیوں کی سازش اور متلون مزاجی سے جو لوگ واقف ہیں اور سماجی تبدیلیاں جو ان کے ملک میں ہو رہی ہیں۔ وہ کبھی اس کی توقع نہیں رکھ سکتے کہ یک بیک یہ لوگ بدل جائیں گے اور ملک پرامن ہو جائے گا۔ صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اب حالات کچھ سدھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور یہ سردار صاحبان جو اب تک بغاوت کرتے رہے ہیں۔ ذہن میں بٹھالیں کہ ان حرکتوں سے حکومت برطانیہ کی ناراضگی مول لینی ہے اور ان کے مفاد میں ہے کہ وہ پرامن اور وفادار رہیں تو ہم مستقبل میں کچھ اچھے نتائج کی امید کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

اب ضرورت اس کی ہے کہ ان کے نامعقول مطالبات کی طرف توجہ نہ دی جائے۔ نافرمانی اور عدولی حکم کو ناراضگی سے دیکھا جائے تاکہ لایعنی مطالبات سے یہ پرہیز کریں۔ حکومت ہند نے جو احکامات اکتوبر میں صادر کیے تھے۔ ان پر پوری طرح عمل کیا جائے تو یہ سارے مقاصد حاصل ہو جائیں گے۔

۷۔ اس کے بعد ہماری وزیر شاہ غازی سے بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ ہزہائی نس کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ ہز میجسٹی کی حکومت اور احکام کی خلاف ورزی کبھی نہ کی جائے۔ میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ خان میں ایسی جو بھی خامیوں ہوں۔ انہوں نے حکومت برطانیہ کے مفاد اور دوستی کا خاص خیال رکھا ہے۔

۸۔ شاہ غازی نے یہ بھی خواہش کی کہ میں یہ بتا دوں کہ خان نے بہت کوشش کی ہے کہ سردار صاحبان خوش رہیں۔ اور اس کے قریب آ جائیں تاکہ ایک پرامن اور منظم حکومت قائم ہو سکے۔ مگر یہ چند سردار جو فطری طور پر شر پسند ہیں ہمیشہ کوئی نہ کوئی سازش کرتے رہتے ہیں۔ جس سے انتظامیہ میں خلل پڑتا ہے اور کاروبار سلطنت متاثر ہوتا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ وہ سارے اختیارات اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں۔ اور خان کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔ ان میں سے تین ان باغیوں کے سرغنہ ہیں۔ سابق جام بیلہ، سردار میر خان، خان کا رشتہ دار آزاد خان جو خاران کا نیم آزاد حکمران تھا مگر اس سے قبل بلوچستان میں اس کی کافی زمینیں تھیں جو بغاوتوں کی وجہ سے ضبط کر لی گئیں اور تیسرا مولا محمد ریئسانی۔ یہ لوگ ہمیشہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو پہاڑ بنا کر بغاوت کرنے پر تیار رہتے ہیں۔

۹۔ ان میں سے پہلے یعنی سردار میر خان نے بہت دفعہ بغاوت کی اور اسے ہمیشہ معاف کر دیا گیا۔ گزشتہ بغاوت کے بعد وہ برطانوی حدود میں بھاگ گیا۔

Marfat.com

جہاں اسے پناہ دی گئی۔ اور عزت سے رکھا گیا مگر وہاں بھی ریشہ دوانیوں سے باز نہیں آیا۔ ہز ہائی نس حکومت برطانیہ کے بہت مشکور ہیں کہ اسے بلوچستان سے بہت دور قید کر دیا گیا ہے اور ہز ہائی نس کو توقع ہے کہ حکومت اسے وہیں رکھے گی اور بلوچستان کے قریب نہیں آنے دے گی۔ اس لئے کہ وہ آیا نہیں کہ پھر ہنگاموں کا سلسلہ شروع کر دے گا۔

۱۰۔ اگر ملک میں امن وامان ہو تو آزاد خان سے کوئی خطرہ نہیں ہے مگر جہاں کہیں بھی ذرا سے نظم ونسق کے بگڑنے کا خطرہ پیدا ہو جائے وہاں وہ فوراً شہ دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اصل میں اس کا مقصد قلات کا تخت حاصل کرنا ہے اسی لئے تو وہ کبھی ایران اور کبھی افغانستان کی حاکمیت کو تسلیم کر لیتا ہے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے اس نے امیر کابل کو یہ درخواست دی کہ وہ ہز ہائی نس خان سے کہہ کر بلوچستان کی زمینیں واپس دلا دیں۔ خان نے امیر کو ایسا جواب دیا کہ اس کے بعد سے پھر انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ حال ہی میں چونکہ آزاد خان نے امیر کابل سے تعلقات قائم کر لئے تھے۔ اس لئے میں نے بذریعہ تار امیر سے استدعا کی کہ وہ آزاد خان کو قلات اور قلات کے معاملے سے علیحدہ رہنے کو کہیں۔

۱۱۔ ان تینوں میں سے سردار مولا محمد سب سے بہتر ہے۔ یہ قلات کی بادشاہت تو نہیں چاہتا مگر قوت واقتدار کا بھوکا ہے لہٰذا لوگوں کے بہکاوے میں آجاتا ہے۔ میر خان اور آزاد خان کے کہنے پر اس نے خان کے فیاضیانہ سلوک کو ۱۸۶۹ء میں ٹھکرا دیا اور حالیہ فسادات میں اللہ دینا کرد کے جھانسے میں آگیا۔ بہر حال وزیر کو اب یہ امید بندھ گئی ہے کہ شائد وہ ان خراب صحبتوں سے .... پرہیز کرنے لگے اور اسے کچھ عقل آجائے۔

۱۲۔ وزیر نے یہ بھی کہا کہ وہ قلات پہنچنے کے بعد نورالدین مینگل کے خلاف

کارروائی کریں گے۔ وہ ابھی تک کھلی بغاوت میں مشغول ہے۔ اب یا تو وہ خود کو خان کے حوالے کر دے گا یا ملک سے بھاگ جائے گا۔ اگر وہ ہتھیار ڈال دے گا تو پھر یہ ہز ہائی نس خان پر ہے کہ آیا وہ اسے سزا دیں یا معاف کر دیں۔ میں اسے سزا دینا چاہوں گا مگر خان نے ہمیشہ رحمدلی کا ثبوت دیا ہے۔ میں نے شاہ غازی سے یہ کہا کہ میں نورالدین کے بارے میں کوئی رائے نہیں دے سکتا مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ سخت سزا کا مستحق ہے۔

۱۳۔ سردار جو جیکب آباد آئے ہیں۔ وہ وزیر کے ساتھ قلات جائیں گے۔ اور ہز ہائی نس خان کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام گزاریں گے۔ وزیر نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اس وقت خان مالی مشکلات میں مبتلا ہیں اور اب چونکہ اتنے بہت سے سردار قلات جا رہے ہیں تو اس وقت انہیں مالی امداد کی بہت ضرورت ہے۔ میں نے انہیں پرائیوٹ طور پر بتا دیا ہے کہ حکومت انہیں کچھ عطیہ دے گی۔ وزیر نے بہت شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس موقع پر یہ رقم خان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوگی۔ اس لئے میں نے یہ انتظام کیا کہ یہ ایک لاکھ روپیہ جو منظور ہوا ہے۔ وہ سالانہ امداد کے ساتھ بھیج دیا جائے تاکہ وہ لوگ جو ان تمام باتوں کا علم نہیں رکھتے وہ یہ سمجھیں کہ یہ وہ سالانہ امداد ہے جو ہر سال جایا کرتی ہے۔ ہز ہائی نس اور وزیر کو بھی یہ معلوم ہے کہ یہ فاضل ایک لاکھ روپے صرف اسی موقع کے لئے ہیں۔ بعد میں ہر سال نہیں ملے گا۔

۱۴۔ مجھے امید ہے کہ میں نے جو کچھ کیا اسے ہز ایکسیلینسی پسند فرمائیں گے۔

مزید:۔ وزیر جیکب آباد سے مورخہ ۸ ماہ ہذا بروز پیر تک قلات نہیں جا رہے ہیں۔ میجر ہیرسن ان کے ساتھ گنداوہ جائیں گے اور براہ درہ مولا قلات۔

نمبر ۱۲۱۴ پی۔ شملہ۔ مورخہ ۳۰ مئی ۱۸۷۲ء

از سیکرٹری حکومتِ ہند، محکمہ خارجہ (پولیٹیکل)

بنام سی۔ گوم۔ سیکرٹری حکومت بمبئی

آپ نے خطوط نمبر ۲۲۴۳ مورخہ ۲۰ اپریل اور ۲۵۱۰ مورخہ ۲۷ اپریل کے ساتھ جو کاغذات بھیجے۔ ان کا ہز ایکسیلینسی، وائسرائے اور گورنر جنرل ان کونسل نے بغور مطالعہ کیا اور مجھے یہ کہا گیا ہے کہ آپ کو یہ بتاؤں کہ حکومت ہند، سر ولیم میری ویدر کی مشکور ہے کہ انہوں نے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ اور وسعت نظر سے قلات کے باغی سرداروں کا قضیہ چکایا ہے۔ سرداروں اور ان کے حکمران کے درمیان مصالحت کی شرائط جو انہوں نے سرداروں پر عائد کی ہیں۔ وہ معقول اور منصفانہ ہیں اور پیرا ۲۳ میں انہوں نے جو سرداروں سے خطاب کیا ہے اس کی ہز ایکسیلینسی ان کونسل نے بہت تعریف کی۔

۲۔ اس خطاب کا مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ سرداروں کو یہ صاف طور پر بتا دیا جائے کہ ہز ایکسیلینسی اِن کونسل خان کو اپنے علاقے میں ایک با اختیار حاکم دیکھنا چاہتے ہیں اور یہ مقصد حاصل کرنے میں حکومت برطانیہ ان کی ہر طرح مدد کرنے کو تیار ہے۔ اگر سردار یا رعایا حکم عدولی یا بغاوت پر تل جائے تو حکومتِ ہند نہ صرف ان حرکتوں کو ناپسندیدگی سے دیکھے گی بلکہ سخت ناراض ہو گی۔ سرداروں کو اپنا، رعایا اور ملک کا مفاد مدِنظر رکھنا چاہیئے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو حکومت برطانیہ کو اپنا ہمدرد پائیں گے۔ اب انہیں چاہیئے کہ امن و امان قائم کرتے تجارت کا تحفظ اور چوری ڈاکے کے خاتمے میں حکومت بلوچستان کا ہاتھ بٹائیں۔

۳۔ ساتھ ہی ساتھ ہز ہائی نس خان کو مطلع کر دیں کہ وہ معززین، معتبرین اور رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کے ساتھ پیش آئیں اور اگر انہوں نے ظلم و ستم روا رکھا

Marfat.com

اور پھر لغارنوں کا سلسلہ شروع ہُوا تو یہ بدامنی ان کے اپنے کرتوت کا نتیجہ ہو گی۔ حکومت برطانیہ انہیں نہیں بچا سکتی۔ تخت و تاج کی بہترین حفاظتی تدبیر یہ ہے کہ وہ اپنے رویّہ سے لوگوں کی محبت اور شفقت حاصل کریں۔

۴۔ نورالدین مینگل کے بارے میں ہزایکسیلینسی کی رائے یہ ہے کہ اگر سرولیم میری ویدر کو یقین ہے کہ وہ خان کو زیر کر لیں گے تو پھر کوئی اور قدم بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہیں تو مصالحت کی ایک کوشش اور کی جائے۔ جب تک یہ ہنگامے جو سرداروں کے مسلح ہونے کی وجہ سے اٹھے بالکل ختم نہ کر دیئے جائیں۔ صرف اسے دبا دینے سے یہ سمجھ لینا کہ ہنگامے ختم ہو گئے۔ غلط ہے۔ حکومت ہند کو اس سے باخبر رکھا جائے کہ آئندہ امن کا نتیجہ کیا نکلے گا۔

۵۔ آخر میں یہ کہنا ہے کہ کرنل فیری سے پوچھا جائے کہ انہوں نے ان باغی سرداروں کو چلتے وقت تحفے تحائف کیوں دیئے۔

۶۔ کیپٹن سنڈیمن کا جہاں تک تعلق ہے تو ہمارے ۱۸ مارچ کے خط میں جو احکام جاری ہوئے ہیں۔ ان سے اب کسی قسم کی غلط فہمی باقی نہیں رہنی چاہیئے۔

نمبر ۱۲۱۵، شملہ، مورخہ ۳۰ مئی ۱۸۷۲ء محکمہ خارجہ

اوپر کے مراسلے کی کاپی برائے اطلاع حکومت پنجاب کو بھی جا رہی ہے۔

Marfat.com